جواہر فریدی

یعنی

تذکرہ فریدیہ

مصنف:
حضرت مولانا محمد علی اصغر چشتی [illegible]
مترجم:
حضرت علامہ فضل الدین نقشبندی مجددی [illegible]

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

جملہ حالات بزرگان عظام از ابتدائے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

تا زہد الانبیاء سراج الاولیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مسعود رحمۃ اللہ علیہ

جواہرِ فریدی

یعنی

تذکرہ فریدیہ

مصنف: حضرت مولانا محمد علی اصغر چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: حضرت علامہ فضل الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاک پتن شریف

نام کتاب	....	جواھر فریدی
مصنف	....	حضرت مولانا محمد علی اصغر چشتی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	....	مولانا فضل الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	....	۴۹۶
تعداد	....	۶۰۰
کمپوزنگ	....	زاہد علی
ناشر	....	مکتبہ بابا فرید پاک پتن
قیمت	....	250 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ بابا فریدؒ چوک چٹی قبر پاک پتن

چاند کتب خانہ درگاہ بازار پاک پتن

عرضِ مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

واضح ہو کہ ہم نے یہ مختصر حالات آپ کے کتب سیر و جواہر فریدی وغیرہ سے منتخب کر کے بطورِ مقدمہ کے شروع ترجمہ کتاب میں حسبِ عادت اپنی لکھ دیئے ہیں تا کہ ناظرین کتاب کو اس امر کی واقفیت ہو جائے کہ یہ کتاب کس بیان اور کن بزرگ کے حالات میں ہے اور مجملاً کچھ کتاب کے متعلق بھی معلوم ہو جائے۔

خدا کا شکر ہے کہ میں اِس ارادہ میں کامیاب ہوا۔ اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ مختصر حالات لکھ سکا۔

حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کی کرامت کی بابت کتب سیَر میں لکھا ہے کہ آپ کی ادنیٰ کرامت یہ تھی کہ آپ نے دروازۂ رحمت و بخشائش الٰہی ہر کس و ناکس کے لئے کھول دیا تھا۔ کیسا ہی خاطی اور مذنب اور فاسق و فاجر آپ کے حضور میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ اس کو شرفِ بیعت سے مشرف فرما کر مقاماتِ اعلیٰ پر آنِ واحد میں پہنچا دیتے تھے۔

آپ کے خلفاء کی تعداد پچاس ہزار تین سو بیالیس ہے۔ مریدوں کا اندازہ اس تعدادِ خلفاء سے کر لیا جائے۔ واللہ اعلم کس قدر ہوں گے۔

وفات شریف آپ کی عہد سلطان غیاث الدین بلبن اناء اللہ برہانہ میں بروز سہ شنبہ پنجم ماہ محرم الحرام ۶۶۶ ھ میں واقع ہوئی۔

آپ کا مزار پاک پٹن شریف میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اللہ (عزوجل) محمد ﷺ چار یار رضی اللہ عنہم

حاجی عثمان خواجہ قطب فرید رحمۃ اللہ علیہ

گنج شکر کا گنج کھلا ہے جو مانگو سو پاؤ
رنگ رلیوں کو چھوڑ کے میرے بابا کے در آؤ

گنج شکر کا گنج ہے میٹھا میٹھی مراد ہی پاؤ
جو ماننے والے فرید کے ہیں سب فرید کے ہو جاؤ

دنیا دار کیسے جانے حقیقت فرید کی
اللہ سے ملاتی ہے نسبت فرید کی

خوشحال کیوں نہ رہوں میں سارے جہان میں
سرکار کا کرم ہے مجھ پر عنایت فرید کی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین جواہر فریدی

باب نمبر ا

باب نمبر ۲

باب ۳

جواہر فریدی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اللہ تعالیٰ کی حمد اور انسان ضعیف البیان کا منہ بقولے چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔ ہاں وہ حمد جو خدا کی بارگاہ کی نسبت رکھنے والے نہایت فصیح زبان اور اچھی گفتگو سے بیان کرتے ہیں۔ ایسے بادشاہ کے واسطے زیبا ہے کہ تمام کائنات کے ذرّے جس کی نسبت بہ نسبت اپنی عبودیت کے اُس کی توحید میں زبان کھولے ہوئے ہیں۔ رُباعی

ذرّات کائنات زباں برکشادہ ام　　اندر ادائے نکتہ توحید یک بیک

بر ذات برصفات تو دارد دلالتے　　آیات کن فکان زما گیر تاسمک

اور تحیات زاکیات و نامیات کا تحفہ اور درود شریف کا ہدیہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبۂ انور پر پہنچے۔ بحکم فرمان واجب الاذعان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص میرے راستہ پر چلا وہ میری اولاد ہے۔ اور جس شخص نے کہ اس نسبت باطنی سے عزت پائی اس کے سر پر تاج کرامت رکھا گیا اور سند نجات گویا اس کو مل گئی۔

محمدؐ کا زل تا ابد ہرچہ ہست　　بآرائش نام او ہرچہ ہست

محمدؐ عربی کا بروی ہر دوسرا است　　کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

نماند بعصیاں کسے در گرو　　کہ دارد چنیں سیدے پیش رو

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا　　علیک الصلوٰۃ اے نبی الورا

درود ملک بر روانِ تو باد　　بر اصحاب و بر پیروانِ تو باد

نخستیں ابوبکر پیر مرید　　عمر پنجہ برپیچ دیو مرید

خرد مند عثمان شب زندہ دار

چہارم علی شاہ دُلدل سوار

قطعہ حضرت ابوتراب

نہ در خلافت بوبکر دم زنم بخلاف — نہ درامارت فاروقیم مجالِ نطق
نہ در نشستن عثماں چو رافضی بدگو — نہ در خلافت حیدر چو خارجی احمق
سرِ روافض خواہم شگافِ ہمچو انار — دل خوارج ملعون کفید چوں جوزق
خدایا بحق بنی فاطمہ — کہ برقولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی در قبول — من ودست ودامانِ آل رسولؐ

اور آپ کی اولاد عظام اور اصحاب کرام پر درود نازل ہو کہ جن کی شان میں اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ صَالِحٌ لِلّٰہِ وَطَامِحٌ یعنی میری اولاد کی تعظیم کرواور تکریم کرو۔اور اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

ترجمہ: یعنی میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں۔ان میں سے جس کی تم پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔پس واضح ہو کہ یہ امر اس بات کی خبر دیتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سردار تمام نوع بشر ہیں اور تمام انبیاء ومرسلین میں معظم ومکرم ہیں۔خدائے تعالیٰ نے آپ کے دین کی تعریف فرمائی ہے۔اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامَ یعنی خدا کے نزدیک فقط اسلام ہی دین ہے۔پس جو لوگ اس سیدھے راستے پر چلنے والے ہیں۔ ان پر اور ازواج مطہرات یعنی امہات المومنین کہ جن کی شان میں خداوند عالم نے لیذھبَ عنکُمُ الرجسَ اَھْلَ الْبَیْت وَیُطھرکُمْ تَطْھِیْرًا فرمایا ہے۔پس یہ امر ان کی خلوص نیت اور صفائی قلب پر دلالت کرتا ہے۔پس ان سب پر خدا کی رحمت نازل ہو۔پس حمد وثنا کے بعد فقیر حقیر علی اصغر ابن شیخ مودود ابن شیخ محمد چشتی ابن عبدالجلیل بہدالوی ثم فتح پوری عرض کرتا ہے کہ موافق حکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم العجم خیر۔ یعنی عجمیوں نے اپنے نسبوں کو خراب کر ڈالا۔پس آدمیوں میں نسبت قرابت کے باب میں بے پرواہی بہت تھی۔بالخصوص حضرت قطب العالم حضرت فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں کہ آپ کو کثرت اولاد کی وجہ سے لوگ آدم ثانی کہتے تھے۔ بدیں وجہ بعض آدمیوں نے اپنے آپ کو آپ کی اولاد کے سلسلہ میں شامل کر لیا ہے اور

حضور کے سلسلہ عالیہ میں منتظم ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میں نے مناسب جانا کہ بعد حسب حکم الٰہی کے اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا یعنی ہم نے تم کو اپنی ذات سے پیدا کیا۔ پس ہم نے تم کو قبیلہ در قبیلہ اور شاخ در شاخ متفرق طور پر کر دیا۔ تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ جنس مراتب کی حفاظت کے واسطے ناجنس سے۔ پس اصول اور فروع کے طبقات آنحضرت کے ابتداء سے اس وقت تک اپنی طاقت بشری کے موافق جو کچھ ملفوظات وغیرہ کی کتابوں سے یا حضرت گنج شکر کی زبان سے جو کچھ ملا۔ یا بمعرفت شیخ محمد ولد دیوان شیخ ابراہیم ولد دیوان شیخ فیض اللہ ابن حاجی الحرمین حضرت دیوان تاج الدین محمود صاحب سجادہ قدس سرہٗ العزیز جو کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کی زبان سے سنا۔ اس کو میں نے سب لکھ دیا۔ اور آپ کے خلفاء کا ذکر اور ان کا تھوڑا سا حال جہاں تک مجھے مل سکا جمع کر دیا۔ اور شیخ زین چشتی بہدالوی کی اولاد امجاد کا ذکر کہ وہ بھی بابا صاحب گنج شکر سے ہیں اور نیز سب عرسوں کا ذکر اور کاتب الحروف کے والد کی نسبت بزرگوں کے سلسلہ کے موافق اور شیخ محمد سعد حاجی کی اولاد کا بیان جو کہ بابا فرید الدین گنج شکر کے چچا کے بیٹے ہیں لکھا گیا۔ اور حضرت خواجہ عبداللہ انصاری المعروف بہ شیخ الاسلام قدس سرہٗ العزیز کی تھوڑی سی اولاد کا بیان اور ان قوموں کا بیان جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے پاکپتن شریف رہتے تھے لکھا ہے تاکہ آپ کی اولاد سے ہر شخص اپنی نسبت کا پیوند لگا کر غلطی میں مبتلا نہ ہو اور اپنے اور بیگانے کا ادراک کر سکے۔ چونکہ یہ سلسلہ کبریٰ بطور فرع کے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل شجرہ طیبہ سے پھیلا ہے۔ اس وجہ سے اس فقیر مؤلف اوراق ہٰذا نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ بطور تبرک اور نزول رحمت کے واسطے بدیں وجہ کہ نیکیوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ تھوڑا ذکر حسب ونسب اور ازواجِ مطہرات کا۔ اور اولاد اور ولادت اور وفات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور ذکر بعضے تابعین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا کہ جتنا اس کتاب میں ذکر مبارک سما سکے۔ کتب معتبرہ

مثل کتب سیر اور ملفوظ وغیرہ مثل روضۃ الاحباب اور روضۃ الشہداء وتذکرۃ الاولیاء نفحات الانس وراحت القلوب وخیر المجالس وسراج الہدایت واسرار الاولیاء وسیر الاولیاء وسیر العارفین واسرار السالکین وجواہر السالکین وجامع العلوم وجواہر گنج وفوائد السالکین وگلشن اولیاء وغیرہ سے اس کتاب میں جمع کیا۔ اور نام اس کتاب کا جواہر فریدی رکھا۔ اب خدا کی توفیق سے اور اس کتاب جواہر فریدی کے دیکھنے والے اور پڑھنے والے سے مجھے یہ امید ہے کہ اگر مجھ سے اس کتاب کی تحریر میں کہیں کوئی خطا ہوگئی ہو تو اس پر معافی کا دامن ڈال کر دعائے خیر سے یاد کریں۔

بس اب جاننا چاہئے کہ یہ کتاب ماہ ربیع الاوّل کی ۱۳ تاریخ ۱۰۳۳ھ میں بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر کے زمانہ میں تمام ہوئی اور اس کتاب میں پانچ باب ہیں۔

باب اول

اس میں نسب وحسب وحلیہ وازواجِ مطہرات واولاد وولادت۔ وفات حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے اور اس باب میں چھ فصلیں ہیں۔

فصل نمبر۱: میں بیان نسب وحسب وحلیہ وازواجِ مطہرات واولاد امجاد وولادت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فصل نمبر۲: میں بیان حسب ونسب وحلیہ وازواجِ مطہرات واولاد وولادت ووفات ومدت خلافت حضرت امیر المومنین۔ امام المسلمین حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فصل نمبر۳: میں بیان حسب ونسب وحلیہ وازواجِ مطہرات واولاد وولادت ووفات ومدت خلافت حضرت امیر المومنین امام المسلمین حضرت عمر ابن الخطاب خلیفہ دوم رسول اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فصل نمبر۴: میں بیان حسب ونسب وحلیہ وازواجِ مطہرات وولادت ووفات ومدت خلافت حضرت عثمان خلیفہ سوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فصل نمبر۵: میں بیان حسب ونسب وحلیہ وازواجِ مطہرات واولاد وولادت ووفات مدت خلافت امیرالمومنین امام الاشجعین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب خلیفہ چہارم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نیز ذکر حضرات امام حسن وحسین علیہما السلام وذکر وشہادت وذکر اولاد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

فصل نمبر۶: میں بیان حسب ونسب واولاد وتاریخ وفات حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی بن ثابت بن نعمان رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد اور حضرت امام ابویوسف قاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نسب کا بیان ہے اور امام شافعی اور احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بھی نسب اور تاریخ وفات کا ذکر ہے۔

باب۲

اس میں تمام خاندان چشت اہل بہشت وبعض احوال حضرت سراج المحققین برہان العاشقین قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی رضی اللہ عنہ کے نسب کا تھوڑا سا احوال اور حضور کے فرزندوں کی تعداد جو آپ کی پشت سے پیدا ہوئے۔ اور حضرت خواجہ قطب الملۃ والدین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اور حسب ونسب وازواجِ مطہرات واولاد وولادت وتاریخ وفات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اور اس باب میں بارہ فصلیں ہیں۔

فصل نمبر۱: میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب اور حضور کے فرزندوں کی تعداد اور آپ کا حال ہے۔

فصل نمبر۲: میں بیان نسب وبعض احوال حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا ذکر ہے۔

فصل نمبر۳: میں حضرت قطب العالم شیخ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب ونسب مع ازواجِ مطہرات واولاد امجاد اور آپ کی ولادت وتاریخ وفات اور عرسوں کا ذکر ہے۔

فصل نمبر۴: میں بیان حسب ونسب وازواجِ مطہرات واولاد حضرت شیخ بدرالدین سلیمان

باب ۳

ساکن محمد آباد سے تذکرہ ہے۔

باب ۵

اس میں بیان اولاد حضرت شیخ سعد حاجی چچا زاد بھائی حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ و بیان حسب و اولاد حضرت شیخ عبداللہ انصاری المعروف بہ شیخ الاسلام قدس سرہٗ اور اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

فصل نمبر ۱: میں بیان حضرت شیخ سعد حاجی قدس سرہٗ عم زاد حضرت گنج شکر قدس سرہ العزیز۔

فصل نمبر ۲: میں بیان حسب اولاد حضرت شیخ عبداللہ انصاری المعروف بہ شیخ الاسلام قدس سرہٗ۔

فصل نمبر ۳: میں بیان بعض قوم کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے سامنے پاک پٹن شریف میں موجود تھیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ط

باب (۱)

در بیان حسب و نسب و حلیہ و ازواجِ مطہرات و اولاد و ولادت و تاریخ وفات حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر خلفائے راشدین و ذکر حضرت تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اس باب کی چھ فصلیں ہیں۔

فصل ۱

در نسب حضور سرور کائنات خلاصہ موجودات
حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پس جاننا چاہئے کہ علامہ گازرونی و صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ جمہور اہل سیر اور اربابِ تواریخ نے لکھا ہے کہ نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدنان سے پہلے آدم علیہ السلام تک مختلف الاقوال سے مانا گیا ہے اور بعض لکھتے ہیں کہ مختلف الاقوال شخصوں کے مطابق ہے۔ اور عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان میں صرف چھ

واسطے ہیں اور انتہا چالیس عدد تک ہے۔ اور اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان میں آدم علیہ السلام تک انیس واسطے ہیں۔ اور بعض نے اس سے کم بھی لکھا ہے۔ لیکن حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت پر تمام جمہور مؤرخین کا اتفاق ہے۔ اور اس کی مؤید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف بھی ہے۔ ''من اصلاب طیبة فی الارحام طاهرة'' یعنی پاک پشتوں سے پاک پیٹوں میں آپ تشریف لائے۔ یہ آپ کی شرافت کی بین دلیل ہے۔ اور صاحب روضۃ الاحباب نے آدم علیہ السلام تک سب نام اسی طرح سے لکھے ہیں۔

یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم۔ ابن عبد مناف۔ ابن قصی۔ ابن کلاب۔ ابن مرہ۔ ابن عدی۔ ابن کعب۔ ابن لوی۔ ابن غالب۔ ابن فہر۔ ابن مالک۔ ابن نضر۔ ابن کنانہ۔ ابن خزیمہ۔ ابن مدرک۔ ابن الیاس۔ ابن مضر۔ ابن نزار۔ ابن سعد کنی۔ ابن عدنان۔ ابن اودھ۔ ابن مسع۔ ابن ہمیغ۔ ابن ثابت۔ ابن بنت۔ ابن اقصیح۔ ابن جمیل۔ ابن قیدار۔ ابن قیصان۔ ابن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ ابن آزر بت تراش۔ ابن تارخ۔ ابن اشنوخ۔ ابن زعران۔ ابن قانع۔ ابن غالب۔ ابن شالح۔ ابن ارفخشد۔ ابن سام۔ ابن حضرت نوح علیہ السلام۔ ابن کمل۔ ابن متوشلخ۔ ابن شنوخ وہو حضرت ادریس علیہ السلام ابن نیر۔ ابن مہابیل۔ ابن فیضان۔ ابن انوش۔ ابن حضرت شیث علیہ السلام ابن حضرت آدم علیہ السلام صلوٰۃ اللہ علیہ تا کہ وہ سہو رفع ہو جائے۔

واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ اکثر مؤرخین لکھتے ہیں اور بعض لکھتے ہیں کہ مؤرخان قدیم نے اختلاف کیا ہے اور جو کچھ لکھ گئے ہیں وہ طبقات ناصری وسیرت النبی وعرائس القصص۔ وجوامع الحکایات وغیرہ نے عدنان تک لکھے ہیں اور اوپر تحقیق نسب کی ممانعت فرمائی ہے اور اس کی تائید میں یہ حدیث پیش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کذاب النسابون الی مافوق عدنان ۔ مگر یہ حدیث معتبر ثابت نہیں۔ علامہ سہیلی تو اس کو ابن مسعود کا قول بتاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ شجرہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ سند معتبر عدنان تک صحیح ہے اور عدنان سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی غلطی نہیں ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیدار بن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ پس مؤرخ کا فرض ہے کہ وہ تاریخی حالات بہت صحت سے لکھے۔ اسی طرح ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ بہت صحت کے ساتھ کتب معتبرہ سیر سے لکھتے ہیں جس کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہے۔

صاحب سیرۃ النبی ودیگر کتب سیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ اس طرح پر ہے۔ کنیت آپ کی ابوالقاسم۔ لقب آپ کا رسول اللہ محبوب کبریا احمد مجتبیٰ اور اسم مبارک آپ کا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (المعروف قریش) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے۔ اور اہل حدیث اور اہل تواریخ کا عدنان تک پورا اتفاق ہے۔ اس میں کچھ کلام نہیں اور یہ صحیح ہے کہ عدنان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں افضل ہیں۔ ان کے آگے کسی قدر اختلاف ہے اور وہ دو جگہ پر۔ چنانچہ ہم نے اس اختلاف کو شناخت کے لئے (براکٹ) میں لکھ دیا ہے تاکہ ناظرین کو دقت نہ ہو اور عدنان سے اوپر سلسلہ نسب یوں ہے:

عدنان بن اود۔ بن اوداد۔ بن الیسع۔ بن المیح۔ (زید بن سلمان۔ بن نبیست (برار) بن حمل بن قیدار۔ بن اسمٰعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام اور بموجب مذہب متقدمین نسب نامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یوں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بن آذر بن تارخ۔ بن ناحور۔ بن شاردغ یا شاردغ بن ریغو (ارغو) بن قانع بن غابر۔ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔

ذکر والدہ ماجدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب جواہر فریدی والدہ ماجدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب یہ تحریر فرماتے

ہیں کہ صاحب سیر گازردنی نے لکھا ہے کہ حضور کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی آمنہ اور بعض لغت میں بی بی ایمنہ لکھا ہے۔ آپ بنت وہب ابن عبد مناف بن زہرہ، بن کلاب بن مرہ تھیں۔ اور زہرہ ایک ہیں کہ ان کے نسب کا بیان آگے آئے گا۔ آپ کا نام قائم مقام تذکیر کے ہے۔ اور ایمنہ کی والدہ برہ بن عبدالعزہ بن عثمان بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ہے اور برہ کی ماں ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزۃ بن قصی بن کلاب ہے۔ اور ان کی ماں برہ بنت عوف بن عبید ابن عوتج ابن عدی بن کعب بن لوی ہے۔ اور ان کی ماں قلابہ بنت حارث ہے۔ اور ان کی ماں دب تغلبہ بن حارث ابن تمیم بن سعد ہے۔ اور ان کی ماں عاتک بن حاجرہ بنت خطیطہ بن جشم بن نصیف ہے اور ان کی ماں لیلیٰ بنت عوف ہے اور نام مادر وہب بن عبد مناف ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں اور ان کی ماں ہند بنت ابوقبیلہ ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمرہ بنت ذخیر بن غالب بن حارث بن ملکان ہے اور ان کی ماں مسلما بنت لوی بن غالب بن فہر بن مالک ہے۔ اور ان کی ماں معاویہ بنت کعب ہے۔ اور دخیر بن غالب کی ماں سلافہ بنت وہب ابن البکیرہ ہے۔ اور ان کی ماں بنت قیس بن ربیعہ ہے۔ اور عبد مناف کی ماں زہرہ بن جمل بن مالک ہے اور زہرہ بنت کلاب کی ماں امہ اقصیٰ فاطمہ بنت سعد بن سیل تھیں۔ اور دخیر بن غالب جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے وہ کبشہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب وہاں تک پہنچتا ہے۔ اس نے بت پرستی چھوڑ دی تھی۔ برخلاف قریش کے شعری کو پوجتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ شعری آسمان کو چوڑائی میں سیر کرتی ہے اور کوئی ستارہ اس قسم کا سیر نہیں کر سکتا ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے خلاف تھے۔ اور دعوت حق کرتے تھے۔ تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے۔

محمد بن سعلب یا ثائب نے کہا ہے کہ پانسو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدات سے ایسی گزری ہیں کہ کوئی زنا اور ناپسندیدہ طریق سے جاہلیت کے زمانہ میں کسی قسم کے گناہ میں آلودہ نہیں ہوئیں بلکہ ہر طرح سے پاک وصاف رہ کر راہی ملک بقا ہوئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام سے اپنی ماں تک جو پیدا ہوا تو پشت تک نکاح سے پیدا ہوا اور زنا وغیرہ اس درمیان میں کسی سے واقعہ نہ ہوا۔ بلکہ تمام ارحام طیبہ واصلاب طاہرہ میں ہوتا ہوا عین عالم امکان میں آیا۔

ذکر در بیان اوصاف وشمائل صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل دو قسم پر تھے۔ ایک صوری دوسرے معنوی کہ عبارت جمال ظاہری وباطنی سے ہے لیکن آپ کی ظاہری صفات کا بیان جو کیفیت اور شکل اور صورت اور اعضا اور ہاتھ اور پاؤں وغیرہ سے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ محدثین اور ارباب سیر اور ارباب خیر نے اپنی معتبر کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک معتدل تھی اور تمام اعضاء اور ہاتھ پاؤں وغیرہ آپ کے مزاج کے کمال درجہ معتدل ہونے پر دلالت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا قد مبارک متوسط تھا نہ لمبا اور نہ پست اور باوجود اس کے ہر شخص سے بڑا معلوم ہوتا تھا۔ جب آپ چلتے تھے تو ایک بالشت گردن آپ کے ہمراہیوں سے اونچی معلوم ہوتی تھی اور جس مجلس میں آپ بیٹھتے تھے سب سے آپ بڑے معلوم ہوتے تھے۔

آپ کا سر مبارک بڑا تھا۔ آپ کے بال خوب سیاہ لیکن چھوٹے نہایت درجہ تھے۔ اور بے انتہا پھیلے ہوئے نہ تھے۔ اور آپ کے گیسو عنبر بو کبھی نصف کان تک کبھی کان کی گدی تک اور کبھی کندھے تک پہنچ جاتے تھے اور کبھی کبھی چار گیسو لیکر بھی چھوڑ دیتے تھے۔ اور آپ کی پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ اور بھنویں شریف ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن حقیقت میں ملی ہوئی نہ تھیں۔ اور ان دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ جو غصہ کے وقت بھری اور ظاہر معلوم ہوتی تھی۔ اور آپ کی چشمان مبارک کی روشنی حالت حسن میں ایسی تھی کہ ان کی سیاہی نہایت سیاہ اور ان کی سفیدی نہایت سفید معلوم ہوتی تھی اور اس سفیدی اور سیاہی میں سرخ رگیں معلوم ہوتی تھیں۔ بلکہ آپ بادام چشم تھے اور آپ کی قوت باصرہ اس قدر تیز تھی کہ روشنی اور اندھیرے میں آپ کو یکساں معلوم ہوتا تھا۔ اور

آپ دونوں رخسارے منہ کی ہڈی سے بلند نہ تھے۔ اور آپ کی بینی خود بینی سے پاک وصاف تھی۔ اور اس کا طول اور بلندی پیشانی کے مقابل تھی اور اس پر ایک نور بلند تھا۔ اور جو شخص خواہش کی نظر سے اس کی دیکھتا تو جانتا کہ ریشم ہے یعنی اس کی ہڈی نہایت طویل ہے اور حقیقت میں ایسا نہ تھا۔ اور حضور کا دہن مبارک کشادہ تھا لیکن نہایت ملیح تھا۔ اور حضور کے دندان مبارک نہایت سفید اور براق تھے۔ اور ان کے کنارے نہایت تیز اور باریک تھے اور دندان مبارک کے درمیان میں کشادگی اور باتیں کرنے کے وقت گویا ان میں نور آجاتا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ نہایت سفید نہ تھا۔ بلکہ کچھ سرخی تھی لیکن آپ کے بدن کا رنگ سفید اور نورانی تھا۔ جیسے اس پر چاندی ڈالی ہے بلکہ مثل چاندی کے چمکتا تھا۔ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک خوب گنجان تھی۔ اور آپ کی گردن شریف کندھے سے نہایت بلند تھی۔ مثل گردن آہو کے یا جیسے کوئی چاندی کی چیز ڈھلی ہوئی ہو۔ اور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانے کے درمیان میں ایک سے دوسرے تک ہموار تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ بے کینہ تھا۔ بلکہ آپ کے سینہ سے ناف تک ایک خط باریک بالوں کا کھچا ہوا تھا۔ اور باقی اجزاء آپ کے سینہ اور شکم بے بالوں کے تھے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اور سینہ اور کندھا کی اعلیٰ جگہ پر بال تھے۔ اور روحی فداہ کے اعضا کی ہڈیوں کے سرے بڑے بڑے تھے اور کاین بدن ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے جو بہت نرم نہ تھے۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی حریر سے بھی زیادہ نرم تھی اور خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساق دقت سے خالی نہ تھے۔ اور مفخر عالم و آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں درست تھیں۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی میں کم گوشت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا تلوا زمین سے اٹھا ہوا تھا اور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پاک اور چکنی اور نرم اور اس میں کچھ شکستگی وغیرہ نہ تھی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یونہی کھڑے ہوتے تھے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اعضاء نہایت مناسب تھے

اور آپ کا تعریف کرنے والا جو آپ کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا کہ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد میں نے آپ کا مثل نہ دیکھا۔

حضرت جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے چاندنی رات میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ تو کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں کو دیکھتا تھا اور کبھی میں چاند کو دیکھتا تھا۔ پس خدا کی قسم ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھا۔ گویا آپ کی پیشانی میں نورانی آفتاب روشن تھا۔ اور حضرت ربیعہ بنت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں فرماتی ہیں کہ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی ہوں تو گویا چمکتے ہوئے آفتاب کو دیکھتی ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی آفتاب کے مقابل کھڑے ہوتے تو آپ کا نور آفتاب کے نور پر غالب آجاتا۔ اور جب کبھی چراغ کے سامنے حضور بیٹھتے اور آپ کا نور چراغ کے نور پر غالب آجاتا۔ اور مہر نبوت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان میں تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ الٹے شانہ کے سر پر تھی۔ اور وہ ایک گوشت کا ٹکڑا تھا کہ جو بقدر ایک مٹھی بھر کے تھا کہ اس کے آس پاس چنے کے برابر تل ظاہر تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ مہر نبوت سیب کے برابر تھی اور ایک روایت میں ہے کہ کچھ بال اکٹھے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے وتسبہ فانک منصُورٌا لکھا ہوا تھا۔ لیکن یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ نہایت خوشبودار تھا اور حضرت جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک سینہ پر ملتے تھے تو اس سے میں ایسی خوشبو سونگھتا تھا جیسے ہاتھ کو ابھی طبلہ عطار سے نکالا ہے اور حضرت اثر بن حجر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد جب کبھی میرے ہاتھ کو پسینہ آتا تو اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اس کو سونگھ کر میں مست ہو جاتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ پانی کا ڈول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ آپ نے اس ڈول میں سے تھوڑا سا پانی لے کر پیا اور کچھ اپنے منہ کا لعاب اس میں ڈال دیا۔ اور وہ پانی پھر اس کنوئیں میں ڈال دیا۔ تو اس کنوئیں سے مشک کی خوشبو آئی تھی۔ اور حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کو جمع کرتی تھیں اور تھوڑا سا مشک اس میں ملا دیتی تھیں تو وہ خوشبو سب خوشبوؤں سے بہتر اور خوشتر ہو جاتی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا تھا تو اس شخص نے جہیز کے سامان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا جو اس کو دیتے۔ فرمایا کہ ایک شیشی لاؤ۔ آپ نے اپنا تھوڑا سا پسینہ اس شیشی میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اس لڑکی سے کہہ دو اس پسینہ کو اپنے جسم سے مل لے۔ جب اس لڑکی نے اس خوشبو کو اپنے بدن میں ملا۔ تو تمام اہل مدینہ نے اس خوشبو کو سونگھا اور اس گھر کا نام اہل مدینہ نے بیت المطیب رکھ دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی کوچہ میں سے نکلتے تھے تو آدمی اس سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے اور لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس طرف کو ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات معنوی کہ جس کو خُلقِ محمدی کہتے ہیں اور منجملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی تعریف قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے یعنی وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔

علماء فرماتے ہیں کہ خلق کو عظیم اس وجہ سے کہا کہ آپ میں کمال درجہ اچھی عادتیں جمع تھیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام میں اور انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۔ یعنی ہم نے ان لوگوں کو کتاب حکم اور نبوۃ عطا کی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ ان کی عادت اور ان کے طریقہ کا اتباع کرو۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْ هَدٰاهُمُ اللّٰهُ فَبِهُدٰاهُمُ اقْتَدِه ۔ اور ان میں سے ہر شخص اپنی عادت کے ساتھ مخصوص تھا۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام شکر کے ساتھ۔ ابراہیم علیہ السلام حلم کے ساتھ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اخلاص کے ساتھ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام صدق وعدہ کے ساتھ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام عدل کے ساتھ۔ حضرت ایوب علیہ السلام صبر کے ساتھ۔ حضرت داؤد علیہ السلام عذر کے ساتھ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تواضع کے ساتھ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زہد کے ساتھ مخصوص تھے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کا حکم تھا۔ لہٰذا ہر شخص کی صفت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام وکمال حاصل کر لیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سب اچھی عادتیں تھیں۔ اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں مکارم اخلاق کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔

اور حضرت ابوبکر واسطی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو عظیم اس وجہ سے کہا گیا کہ دونوں جہان میں خدا کی طرف سے آیا ہے۔ لانہ جاء بالکون عن الحق اور انما بعث علی مکارم الاخلاق ۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب دریافت کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن ہے۔ یعنی قرآن کے احکام اور اوامر ونواہی اور آداب واخلاق جو قرآن سے معلوم ہوتے ہیں اور ان پر آپ عمل فرماتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وخلق اس درجہ تھا کہ کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یا ان کے خدمت گاروں کے گروہ سے رنج نہیں لاحق ہوتا

تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں دس برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں رہا۔ سفر میں اور حضر میں، میں نے جو کچھ کیا آپ نے اس کو یہ نہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا۔ اور جو امر نہ کیا اس کو نہ فرمایا کہ اس کو کیوں نہ کیا۔ یعنی شرائط خدمت میں اگر کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو گیا تو اسے میرے منہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر نہ کیا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ مامورات ومنہیات میں کمی اور زیادتی نہ کی۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نیک خو دنیا میں کوئی شخص نہ تھا۔ جب آپ کو کوئی شخص بلاتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں لبیک فرماتے تھے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں کے ساتھ ہر حال میں موافق رہتے تھے۔ اگر وہ لوگ دنیا کا ذکر کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا کا ذکر کرتے تھے۔ اور اگر وہ لوگ آخرت کا ذکر کرتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخرت کا ذکر فرماتے تھے اور اگر وہ طعام اور شراب کا ذکر کرتے تھے تو آپ بھی ان کی موافقت کرتے تھے۔ اور اگر وہ حضور کے سامنے زمانہ جاہلیت کی باتیں کرتے ہنستے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکراتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ کچھ آدمی تھے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا گھر بھر گیا۔ اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کی جگہ نہ رہی۔ آپ گھر کے باہر زمین پر جا کر بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال سے واقف ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کو لپیٹ کر حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی طرف پھینک دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس پر بیٹھو۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اس کو اٹھا کر اپنے منہ پر ملا اور بہت سا اس کو چوما اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے گھر میں کس طرح عمل کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ایسا کام کرتے تھے کہ جیسے کوئی آدمی اپنے گھر میں اپنا کام کرتا ہے۔ مثلاً حضور اپنے اونٹ کو پانی پلاتے تھے۔ اور تمام گھر کا کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ جھاڑو دیتے تھے۔ اور اپنے کپڑے سیتے تھے اور اپنے جوتوں کو حضور سی لیتے تھے۔ اور بکریوں کا دودھ حضور دوہتے تھے۔ اور خدمت گار کو بہت کاموں میں مدد دیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ کچھ کھالیا کرتے تھے۔ اور بازار سے خود اپنی چیزیں اپنے گھر میں لایا کرتے تھے۔

حضرت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ابن حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے باپ سے پوچھا کرتا تھا کہ حضور علیہ السلام جب اپنے گھر میں تشریف لاتے تھے تو کس طرح کا عمل کیا کرتے تھے۔ حضرت مولائے کائنات نے جواب دیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لاتے تو آپ اپنے اوقات کی تین قسمیں فرماتے تھے۔ ایک قسم کو تو خداوند تعالٰی کی عبادت اور اطاعت میں صرف فرماتے تھے اور دوسرے قسم کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ رحمت اور مہمانی میں صرف کیا کرتے تھے۔ اور تیسری قسم کو اپنی امت مرحومہ کے حال کی اصلاح میں مشغول رکھتے تھے۔ اور اہل فضل اور خاص لوگ آپ کے فیضان صحبت سے فائدہ اٹھاتے تھے اور ان کو اسرارات الٰہیہ کے تحفے اور علوم اسلامیہ کے ہدیے عنایت فرماتے تھے تاکہ ان کے وسیلہ سے عوام لوگ ان علوم اور اسرار الٰہیہ سے کما حقہ حصہ حاصل کریں۔ اور آپ یعنی حضور علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص میری مجلس میں حاضر ہے اس کو چاہیے کہ غائب لوگوں کو بھی خبردار کر دے۔ اور اپنے یاروں سے فرماتے تھے کہ جب کسی کی حاجت برلانے کی اپنے میں طاقت اور قدرت نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ بادشاہ تک اس کی حاجت کو پہنچا دے اور اگر خود نہ پہنچا سکے تو دوسرے شخص کے ذریعہ سے پہنچا دے۔ تو اللہ تعالٰی اس کے دونوں قدموں کو قیامت کے دن ثابت رکھے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے یار ایسی حالت میں جاتے تھے کہ وہ کسی علم یا خبر کے طالب

ہوتے تو اس وقت تک کہ حضور علیہ السلام باہر رونق افروز نہ ہوتے۔ جب تک کہ وہ لوگ آپ سے کچھ علوم اور ادب حاصل نہ کر لیتے تھے اور دوسروں کو بھی وہ علم اور ادب نہ سکھلا لیتے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ابن حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے تھے تو آپ کا کیا احوال تھا۔ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک کو لغو اور بیکار باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور اپنے اصحاب پاک کی تالیف قلوب فرماتے تھے اور ان کو اپنے آپ سے نفرت نہیں دلاتے تھے اور ہر قوم کے سردار کو معظم اور مکرم رکھتے تھے۔ اور اس قوم کے کاموں کو ان کے سپرد کرتے تھے اور آدمیوں سے اپنے آپ کو نگاہ رکھتے تھے۔ اور نہایت خوش اخلاقی سے ان لوگوں سے پیش آتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ عنایت فرماتے تھے اور ان کے احوال کے متلاشی رہتے تھے۔ اور نیک کی اچھائی اور بد آدمی کی برائی کرتے تھے۔ مگر خوش اخلاقی کے ساتھ معاملات فرمایا کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تمام جہان کے آدمیوں سے بہتر تھے۔ اور ان سب میں سے افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو مسلمانوں کی نیک خواہی زیادہ کرتا تھا اور اس شخص کا مرتبہ عظیم اور برتر ہوتا جو آدمیوں کی مدد زیادہ کرتا تھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نے حضور علیہ السلام کی مجلس کی حالت اپنے باپ شیر خدا سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی مجلس مبارک خدا کی یاد سے خالی نہ ہوتی اور جب کسی قوم کے پاس آپ تشریف لے جاتے تھے تو جہاں کہیں اس مجلس کی منتہی ہوتی وہیں پر حضور بیٹھ جاتے۔ اور اپنے یاروں کو اسی طریق کا حکم فرماتے تھے اور ہم نشینوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ عنایت فرماتے تھے اور ان لوگوں کی حضور علیہ السلام عزت کرتے تھے۔ چنانچہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے زیادہ کسی کی عزت نہیں کرتے ہیں اور جو شخص آنحضرت کے ساتھ مجالسہ یا معاوضہ کسی مہم میں کرتا تھا تو آپ اس کی خبر فرما دیا

کرتے تھے۔ تاکہ وہ مجالسہ اور معاوضہ کو ترک کر دے اور جو آپ سے کسی حاجت کے واسطے سوال کرتا تھا تو آپ اس کی حاجت کو پورا کر دیتے تھے۔ اور بہت خوش اخلاقی سے حضور علیہ السلام اس سے پیش آتے تھے اور حضور علیہ السلام کا خلق تمام آدمیوں کے دلوں میں جگہ کئے ہوئے تھا اور آپ کی شفقت تمام آدمیوں کے ساتھ اس درجہ تھی کہ گویا آپ سب کے باپ ہیں اور سب لوگ گویا آپ کے برابر تھے۔ اور آپ کی مجلس علم اور حیا، صبر اور امانت کی مجلس تھی۔ اور اس مجلس میں کسی کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔ اور کسی کی ندامت۔ عیب جوئی اور فحش نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی اس مجلس میں واقع ہو جاتا تھا تو لوگ اس کو ظاہر نہ کرتے تھے بلکہ پوشیدہ رکھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یار آپ کی مجلس میں عادل تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ تقویٰ اور تواضع سے پیش آتے تھے۔ اور بڑے کی عزت اور چھوٹے پر رحمت کرتے تھے۔ اور صاحب صاحب کی اور غریب غریب کی حفاظت کرتے تھے۔

روایت ہے کہ آپ کی ہمت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ جب تمام دنیا کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے مطلق اس پر توجہ نہ فرمائی۔ حتیٰ کہ ایک زرہ حضور علیہ السلام کی ایک یہودی کے پاس گروہ تھی اور تین روز تک اس نے تقاضا کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو روز متواتر اس نے تقاضا کیا۔ اور کبھی جو کی روٹی سے آپ سیر نہ ہوئے۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ ایک ایک مہینے تک آپ کے گھر میں آگ نہ جلاتے تھے اور خرما کے پانی سے گزر ہوتی تھی اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ حضور علیہ السلام رات کو بھوکے سو رہتے تھے اور دوسرے روز روزہ رکھتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام حضور کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے واسطے ان سب پہاڑوں کو سونے اور چاندی کا بنا دوں کہ جہاں آپ جائیں یہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ جائیں اور آپ جتنا چاہیں ان میں سے خرچ کریں۔ اس امر کو سن کر آپ نے تھوڑی دیر تامل فرمایا اور کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام! دنیا اس شخص کا گھر ہے کہ

جس کا گھر نہ ہو۔ اور اس شخص کا مال ہے کہ جس کا مال نہ ہو۔ اس کو وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو کچھ عقل نہ ہو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو اس قول پر ثابت رکھے۔

اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا کام۔ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک سوار گرمی کے موسم میں کسی سایہ دار درخت کے نیچے ظاہر میں آرام لے اور سایہ اچھا سمجھ کر اس جگہ پر اتر پڑے اور تھوڑی دیر اس کے سایہ میں آرام کرے اور پھر سوار ہو کر چلا جائے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع ایسی تھی کہ اپنے ہم نشینوں کے زانوں اپنے قریب سے علیحدہ نہیں ہونے دیتے تھے اور جو شخص آپ کے قریب پہنچتا تھا تو سلام کرتا اور پہلے آپ سے مصافحہ کرتا تھا اور کسی کی جگہ تنگ نہیں ہوتی تھی۔ اور جو شخص آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوتا تھا تو حضور اس کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ اور مسند پر اس کو بٹھاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب پاک کو ان کی کنیت سے یاد فرماتے اور اچھا نام لے کر ان کو بلاتے تھے۔

اور جب کوئی شخص آپ کے پاس جاتا تھا اور کوئی حاجت اپنی پیش کرتا تھا اگرچہ آپ نماز میں ہوتے تھے۔ تو آپ نماز میں تخفیف فرمادیا کرتے تھے اور اس کی حاجت کو پورا کر کے نماز میں مشغول ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مجھ کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو سمجھا۔ میں اس کا بندہ ہوں میں اس کا رسول ہوں۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام پر قیاس مت کرو۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متیٰ سے اچھا ہوں تو اس نے جھوٹ کہا۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مدینہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے میری ایک حاجت ہے۔ فرمایا کہ مدینے کے جس کوچہ میں تو چاہے بیٹھ جا۔ میں بیٹھوں گا

اور تیری حاجت کو پورا کروں گا۔ اور اہل مدینہ کی کوئی لونڈی آپ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تواضع اور نہایت بے تکلفی سے زمین پر بیٹھ کر تکیہ زمین سے لگا لیتے تھے اور سو رہتے تھے۔ اور غلام زرخریدہ کی دعوت بھی قبول فرما لیتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے۔

لو دعیت الیٰ کریماء لا جیت ولو اھدیٰ الیٰ ذراء لقبلت

یعنی اگر میں کریما کی طرف بلایا جاؤں تو میں قبول کرلوں۔ اور اگر کوئی مجھ کو ایک دست رست بطور ہدیہ کے بھیجے تو میں قبول کرلوں۔

اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ آپ کی دعوت جو کی روٹی وغیرہ سے لوگ کرتے تھے اور آپ قبول فرما لیتے تھے۔ اور آپ کا جودوکرم، سخاوت اور مروّت اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ آپ کسی سائل کو کبھی اپنی درگاہ سے محروم نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ تو آپ نے اس کو اتنی بکریاں دیں کہ وہ بکریاں دو پہاڑوں میں بھر گئیں۔ جب وہ اعرابی اپنی قوم میں پہنچا تو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ یارو مسلمان ہوجاؤ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عجب فیاض شخص ہیں۔ آپ اتنی بخشش فرماتے ہیں کہ فقیری کا خوف اس کے بعد نہیں رہتا ہے۔

روایت ہے کہ جنگ حنین کے روز آپ نے آدمیوں میں اتنا مال بخشا کہ لوگ حیران رہ گئے۔ اور بعض سردارانِ قریش کا سبب اسلام لانے کا یہی امر ہوا تھا کہ وہ اپنے دلوں میں سمجھے کہ اتنی بخشش وہ شخص کرسکتا ہے کہ جس کو فقیری کا خوف نہ ہو۔ اور اس امر پر اس کو اطمینان کامل ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو کسی حال میں نہ چھوڑے گا اور ہر حالت میں اس کو روزی پہنچائے گا۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس نے کچھ مانگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے لیکن جو جو تو چاہتا ہے خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ کردے۔ جب میرے پاس کچھ ہوگا تو تیری طرف سے اس کو ادا کردوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے

اس کو اس طریقہ سے عطا فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تکلیف اٹھانے کی اجازت نہیں دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات پسند نہ آئی۔ اس وقت ایک انصار مرد نے کہا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خوب خرچ کیجئے۔ اور ذی العرش سے ہرگز نہ ڈریئے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اسی طریقہ سے حکم کیا گیا ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سو ہزار درہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے۔ آپ نے ان کو چٹائی پر ڈال دیا۔ اور جو لوگ اس وقت حاضر تھے ان میں آپ نے ان کو تقسیم فرما دیا۔ جب آپ اٹھے تو ایک درہم بھی آپ کے پاس نہیں تھا اور کسی کہنے والے نے کیا اچھا کہا ہے۔

"کہ جو چیز آپ کے ہاتھ میں آتی تھی۔ بانٹ دی جاتی تھی یہ اس شخص کی بخشش ہے کہ جس کو فقیری سے کچھ عار نہیں ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ شعر لبید شاعر نے تصنیف کیا ہے

اَخٌ لِیْ وَاَمَّا کُلَّ شئی سَاَلْتَہٗ   فَیُعْطِیْ وَاَمَّا کُلَّ ذَنْبٍ فَیُغْفَرُ

یعنی میرا ایک بھائی ہے کہ جو چیز اس سے مانگتا ہوں وہ مجھ کو عطا کر دیتا ہے اور گناہ کو بخش دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی تھے۔

ہرچہ آمدش بدست دادے پیش ازاں
دین چو داند کسے کہ از فقر عار نیست

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم اس درجہ تھا کہ ہرچند اپنے عزیزوں اور غیروں سے حضور ایذا اٹھاتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو برداشت کرتے تھے اور ان سے کسی

قسم کا بدلہ لینا نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے۔

حضرت عبدالرحمان ابن اسیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ صابر تھے۔ اور سب سے زیادہ غصہ کو ضبط کرنے والے تھے۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ہم معہ اپنے اصحاب کے مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکا یک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے آتے ہوئے دیکھا کہ حضور اپنی چادر منہ پر ڈالے ہوئے تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک اعرابی آیا اور اس نے آپ کی چادر کو پکڑا اور ایسا کھینچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کندھا اعرابی کے سینے میں جا لگا اور چادر کا کنارہ آپ کے سینہ پر پڑا رہا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ اور فرمایا کہ اے اعرابی تیرا کیا حال ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ میں نے اس لئے کیا کہ جو آپ کے پاس مال ہے اس میں سے کچھ مجھے دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ اس کو بھی دے دو اور بعض اہل تحقیق نے یہ کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خلق کی جفا اثر نہیں کرتی تھی۔ اس واسطے کہ آپ کا دیدہ حق میں تھا اور جمال حق پیش نظر ہر وقت رہتا تھا۔

قطعہ

آنکہ جان در رُوئے اوخندہ چوقند　　　از نزش روئے خلقش چہ گزند

و آنکہ جان بوسہ دہد برچشم او　　　کے خورد غم از فلک واز خشم او

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعدہ کی وفا لازم سمجھتے تھے اور تمام عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی وعدہ خلافی نہ ہوئی۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت سے پہلے اپنی کوئی چیز کسی کے ہاتھ فروخت کی تھی اور اس کی کچھ تھوڑی سی قیمت اس کے پاس رہ گئی تھی کہ اس نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر ٹھہریں۔ باقی قیمت میں لاتا ہوں۔ اس امر کو وہ شخص جا کر بھول گیا بلکہ دوسرے دن اس کو وہ قیمت یاد آئی۔ وہ شخص باقی قیمت لے کر اسی جگہ دوڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ ٹھہرے

رہے۔ جب وہ حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے ہم کو بڑی مشقت میں ڈال دیا۔ تیرے وعدہ کی وجہ سے میں اسی وقت سے اس جگہ پر ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت دلاوری میں آپ کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ جوان مرد تھے۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم لڑائی کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ رہنے کی التجا کرتے تھے لیکن آپ دشمنوں کے سب سے زیادہ قریب ہوتے تھے۔ اور حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑائی میں دشمنوں کی جماعت کے پاس پہنچتے تھے تو سب سے پہلے کفار پر جو شخص حملہ کرتا تھا وہ آپ ہی ہوتے تھے۔ اور غزوئہ حنین میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ تنہا چار ہزار دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ان پر حملہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں جھوٹا 'نبی صلی اللہ علیہ وسلم' نہیں ہوں۔ میں حضرت عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور یہ بات صحیح ثابت ہے کہ ایک رات چند آدمی مدینہ منورہ میں یہ خبر لائے کہ دشمنوں کی ایک جماعت مکمل مسلح ہو کر مدینہ کے لوٹنے آ رہی ہے۔ یہ خبر سن کر تمام آدمی پریشان اور مضطرب ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلوار لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر جو کہ کوتل تھا سوار ہوئے اور اہل مدینہ سے آگے تشریف لے گئے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس خبر کی کوئی اصل نہیں تھی۔ اس وقت آپ واپس تشریف لائے اور آپ کے یار جو پیچھے آ رہے تھے حضور علیہ السلام ان سے فرماتے تھے کہ کچھ خوف نہیں ہے۔ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی بابت ارشاد فرمایا کہ وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ایسا تیز چلتا تھا کہ جیسے ہوا تیز چلتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حیا اس درجہ تھی کہ راوی آپ کے حیا کے وصف میں کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذر زیادہ کرنے والے تھے اور اپنے آپ کو حضور بہت بچاتے تھے۔ یعنی كَانَ حَضْرَتْ مُحَمَّدْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشَدُّ حَيَاءً مِنْ عذرہا اور آپ کو

حیا اس درجہ تھی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز کسی کی دیکھتے تو اس کو برا سمجھتے تھے۔ اور چہرہ مبارک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا متغیر ہو جاتا تھا لیکن اس کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گیا کہ اس پر کچھ زردی کا اثر تھا۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا جب وہ شخص باہر چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ زردی کو دھوڈالے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حیادار تھے کہ جب کوئی چیز کوئی شخص آپ سے مانگتا تھا تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمادیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق ایسا تھا کہ آپ کا دل خلائق پر مہربان تھا۔ اور آپ کا سینہ کشادہ تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خدا کے خوف سے رویا کرتے تھے بلکہ اکثر غمگین رہتے تھے۔

وَعَظِيْمُ الرَّجَاءِ وَدَائِمُ الذِّكْرِ وَقَلِيْلُ الْاَذٰى اَوَّلِيْنُ الْجَانِب وَكَرِيْمُ الْوَفَاء وَكَاتِمُ الرَّاَءِ وَ اَمِيْنُ السَّمَاءِ وَالْوَفَاءِ

یعنی کم اذیت دینے والے اور بھید کے چھپانے والے اور امین اور سب سے زیادہ مہربان اور حلیم اور بہت دوست اور مہمات میں مددگار اور کریم تھے۔ اور خدا تعالیٰ کا حکم پورا کرنے والے اور عہد کے وفا کرنے والے اور عبادت کی کوشش کرنے والے اور حق تعالیٰ کی رضا مندی کے طالب تھے اور حضور علیہ السلام دن میں روزہ رکھنے والے اور خضوع وخشوع کرنے والے رات کو قیام کرنے والے اور نیکوں میں رعایت کرنے والے اور رقیق القلب اور زاہد اور شریف الہمت، اور لطیف الخصلت اور جمیل العشیر ۃ اور سب ذلیلوں کی دلیل اور فقر کو دوست رکھنے والے اور طیب الاغنیاء۔ اور تقی الاتقیاء اور اولیاء کے دوست تھے اور بزرگوں کی تعظیم کرتے تھے۔ ان کے وقار کی وجہ سے اور چھوٹوں کو اپنے نزدیک کرتے تھے۔ بوجہ ان کی دلجوئی کے اور اگرچہ نعمت تھوڑی ہوتی تو اس کا شکر کرتے تھے۔ فقیروں پر مہربانی کرتے تھے اور کم گو اور باوقار اور باحمیت اور کم خندہ اور

بسیار تبسم اور کف کشادہ اور تازہ روح اور شیریں سخن اور خوش ترنم اور سخی النفس اور اندک تنعم تھے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیر سے غصہ آتا اور جلد صلح کر لیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عقلمند اور پاکیزہ خیال اور قلیل الملامت اور خلق کے چارہ جو اور عفیف النفس حرام کے شبہ سے اور لطیف طبیعت اور اسلام کے لئے زیادہ خرچ کرنے والے تھے اور آپ کی ذات شریف تمام صفات کی جامع تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بری عادتوں سے دور رہتے تھے اور سخت عادت اور عیب جوئی اور سنگین دل اور فریاد اٹھانے والے اور گالی دینے والے اور سبکسار اور حریص اور مال جمع کرنے والے اور بخیل اور بھلائی کے نہ جمع کرنے والے اور مکار اور لالچی اور احسان جتلانے والے اور بہت کھانے والے اور سست اور جلد رنجیدہ ہونے والے اور طعنہ کرنے والے اور جلد باز اور نقصان پہنچانے والے اور حاسد اور بے وفائی کرنے والے اور رلانے والے اور جھوٹ بولنے والے اور متکبر اور جبر کرنے والے اور چغل خور اور بدی کرنے والے اور کج خلق اور ذخیرہ جمع کرنے والے اور محتکر اور برائی کرنے والے اور فخر کرنے والے نہ تھے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی بری عادت اور خصلت نہ تھی۔ صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

ذکر در بیان عبادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو مجھ کو نیک توفیق دے کہ اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے کس طرح عبادت کیا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی عبادت فکری تھی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت ذکری تھی۔ اور اس میں بڑا اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس شریعت پر عمل کرتے تھے۔ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر۔ یا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شریعت پر یا حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت پر یا آدم علیہ السلام کے طریقے پر یا سب شریعتوں پر جو آپ سے پہلے تھیں۔ اور اس امر کی دلیلیں اور اقوال کی تفصیل اپنے

موقع پر لکھی ہوئی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر ایک شریعت میں جو امر مشکل تھا اس کو آپ نے اختیار فرمایا تھا۔

ایک قول اس آیت کریمہ کے مطابق ہے۔ اِنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ملت پر آپ نے عمل کیا۔ اور قول مرجع یہ ہے کہ آپ نے اپنی شریعت پر عمل کیا۔ آپ خدا کی عبادت میں کمال درجہ کوشش فرماتے تھے اور چونکہ ایمان (اعتقاد) کے بعد سب عبادتوں یعنی کل عبادتوں میں افضل نماز ہے۔ اور وہ طہارت پر موقوف ہے تو زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا آغاز وضو اور اس کے مقدمات سے بیان کیا جائے تو بہتر ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت جاتے تو انگوٹھی کو انگشت مبارک سے باہر نکال لیتے تھے اور الٹا پاؤں پہلے رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ؎ اور جب باہر تشریف لاتے تھے تو سیدھا پاؤں پہلے رکھتے تھے اور کہتے تھے غُفْرَانَکَ اگر جنگل میں ہوتے تھے تو آدمیوں کی نظر سے آپ دور تشریف لے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ کو کوئی نہ دیکھے۔ حتیٰ کہ کسی دیوار کے نیچے یا کسی درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو چھپا لیتے تھے اور نرم زمین میں اس کام میں مشغول ہوتے تھے۔ اگر وہاں کی زمین سخت ہوتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین کو نیزہ کی بھال سے جو ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہتا تھا نرم کر لیتے تھے تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ پڑیں اور پھر وہ زمین مل جاتی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں کو جسم مبارک سے نہیں اتارتے تھے اور استنجے ڈھیلوں اور پانی سے کرتے تھے۔ اور آتے وقت فرماتے تھے کہ ڈھیلوں کو استنجے ڈھیلوں کے واسطے اور تیار رکھو اور اکثر اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے واسطے وضو کرتے تھے اور کبھی ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کرتے تھے۔ اور حضور وضو سے پہلے مسواک کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے اور کلی اور ناک میں پانی دیتے تھے۔ اور کبھی بغیر کلی کے

ناک میں پانی دیتے تھے اور بغیر کلی اور ناک میں پانی دیئے ہوئے وضو نہیں کرتے تھے۔ اور ان دونوں سنتوں کی نسبت مختلف روایات ہیں کہ کبھی ایک چلو سے کلی کرتے تھے اور ناک میں پانی لیتے تھے اور کبھی دو چلو سے اور کبھی تین چلو سے۔ اور تینوں صورتوں میں پانی کم صرف فرماتے تھے اور احادیث صحیحہ صریح اس امر میں واقع ہوئی ہیں۔ اور ایک ضعیف روایت ہے کہ ایک مرتبہ کلی کرنے اور ناک میں پانی دینے کے آپ نے فصل کیا ہے۔ یعنی کلی آپ سیدھے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ اور الٹے ہاتھ سے آپ ناک کو صاف کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات وضو کے اعضاء کو آپ تین مرتبہ دھوتے تھے یا دو مرتبہ دھوتے تھے اور تمام سر کا ایک بار مسح کرتے تھے۔ اور کبھی چہارم سر کے مسح پر آپ اکتفا کرتے تھے۔ اور عمامہ کا تکیہ لگاتے تھے اور کان کے اندر انگشت سبابہ سے مسح کرتے تھے اور اس کے ظاہر کا انگوٹھے سے مسح کرتے تھے اور مسح کرنے کے بیان میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی میں خلال کرتے تھے اور کبھی انگلیوں میں خلال کرتے تھے اور اگر انگشتری ہاتھ میں ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ویسے ہی ہلا لیتے تھے۔ اور ابتداء وضو میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ ۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ ۔

اور کبھی حضور یہ دعا فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ اور ضعیف حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ہر عضو کے دھونے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہ کوئی دعا پڑھتے تھے اور وضو کا پانی کبھی اپنے ہاتھ پر نہ ڈالتے تھے۔ اور کبھی دوسرا شخص بھی حضور کو وضو کرا دیتا تھا مگر اور حدیث صحیح نہیں ہے کہ وضو کے اعضاء کو کسی کپڑے سے خشک نہیں کرتے تھے اور کوئی چیز انہیں پونچھنے کے واسطے دیتا تھا تو حضور اس کو نہیں لیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی ایک مد اور غسل کا پانی

ایک صاع ہوتا تھا۔ اور وضو اور غسل میں بے جا پانی صرف کرنے سے حضور منع فرماتے تھے اور غسل کے وقت سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ پر پانی ڈالتے تھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے تھے۔ اور اس کے بعد اور اعضا دھوتے تھے۔ اور اس جگہ سے علیحدہ ہٹ کر پاؤں دھوتے تھے اور سفر و حضر میں موزہ کا مسح کرتے تھے اور مسح کی مدت سفر میں تین دن رات اور حضر میں ایک دن رات تھی اور صحیح یہ ہے کہ مسح موزہ کے اوپر کرتے تھے اور مسح اور غسل میں کچھ تکلف نہ تھا بلکہ اگر موزہ مسح کی شرطوں کے موافق پہنے ہوئے ہوتے تھے تو مسح کرتے تھے۔ ورنہ پاؤں دھوتے تھے اور موزہ خاص مسح کے واسطے نہیں پہنتے تھے اور اگر پانی نہیں ہوتا تھا اور تیمّم کی شرطیں پائی جاتی تھیں تو تیمم کرتے تھے۔ اور دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارتے تھے اور منہ پر ملتے تھے۔ اور یہ بات صحیح ثابت نہیں ہوئی کہ دو بار تیمّم کے واسطے زمین پر ہاتھ مارتے ہوں۔ اور ہاتھ کا کہنیوں تک مسح کیا ہے اور نماز کے صحیح ہونے کی انتہا درجہ کر شرطیں یہ ہیں:

یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ستر عورت چھپانا۔ اس کا حکم نہایت درجے کا فرماتے تھے اور کبھی ایک کپڑے میں نماز ادا فرماتے تھے لیکن اس کے کناروں کو کندھے پر ڈال لیتے تھے۔ اور فرض نمازیں مسجد میں ادا فرماتے تھے اور اپنے اصحاب کے امام بنتے تھے۔ اور مقتدیوں کی رعایت نماز کی تخفیف اور طول کرنے میں کرتے تھے اور جب آپ مسجد میں تشریف لاتے تھے تو سیدھا پاؤں پہلے رکھتے تھے اور فرماتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانَہُ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ مسجد میں تشریف لاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تھے تو ہاتھوں کو دونوں کانوں کے برابر اور کبھی دونوں کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے اور سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کو کھلا ہوا رکھتے تھے۔ اور اللہ اکبر کہہ کر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اور نماز کی نیت تکبیر سے پہلے فرماتے تھے۔ اور بعض کے نزدیک نماز کی نیت تکبیر سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے نہیں ہے۔ اور تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھتے تھے اور پھر دعائے استفتاح پڑھتے تھے اور وہ کئی طرح سے صحیح طور پر مروی ہے' اس کا آغاز وجہت وجہی الیٰ آخر اور مذہب مختار امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اور یہی مذہب مختار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور چھ روایتیں اور بھی ہیں اور تفصیل اور تحقیق ان الفاظ کی کتب حدیث کی کتابوں سے کر لینی چاہئے اور بعد دعائے استفتاح کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھتے تھے اور اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے اور اسی سبب سے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور بعد سورۂ فاتحہ کے نماز جہری میں لفظ آمین بلند آواز سے کہتے تھے اور نماز سری میں آہستہ فرماتے تھے اور مقتدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں آمین کہتے تھے اور نماز میں دو سکتہ کی رعایت کرتے تھے۔ ایک تکبیر اور قرأت کے درمیان۔ اور دوسری فاتحہ اور قرأت کے درمیان میں بھی تھوڑا سا رکھتے تھے اور صبح کی نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد بمقدار سات آیتوں کے دوسری سورۃ پڑھتے تھے۔ اور کبھی مقدار سو آیتوں کے پڑھتے تھے۔ اور کبھی سورۃ روم پڑھتے تھے اور کبھی سورۃ قاف۔ اور کبھی نماز میں تخفیف کرتے تھے۔ یعنی بعد سورۃ فاتحہ سورۃ اِذَا زلزلت الارض پڑھتے تھے اور سفر میں کبھی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پر ہی اکتفا فرماتے تھے۔ اور جمعہ کے دن صبح کی نماز میں حٰمٓ سجدہ پہلی رکعت میں اور سورہ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ دوسری رکعت میں پڑھتے تھے اور ظہر کی نماز کو کبھی طول کرتے تھے اور کبھی دو رکعت میں بقدر حٰمٓ سجدہ اور دوسری رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى یا سورۃ بروج یا سورۃ اللیل یا سورۃ والسماء والطارق اور اس کی مثل پڑھتے تھے اور کبھی اس سے کم اور شام کی نماز کبھی طول فرماتے تھے۔ اس حیثیت سے کہ سورۃ اعراف پہلی دو رکعتوں میں پڑھتے تھے اور کبھی والصافات اور کبھی حٰمٓ سورہ دخان اور کبھی سورۃ والتین اور کبھی سورۂ والطور اور سورۃ مرسلات اور کبھی سورۃ سبح اسم اور کبھی اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس اور کبھی قصار مفصل

اس نماز میں پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز میں عصر کی نماز کے قریب قریب قرأت کرتے تھے اور کبھی سورۃ والتین پڑھتے تھے۔

اور یہ امر صحیح طور پر ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر کی گئی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرتے تھے اور آپ نماز میں سورۂ بقرہ پڑھتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت غصہ آیا کہ تم کو چاہئے کہ کمی کرو۔ کیونکہ مقتدی ضعیف اور قوی ہر قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔

ایک روایت ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کیا فتنہ برپا کرنے والے ہو۔ اور یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا اور ان کو منع فرمایا اور سورہ والشمس اور سبح اسم اور واللیل اور اس کے مثل اور سورتوں کے پڑھنے کا حکم کیا اور نماز وتر میں کبھی تین رکعت آپ پڑھتے تھے۔ اور پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری رکعت میں قل یا ایها الکفرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھتے تھے اور جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور کبھی سبح اسم ربك اور سورۃ هل اتٰی پڑھتے تھے۔ اور عید کی نماز میں سورۃ قاف اور سورۃ اقتربت الساعة پڑھتے تھے۔ اور سبح اسم ربك اور سورۃ غاشیہ پڑھتے تھے۔ اور اکثر اوقات سورۃ پوری پڑھتے تھے اور کبھی تھوڑی سی پر ہی اکتفا کرتے تھے اور پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے ہمیشہ طول پڑھتے تھے اور قرأت ترتیل اور ترتیب اور تجوید سے فرماتے تھے۔ اور آیت کے آخر پر وقف کرتے تھے اور آواز کو دراز کرتے تھے۔ اور جب قرأت سے فارغ ہوتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور ہاتھوں کو نکالتے تھے۔ اور رکوع میں جاتے تھے اور دونوں ہاتھوں سے زانوؤں کو پکڑتے تھے۔ اور کہنیوں کو پہلو سے دور کرتے تھے۔ اور پیٹھ کو سیدھا کرتے تھے اور سر مبارک پشت کے برابر رکھتے تھے نہ بہت اونچا۔ اور رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم ۔ اور سبحانك اللّٰهم ربنا وبحمدك اَللّٰهُمَّ ربنا وبحمدك اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ملاتے تھے۔ اور رکوع میں سبوح قدوس ربنا وربّ الملائكة والرّوح کہتے تھے اور نماز تہجد کے رکوع میں اللهم

لك ركعت وبك امنت وعليك توكلت ولك اسلمت خشع لك بسمع وبصيری ونيجی وعظمی وعصبی فرماتے تھے۔اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو ہاتھوں کو نکالتے تھے اور فرماتے تھے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور کبھی رَبَّنا لَكَ الْحمد کہتے تھے اور کبھی اَللّٰهُمَّ رَبَّنا لَكَ الْحمد کہتے تھے اور اکثر اس رکن کو رکوع کے برابر طویل فرماتے تھے اور جو دعائیں اس رکن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں وہ سب کتب حدیث میں لکھی ہوئی ہیں اور جب سجدہ میں جاتے تھے تو ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور زانوؤں کو پہلے زمین پر رکھتے تھے اس کے بعد ہاتھوں کو پھر انگلیوں کو پھر پیشانی اور ناک اور پگڑی کے پیچ پر کبھی سجدہ نہیں کرتے تھے۔اور کبھی پیشانی کو خاک پر اور کیچڑ اور کبھی چٹائی کے سجادہ پر اور پکائے ہوئے چمڑے پر رکھ کر سجدہ کرتے تھے اور ہاتھوں کو پہلوؤں سے علیحدہ کرتے تھے اور کندھے کے برابر زمین پر رکھتے تھے۔اور انگلیوں کو رکوع میں کھلا ہوا اور سجدے میں ملا ہوا رکھتے تھے۔اور ہر سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے تھے اور یاروں کو بھی یہی حکم فرماتے تھے اور جب سر پہلے سجدہ سے اٹھاتے تھے تو جس قدر سجدہ کرنے میں دیر لگتی تھی اسی قدر دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے رب اغفرلی رب اغفرلی اور دوسری دعائیں اور ذکر جو سجدہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ان سب کی تفصیل کتب حدیث میں مشرح ومفصل موجود ہے اور دوسرے سجدہ کے بعد جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر نہ بیٹھ لیتے تھے نہیں اٹھتے تھے اور اس بیٹھنے کو اہل فقہ جلسہ استراحت کہتے ہیں۔اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں یہ مستحب ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستحب نہیں ہے۔اور وہ حدیث کو اس امر پر محمول کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ زیادہ عمر ہونے کے بیٹھ جایا کرتے تھے اور جب دوسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوتے تو بے توقف قرأت میں مشغول ہو جاتے تھے اور جب التحیات پڑھنے کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے تو سیدھے پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے۔اور سیدھے ہاتھ سیدھی ران پر رکھتے تھے اور

پہلے التحیات میں تخفیف کرتے تھے اور جب اٹھتے تھے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور تکبیر کہتے تھے اور قرأت میں مشغول ہوتے تھے۔

اور اکثر تیسری اور چوتھی رکعت صرف سورۃ فاتحہ سے پڑھتے تھے اور کبھی کوئی مختصر سورۃ پڑھتے تھے اور دوسرے التحیات میں الٹے پاؤں کو سیدھے پاؤں سے نکالتے تھے اور نشست گاہ زمین پر رکھتے تھے۔ اور صبح کی نماز میں کبھی دعائے قنوت پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے۔ اور ظہر وعصر کی نماز میں بیس آیتیں پڑھتے تھے۔ اور کبھی مبتدیوں کے لئے ایک آیت پڑھتے تھے۔ اور نماز میں الٹے اور سیدھی طرف نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ اس باب میں فرماتے ہیں کہ یہ شیطان کی طرف ایک خدشہ ہے بندہ کی نماز میں اور کہتے تھے کہ تم نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ وہ ہلاکت میں ڈالنے والی چیز ہے اگر چہ نماز نفل ہی کیوں نہ ہوں۔

کتاب ترمذی شریف میں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوشہ چشم سے الٹی اور سیدھی طرف دیکھتے تھے محققین کے نزدیک یہ بات ثابت نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں رکعتوں میں بیٹھ کر التحیات پڑھتے تھے اور التحیات میں درود بھیجتے تھے اور بعد التحیات پڑھنے کے وہ دعائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں پڑھتے تھے۔ اور التحیات کے پڑھنے کی کیفیت میں مختلف روایات وارد ہیں۔ اور ہر امام نے ایک ایک امر کے واسطے ایک روایت اختیار کی ہے۔ یہ کتاب ان کی تحقیق اور تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتی ہے اور جب التحیات اور دعاؤں سے فارغ ہوتے تھے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ کہتے تھے اور جب سیدھی طرف کو منہ پھیرتے تھے تو اس طرف کی جماعت آپ کے رخسارہ کو دیکھتی تھی اور الٹی طرف بھی اسی طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرتے تھے۔ بعد سلام کے تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فرماتے تھے اور اس کے بعد آپ فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

یہ بات بھی صحیح ثابت ہوئی ہے کہ نماز کے بعد حضور لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ ۔ اور دوسری دعائیں نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ اور کبھی بعض نماز میں ترک کر دیتے تھے یا اس پر سے زیادتی سے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق سہو کے واقع ہوا ہے تو اس کی اصلاح کے واسطے سجدہ سہو فرماتے تھے۔ اور سجدہ سہو سلام سے پہلے اور بعد سلام کے دونوں طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ لیکن مذہب مختار حنیفہ کا سلام کے بعد ہے اور سلام پہلے مذہب مختار امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور اس کے بعد نفل ادا کرتے تھے۔ اور حضر میں چار رکعتیں ظہر کے فرضوں سے پہلے دو دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں شام کے فرضوں کے بعد اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتیں آپ ہمیشہ پڑھتے تھے اور ہمیشہ نماز ادا کرتے تھے اور اکثر اوقات تہجد معہ وتر کے پندرہ رکعت اور کبھی تیرہ رکعت ادا کرتے تھے اور اس نماز میں قرأت، رکوع اور سجدہ نہایت طویل کرتے تھے اور کبھی سورۂ بقر اور آل عمران اور سورۂ نساء۔ سورۂ مائدہ اور سورۃ انعام رات کی نماز میں پڑھتے تھے۔ وہ آیت شریف یہ تھی۔ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ؕ اور اگر اتفاق سے آپ کا تہجد کبھی فوت ہو جاتا تو دوسرے دن چاشت کے وقت بارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ اور رات کی نماز میں کبھی آہستہ قرأت کرتے تھے اور کبھی باآواز بلند۔ آخر بلند آواز سے ہمیشہ پڑھنے لگے۔ اور وتر کو آغاز چاشت اور آدھی رات کو یا آخر شب میں ادا کرتے تھے۔ لیکن اکثر آدھی رات کو پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم اپنی آخری نماز کو رات میں ادا کرو۔ اور وتر کی کبھی سات رکعتیں اور کبھی پانچ اور کبھی ایک ادا کرتے تھے اور یہ روایت ضعیف ہے اور کبھی تین رکعت سلام سے ادا کرتے تھے۔

یہ بات صحیح ثابت ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھتے تھے اور بعض یاروں کو حکم کرتے تھے اور صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی

پڑھتے تھے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ نماز وتر سفر میں سواری پڑھتے تھے اور وتر ادا کرنے کے بعد تین بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسُ آخر میں بلند آواز سے کہتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے آخر میں یہ اور زیادہ کرتے تھے۔ رَبَّنَا وَ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحُ اور چاشت کی نماز کبھی پڑھتے تھے اور کبھی ترک فرما دیتے تھے اور دو رکعت سے آٹھ رکعت تک مختلف اوقات میں ادا کرتے تھے۔

جو روایت صحیحہ میں وارد ہوا ہے وہ یہ ہے۔ اور بعضی کتابوں میں مروی ہے کہ کبھی بارہ رکعت بھی پڑھی ہیں۔ اور اکثر نوافل اور سنن کو گھر میں ادا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سب سے بہتر اس شخص کا گھر ہے جو اپنے گھر میں سوائے فرضوں کے سب نماز ادا کرے۔ اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نئی نعمت حاصل ہوتی تھی یا کوئی بلا دفع ہوتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکر کا سجدہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں بجالاتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک بار آپ نے ایک شخص بدصورت حقیر الجثہ، ناقص الخلق کہ دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کا سجدہ ادا کیا۔ اور دوسرے باب میں بیان ہو چکا ہے کہ جب ابو جہل لعین کے قتل کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کا سجدہ ادا فرمایا۔

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسیلمہ کذاب کے قتل ہونے کی خبر سنی تو شکر کا سجدہ کیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے جب ذوالندیہ جو کہ تمام خارجیوں کا سردار تھا مارا گیا تو شکر کا سجدہ ادا کیا۔

پس جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے نماز کے ہر روز ایک مقدار معین قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور آپ کی قرأت خوب روشن اور ایک ایک حرف کی تفسیر اور ترتیب اور تجوید اور خشوع اور تدبیر اور تامل کے ساتھ سب آیتوں کے معنی میں ہوتی تھی۔ اور آخر آیات میں توقف کرتے تھے اور حرف مد کو پوری طرح کھینچتے تھے۔ اور شروع قرأت میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھتے تھے۔ اور سب وقتوں میں قرآن پڑھتے تھے۔ کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، سو کر، باوضو اور بے وضو، لیکن جنابت کی

حالت میں نہیں پڑھتے تھے اور کبھی کبھی قرآن کے پڑھنے کی حالت میں کسی نعمت کا شکر ادا کرتے تھے۔ اور خوشالحانی کے ساتھ پڑھتے تھے جس طرح کہ خوش آواز حافظ لوگ پڑھتے ہیں۔ اور مکہ کی فتح کے دن سورۃ فتح کو ترجیع کے ساتھ پڑھا۔ اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو قرآن میں تغنی کی اجازت نہیں دی ہے۔ اور تغنی سے یہ مراد ہے کہ قرآن مجید کو تکلف کے ساتھ پڑھے۔ اور تکلف سے جو پڑھا جائے وہ منع ہے۔ اور تین دن رات سے کم میں قرآن پاک ختم نہیں کرتے تھے۔ اور قرآن کو دوسروں سے سنتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے۔ اور راتوں کو الف لام میم سجدہ اور سورۃ تبارک الذی اور بہت سی سورتیں کہ سبحان الذی اسریٰ اور سبح اسم اور یُسَبِّحُ جن کے اوّل میں واقع ہے پڑھتے تھے اور سجدہ تلاوت کو ترک نہیں کرتے تھے اور جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے تھے تو تکبیر کہہ کر سجدہ میں جاتے تھے اور یہ کہتے تھے وَجْهِيَ الَّذِیْ وَ تیق سَمْعُهٗ وَبَصُرُهٗ حَمُوْلَهٗ وَقوۃ اور کبھی اس دعا کے سوائے دوسری دعا پڑھتے تھے اور یہ روایت نہیں ہے کہ جب سر سجدہ سے اٹھاتے تو تکبیر کہتے تھے۔ یا التحیات پڑھی ہو یا سلام کیا ہو اور دیگر آیتیں اور سورتیں دعائیں اور اذکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں جو نمازوں کے بعد اور صبح شام اور دوسرے کاموں کے واسطے اور تمام اوقات اور اصول میں پڑھتے تھے اور دوسروں کو حکم کرتے تھے اور اس کا ثواب اور خواص بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب ان کی تفصیل کی نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے عمر میں مہلت بخشی تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک کتاب اس باب میں خاص طور پر لکھی جائے گی جس سے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ سفر میں جب نماز فرض پر اکتفا کرتے تھے اور سنتوں کو اکثر اوقات ترک فرما دیا کرتے تھے۔ مگر صبح کی سنتیں اور وتر ترک نہیں فرماتے تھے اور چار رکعت والی نماز کو قصر کرتے تھے۔ اور سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا پورا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قصر اور کبھی پوری نماز پڑھی ہے۔ وہ ضعف سے خالی نہیں ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ دو رکعت بعد نماز ظہر کے اور دو رکعت نماز مغرب کے ادا کرتے تھے اور بعض روایت میں وارد ہے کہ جس وقت آفتاب کو زوال ہوتا تھا تو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سنت کو سفر میں نہیں چھوڑا ہے وہ اس امر پر محمول ہے کہ ان کو اطلاع نہ تھی اور چار رکعت والی نماز کو قصر کرتے تھے۔ اور نماز کا پورا پڑھنا سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ضعیف ہے اور تہجد کی نماز سواری پر بھی ادا کرتے تھے اور جس طرف وہ سواری جاتی تھی خواہ قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو۔ اور رکوع اور سجدہ کے وقت اشارہ کرتے تھے اور حدیث میں وارد ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کے وقت سواری کا منہ قبلہ کی طرف کرتے تھے اور باقی نماز کے اجزاء کو جس طرف سفر کرنا مقصود ہوتا تھا اور سواری چلتی ہی میں ادا کرتے تھے۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کے سبب سے سواری کی پیٹھ پر نماز فرض ادا کی۔ اور یاروں نے سواری کی حالت میں اقتداء کی اور نماز ادا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ منزل سے اگر آفتاب کے زوال سے پہلے کوچ کرتے تھے تو ظہر کی نماز میں تاخیر کرتے تھے اور جب آتے تھے تو نماز ظہر کے ساتھ جمع کرتے تھے۔ اور اگر ظہر کے وقت کے بعد کوچ کرتے تھے تو کبھی ظہر کی نماز کو تنہا ادا کرتے تھے اور کبھی عصر کی نماز کے پہلے پڑھ لیتے تھے یا ظہر کے ساتھ جمع تھے۔ اور مغرب اور عشاء میں اسی طریق پر عمل کرتے تھے۔ لیکن نزول اور فرار کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا ثابت نہیں ہے۔ اور جمعہ کے دن کی تعظیم کرتے تھے اور اس روز طرح طرح کی عبادات بجالاتے تھے۔ اور پاکی اور خوشبو کا استعمال کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن نہانے کی رغبت فرماتے تھے۔ اور آدمی حاضر ہوتے تھے تو مسجد میں تشریف لاتے تھے اور حاضرین کو سلام کہتے تھے اور جب منبر پر بیٹھتے تھے بلال رضی اللہ عنہ اذان شروع کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نہایت فصاحت و بلاغت سے خطبہ

پڑھتے تھے اور اس خطبہ میں خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا ہوتی تھی۔ اور شہادتیں اور مومنوں کو توبہ کا حکم اور ان کو تقویٰ اور اطاعت کی وصیت اور دنیا سے نفرت دلانا اور اس کی بے اعتباری اور نفرت کی ترغیب اور کوئی قرآن شریف کی آیت اور مومنین اور مومنات کو دعا پڑھاتے تھے۔ اور دونوں خطبوں کے درمیان میں جلسہ خفیہ فرماتے تھے۔ اور خطبہ فرماتے وقت کمان یا لاٹھی پر تکیہ لگاتے تھے اور تلوار اور نیزہ پر تکیہ نہیں لگاتے تھے اور یہ بات منبر پر بیٹھنے سے پہلے تھی۔ اور بعد منبر بننے کے کسی چیز پر تکیہ لگانا ثابت نہیں ہے اور خطبہ پڑھنے کی حالت میں آدمیوں کو امام کے نزدیک رہنے کا اور خاموشی کا حکم کرتے تھے۔ اور یہ بات ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز سے پہلے مسجد میں جمعہ کی نماز کی سنتیں ادا کی ہوں۔ لیکن جمعہ کی نماز کے بعد جب گھر کو واپس ہوتے تو چار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اگر مسجد میں ادا کرتے تھے تو دو رکعت سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ لیکن آپ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت نہایت تھوڑی ہے کہ بندہ جب اس ساعت کو پائے تو حاجت خدا سے چاہے مقبول ہووے اور قول صحیح یہ ہے کہ وہ ساعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی مخصوص نہ تھی بلکہ اب وہ بھی ساعت باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی اور اس ساعت کی خصوصیت میں مختلف روایات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہیں اور علماء امت کے اس امر کے گیارہ قول ہیں۔ بعضے امام یہ فرماتے ہیں کہ دو قول سب سے زیادہ بہتر ہیں۔ ایک وہ ہے کہ قبولیت کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے کہ جب امام منبر پر بیٹھے نماز کے تمام ہونے تک ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ساعت عصر کی نماز کے بعد سے آفتاب کے غروب ہونے تک ہے۔ اور یہ دونوں قول زیادہ غالب ہیں اور ایک ساعت لکھی ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ جمعہ کی ساعت کو ایام جماعت میں اثر ہے۔ اور وہ ساعت جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص فرمائی ہے۔ اس میں ایک جمعہ میں امام کے منبر پر بیٹھنے سے آخر نماز تک ہے۔ اور دوسرے جمعہ میں نماز کی اقامت سے سلام تک ہے۔ اور تیسرے جمعہ میں نماز کے بعد غروب آفتاب تک ہے۔ اس ساعت کی خصوصیت حدیث صحیح میں وارد ہے لیکن بعض نے

یہ بیان کیا ہے کہ قبولیت کی ساعتیں پوشیدہ ہیں۔ جمعہ کے تمام دن میں یہ اس واسطے کہا گیا ہے کہ آدمی تمام دن اطاعت میں مشغول رہے۔

چنانچہ شب قدر اور صلوٰۃ وسطیٰ اور اسم اعظم کی یہی کیفیت ہے اور قبولیت کی ساعت رات میں جو بیان کی گئی ہے یہ قول ضعیف ہے۔ اس کی کچھ اصل نہیں ہے اس واسطے کہ اس کی خصوصیت صحیح حدیثوں میں واقع ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چند جگہ مثل غزوۃ ذات الرقیع اور بطن النخلہ اور عنبان اور حدیبیہ کے مقام میں نماز خوف ادا کی ہے۔ اور ہر مرتبہ دوسری طرح سے اس کی تحقیق حدیث اور فقہ کی کتابوں سے معلوم ہوتی ہے اور عید کی نماز مصلیٰ پر مدینہ کے باہر ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی سبب سے حضور باہر نہ جا سکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مسجد میں ادا فرمائی تھی اور سب سے اچھے کپڑے جو آپ کے پاس تھے وہ عید کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے۔ اور کبھی وہ چادر جس پر سبز یا سرخ خطوط کھنچے ہوتے تھے وہ پہنتے تھے۔ اور عید الفطر کو اس سے پہلے کہ عید گاہ کو تشریف لے جائیں چند خرموں سے افطار فرماتے تھے اور وہ چھوہارے طاق عدد ہوتے تھے۔ اور پھر لوٹتے وقت تک کھانا نہ کھاتے تھے۔ اور عید قربان میں بعد نماز عید کے کھاتے تھے اور اس کے بعد قربانی کرتے تھے اور غسل کر کے عید گاہ کو جاتے تھے۔

اور حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کو پیدل جاتے تھے اور نیزہ آپ کے آگے ہوتا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں بلند آواز تکبیر کہتے جاتے تھے۔ اور جب مصلیٰ پر پہنچتے تھے تو منہ کے سامنے نیزہ کھڑا کر لیتے۔ اس واسطے کہ مصلیٰ اس زمانہ میں جنگل تھا۔ اور کوئی دیوار اور محراب اس پر نہ تھی اور عید کی نماز کے واسطے اذان، اقامت اور صلوٰۃ جامعہ کچھ نہ تھا۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مصلیٰ میں پہنچتے تھے تو نماز شروع کر دیتے تھے اور پہلی رکعت میں سات تکبیر متواتر کہتے تھے۔ اور دونوں تکبیروں کے درمیان میں تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے۔ اور ذکر اور تسبیح خاص تکبیرات کی عید کے دن کے درمیان میں روایت نہیں ہے۔ اور جب دوسری رکعت کے سجدہ سے اٹھتے تھے تو

تکبیرات شروع کردیتے تھے اور پانچ تکبیریں متواتر کہتے تھے اور اب کے بعد قرأت میں مشغول ہوتے تھے اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ دوسری رکعت کی تکبیرات قرأت سے کہتے تھے اور جب نماز سے فارغ ہوکر اٹھتے تھے تو آدمیوں کے سامنے کھڑے ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اور خطبہ کے شروع میں خدا کی حمد معہ تکبیر کے کرتے تھے۔ اور یاروں کو وعظ ونصیحت کرتے تھے۔ اور صدقہ کا حکم فرماتے تھے اور اگر چاہتے تھے کہ کہیں لشکر بھیجیں تو وہاں ہی مقرر فرماتے تھے۔ اگر چاہتے تھے کہ ان کو کچھ حکم کریں تو ویسا ہی ارشاد فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ کی عورتیں مدینہ کے مصلّٰی میں حاضر نہیں ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جا کر ان کو علیحدہ وعظ ونصیحت کرتے تھے۔ صدقہ کا حکم فرماتے تھے اور عید الفطر کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے اور عید الاضحیٰ کی نماز قربانی کے واسطے جلدی سے پڑھتے تھے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ دو بکرے خصی جن کے ہاتھ پاؤں اور گردا گرد چشم سیاہ ہوتا تھا عید کی نماز کے بعد قربانی کرتے تھے اور جب ان کے منہ کو قبلہ کی طرف کرتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔
اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ قُلْ اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اور دوسری روایت میں ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط هٰذَا عَنِّیْ وَعَنْ مَنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ اور ایک روایت میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)

آپ نے فرمایا ہے جو عید کی نماز سے پہلے ذبح کرے۔ اسے چاہئے کہ وہ شخص پھر ذبح کرے اس واسطے کہ وہ قربانی میں محسوب نہیں ہے۔ بلکہ اس نے اپنے اہل وعیال کے واسطے گوشت تیار کیا ہے۔ اور یہ بھی حکم فرماتے تھے کہ قربانی کے واسطے خوب موٹے اور ہاتھ پاؤں کے تندرست اور سب عیبوں سے پاک تلاش کرے۔ اور جس کا کان چیرا ہوا یا کٹا ہوا یا سوراخ کیا ہوا یا سینگ ٹوٹا ہوا یا آنکھ پھوٹی ہوئی ہو وہ ذبح نہ کرے۔ اور

فرمایا ہے کہ بھیڑ ایک برس کی اور سوائے بھیڑ کے اور چیز دو برس کی جائز ہے۔ اور اونٹ اور گائے میں سات حصے کر لینے جائز ہیں۔ اور عید کے دن ایام تشرلق میں قربانی جائز ہے اور مصلیٰ سے لوٹنے کی حالت میں دوسرے راستے سے لوٹتے تھے۔ اور علماء دین فرماتے ہیں کہ اس بات میں یہ نقطہ تھا کہ کئی جگہ پر لوگ طاعت کے گواہ ہو جائیں۔ اور منافقین اسلام کی عزت و رفعت کو دیکھ کر خوار اور ذلیل ہو جائیں۔ اور دونوں راستے والوں کی حاجتیں حضور پوری کریں اور اسلام کے طریقوں کو دونوں راستوں سے ظاہر کریں۔ اور دونوں راستوں والوں کو سلام کریں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کی برکت دونوں زمینوں میں پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا بھی پڑھی ہے۔ جس کا ذکر ہم نے پہلے باب میں لکھا ہے اور کبھی مدینہ کی مسجد میں غیر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھ کر استسقاء کی دعا پڑھی ہے اور اسی پر اکتفا کیا ہے۔ اور کبھی بغیر منبر ہاتھ اٹھا کر دعائے استسقاء کی ہے اور کسی میں دعا نہیں فرمائی ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ اس دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگی ہے اور جب مینہ برستا تھا تو فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعاً ط

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مینہ برسا اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے اپنے کپڑوں کو اتارا تا کہ مینہ آپ کے بدن پر پڑے۔ پس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات میں کیا حکمت ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے رب کے ساتھ ہے اور جب ہوا اور بادل دیکھتے تو آپ کے روئے مبارک پر کراہت ظاہر ہوتی تھی اور آپ باہر چلے جاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مینہ برستا تھا تو اندر آ جاتے تھے اور وہ حالت زائل ہو جاتی تھی اور آپ خوش ہوتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ سے دریافت کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں قوم عاد کی طرح نہ ہو۔ جیسے کہ قوم عاد کہتی تھی کہ جب جنگلوں کے کناروں سے بادل کو دیکھتے تھے کہ

یہ بادل ہے مینہ برسے گا۔ حالانکہ یہ ایک ہوا تھی اس میں بڑا عذاب تھا۔ فرماتے تھے
اَلرِّیْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ یَأْتِیْ اَمَرَ
یعنی ہوا خدا کی رحمت کا اثر ہے اور رحمت لاتی ہے یعنی دوستوں پر رحمت کرتی ہے اور دشمنوں پر عذاب لاتی ہے پس گالی دینا یا برا بھلا نہ کہنا چاہئے بلکہ خدا سے خیر کا طلب گار ہو اور اس کے شر سے پناہ مانگے۔

روایت ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہوا کو لعنت سے یاد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوا پر لعنت مت کرو۔ اس واسطے کہ اس کو خدا کا حکم ایسا ہے۔ اس واسطے کو جو چیز لعنت کے قابل نہیں ہے اس پر لعنت کرنے سے وہ لعنت اپنی طرف عود کرتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہوا چلتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوزانو بیٹھ کر فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا رَحْمَۃً وَلَا تَجْعَلْھَا عَذَابًا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَلَا تَجْعَلْھَا رِیْحًا ط اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رعد کی آواز کو سنتے تھے تو فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ عَذَابِکَ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرماتے تھے سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدَ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ۔ اور جب سورج گرہن ہوتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھتے۔ اس نماز کی کیفیت چند طریق سے روایت میں ہے۔

ایک یہ کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد بہت دیر تک قیام کیا۔ یعنی بقدر قرآت سورۃ بقر کے۔ اس کے بعد رکوع طویل کیا۔ پھر قیام کیا۔ مگر پہلے قیام سے یہ کم تھا۔ اس کے بعد رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے یہ رکوع کم تھا۔ اس کے بعد اعتدال کی حالت میں واپس تشریف لائے۔ پھر سجدہ کیا اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح سے کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو آفتاب روشن ہو جاتا تھا۔ فرمایا کہ سورج اور چاند یہ دونوں موت اور زندگی

کے واسطے خدا کی نشانیاں ہیں۔ جب تم دیکھو کہ چاند گرہن یا سورج گرہن ہوا تو خدا کا ذکر کرو۔

اس پر حضور کے یاروں نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو نماز میں دیکھا کہ کسی چیز کو آپ لینا چاہتے ہیں لیکن آپ پیچھے رہ گئے۔ فرمایا کہ میں نے بہشت کو دیکھا۔ اور یہ چاہا کہ بہشت کے انگور کی شاخ سے انگور توڑوں لیکن اگر میں اس سے انگور لے کر کھا لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی سب لوگ اسے کھاتے۔ اور دوزخ کو میں نے دیکھا کہ وہ ایسی چیز ہے کہ آج تک میں نے ایسی ہولناک چیز کبھی نہیں دیکھی۔ اور اہل دوزخ عورتیں زیادہ تھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ میں عورتیں کس وجہ سے زیادہ تھیں۔ فرمایا اس وجہ سے کہ شوہر کی نعمت کی وہ ناشکری کرتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سجدہ کا بہت کچھ وصف بیان کیا ہے۔ اور ان کی حدیث میں ایک یہ بھی زیادتی ہے کہ جب سورج گرہن اور چاند گرہن کو حضور دیکھتے تو خدا کو یاد کرتے تھے۔ اور تکبیر کہتے اور نماز پڑھتے اور صدقہ دیتے۔ پھر فرمایا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ خدا کی قسم اللہ سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں ہے۔ اپنے بندہ پر یا اپنی امت پر اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم خدا کی جو کچھ میں جانتا ہوں اگر اس کو تم لوگ جانو بہت روؤ اور بہت کم ہنسو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو رکعت نماز سورج گرہن ادا کی۔ اس میں چھ رکوع اور چار سجدے تھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز ادا کی جس میں دو رکعت اور چار سجدہ تھے۔

چوتھی حضرت عبدالرحمان بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن پڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے

کھڑے ہوئے اور ہاتھوں کو اٹھایا اور تکبیر اور تحمید کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آفتاب روشن ہو گیا پھر دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اور چاند گرہن کی بھی حضور نماز پڑھا کرتے تھے اور اس نماز میں قرأت بلند آواز سے کرتے تھے۔

عیادت مریض

عیادت مریض کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت فرمایا کرتے تھے اور اپنے یاروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کے پاس جاتے تھے تو یہ فرماتے تھے لَا بَأْسَ طَهُوراً انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کبھی فرماتے تھے کَفَّارَةٌ طَهُوراً ط اور اس کے سرہانے بیٹھتے تھے اور پوچھتے کہ تم اپنی حالت کیسی پاتے ہو۔ اور جو خبر کہ بیمار پوچھتا تھا۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے تھے۔ اور جس کی اس کو خواہش ہوتی تھی اور اس کو میسر نہ آتی تھی وہ چیز اس کو دیتے تھے اور سیدھا ہاتھ مریض کے جسم پر رکھتے تھے اور فرماتے اَذْهَبَ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسَ وَاشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِیْ لَا شَفَاءَ اِلَّا شَفَاءُكَ شَفَاءٌ لَا يُغَادِرُ سُقْمًاط اور کسی کے زخم ہوتا تھا تو انگشت سبابہ سے یا سبابہ کو خاک پر رکھ کر اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ تربت

اور عیادت کے لئے کوئی دن اور کوئی وقت مقرر نہ تھا بلکہ تمام اوقات میں عیادت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب کوئی مسلمان بھائی کی عیادت کرے تو بہشت میں جگہ پائے اور جب اس کے پاس بیٹھے تو خدا کی رحمت اس پر نازل ہو کہ وہ اس میں غرق ہو جائے اور اگر صبح ہو تو ستر (۷۰) ہزار فرشتے رات تک اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اگر رات ہو تو ستر (۷۰) ہزار فرشتے صبح تک اس پر درود بھیجتے ہیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھ کے درد میں عیادت کے واسطے تشریف لائے۔ جب مریض میں موت کے آثار دیکھتے تھے تو اس کو آخرت یاد دلاتے تھے۔ توبہ کی وصیت اس سے فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اپنے مردہ کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھاؤ کہ مردہ کا آخر کلام کلمہ توحید ہو۔ اور جاہلیت کے زمانہ

کی عادت ہے جیسے رونا اور کپڑے پھاڑنا اور منہ پر طمانچے مارنا۔ اس قسم کے امور سے منع فرماتے تھے اور صبر و شکر کرنے کا حکم کرتے تھے اور اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کا کہنا اور خدا کی قضا پر راضی رہنا، اور آنسوؤں سے رونا اور دل میں رنج و غم کرنا اس کو منع نہیں کرتے تھے۔ اور مردہ کی تجہیز و تکفین اور غسل اور خوشبو لگانا اور دفن میں جلدی کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مردہ کو تین بار، پانچ بار یا زیادہ رائے کے موافق غسل دینے والا دھوئے۔ اور آخر میں تھوڑا سا کافور اس پر ملے۔ اور فرماتے تھے کہ شہید کو غسل نہ دو۔ اور جوشن اور ہتھیار سے علیحدہ کر لو۔ اور احرام والے کو اسی احرام کے کپڑے میں دفن کرو۔ کیونکہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے اور اگر کفن کم ہوتا تھا تو فرماتے کہ سر کو چھپا دو۔ اور تھوڑی گھاس میت پر رکھ دو۔ اور سفید کپڑوں کا کفن کرتے تھے۔ اور اسی کا حکم کرتے تھے اور نماز حاضر اور غائب اور مرد اور عورت اور بالغ اور نابالغ ہر قسم کی میت پر چار تکبیر سے اور چھ تکبیر سے ادا کہتے تھے۔ اور جب نماز شروع کرتے تھے تو پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھتے اور باقی تکبیرات میں مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے تھے اور سب تکبیروں کے واسطے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ آخر نماز جنازہ جو آپ نے پڑھی اس میں چار تکبیریں کہی ہیں۔ اسی وجہ سے جمہور علما نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ملائکہ نے آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی تو چار تکبیریں کہیں۔ یہ طریقہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام کا ہے اور نماز جنازہ سے دونوں طرف سلام پھیر کر فارغ ہو جاتے تھے اور کبھی ایک سلام پر اکتفا کرتے تھے۔ اور نماز جنازہ احیاناً فوت ہو جاتی تھی تو قبر میت پر ادا فرماتے تھے اور جنازہ کے پیچھے چلتے تھے۔ اور جنازہ کے چلنے میں تعجیل فرماتے تھے اور حکمت امر تعجیل میں یہ تھی کہ اگر میت نیک ہے تو جلد اپنے دار السرور میں پہنچے۔ اور اگر بد ہے تو اس کے شر سے حمال جلد سبکدوش ہوں۔

روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لکڑوں پر اٹھایا اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی جنازہ کے ساتھ چلنے میں

تین بار کندھا دے تو اس نے حق ادا کر دیا۔

زکوٰۃ اور صدقات میں روایت فقراء اور صاحب کمال کی نہایت خوبی سے فرمائی ہے اور اقسام مال سے چار قسموں پر حصر فرمایا۔ اوّل اونٹ اور بیل اور بکری کو۔ دوسری سونا اور چاندی کو تیسری کھیتی اور پھل کو۔ چوتھی تجارت کا مال۔ اور متحقق ہے کہ مال زکوٰۃ اغنیاء سے لے کر مستحقوں کو مرحمت فرمائے اور صدقہ کے اونٹوں کو اپنے دست مبارک سے داغ فرماتے تھے۔ غالباً وہ داغ قریب کان کے تھا۔ اور باکمال رحمت جو شخص مال زکوٰۃ میں پیش کرتا تو اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے۔ اور حصول زکوٰۃ کے واسطے تمام قبائل عرب میں عامل مقرر فرماتے تھے۔ اور اگر مال زکوٰۃ کسی خاص مقام کے مستحقین سے زیادہ ہوتا تھا تو مدینہ شریف کو بھیج دیتے تھے۔ اور صدقہ دینے سے خوش ہوتے تھے اور اصحاب پاک کو اس کی رغبت دلاتے تھے۔ اور عید کے دن ملنے کے واسطے خوشبو لگاتے تھے۔ اور عطا فرماتے تھے اور غلاموں کے آزاد کرنے میں اہتمام فرماتے تھے۔ اور اس کے فضائل ارشاد فرماتے تھے اور روزہ رمضان کے بعد رویت بہ چشم مبارک یا شہادت عدل رکھتے تھے۔ اور تیس تاریخ اگر شعبان کی ہوتی تھی تو خطبہ میں ارشاد فرماتے تھے کہ نہایت بزرگ مہینہ آتا ہے کہ جس کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اور روزہ اس مہینہ میں فرض اور شب بیداری اس مہینہ میں سنت ہے اور اس ماہ مبارک کے نفل ثواب میں فرض کے برابر ہیں۔ جو اور مہینے میں ہو اور اس مہینے کا ایک فرض دوسرے مہینے کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ اور یہ مہینہ صبر کا ہے جس کا اجر بہشت ہے۔ اور یہ مہینہ عالی ہمتی اور مہمانی کرنے کا ہے۔ اس واسطے کہ خدا تعالیٰ اس مہینے میں مومنوں کے رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور اس مہینے میں جو شخص کسی کا روزہ افطار کرواتا ہے خدا تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور دونوں کو برابر ثواب ملتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر طاقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کی نہ ہو تو فرمایا ایک خرمہ کی ہی ہو۔ اور ایک قطرہ دودھ دینے کا بھی وہی ثواب ہے جو شکم سیر کھانا کھلانے کا ثواب ہے۔ اور جو کسی کو شکم سیر ہو کر کھلائے گا تو

خدا تعالیٰ اس کو حوض کوثر سے سیراب کرے گا اور اس ماہ کے اوّل میں رحمت۔ وسط میں مغفرت اور آخر میں جہنم سے نجات ہے اور اس مہینہ میں جو شخص اپنے زیردستوں پر نرمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے بچاتا ہے۔

اس مہینہ میں آسمان رحمت اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ مقفل کیے جاتے ہیں۔ شیاطین مقفل کیے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ماہِ رمضان میں صوم وصال رکھتے لیکن بکمال رحمت صحابہ رضی اللہ عنہم کو صوم وصال سے منع فرمایا۔ اور فرمایا لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ وَيُسْقِيْنِيْ یعنی میں تمہاری طرح سے نہیں ہوں۔ بلکہ خدا کے پاس رہتا ہوں اور وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔

اور افطار روزہ میں بعد غروب آفتاب تعجیل فرماتے اور قبل نماز مغرب چند چھوہارے یا کھجوریں یا جرعۂ آب جو کچھ ہوتا نوش فرماتے اور ایسا ہی صحابہ کو حکم دیتے اور وقت افطار یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

اور جب کسی دوسرے گھر روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اور سحری کو حضور تناول فرماتے تھے اور اس میں تاخیر فرماتے اور حکم تاخیر کا فرماتے تھے اور حدیث شریف میں ہے تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کا فرق ہے۔ اور عرباض بن سارِیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحری نوش فرماتے تھے۔ اور بڑی دعوت سحری فرمائی۔ اور نیز یہ روزہ میں مبالغہ فرماتے تھے۔ اور روزہ میں اپنی ازواجِ مطہرات کا بوسہ لیتے تھے اور پچھنا لگاتے تھے اور سرمہ لگاتے تھے اور حسب عادت مسواک ملتے تھے لیکن کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہیں کرتے تھے۔ اور حالت غسل میں قبل فجر غسل فرماتے تھے اور احیاناً بعد طلوع آفتاب بھی اور مسافرت میں کبھی روزہ رکھتے تھے اور کبھی افطار فرماتے تھے۔ اور ایسا ہی دوسروں کو ارشاد فرماتے تھے۔

نیز روزہ نفل بھی رکھتے تھے اور کبھی متواتر اور کبھی فصل سے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی متواتر روزہ رکھتے تھے جس سے ہم خیال کرتے تھے کہ آپ ہمیشہ روزہ رکھا کریں گے۔ اور کبھی چند روز تک روزہ نہیں رکھتے تھے جس سے یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے روزہ داری کی عادت ترک فرما دی ہے۔ اور پورے مہینے متصل روزے نفل کے رکھنا ثابت نہیں ہے۔ اور عاشورہ کے روز روزہ رکھتے تھے اور عرفہ کے روز اگر حج میں ہوتے تو افطار فرماتے ورنہ روزہ رکھتے۔ اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اکثر روزہ رکھتے اور فرماتے کہ یہ روز فرض اعمال کے ہیں۔ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں روزہ دار ہوں۔ اور کبھی سنیچر اتوار کو بھی روزہ رکھتے تھے۔ اور ہر مہینے میں ایام بیض کے روزے رکھتے تھے اور روزِ جمعہ کو اکثر روزہ فرماتے تھے۔ اور اکثر پنجشنبہ یا شنبہ کو روزہ جمعہ کے ساتھ فرماتے۔ اور تنہا روزہ جمعہ کا رکھنا منع فرمایا ہے۔ اور کسی مہینے کے شنبہ یکشنبہ کو روزے اور کبھی سہ شنبہ اور چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو روزے رکھتے تھے۔ اور شش عید کے روزے۔ اور بقر عید کے روزے کی رغبت دلاتے تھے۔ اور عید الفطر اور ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت فرماتے۔ اور جب کبھی دولت سرا میں کچھ کھانے کو نہ ہوتا تو فرماتے میں روزہ دار ہوں۔ اور نیت روزے کی فرماتے۔ اور آخر عشرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے تھے اور کثرت تلاوت قرآن پاک کی کرتے تھے۔ اور لوگوں سے کم اختلاط فرماتے تھے۔ اور اوّل اور آخر عشروں میں بھی اعتکاف فرمایا ہے اور اعتکاف بعد نماز صبح شروع فرماتے اور مسجد میں خیمہ کے اندر اعتکاف فرماتے اور کبھی بحالت اعتکاف مسجد سے حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتے۔ اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سر مبارک کو کنگھا کرتیں اور دوسری ازواجِ مطہرات رات کو زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مسجد میں تشریف لے جاتی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ ایک ایک بار حجۃ الوداع میں ایک ساتھ فرمایا۔ اور چار عمرے ادا فرمائے۔ اور حدیبیہ کا عمرہ جس کو منکرین نے منع کیا اور عمرہ قضا اور جعرانہ جو کہ آٹھویں سال جنگ حنین سے لوٹتے وقت واقع

ہوا۔ اور وہ عمرہ جو حج کے ساتھ ادا کیا وہ سب ادا کئے۔ اور بعثت سے پہلے چند حج اور بھی قریش کے طریقے پر ادا کئے مگر اس کے عدد یاد نہیں ہیں۔

ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور سرئی کا اور ہر ایک کا مشرح حال

صاحب روضۃ الاحباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ اور میں نے اپنی لڑکیوں میں سے کسی کو کسی شخص کی زوجیت میں نہیں دیا مگر اس وقت کہ جب جبرئیل علیہ السلام میرے پروردگار کے پاس سے آئے اور مجھ کو اس کا حکم دیا۔ اور ارباب سیر رحمتہ اللہ علیہم نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ ازواجِ مطہرات تھیں جن سے آپ نے صحبت فرمائی ہے۔ ان سب میں گیارہ پر سب کا اتفاق ہے اور ایک میں اختلاف ہے کہ آیا وہ زوجہ تھیں یا سرئی۔ چنانچہ اسی فصل میں مفصل حال معلوم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سب سے اوّل حرم حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب سے تھیں۔ ان کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ اور قصیٰ کی اولاد سے سوائے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی دوسری عورت کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے اور کنیت ان کی ام ہند ہے۔ اور ان کی ماں فاطمہ بنت زائد بن الصم قبیلہ بنی عامر سے نبی کا بیٹا تھا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلے عتیق بن حامد بن عبداللہ مخزمی کی بی بی تھیں اور ان سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا۔ اور اس کے بعد ابو ہالا بن البناش زرارہ تمیمی نے ان سے نکاح کیا اور ابو ہالا کا نام مالک تھا اور ایک قول کے موافق زوارہ تھا۔ اور ایک قول کے موافق ہند تھا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے ان سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ ایک ہالا اور دوسرا ہند۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے نکاح کیا تو ہند کی پرورش فرماتے تھے۔ چنانچہ ہند سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں باپ اور ماں اور بھائی اور بہن کو تمام لوگوں سے بزرگ رکھتا ہوں۔ یعنی میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور میری ماں حضرت خدیجہ

الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور میرے بھائی حضرت قاسم ہیں اور میری بہن فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور ارباب سیر کہتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تمام قبائل عرب میں نہایت عقیلہ اور فاضلہ عورت تھیں۔ اور جاہلیت کے زمانہ میں تمام اہل عرب ان کو طاہرہ کہتے تھے۔ آپ بہت عالی نسب اور والا حسب بی بی تھیں۔ آپ مال بہت رکھتی تھیں اور قریش کے اشراف اور سردار ابوہالہ کے بعد چاہتے تھے کہ آپ سے نکاح کریں لیکن آپ نے کسی کو قبول نہ کیا۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے قبول نہیں کرتی تھیں کہ ابوہالہ کے بعد انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ان کے گھر میں آفتاب اتر آیا اور اس کا نور تمام گھر میں پھیل گیا بلکہ مکہ شریف کے گھروں میں اس کے نور سے روشنی ہو گئی۔ جب آپ بیدار ہوئیں تو آپ نے اس خواب کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا۔

ورقہ بڑے تعبیر کرنے والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے شوہر ہوں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان کس شہر میں ہوں گے؟ کہا مکہ شریف میں۔ پوچھا کہ کس قبیلہ سے ہوں گے؟ کہا قریش سے۔ پوچھا کس بطن سے ہوں گے؟ کہا بنی ہاشم سے۔ کہا ان کا نام کیا ہو گا۔ جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

پس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ منتظر رہتی تھیں کہ وہ آفتاب کہاں سے نکلے گا۔ یہاں تک کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطالب کے دستر خوان پر بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرما رہے تھے اور حضرت ابوطالب کی بہن عاتکہ بھی وہاں موجود تھیں۔ اور یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن ادب اور استقامت پر نظر کرتی تھیں جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوطالب نے عاتکہ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہو گئے ہیں اور ان کی شادی کا وقت آ گیا ہے لیکن وہ ہم سے اس قسم کی گفتگو کچھ نہیں کرتے۔ معلوم نہیں اس میں کون سی مصلحت ہے۔

عاتکہ نے کہا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عورت نہایت مبارک اور صاحب حسب ونسب ہے اور اس زمانہ میں ایک قافلہ ملک شام کو بھیجتی ہیں۔ اس سے بہتر کچھ نہیں ہے کہ تھوڑا سا مال بطور شرکت ہم اس سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تجارت کے واسطے بھیج دیں۔ اور جو نفع حاصل ہو اس نفع کو ان کی شادی میں صرف کریں۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امر کا مشورہ کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور یہ مژدہ سن کر عاتکہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئیں۔ اور یہ تمام قصہ ان سے بیان کیا۔

اس وقت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے دل میں سوچا کہ میرے خواب کی یہ تعبیر ہے کیونکہ یہ مرد عربی مکی قریشی الہاشمی ہے۔ اور اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو نہایت نیک خو، خوبصورت، صادق القول اور امین ہے۔ گویا کہ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم موعود ہے۔ پس انہوں نے اس امر کو قبول کر لیا اور سید المرسلین شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراش سے مشرف ہوئیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا نکاح انہیں کے ساتھ ہوا۔ اس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف چالیس سال کی تھی اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس برس کی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ذکور اور اناث سب انہیں سیدہ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ان کی رعایت کے اور ان کے مقابل کوئی عورت آپ نے نہ چاہی۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بہت سے مناقب اور فضائل ہیں اور سب سے پہلے جو شخص کہ مشرف بہ اسلام ہوئے وہ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جنہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق رسالت کی اور اپنے مال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں صرف کیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران علیہم السلام ہیں۔

اور پھر سب سے بہتر تمام عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اہل بہشت کی تمام عورتوں میں افضل مریم بنت عمران ہیں۔ اور فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آسیہ بنت مزاحم فرعون کی عورت اور حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ اور اہل سیر کا حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سال وفات میں اختلاف رہا ہے۔ زیادہ صحیح یہ امر ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں بعثت کے دسویں سال واقع ہوئی اور جیحون کے قریب دفن ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر پر تشریف لائے اور ان کے واسطے دعائے خیر فرمائی۔ اور نماز جنازہ اس وقت تک فرض نہ ہوئی تھی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف اس وقت ٦٥ سال کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مرنے سے بہت غمگین اور رنجیدہ ہوئے۔

حضور علیہ السلام کی دوسری بیوی حضرت سودہ بنت ربیعہ بن قیس بن عبدالشمس بن عبدالود بن نضر بن مالک بن جہل بن عامر بن لوی بن غالب القریشی العامریہ تھیں۔ ان کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ لوی پر جا کر ملتا ہے۔ اور ان کی کنیت ام الاسود ہے اور ان کی ماں شموس بنت قیس بن عمر بن زید بن لبید بن خداش تھیں۔ اور آپ مکہ شریف میں آغاز بعثت کے زمانہ میں مسلمان ہوئی تھیں۔ اور پہلے اپنے چچا کے لڑکے سکران بن عمران بن عبدالشمس کے نکاح میں تھیں اور ان سے ایک لڑکا تھا جس کا نام عبدالرحمان تھا اور جنگ جلولا میں شہید ہو گیا تھا۔ اور جلولا ایک گاؤں کا نام ہے۔ فارس کے دیہات سے کہ وہاں لڑائی ہوئی تھی اور سکران کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے سکران کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی اور ایک مدت کے بعد مکے شریف کو لوٹے تو خواب میں دیکھا کہ پیغمبر علیہ السلام ان کی طرف تشریف لائے اور ان کی گردن پر پاؤں رکھا۔ جب وہ بیدار ہوئیں تو انہوں نے اس خواب کو اپنے خاوند سکران سے کہا۔ سکران نے جواب دیا کہ اگر تو سچ کہتی ہے تو میں مر جاؤں گا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ساتھ نکاح کریں گے۔ اس کے بعد پھر خواب دیکھا کہ دو تکیے

لگائے ہوئے ہوں۔ اور آسمان سے چاند مجھ پر گرا ہے۔ اس خواب کو بھی اپنے شوہر سکران سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر تو سچ کہتی ہے تو میں جلد مر جاؤں گا اور تو دوسرا شوہر کریگی۔ یہاں تک کہ سکران یکا یک بیمار ہوئے اور چند روز کے بعد وفات پائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے دسویں سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے پہلے موافق قول صحیح کے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ ان کا مہر چار سو درہم قرار پایا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بڑی عمر کا پایا۔ اس وجہ سے ہجرت کے آٹھویں سال موافق قول بعض کے طلاق دے دی اور موافق قول صحیح کے طلاق کا ارادہ کیا۔

ایک مرتبہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں جب کہ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے جاتے تھے، بیٹھ گئیں اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے طلاق نہ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے ساتھ رجعت کر کہ میں تجھ سے کچھ خواہش نہیں رکھتا ہوں۔ اس نے کہا نہ مجھ کو دنیا داری کی آرزو آپ سے کچھ ہے لیکن میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی ازواج سے اٹھائی جاؤں اور میں نے اپنی نوبت کو آپ کی محبوبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر طلاق کا ارادہ نہ فرمایا۔ اور ان سے رجوع کر لیا اور ان کی وفات حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر زمانہ میں ہوئی۔ اور بعض روایات میں ہے کہ وہ طول القامت اور بہت موٹی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کو رات میں دفن کرو۔

حضرت اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ عورتوں کے واسطے نعش بناتے تھے۔ پس ان کے لئے ایک نعش بنایا۔ اور سودہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کو اس پر رکھ کر لے گئے اور سب سے پہلے انہیں کے واسطے نعش بنایا گیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعش کو دیکھا تو اسماء بنت عمیس کے لئے دعا کی اور کہا کہ جیسا تو نے ان کو چھپایا اللہ تعالیٰ ایسا ہی تجھ کو چھپائے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش کے

واسطے نعش تیار کیا گیا تھا نہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے واسطے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔ لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور حضرت علامہ واقدی نے دوسرے قول پر عمل کیا ہے۔ واللہ اعلم

آپ کی تیسری بی بی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی۔

روایت میں ہے کہ ایک روز آپ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب عورتوں کی کنیت ہے۔ میری کنیت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھانجے کے نام کے ساتھ اپنی کنیت رکھ لو۔ آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ ان کی والدہ روماں بنت عمیر بن عامر بن حارس بن غنم بن مالک بن کنانہ کی اولاد سے تھیں۔ اور ان کے نکاح اور زفاف کا بیان ان کے بعضے فضائل اور کمالات میں ذکر کیا جائے گا۔ آپ بڑی فقیہہ منفتیہہ۔ عالمہ فصیحہ اور بلیغہ تمام صحابہ میں سے تھیں۔ یہاں تک کہ بعضے علماء سلف سے منقول ہے کہ چہارم احکام شریعت آپ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوئے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ تم اپنے تہائی حصہ دین کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کرو۔

اور عربی میں زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ جاننے والا قرآن کے معنی اور فرائض اور حلال وحرام اور شعر عرب اور علم نسب کا کسی کو نہ دیکھا۔ اور یہ دو بیت انہیں کے اشعار سے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہے تھے۔

فلو سمعوا فی مصر اوصاف خدہ　　بما بذلوا فی سعر یوسف من نقدٍ

ترجمہ: اگر آپ کے رخساروں کے اوصاف لوگ مصر میں سن لیتے تو یوسف علیہ السلام کی خریداری میں وہ کچھ بھی خرچ نہ کرتے۔

لواحی زلیخا لو رأن جبینہ　　لاثرن بالقطع القلوب علی الایدی

ترجمہ: زلیخا کی تشنہ لب عورتیں اگر آپ کی پیشانی دیکھ پاتیں تو ہاتھ کاٹنے کی جگہ اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیوں میں پیوند لگاتے تھے اور میں چرخہ کاتتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا اور اس پسینہ سے انوار روشن ہیں۔ میں آپ کے جمال کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ تجھ کو حیرانی کیوں ہے؟

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پیشانی پر پسینہ دیکھ کر میرے دل میں آیا کہ اگر آپ کو ابوکبیر ہزلی دیکھتا تو یہ جانتا کہ شعر کہنے کے لائق آپ زیادہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون سا شعر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ شعر ہے۔

و میر مِن کل عشیرٍ خصیتہٖ
وفشاد مرجعة ودا ومقیلٍ

وَ اذا نظرت الٰی اسوت وجه بوقتٌ
کبرق العَارض المستھل

اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوتیاں ہاتھ سے رکھ دیں اور اٹھ کر میرے پاس تشریف لائے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا اور فرمایا۔

جَزَاكَ اللّٰهُ يَا عَائِشَةَ خَيْراً مَا سَهْرَةَ مِنِّي سَرُوْرِي مِنْكِ

اور انہیں سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ کو کل عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور وہ فضیلت دس چیز میں ہے۔

پہلے یہ کہ حضور علیہ السلام نے میرے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا ہے۔

دوسری یہ کہ کوئی عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نہ کی کہ جس کے ماں اور باپ نے

خدا کی راہ میں ہجرت کی ہو سوائے میرے۔ تیسری یہ کہ میری برأت آسمان سے نازل ہوئی۔ چوتھی یہ کہ میرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے میری صورت حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی اور کہا کہ اس عورت سے شادی کرلو۔ پانچویں یہ کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔ اور دوسری کسی عورت سے یہ امر نہیں کرتے تھے۔ چھٹی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی حالت میں آپ کے سامنے کروٹ سے لیٹی رہتی تھی۔ اور یہ امر میرے ساتھ مخصوص تھا۔ ساتویں یہ کہ کسی عورت کے جامۂ خواب میں وحی نہیں آئی ہے مگر میرے جامۂ خواب میں وحی الٰہی آئی تھی۔ آٹھویں یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو ایسے وقت میں قبض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے اور کمر کے درمیان میں سر رکھے ہوئے تھے۔ نویں یہ کہ میری نوبت کے دن وفات پائی اور دسویں یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں دفن ہوئے۔

یہ امور اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہایت درجہ الفت اور محبت تھی اور جو باقی عورتوں کے ساتھ نہ تھی۔

یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عورتوں میں سے کون ہے۔ فرمایا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ عرض کیا گیا کہ مردوں میں سے زیادہ دوست کون ہے۔ فرمایا اس کا باپ۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو راستی اسلام میں پیدا ہوئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھی۔

چوتھی بی بی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کی ماں زینب بنت مطعون بن حبیب بن وہب بن خزافہ کی لڑکی تھیں۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اوّل زوجہ خنیش بن خذافہ قیس بن سہمی کی تھیں اور خنیش حبشہ کے مہاجرین سے تھے۔ اور غزوہ بدر میں حاضر تھے اور واقعہ بدر کے بعد اور ایک قول کے موافق جنگ احد کے بعد خنیش نے وفات پائی۔ اور ان کی عدت گزر جانے کے

بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے سال میں اور ایک قول کے مطابق سال ہجری میں ان سے نکاح کیا۔

روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا حالانکہ اس زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس امر میں ذرا دیر کے بعد جواب دوں گا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زیادہ عمر کے ہو گئے اور کہا کہ میری رائے میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح نہ کروں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو میں نے ان کے سامنے پیش کیا مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کوئی اور عورت دے اور تیری لڑکی کو عثمان سے بہتر شوہر دے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی حفصہ سے نکاح کر لیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبول نہ فرمایا۔ اور نہ جواب میں کچھ فرمایا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے خفا ہو گئے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ شاید تم میرے اس روز کے جواب دینے سے خفا ہو گئے ہو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں بلاشک۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو اس کے قبول کرنے سے کسی چیز نے منع نہ کیا مگر میں نے جان لیا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا۔ اور اس روز میں نے اس وجہ سے ظاہر نہیں کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

بھید کا ظاہر کرنا اچھا نہیں ہے۔

پانچویں بیوی حضرت زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمر بن عبدالمناف بن ہلال بن عامر بن ضعیفہ تھیں۔ اور وہ پہلے فضل الحارث بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں۔ پس انہوں نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ اور ان کے بھائی عبیدہ بن الحارث نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اور عبیدہ غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن الجحش اسدی نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا اور بعضے اہل سیر نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ پس رمضان المبارک میں ہجرت کے تیسرے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا اور آپ کے گھر آٹھ مہینے تک رہیں۔ اور ربیع الآخر ۴ ہجری میں وفات پائی اور بعضے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ماہ رہیں۔ اور ان کو ام المساکین کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ مساکین کے ساتھ بہت کچھ احسانات اور ان پر مرحمت اور شفقت فرمایا کرتی تھی اور ان کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔

چھٹی بیوی حضرت ام سلمہ اور ان کا نام ہند بنت امیہ تھا۔ اور ابوامیہ کا نام حذیفہ اور بعضے کہتے ہیں کہ شام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن تغیطہ ابن مرہ بن کعب بن بنی غالب تھا۔ اور وہ قبیلہ بنی مخزوم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی لڑکی کی عاتکہ بنت عبدالمطلب ہیں اور پہلے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عبد ہلال جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی لڑکی مرہ بن عبدالمطلب ہیں ان کی زوجہ تھیں اور ام سلمہ کے ان سے چار فرزند تھے۔ یعنی زینب اور سلمہ اور عمر اور زرارہ اور یہ دونوں مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور دونوں مرتبہ وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے چلے آئے تھے اور ابوسلمہ کے جنگ احد میں ایک زخم لگا تھا۔ مدت تک اس کا علاج کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ زخم اچھا ہو گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سریہ میں بھیجا اور جب وہ وہاں سے لوٹے تو ان کا زخم پھر تازہ ہو گیا اور اس زخم کی وجہ سے انہوں نے وفات پائی۔

روایت ہے کہ جب ابو سلمہ نے وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی تعزیت ادا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اے اللہ ان کو تسکین دے اور ان کی مصیبت دور کر دے اور اس سے اچھا ان کو عوض دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کر لیا جب ان کی عدت گزر گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کرنا چاہا لیکن انہوں نے کسی کو قبول نہ کیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیغام بھیجا اور کہا مرحبا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عورت ہوں زیادہ عمر والی اور میرے فرزند یتیم ہیں۔ میں غیرت بہت کچھ رکھتی ہوں اور دوسرے یہ کہ میرے ولی حاضر نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جو کہا کہ میں بڑی عمر والی ہوں تو میری عمر تم سے زیادہ ہے۔ عورت کو اس میں کوئی عیب نہیں ہے کہ اپنے آپ سے زیادہ عمر والے مرد کے ساتھ نکاح کر لے اور یہ جو تم نے کہا کہ میں غیرت بہت رکھتی ہوں تو میں تمہارے واسطے خدا تعالیٰ سے دعا کروں گا اور جو تم نے یہ کہا کہ میرے ولی موجود نہیں ہیں۔ تو تمہارے ولی مجھ کو حاضر و غائب برا نہ سمجھیں گے اور میرے ساتھ نکاح کرنے سے راضی ہوں گے۔ پس ام سلمہ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ اے عمر اٹھ میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دے۔ پس عمر نے اپنی ماں کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا حالانکہ وہ ابھی بالغ نہ ہوئے تھے۔ اور یہ واقعہ بماہ شوال المعظم ۴ ہجری میں ہوا اور ان کا اسباب دس درہم کی قیمت کا تھا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیری فلاں بہن کو جو دیا ہے اس سے کم نہ کروں گا۔

<u>ساتویں بیوی</u> حضرت زینب بنت جحش بن ریان بن العمرو بن حرہ بن مرہ بن کثیر بن وردام بن اسد بن خزیمہ بن مدرک تھیں۔ ان کا نام پہلے برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر ان کا نام زینب رکھا۔ اس واسطے کہ برہ اس بات کی خبر دیتا ہے کہ صاحب اسم پاک ہے۔ اور قرآن شریف کی آیت میں اس بات سے منع کیا گیا ہے لَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی اپنے نفسوں کو پاک نہ سمجھو۔ ان کی کنیت ام الحکم تھی اور ان کی ماں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ عبدالمطلب کی دختر تھیں۔ مگر حضرت زید نے ان کو طلاق دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بماہ ذی القعدہ ۵ ہجری میں ان سے نکاح کرلیا۔

نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کے واسطے زینب کو چاہا تھا مگر حضرت زینب نے گمان کیا کہ حضور اپنے واسطے چاہتے ہیں۔ اس پیام کو قبول کرلیا اور جب یہ جانا کہ زید کے واسطے چاہا تو انکار کر دیا، اس واسطے کہ زینب صاحب جمال عورت تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی لڑکی تھیں۔ ان کے مزاج میں حدت اور تیزی تھی۔ اس وجہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں زید کو نہیں چاہتی ہوں۔ اس واسطے کہ وہ آزاد کیا ہوا ہے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش بھی اپنی بہن کے ساتھ انکار میں متفق تھے حالانکہ نبوت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خریدا تھا اور آزاد کر دیا تھا اور اپنا فرزند بنا لیا تھا۔ پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اس پیام کو قبول کر لینا چاہئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مہلت دیجئے تا کہ میں اس معاملہ پر غور اور فکر کر لوں۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اس وقت یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ

پس حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور عبداللہ ان کے دونوں بھائیوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا دل یہ چاہتا ہے کہ زید رضی اللہ عنہ میرا شوہر ہووے۔ فرمایا کہ ہاں انہوں نے کہا جب یہ بات ہے تو میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں چاہتی ہوں۔ میں نے قبول کیا۔ پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا زید کے ساتھ نکاح کر دیا اور دس دینار سرخ مہر مقرر کیا۔ اور ایک درم اور چار پیراہن۔ پچاس سیر گیہوں اور تیس صاع چھوہارے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے واسطے بھیجے اور ایک

سال سے زائد حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں۔

القصہ ان کے نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ہمارے علم قدیم میں یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا تمہاری بی بیوں میں شامل ہوں۔ چنانچہ زید اور زینب میں کچھ ناموافقت پیدا ہوئی جس طرح کہ بعض زن وشوہر میں ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ زید ان سے تنگ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے شکایات کر کے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دوں کیونکہ میرے ساتھ تند خوئی کرتی ہے اور اس کی زبان مجھ پر دراز ہو گئی ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی عورت کو نکاح میں رکھ اور خدا سے ڈر۔

لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا بھی ازواجِ مطہرات میں داخل ہوں گی۔ اس وجہ سے آپ کی خاطر مبارک میں یہ تھا کہ زید رضی اللہ عنہ ان کو طلاق دے دے لیکن آپ کو طلاق کا حکم دینے سے شرم آتی تھی۔ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اس سے اندیشہ کرتی تھیں کہ لوگ کہیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متبنٰی کی زوجہ کو خود چاہتے ہیں حالانکہ زمانہ جاہلیت میں متبنٰی کی زوجہ کو حرام جانتے تھے اور مثل اپنے فرزندوں کی بہو کے جانتے تھے۔ اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کا مقصود زید کے یہاں سے رہنے سے یہ تھا کہ گویا کہ زید ان کو پسند ہے اور تہہ دل سے زینب رضی اللہ عنہا زید کو چاہتی ہیں۔ پھر زید رضی اللہ عنہ دوسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

مابتو پرواختم خانہ وہرچہ اندر ہست
ہرچہ مراد شماہست بہ ہمہ عالم حرام

القصہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت گزر گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے کہا جاؤ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ہمارا پیغام لے

جاؤ۔ اور اس امر میں زید رضی اللہ عنہ کو خاص کرنے میں حکمت یہ تھی کہ تمام آدمی یہ گمان کریں کہ یہ امر زید رضی اللہ عنہ کی رضامندی سے واقع ہوا ہے اور یہ معلوم ہو جائے کہ زید رضی اللہ عنہ کے دل میں زینب رضی اللہ عنہا کی محبت باقی نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس امر سے خوش ہے۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں بے اجازت چلے گئے۔ وہ اس وقت ننگے سر تھیں کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بے گواہ اور بغیر پیام کے چلے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ منگنی کرنے والا ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام گواہ ہیں۔ آپ نے ولیمہ کا کھانا ترتیب دیا اور لوگوں کو گوشت روٹی خوب کھلائی۔

آٹھویں بی بی حضرت جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار ابن حبیب بن عابد بن مالک بن خزیمہ خزاعیہ تھیں۔ اور وہ پہلے اپنے چچا کے بیٹے سعر بن منافع بن صفان کی زوجہ تھیں اور وہ غزوہ مرسیع میں مارے گئے اور اس غزوہ سے پلٹنے کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ سے بماہ شعبان ۵ ھ میں نکاح کیا۔ اور ان کا اصل نام برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھا۔ راوی کہتا ہے کہ برہ کے کہنے کو آپ مکروہ جانتے تھے۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر تشریف لائے اور وہ اپنے مصلّیٰ پر رہیں۔ اور جب چاشت کے وقت آپ پھر تشریف لے آئے تو وہ اسی طرح مصلّیٰ پر تسبیح اور ذکر میں مشغول تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں جس وقت باہر گیا ہوں اس وقت سے اب تک تم اسی حال میں ہو۔ فرمایا کہ ہاں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس وقت سے تمہارے پاس سے گیا ہوں تین مرتبہ چار کلمے کہے ہیں اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ چار کلمے تمہارے اس وقت سے اب تک کی عبادت پر غالب ہیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَتِهٖ ۔

اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے پاس آئے اور آپ کا روزہ تھا۔ فرمایا کہ تم نے روزہ رکھا ہے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کل روزہ رکھو گی کہا نہیں۔ کہا پس افطار کرو۔ اسی وجہ سے علماء نے کہا ہے کہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ ان کی وفات شریف مدینہ منورہ میں واقع ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پینسٹھ برس کی تھی۔ اور مروان رضی اللہ عنہ بن حکم نے جو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ میں حاکم تھا ان پر نماز پڑھی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب وَاِلَیْہِ یَرْجِعُ الْمَئَاب

نویں بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوصفیان بن حرب بن آمیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف تھیں اور ان کا نام رملہ تھا۔ اور ایک قول کے موافق ہند تھا۔ اور ان کی ماں صفیہ بنت ابی العاص بن آمیہ بن عبدالشمس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پہلے عبیداللہ بن جیش اسدی کی زوجہ تھیں اور آغاز سال میں مسلمان ہوئی تھیں اور حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور عبیداللہ سے ان کی ایک لڑکی حبیبہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تھی۔ اسی کے نام کی وجہ سے ان کی کنیت رکھ دی گئی تھی۔ انہیں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حبشہ میں میں نے عبیداللہ کو خواب میں دیکھا کہ نہایت بری صورت میں ہے۔ میں خواب سے بیدار ہوئی۔ اپنے دل میں ڈر کر یہ خیال کیا کہ اس کا دین متغیر ہو جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو عبیداللہ نے کہا۔ اے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا میں نے سب دینوں کی طرف نظر کی۔ لیکن کوئی دین اس دین سے بہتر نہ پایا۔ اور پہلے اس نے اس دین کو اختیار کیا تھا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اختیار کیا۔ اب میں دین نصرانی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ میں نے کہا ایسا نہ کر۔ اے عبیداللہ آج کی رات میں نے تیرے متعلق ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ میں نے وہ رات کا خواب اس کے سامنے بیان کیا۔ اس نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور مرتد ہو گیا اور نصرانیت اختیار کر لی۔ اور ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں مر گیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا

اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھے پکارتا ہے۔ یا ام المومنین

میں بیدار ہوگئی اور میں نے اپنی خواب کی یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ نکاح کریں گے۔ جب میری عدت گزر گئی تو ایک دن گھر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک شخص نے دروازہ پر آکر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دے دی۔ وہ ایک لونڈی ابرہا نام آئی اور نجاشی کے پاس سے پیغام لائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خط لکھا کہ میں تم کو ان کے واسطے چاہتی ہوں۔ اس وقت میں بہت خوش ہوئی اور دو جوڑے خلخال اور چند انگشتری چاندی کی جو میرے پاس تھیں۔ اس خوشی میں میں نے ابرہا کو دے دیں اور میں نے ابرہا سے کہا۔ بشر اللہ بخیر۔ اس نے کہا بادشاہ کہتا ہے کہ ایک وکیل کر لیجئے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کر دوں۔ میں نے کہا خالد بن سعید بن العاص کو میں نے اپنا وکیل کیا۔

پس نجاشی اور جعفر بن ابی طالب اور مہاجرین حبشہ کی ایک جماعت کو حاضر کیا اور نکاح ہو گیا۔ اور چار سو دینار زر سرخ مہر مقرر ہوا اور دوسری روایت ہے کہ چار لاکھ چاندی کے درم مقرر ہوئے اور ۷ ہجری میں جس روز کہ ان کو مدینہ منورہ میں لائے ان کی عمر تیس برس سے کچھ زیادہ تھی اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۴۲ھ ہجری میں یا ۴۴ھ میں ہوئی اور مروان بن حکم نے ان پر نماز پڑھی۔ اور ایک قول میں ہے کہ ملک شام میں ان کی وفات ہوئی۔

دسویں زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت بی بی صفیہ بن حیَ بن اخطب بن جو نضیر کا سردار تھا۔ آپ قوم بنی اسرائیل سے اولاد ہارون بن عمران پیغمبر علیہ السلام سے تھیں اور ان کی ماں خرہ کا باپ سموال بنی قریظہ کا سردار تھا۔ یہ نہایت خوبصورت صاحب جمال تھیں جیسا کہ اعلیٰ درجہ کے لوگ سرخ وسفید ہوتے ہیں اور صاف رنگ کی عورتیں ہوسکتی ہیں اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی طرح سے یہ بھی بشارت پا چکی تھیں۔ حضرت صفیہ پہلے سلام بن شکم قرضی کی زوجہ تھیں۔ ان دونوں کی جدائی ہوگئی پھر کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا اور کنانہ جنگ خیبر میں قتل ہو گئے اور فتح خیبر کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح

کرلیا۔

نقل ہے کہ جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو لائے۔ اور آپ نے فرمایا کہ ان کو خیمہ میں لے جاؤ۔ پھر آپ خود خیمہ میں تشریف لے گئے۔ تو جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کھڑی ہوگئیں اور جو شے پہنے ہوئے تھیں اس کا فرش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بچھا دیا اور خود زمین پر بیٹھ گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بی بی! تیرا باپ ہمیشہ مجھ سے عداوت رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کردیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوسرے کے گناہ کے عوض نہیں پکڑتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دے دیا کہ وہ چاہیں تو آزاد ہو کر رہیں یا اپنی قوم میں مل جائیں یا مسلمان ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مصالحت کی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بہت حلیمہ اور عاقلہ عورت تھیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہونے کی آرزو رکھتی ہوں اور میں نے آپ کی دعوت سے پہلے آپ کی تصدیق کی ہے۔ اب میں آپ کے گھر آئی ہوں اور قوم یہود سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ کو کفر اور اسلام میں اختیار دیتے ہیں۔ خدا کی قسم ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک اپنی قوم سے زیادہ محبوب ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات اچھی معلوم ہوئی اور ان کو اپنے واسطے رکھ لیا اور آزاد کردیا۔ اور ان کے آزاد ہونے کو ان کا مہر سمجھا۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی۔ اور ایک قول میں ہے کہ ان کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

گیارہویں زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت الحارث بن خریم بن الجبر بن ابو یہ بن عبداللہ بن ہلال بن صابئہ عامریہ ہلالیہ تھیں۔ اور ان کی ماں ھند بنت عول بن زہیر الحرب قبیلہ حمین سے تھیں اور ایک قول یہ ہے کہ قبیلہ کے کنانہ سے تھیں۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے بدل کر میمونہ رضی اللہ عنہا رکھا۔ اور لفظ میمونہ یمن سے مشتق ہے۔ جس کے معنی برکت کے ہیں۔ پس میمونہ رضی اللہ عنہا کے مبارک معنی ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہند سب داماد گرامی رکھتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کی شان میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ بہت برنگ بھوڑی عورت تھیں جس نے زمین پر داماد گرامی جمع کیے ہیں۔ اس واسطے کہ ان کی ایک لڑکی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور ہند کے سوائے حارث میمونہ کی ماں کے ایک شوہر اور بھی تھے کہ ان کا نام عمیس خش غبی تھا۔ اور ان سے بھی کئی لڑکیاں تھیں۔ ان کی ایک لڑکی اسماء بنت عمیس سے حضرت جعفر بن ابی طالب سے نکاح ہوا۔ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے فراش سے مشرف ہوئیں اور ان سب شوہروں سے اسماء کے ایک فرزند پیدا ہوا۔ اور دوسری لڑکی حضرت زینب کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے اپنے نکاح میں اختیار کیا اور تیسری لڑکی سلماء بنت عمیش سے شداد بن الحارث نے نکاح کر لیا۔ اور یہ سب ان کے داماد ہیں۔ کوئی عورت مثل ان کے داماد نہیں رکھتی اور زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمر ثقفی کی زوجہ تھیں۔ پھر ان سے جدائی ہوگئی۔ اس کے بعد ابودرہم بن عبدالعزہ یا خویطب بن عبدالعزہ کی زوجہ ہوئیں۔ یا سیرہ بن ابی درہم یا عبداللیل بن عمر کی زوجہ ہوئیں۔ اور دوسرے شوہر نے وفات پائی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ ہجری میں غزوۂ فضا سے لوٹتے وقت ان سے نکاح کر لیا۔ اور زفاف کی جگہ منزل شرف جو کہ اطراف مکہ شریف سے ہے واقع ہوا اور تاریخ میں یہ بھی ہے کہ اسی منزل میں وفات پائی اور جہاں زفاف واقع ہوا تھا۔ وہیں پر دفن ہوئیں اور بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کے وقت .... ہوگئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ احرام کی حالت میں تھے اور بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا وہ عورت تھیں کہ جنہوں نے اپنے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بخش دیا تھا جب ان کو اس بات کی خبر ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت وہ اونٹ پر سوار تھیں کہا کہ اونٹ اور جو چیز اونٹ پر سوار ہے وہ سب خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات موافق قول صحیح کے ۵۱ ہجری میں واقع ہوئی۔

اور ایک قول میں ہے کہ ۶۱ ہجری میں یا ۶۳ ہجری میں ہے۔ اور ان سب قوتوں کے موافق سب سے آخر ازواجِ مطہرات سے جس نے وفات پائی وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ اور ان کے بھانجے ابن عباس اور یزید الاتم اور عبداللہ ابن شداد ابن مہار نے ان کو قبر میں اتارا اور دفن کیا۔

یہ گیارہ عورتیں وہ ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا ہے اور زفاف واقع ہوا ہے۔ اس میں اہل سیر کا کچھ بھی اختلاف نہیں ہے اور ان سب میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دنیا سے رحلت فرما گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دنیا سے رحلت فرما گئیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں باقی تھیں جب آپ نے وصال فرمایا اور تین عورتیں وہ تھیں کہ جن میں سے بعض کے ساتھ نکاح کر لیا تھا اور زفاف کی نوبت نہ پہنچی۔ اور بعض کو پیام بھیجا تھا مگر نکاح کا اتفاق نہ ہوا تھا اور ان سب میں سے جن نکاح فرمایا یہ تھیں۔

ایک فاطمہ ضحاک کلامیہ کی لڑکی تھیں اور زفاف سے پہلے یہ آیت تخیر نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دے دیا تھا اور اس نے دنیا کو اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے نکل گئیں۔ آخر کار اس کا یہ حال ہوا کہ گوبر تھوپتی پھرتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھ جیسی بدبخت عورت سے عبرت پکڑو کہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر میں نے دنیا اختیار کی۔

دوسری اسماء بنت صلب سلیمہ تھی۔ روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کو پیام بھیجا اور یہ خبر اس نے سنی تو وہ مارے خوشی کے مرگئی اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص قبیلہ بنی سلیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری لڑکی بڑی عاقلہ اور صاحب جمال ہے۔ مجھ کو شرم آتی ہے کہ وہ سوائے آپ کے دوسرے کے پاس جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا یا نکاح کرلیا تو وہ مرگئی۔ اس شخص نے یہ کہا کہ اس میں ایک اور وصف بھی ہے کہ وہ یہ کہ اس کو کبھی کوئی مرض اور کوئی تکلیف نہیں پہنچی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو تیری لڑکی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس حال میں کچھ بھلائی نہیں ہے جس کو تکلیف نہ پہنچی ہو۔

تیسری ملکیہ بن کعب اور ایک قول میں کہ کسی اور کی لڑکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس سے خلوت کی تو اس کی ران پر ایک سفیدی دیکھ کر نفرت کی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لو اور اپنے قبیلہ میں چلی جاؤ۔

چوتھی، اسماء بنت النعمان بن ابی الجون الکندیہ تھیں۔ روایت ہے کہ ان کا باپ کندہ کا پیشوا تھا اور اپنے قبیلہ سے نکل کر ایمان لایا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ایک لڑکی ہے جو تمام عرب کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت اور بے شوہر ہے اور یہ خواہش رکھتی ہے کہ آپ کے فراش سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے مہر پر نکاح کرلیا۔ نعمان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا مہر زیادہ کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کسی عورت کا اس سے زیادہ مہر مقرر نہیں کیا ہے اور کسی لڑکی کا مہر اس سے زیادہ کسی شخص سے نہیں باندھا ہے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو میرے ہمراہ کر دیجئے تا کہ آپ کی بی بی کو آپ کے پاس وہ لے آئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواسید ساعدی کو روانہ کیا تا کہ اسماء کو مدینہ منورہ میں لائے اور اس کے جمال کا شہرہ تمام مدینہ منورہ میں ہوگیا۔ اور عورتیں اس کو دیکھنے کے واسطے آئیں اور امہات المومنین نے ایک عورت کو سکھا دیا تھا کہ اس سے یہ کہو کہ تو بادشاہ کی لڑکی ہے۔ اگر تو چاہتی ہے کہ میں اس شوہر کے سامنے عزیز

اور سر بلند رہوں کہ جب تم سے وہ خلوت کریں تو یہ کہنا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ وہ تجھ کو بہت دوست رکھیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو امہات المومنین کو بہت رشک ہوا اور ظاہر میں شفقت اور مہربان اس پر رہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم اس کو مہندی لگانا اور میں اس کے سر کے بالوں میں کنگھی کروں گی۔ اس وقت ان دونوں میں سے ایک نے اس بیچاری سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو دوست رکھتے ہیں کہ جو خلوت کے وقت یہ کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ گھر تشریف لائے تو پردہ اٹھا دیا اور اپنی گود میں ان کو بٹھایا اور چاہا کہ ان سے بوس و کنار کریں۔ اس بے عقل عورت نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اس کے پاس سے علیحدہ ہو گئے اور کہا تو نے بڑے پناہ دینے والے سے پناہ مانگی۔ اٹھ اور اپنی قوم میں مل جا۔ ابو اسید ساعدی سے فرمایا کہ اس کو اس کے قبیلہ میں پہنچا دو۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ عورتوں نے ایسا مکر کیا تھا۔ تب آپ نے فرمایا کہ سب عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کی مصاحب ہیں اور ان کا مکر بہت بڑا ہے۔

<u>پانچویں</u> لیلیٰ بنت خیتم تھیں۔ روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کو پشت کئے ہوئے بیٹھے تھے کہ لیلیٰ آپ کے پیچھے سے آئی اور ایک گھونسا آپ کی پشت مبارک پر مارا۔ فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ وہ ہے کہ جس کو بھیڑیا نہ کھائے۔ اور کہا کہ میں خیتم کی لڑکی ہوں اور اپنے باپ کی بہت تعریف کی۔ اور کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ میں اپنے نفس کو آپ کو دے دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو قبول کر لیا۔ پس لیلیٰ اپنی قوم میں لوٹ گئیں۔ اور ان سب کو اس کی خبر کی۔ تو لوگوں نے کہا کہ تو نے برا کیا ہے۔ تو بڑی غیرت دار عورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت عورتیں ہیں تو رشک کریگی اور وہ تجھ سے ایسی باتیں کریں گی جس

سے تجھے غصہ آئے گا۔ پھر تجھ کو بددعا کریں گی اور ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ جا کر اپنا نکاح فسخ کرا لے پس وہ لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی اور اپنا فسخ نکاح چاہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح فسخ قرار دیا۔ اس نے دوسرا شوہر کر لیا اس سے اولاد ہوئی۔ پس ایک دن مدینہ منورہ کے باغ میں وہ نہا رہی تھی کہ یکا یک ایک بھیڑیا آیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

ان سب میں سے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیام نکاح بھیجا تھا مگر نکاح کی نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک امہانی فاختہ بنت ابوطالب تھیں۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت میں بی بی امہانی کو ابوطالب سے چاہا تھا اور ہبیرہ بن ابی لہب نے بھی چاہا تھا مگر حضرت ابوطالب نے ان کا ہبیرہ بن ابی لہب کے ساتھ نکاح کر دیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے میرے چچا ابوطالب اپنی لڑکی کو تم نے مجھ کو چھوڑ کر ہبیرہ بن ابی لہب کو دے دیا حالانکہ تم سے مجھ کو ایسی امید نہ تھی۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے میں نے ان کے ساتھ سسرائیت کی تھی اور لڑکی اس سے مانگی تھی۔ اس واسطے بھتیجے کو لائق ہے کہ بدلہ کر دے۔ اور تیری طرف سے دل جمع ہے کہ میری اصلاح سے باہر نہ جاؤ گے۔

بعدازاں امہانی مسلمان ہوئی اور اسلام نے ان کے اور ہبیرہ کے درمیان جدائی ڈال دی۔ اس وقت ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہت کی۔ امہانی نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے خدا کی کہ میں تم کو جاہلیت کے زمانہ میں دوست رکھتی تھی۔ پس اسلام میں کیوں نہ دوست رکھوں۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم میرے کان اور آنکھ سے مجھ کو دوست ہو اور میں وہ عورت ہوں کہ بچے رکھتی ہوں۔ میں ڈرتی ہوں کہ میں اگر ان کے حال کی طرف مشغول ہوئی اور تمہاری خدمت کا حق بجا نہ لائی اور اگر جیسا کہ شرط ہے تمہاری خدمت میں قیام کروں۔ اور ان کے حال کی رعایت نہ کر سکی اور ضائع ہوئے اور شرم کرتی ہوں اس وقت سے کہ جب جامہ خواب میں تم آئے۔ ایک بچے کو تم نے تکیہ کیے ہوئے دیکھا۔ اور دوسرے کو دودھ پیتے تو بہت برا ہوگا۔ حضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ خیر النساء وہ عورت ہے کہ جو جمیع امورات کو مساوی رکھتی ہے۔
دوسری خویلد بنت حکم کہ مشہور ہے۔ ام شریک سلیمہ اور کہتے ہیں کہ اپنے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا اور دولت نکاح کو نہ پایا۔ دوسری جحرہ بنت حرث عطفایہ تھی۔ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باپ سے ان کو چاہا۔ اس نے کہا اس کو مرض ہے حالانکہ وہ کوئی نہیں رکھتی تھی۔ اور جب وہ گھر میں آئے اس کی لڑکی پیش ہوئی تھی اور باقی کے نام کی تعداد میں فائدہ معتبر نہیں ہے۔ پس ان کے ذکر پر اختصار کیا۔ واللہ اعلم

ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سریوں کا

اوّل- ماریہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون قبطیہ ہے کہ جس کو مقوقس مالک اسکندریہ نے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ کی رسم پر بھیجا۔ نقل ہے کہ وہ کنیزک گوری اور صاحب جمال تھی۔ اور مسلمان ہوئی۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل عورت کے دیکھا اور ملک یمین کے طور پر ان میں تصرف کرتے تھے اور ان کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ اور ابراہیم ان سے پیدا ہوئے۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطاب کے زمانہ میں ۱۶۰ ہجری میں واقع ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔
دوسری ریحانہ زید ابن عمر رضی اللہ عنہ کی لڑکی تھی۔ اور بعض نے بنت شمعون کو کہا ہے کہ وہ بنی نضر کے قیدیوں سے اور دوسرے قول پر بنی قریضہ سے تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قیدیوں میں سے اپنے واسطے اختیار فرمایا تھا۔ اور ان کو درمیان دین اسلام کے مخیّر کیا لیکن وہ اسلام لائیں۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور ملک یمین کے ان میں تصرف کیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت نے ان کو آزاد کیا اور چاہا۔ محرم ۶ ہجری میں حالانکہ واقدی نے اس قول کی ترجیح کی ہے اور ابن عبداللہ نے ان کو جملہ سریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شمار کیا ہے اور ان کی وفات سال حجۃ الوداع میں تھی۔ بقیع میں دفن ہوئیں اور ایک قول یہ ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ اور یہ قول زیادہ صحیح ہے۔

تیسری کنیزک جمیلہ کہ نسبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی ہے۔
چوتھی کنیزک وہ ہے کہ زینب بنت جحش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا تھا۔

ذکر اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روضۃ الاحباب میں بیان کرتے ہیں۔ جان کہ رفیق دے تجھ کو اور ہم کو اللہ تعالیٰ کہ تمام اولاد آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سے تھی۔ سوائے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ماریہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے اور بہت صحیح یہ ہے کہ حضرت کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ لیکن آپ کے لڑکے قاسم رضی اللہ عنہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ، ابراہیم رضی اللہ عنہ، طاہر رضی اللہ عنہ اور طیب رضی اللہ عنہ لقب عبداللہ کا ہے۔ اس واسطے کہ زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ طاہر اور طیب دونوں لڑکے اور تھے۔ پانچ لڑکے تھے قاسم آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں بڑے تھے۔ حضرت نے اسی واسطے اپنی کنیت ابوقاسم رکھی۔ ان کی پیدائش جاہلیت کے زمانہ میں مکہ میں ہوئی۔ اور بچپن ہی میں فوت ہو گئے اور عاص بن ذاہلی نے کہا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے مر گئے۔ وہ ابتر ہو گا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ط

اور بعض مفسروں نے آیہ کریمہ کی تفسیر میں اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلاً۔

بیان کیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے نے وفات پائی تو مشرکوں نے کہا کہ ہمارے لڑکے ہیں۔ ہمارا نام ان سے باقی رہے گا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ رہے ان کا نام مٹ جائے گا۔ تو یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ اس تقدیر پر مراد باقیات صالحات سے لڑکیاں صلاح کے ساتھ ہیں۔ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں ذوالحجہ ۸ ہجری میں تولد کیا۔ قاملہ اسلمی آزاد کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شوہر کو کہ ابورافع ہے۔ خبر دی ہے کہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے لڑکا پیدا ہوا۔

ابورافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشی میں ایک غلام اس کو بخشا۔ اسی رات ان کا نام ابراہیم رضی اللہ عنہ رکھا۔ اور

جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ السلام علیک یا ابراہیم رضی اللہ عنہ اور حضرت اس لقب سے خوش ہوئے۔ ساتویں روز ان کے واسطے دو گوسفند عقیقہ کیں اور ان کا سر منڈوایا اور ان کے بالوں کے برابر چاندی مساکین کو صدقہ فرمائی۔ اور بال دفن کر دیئے اور ایک قول یہ ہے کہ ساتویں روز نام رکھا لیکن اوّل قول بہت صحیح ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ انصار کی عورت نے جھگڑا کیا۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دائیگی اور دودھ پلانے میں۔ اور ان کا مقصود یہ تھا کہ ماریہ رضی اللہ عنہا فراغت کے ساتھ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول رہیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ کے مرضیہ کے تقرر مین بہت سی روایات نظر سے گزریں۔ ایک یہ کہ امّ نوں برہ بنت المنذر بن زید انصاری براۂ ابن روس کی زوجہ تھی۔ دوسری یہ کہ امّ سیف ابو یوسف لوہار کی عورت تھی۔ اور یہ روایت صحیح ہے۔ صحیح حدیثوں سے ثبوت ملا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے دیکھنے کو ابو یوسف لوہار کے گھر میں تشریف لائے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ابو یوسف بھٹی میں آگ جلاتے تھے اور دھواں ان کے گھر میں جاتا تھا جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم رضی اللہ عنہ کی محبت میں ان کے گھر جاتے میں پہلے جاتا تھا اور ان کو خبردار کرتا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں تاکہ وہ کام چھوڑ دیں۔

اور روایت آدمی کی صحت کی تقدیر جمع متعین پر محتمل ہے۔ یعنی ام سیف اور امّ بردہ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا اور روایت وصفین فی بختہ اس جمع کی تائید کرتی ہے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مالکی نے کہا ہے کہ امّ بردہ اور امّ سیف ایک ہے۔ اور نام ابو یوسف براء ابن اوس کا اور نام برہ خولہ بنت فندر کا ہے۔ اور شیخ ابن حجر نے صحیح میں کہا ہے کہ یہ جمع قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی غیر مستند ہے۔ لیکن اسماء رجال کے آئمہ سے کسی سے تصریح واقع نہ ہوئی۔ یا یہ کہ کنیت براء روس اور ابو یوسف اور نام ابو یوسف برا ابن اوس کا تھا۔ فقیر حقیر کہتا ہے۔ ابن عبداللہ مالکی کہ صاحب کتاب استعانت اور فن اسماء الرجال میں اسماء معروفہ صحابہ امام ہے۔ اور ایک رکن نے کہا کہ ابو یوسف کا نام براء ابن اوس

ہے۔ اور اسماء میں کہا کہ براء بن اوس کی کنیت ابو یوسف ہے۔ اور وہ مددگار ابراہیم ہے۔ ابن اثیر کے جامع الاصول میں اسماء ہیں۔ کہا کہ اس کا نام براء ابن اوس اور وہ ابو یوسف مددگار۔ ابراہیم بیٹا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ کیونکہ اس کی بی بی ام بردہ نے ان کو دودھ پلایا وہ بھی امام ہے۔ پس سخن قاضی عیاض کا بقول ان دو امام کے ہماری تقویت میں گیا۔ واللہ اعلم

ابراہیم قریب ایک سال کے جئے اور ۱۰ھ میں وفات ہوئی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موت سے بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے۔ اور روئے یہ صحت کو پہنچا ہے کہ جب آنحضرت کو خبر دیدگئی کہ ابراہیم سکرات میں ہیں۔ تو عبدالرحمان بن عوف ان کے پاس تھے۔ آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ابو یوسف کے گھر میں آئے۔ ابراہیم ماں کی گود میں تھے۔ ان کو اپنی گود میں لیا۔ اور جب ان کو اس حال میں دیکھا۔ آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی روتے ہیں حالانکہ آپ نے میت پر رونے سے منع فرمایا تھا تو فرمایا اے پسر عوف۔ یہ حال جو تو مجھ پر دیکھتا ہے رحمت وقت میں ہے۔ میت پر کہ پیدا ہوتی ہے تحمل سے اس حال میں کہ اس کو پیش آیا۔ ایک روایت اس وقت فرمائی کہ میں نے منع نہیں کیا ہے مگر دو آوازوں سے ایک وہ آواز کہ وقت لغمہ لہو لعب کے اور شیطان کے مزامیر سے ہو۔ دوسری وہ آواز کہ وقت مصیبت کے ہو۔ بال اکھاڑنے اور منہ پیٹنے اور کپڑے کو پھاڑنے کے ساتھ لیکن یہ رونا رحمت کے اثر سے ہے اور جو شخص رحم نہ کرے خدا بھی اس پر رحم نہ کرے۔ اس وقت فرمایا اے ابراہیم کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ موت ایک امر ہے حق کا اور ایک وعدہ ہے سچا۔ آخر ہمارا کہ عنقریب اولیاء کے ساتھ ملے گا۔ تو یہ تحقیق اس سے زیادہ حزین ہوتا اور فرمایا۔ العین تدمع وَالقلب تحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا الفراقک یا ابراهیم المحزون۔

آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم دم نہیں مارتے مگر جس میں ہمارا رب راضی ہو۔ اور ہم اس تیرے فراق میں اے ابراہیم رضی اللہ عنہ! البتہ غمگین ہیں۔

عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت اپنی ماں سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سرہانے موجود تھی۔ جب میں نے اور میری بہن ماریہ نے فریاد کی حضرت ہم کو منع نہیں کرتے تھے۔ جب قبض روح کیا ہم کو فریاد کرنے سے منع فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ جب رسول علیہ السلام روئے۔ اسامہ بن زید فریاد برلائے۔ حضرت نے ان کو منع کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو روتے دیکھا۔ فرمایا البکاء من الرحمته وَالصراخ مِن الشیطان ۔

کہتے ہیں ان کی دایہ نے ان کو نہلایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ فضل ابن عباس نے غسل دیا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف پانی ڈالتے تھے اور حضرت غسل کے وقت حاضر تھے۔ اور صحیح روایت یہ ہے کہ ان پر نماز پڑھی۔ اور قبر پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ان کو دفن کیا۔ اسامہ بن زید اور فضل ابن عباس نے قبر میں اتارا۔ اور بعد فراغت دفن کے صورت قبر کی درست کی۔ اور پانی چھڑکا اور اوّل قبر کو جو اسلام میں اس کو بنایا وہی تھی۔

منقول ہے کہ حضرت نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات میں فرمایا اگر وہ زندہ رہتے تو میں سب اقربا کو مع ان کی والدہ کے آزاد کر دیتا اور قبطیوں سے جزیہ وضع کر لیتا اور صحاح میں اختیار نبوت میں ملا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم رضی اللہ عنہ میرے لڑکے نے مدت رضاع تمام نہ کی۔ اور دنیا سے گیا۔ بہ تحقیق اس کو ایک مرضعہ اور ایک روایت میں دو مرضعہ بہشت میں چاہیے کہ ایام رضاعت کی تکمیل کریں۔

فائدہ: بعض سلف سے جو منقول ہے کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ پسر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت صغیر میں وفات پائی۔ اگر زندہ رہتے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا تھا یہ صحت کو نہ پہنچا۔ اور اعتبار نہیں رکھتا اور دلیری علم غیب پر ہے اور یہ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔ میں نہیں جانتا کہ اس سخن کے کیا معنی ہیں۔ نوح علیہ السلام کے لڑکے تھے اور نبی نہ تھے اور جیسا کہ غیر نبی سے ہو سکتا ہے کہ نبی وجود میں آئے۔ اگر نبی سے غیر نبی ممکن نہ ہوتا تو چاہیے تھا کہ ہر کوئی نبی ہوتا۔ اس واسطے کو سب نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام نبی مسلم تھے۔ ان کی پشت سے معلوم نہیں کہ سوائے چھ بیٹے کے ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم

لڑکیاں:

زینب بڑی بیٹی آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی بقول صحیح ہیں اور ان کی پیدائش جاہلیت میں تیسویں سال واقعہ فیل سے تھی۔ ان کا نکاح آپ نے اپنی خالہ کے لڑکے ابوالعاص ابن ربیع ابن عبدالعزیٰ ابن عبدالشمس ابن عبد مناف کے ساتھ کیا اور ابوالعاص کی ماں ہالہ بنت خویلد تھی۔

جنگ بدر کے دن جب ابوالعاص قیدی ہوا زینب مکہ میں تھیں۔ ابوالعاص کے چھڑانے کو ایک ہار جو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے برات کے دن ان کو دیا تھا بھیجا تھا جب رسول علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد کر کے بہت روئے۔ اور اصحاب سے فرمایا کہ اگر چاہو کہ زینب کے قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا ہار پھیر دو۔ تو ایسا کر لو سب نے کہا بہت اچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس ابوالعاص کو چھوڑ دیا۔ اور ہار واپس کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے کہا کہ تم جب مکہ میں پہنچو تو میری لڑکی کو بھیج دو۔ کہ اس اسلام نے اور تمہارے کفر نے تمہارے درمیان جدائی تو ڈال دی۔ اس نے قبول کیا اور اپنی شرط پوری کی اور زینب کو مدینہ بھیج دیا۔ اور اس زمانہ تک کہ ابوالعاص تجارت سے جو مکہ کی طرف لوٹتا۔ سریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف پہنچا۔ ابوالعاص بھاگ گیا۔ اور اس کا مال اہل اسلام کے ہاتھ آیا۔ اس کو مدینہ میں لائے۔ ابوالعاص نے خفیہ اپنے آپ کو مدینہ پہنچا اور زینب سے امان طلب کی۔ زینب نے اس کو امان دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امان کو قبول کیا اور زینب سے فرمایا کہ اس سے نزدیکی نہ کرنا کہ حلال نہیں ہے۔ اس کو اور اس سریہ کے اہل سے کہا کہ اگر احسان کرو تو اس کا مال واپس دو۔ اور اگر انکار کرو تو وہ مال لوٹ کا ہے۔ اور اس کے تم حق دار ہو۔ سب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مال ہم پھیر دیں گے۔ پس اس کا مال اس کے سپرد کر دیا۔ ابوالعاص مکہ کو گیا اور جو کچھ امانت کسی کی اسی کے پاس تھی سب کو دے دی۔ اور کہا اے گروہ قریش تمہاری کوئی چیز میرے پاس نہ رہی۔ سب نے کہا نہیں پس کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ایک ہے اور محمد صلی اللہ

علیہ وسلم بندہ اور رسول اس کا ہے قسم ہے خدا کی کہ کوئی غیر مجھ کو مدینہ میں مانع نہ ہوئے کہ اس کے آگے مسلمان ہوتا مگر اس کا ڈر کہ تم گمان کرو گے کہ ہمارا مال لینا چاہا۔ پھر مکہ سے باہر آیا اور اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت میں پہنچایا آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو اسی اوّل نکاح سے اس کو دیا اور ایک روایت ہے کہ نکاح کی تجدید کی۔

نقل ہے کہ زینب کے ابوالعاص سے ایک لڑکا علی نام اور ایک لڑکی امامہ نام بھی۔ لڑکا قریب بلوغ کے پہنچا تھا کہ دنیا سے سفر کر گیا اور امامہ کو حضرت دوست رکھتے تھے چنانچہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ ایک وقت نماز ادا کرتے تھے۔ اور امامہ کو اپنے کندھے پر بٹھایا تھا۔ جب رکوع کو جاتے تو زمین پر اتارتے اور جب سر سجدہ سے اٹھاتے تو قیام کے واسطے تو اس کو اٹھاتے اور علی ابن ابی طالب نے بعد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بموجب ان کی وصیت کے امامہ کو چاہا۔ وفات زینب کی حضرت کی زندگی میں ۸ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور سودہ بنت زمعہ اور ام سلمہ اور ام ایمن اور ام عطیہ انصاری نے غسل دیا۔ اور صحت کو پہنچا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ۳ بار یا ۵ بار اور ۷ بار ان کو بیری کے پانی سے نہلاؤ۔ اور آخر میں کافور کے پانی سے دھوؤ اور سیدھی طرف سے ابتدا کرو اور جب غسل سے فارغ ہو تو وضو کی جگہوں پر مجھ کو خبر دو۔ جب فارغ ہوئیں تو کہا آپ نے آپ چادر کو دیا کہ اس کو اس کا اشعار بناؤ اور بعد غسل اور تجہیز اور تکفین اور نماز کے دفن کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر پر آئے۔ رضی اللہ عنہا

دوسری رقیہ: ان کی ولادت جاہلیت میں ۳۳ ہجری میں واقعہ فیل سے ہوئی۔ ظہور نبوت سے پہلے حضرت نے ان کو عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں دیا اور ایک روایت ہے کہ عتبہ کی زوجہ ام کلثوم تھی اور مشہور زیادہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ عتبہ کے زفاف سے پہلے سورہ تبت ابولہب کی شان میں نازل ہوئی۔ اس نے اپنے لڑکے عتبہ سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی کو طلاق نہ دے گا تو میں تجھ سے بیزار ہوں گا۔

اور روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور قریش نے آپ سے دشمنی اختیار کی۔ ابوالعاص اور عتبہ سے کہا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو فارغ کیا ہے۔

اگر ہماری خاطر منظور ہے تو ان کی لڑکیوں کو طلاق دے دو تا کہ ان کے شغل میں دوسری بات نہ کرسکیں اور جو لڑکی تم چاہو ہم اس کو دیں۔ ابوالعاص نے کہا قسم ہے خدا کی کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی سے مفارقت نہ کروں گا۔ اور نہ دوست رکھوں گا کہ اس کے عوض قریش کی کوئی لڑکی ہو لیکن عتبہ بن ابی لہب کے بیٹے نے کہا اگر سعید ابن ابی العاص کی لڑکی مجھ کو دو تو رقیہ کو طلاق دے دوں گا۔ پس قریش نے ایسا ہی کیا۔ اس زمانے میں عتبہ اپنے باپ کے ساتھ تجارت کو شام کی طرف جاتا تھا۔ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں اور ان کو ان کے خدا کی شان میں ایذا پہنچاتا ہوں۔ پس حضرت کے پاس آیا اور کہا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! هُوَ يَكْفُرُ بِالَّذِيْ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔

یعنی وہ کفر کرتا ہے اس ذات پاک کے ساتھ جس نے نزدیک کیا پس تم نزدیک ہوئے پس ہو گیا فرق دو کمانوں کے قاب یا اس سے بھی کم۔

اور اس ملعون نے بے ادبی کی۔ اور اپنی تھوک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ڈالا۔

دریا بدہان سگ نگر دو بدرنگ

اور کہا میں نے رقیہ کو طلاق دے دی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ یعنی اے اللہ اس پر کوئی کتا اپنے کتوں میں سے مسلط کر دے۔ ابوطالب مجلس میں حاضر تھا۔ عتبہ سے کہا کہ کیا چیز محمد کی دعا کو تجھ سے دفع کرے۔ عتبہ ابوطالب کے پاس آیا اور سارا قصہ بیان کیا۔ پھر شام کو چلا گیا۔ اور راہ میں ایک منزل پر اترا کہ اس کو زرقا کہتے تھے اور ایک بت خانہ کے پاس تھی۔ جو راہب کہ وہاں رہتا تھا اس نے ان سے کہا کہ تم واقف ہو کہ یہ منزل درندوں کی ہے۔ ابولہب نے قافلہ سے کہا کہ آج کی رات ہماری مدد کرو۔ میں ڈرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا آج کی رات میرے لڑکے پر تاثیر کرے۔ پس اپنے یاروں کو جمع کیا اور بہت

اونچے سونے کی جگہ راست کی اور اس کے آس پاس تکیہ بنایا۔ یہ سب نگہبانی بجا لائے لیکن خدائے تعالیٰ کی حفاظت جوان کے ساتھ نہ تھی کچھ نتیجہ نہ ہوا۔

گر ملک باشند سیاہش شد ورق ‏ ‏ ‏ بے عنایات حق وخاصان حق

حق تعالیٰ نے نیند ان پر غالب کی۔ ایک شیر آیا اور ایک ایک کو سونگھا اور کسی کو تعرض نہ کیا اور اوپر جا کر ایک حربہ اپنے ہاتھ کا عتبہ پر مارا اور اس کا پیٹ چیر ڈالا۔

بس تجربہ کردیم دریں دہر مکافات

با آلِ نبیؐ ہر کہ در افتاد بر افتاد

عتبہ جاگا اور کہا کہ شیر نے مجھ کو مار ڈالا اور فوراً اپنی جان مالک دوزخ کے سپرد کر دی۔

صحت کو پہنچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ رضی اللہ عنہا کو اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان کو دیا اور انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہجرت میں ان کی شان میں فرمایا اِنَّھُمَا الْاَوَّلُ مَنْ ھَاجَرَ اِلَی اللّٰہِ بَعْدَ لُوْطٍ پہلی ہجرت میں رقیہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ ان کا حمل گر گیا اور کہتے ہیں کہ بعد اس کے عثمان سے رقیہ رضی اللہ عنہا کو ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسلام کے زمانہ میں ابو عبداللہ کے ساتھ کنیت کے وہ لڑکا دو برس کا ہوا۔ مرغ نے اس کی آنکھ میں چونچ ماری۔ اس کے صدمہ سے وفات پائی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحقنی بسلفنا الخیر عثمان بن مظعون مستورات روئیں۔ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور ان کو کوڑے مارے کہ کیوں روتی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ان کو چھوڑ دو۔ اس وقت فرمایا کہ رؤو لیکن نوحہ گری سے بچی ہو۔ کہ جو دل اور آنکھ سے ہے اللہ کی رحمت کا اثر ہے اور جو زبان اور ہاتھ سے ہے شیطان کی طرف سے ہے۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے سرہانے سیدھے پہلو پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں اور روتی تھیں۔ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی چادر مبارک کے گوشہ سے ان کی آنکھ سے آنسو پونچھتے

تھے۔

تنبیہ: جو کہ صحت پہنچا اور شہرت اکثر روایات سے پائی یہ ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت موجود نہ تھے جیسا کہ پہلے گزرا بس غالب گمان یہ ہے کہ جو قصہ کہ مروی ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زینب رضی اللہ عنہا یا ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات میں تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور اگر رقیہ رضی اللہ عنہا کی شان میں ہوتا تو یہ امر احتمال رکھتا ہے کہ بعد آنے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ بدر سے رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر آئے اور امور مذکور واقع ہوئے۔

تیسری ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نام آمنہ تھا۔ ان کو اوّل عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں دیا۔ اور بعد نزول سورۃ تبت کے ابن ابی لہب نے اس کو طلاق دلائی۔ بعد وفات رقیہ رضی اللہ عنہا کے تیسرے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا۔ ایک مدت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں فرزند پیدا نہ ہوا اور بعض روایات میں وارد ہوا کہ ان کی لڑکی تھی۔ لیکن بالغ نہ ہوئی کہ دنیا سے سفر کر گئیں۔ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ۹ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب اور اُم عطیہ نے ان کو غسل دیا اور حضرت ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور روئے اور صحت سے معلوم ہوا کہ جب ان کے جنازہ کو قبر کے کنارے پر رکھا حاضرین نے فرمایا۔ ھل منکم رجل لم یفارق اللیلہ اھلہٗ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج کی رات اس کی مفارقت نہ کی۔ فرمایا قبر میں آؤ اور اس کو دفن کرو۔

نقل ہے کہ جب ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ اور بعد ازاں فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ اور فرمایا کہ درزہائے خشت اٹھالو۔ اور جان لو کہ اس سے میت کو نفع نہیں پہنچتا ہے لیکن دوستوں کا دل خوش ہوتا ہے اور مروی ہے کہ اگر میں دس لڑکیاں رکھتا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک کے بعد ایک دیتا۔

چوتھی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ کی کنیت ام محمد اور لقب مبارکہ طاہرہ، زاکیہ، راضیہ، مرضیہ، بتول، عذرا ہیں۔ ان کی ولادت واقعہ فیل سے پانچ سال پہلے ثبوت ہے اور ایک قول ہے ـــ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور سب سے چھوٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیوں میں بقول صحیح آپ تھیں۔ اور ایک قول سے رقیہ اور ایک قول سے ام کلثوم اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ نے رمضان میں ۲ ہجری میں بعد مراجعت بدر سے ان کو چاہا اور ذی الحجہ میں ان کے ساتھ زفاف کیا۔ ایک قول سے ماہ رجب میں اور ایک قول سے صفر میں ان کو چاہا۔ اس وقت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پندرہ برس یا اٹھارہ برس کی تھیں اور جو کہ تاریخ ولادت اور تزویج میں ذکر کیا ہے۔ کہ وہ نکاح کے وقت بیس سال کی ہوں گی اور شرح تزویج کے ۲ ہجری کے وقائع کے ذکر میں گزرا ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تین پسر اور تین لڑکیاں تھیں۔ یعنی حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، محسن رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، محسن رضی اللہ عنہ اور رقیہ رضی اللہ عنہا نے بچپن میں وفات پائی اور زینب رضی اللہ عنہا کو عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن جعفر کو اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو عمر ابن الخطاب کو دیا۔ ان سے نسل نہ چلی۔ جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ آدمیوں میں سے کون دوست تر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ کہا مردوں سے کون تھے کہا اس کا شوہر اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن میری ماں نے مجھ سے پوچھا کہ کب سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نے نہیں دیکھا ہے۔ میں نے کہا اتنے وقت سے کہ میری خواری کی اور گالیاں دیں۔ میں نے کہا معاف کرو۔ میں جاتا ہوں اور ان کے ساتھ شام کی نماز پڑھوں گا اور تیرے اور اپنے واسطے عرض کروں گا کہ بخشش کی دعا فرمائیے۔ تو مجھ کو اجازت دی اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور شام اور عشاء کی نماز ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے اٹھے اور گھر کی طرف جاتے تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے روانہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ راہ میں ایک شخص ان کے آگے آیا۔ اور بطریق بشارت کے بات کی اور غائب ہو گیا میں

پیچھے جاتا تھا۔ میری آواز سنی۔ فرمایا تو ابن حذیفہ ہے۔ میں نے کہا ہاں پوچھا کہ تیری حاجت کیا ہے؟

غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ ۔ یہ شخص جو میرے آگے آیا تو نے دیکھا۔ میں نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا فرشتہ تھا کہ اس سے پہلے ہرگز زمین پر نہ آیا۔ اپنے پروردگار سے اجازت چاہی کہ مجھ پر سلام کرے اور خوشخبری دے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جوانانِ بہشت کے سردار ہوں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَسْبُكَ اللّٰهُ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مریم بنت عمران۔ خدیجہ بنت خویلد۔ فاطمہ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آسیہ بنت مراحیم فرعون کی بی بی اور صحت سے معلوم ہوا کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے بِضْعَةٌ مِنِّيْ مَنْ اٰذَا هَا فَقَدْ اٰذَانِيْ وَ مَنْ اَبْغَضَهَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ ۔ یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے اس سے بغض کیا پس تحقیق اس نے مجھ سے بغض کیا اور بعض خبروں میں وارد ہے اِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ بِغُضَبِ فَاطِمَةَ وَتَرْضٰى بِرِضَاهَا یعنی اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غصہ سے غصہ کرتا ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی سے راضی ہوتا ہے۔

ثبوت سے معلوم ہوا کہ ایک دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مجمع میں فرمایا۔ کہتے ہیں کہ عورتوں کو کیا چیز بہتر ہے۔ یاروں نے جواب نہ دیا۔ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب گھر میں آئے اور جو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرا تھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہ کہا کہ عورتوں کو یہ بہتر ہے کہ مردوں کو نہ دیکھیں اور مردان کو نہ دیکھیں۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مراجعت کی۔ یہاں تک کہ یہ جواب آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا فرمایا کس سے سیکھا۔ امیر علیہ السلام نے کہا کہ فاطمہ رضی

اللہ عنہا سے فرمایا کہ اِنَّمَا الْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِی اور کہتے ہیں کہ ایک بار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مباسطت فرمائی۔ اور دونوں سے تلطف کرتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دوست تر ہے آپ کے ساتھ مجھ سے یا میں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہے اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْكَ وَاَنْتَ عَلَیَّ اَعَزَّ مِنْهَا اور صحت کے ساتھ ملا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ باہر گئے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور پشمینہ کی ردا اوڑھے ہوئے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ ان کے آگے آئے۔ ان کو ردائے مبارک میں لے لیا پھر حسن رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آئے۔ ان کو بھی لے لیا پھر فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ؕ

یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے برائی دور کرے اور تم کو خوب پاک کرے اور ان چاروں کی شان میں فرمایا۔ اَنَا حَارِبٌ لِمَنْ حَارَبَهُم وَ سَالِمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ ۔ یعنی میں لڑنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑائی کرے اور سلامت رکھنے والا ہوں۔ اس سے جو ان کو سلامت رکھے۔

اور ایک بار فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ وہ موٹا جامہ اونٹ کے بالوں کا پہنے ہوئے ہیں۔ آپ آنسو بھر لائے اور فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا آج مشقت اور دنیا کی تنگی پر صبر کر۔ کل قیامت کے دن بہشت کی نعمتیں تیرے واسطے ہیں۔

اور شیخ نجم الدین عمر رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر فاتحہ میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا طول اور محزون ہوئے روتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیوں غمگین ہو۔ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر سبیل حکایت نہ شکایت کہتی ہوں۔ تین دن ہوئے کہ میرے گھر میں کھانا نہیں ہے اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو صبر نہ رہا۔ وہ

شدت بھوک سے روتے ہیں۔ مجھ کو بھی ان کے رونے سے رونا آتا ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ بھی روتے ہیں۔ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ رکھتی تھی لیکن آج حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے کچھ میں نے وہ سنا کہ مجھ کو طاقت نہ رہی کہ کوئی بچہ ایسا روتا ہوگا کہ ہم پر جہان تاریک ہوا۔ اے پدر! کیا فرماتے ہو؟ اگر بندہ حق تعالیٰ کے ساتھ گستاخی کرے۔ مناجات میں عیب نہیں ہے۔

فرمایا اے فرزند! خدا تعالیٰ بندوں کی گستاخی دوست رکھتا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا گئیں اور غسل کیا اور گھر کے گوشہ میں نماز کو کھڑی ہوئیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئیں۔ مناجات کی اور ہاتھ اٹھائے اور روئیں اور کہا۔ خداوند تو جانتا ہے کہ عورتوں کو طاقت پیغمبر ان کی نہیں ہے۔ یا مجھ کو بھی ایسی طاقت دے یا اس بلا سے راحت بخش یہ کہا اور بے ہوش ہوگئیں۔ فوراً جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کیا ہے؟ کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرشتوں کو شور میں ڈالا ہے۔ ان کو دیکھو۔

خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ بے ہوش ہیں۔ ان کا سر زمین سے اٹھایا اور گود میں لیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوش میں آئیں اور اٹھیں اور شرمندوں کی مثل سر ڈال دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا! نحن قسمنا ۔ خدائے تعالیٰ کو قسام جان تاکہ مشقتیں تجھ سے آسان ہوں۔ پھر دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور کہا خدایا اس کو بھوک سے نڈر کر۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہاں تک میں روتی تھی ہرگز اپنے دل پر سختی بھوک کی نہ پائی۔

ثوبان غلام آزاد کردہ رسول علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کو جاتے تھے آخر جو کوئی رخصت کرتا وہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔ اور جب مراجعت فرماتے اور اوّل اہل بیت میں جس سے ملاقات کرتے وہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔ پھر ازواج کے حجرہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ آتے اور

کھڑے رہتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ؕ

امیر المؤمنین حسن ابن علی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ جمعہ کی رات میں اپنے گھر کی مسجد میں نماز پڑھتی ہیں۔ اس وقت تک کہ صبح طلوع ہوتی۔ میں نے سنا کہ مرد مومن اور عورت کو بہت دعائے خیر فرماتی تھیں اور اپنے واسطے کچھ دعا نہ کرتی تھیں۔ میں نے کہا اے مادرِ مہربان کس لئے اپنے نفس کے واسطے دعا نہیں کرتی ہو۔ فرمایا اے بچے مِنَ الْجَارِ ثُمَّ الدَّارِ ۔

نقل ہے کہ چند روز بیمار رہیں اور جس روز کہ دنیا سے کوچ کیا۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مہم پر گھر سے باہر تھے۔ سلمٰی آزاد کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے واسطے پانی گرم کرنا تا کہ غسل کروں۔ سلمٰی کہتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ غسل اچھی طرح بجا لائیں۔ پھر آپ نے پاک کپڑے مانگے اور پہنے اور فرمایا کہ میرے بستر کو اندر بچھا دو۔ میں نے بچھا دیا۔ وہاں قبلہ رو ہوئیں اور سیدھا اپنے منہ کے نیچے تکیہ کیا۔ فرمایا اے سلمٰی میں ابھی اس عالم سے جاتی ہوں اور میں نے غسل کیا ہے۔ چاہئے کہ کوئی مجھ کو برہنہ نہ کرے۔ یہ فرمایا اور روح پاک پرواز کر گئی۔ جب علی رضی اللہ عنہ آئے دیکھا کہ ہم روتے تھے پوچھا کہ کیا ہوا۔ ہم نے ان سے کیفیت واقعہ بیان کی اور ان کی وصیت بجا لائے اور اسی غسل سے ان کو اٹھایا۔

اس قصہ کو اسی طریق سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن سعد واقدی کے کاتب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے اور کتاب النعمہ میں مسند امام محمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ باوجود اس کے حکم فقہی اس کے خلاف ہے اور اگر صحت کو پہنچی، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مخصوصات سے رکھنا چاہئے لیکن مشہور یہ ہے کہ جب وفات پائی بموجب ان کی وصیت کے اسماء بنت عمیس نے ان کو غسل دیا اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالا۔ اور مادر کی موت پر روتے تھے۔

نقل ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا اے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تجھ سے تسکین دیتا تھا۔ تمہارے بعد کس طرح تسکین دوں گا اوران کی مفارقت پر بہت روئے۔ اور یہ بنتِ افشا فرمائے۔

لِکُلِّ اجمَاعٍ مِن خَلِیلَینِ فِرقَۃٌ   وَکل الَّذِیْ دُوْنَ الْفِرَاقِ قَلِیلُ

وَانِ افْتِقَادِیْ فَاطِمَۃَ بَعْدَ احمدٗ   دَلِیلَ عَلٰی اَنْ لَّا یَدُوْمُ خَلِیلُ

"ہر دو دوست کے ملنے پر جدائی ہے۔ وہ آدمی کم ہیں کہ جن میں جدائی نہ ہو۔ افتقاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دلیل ہے کہ اس امر کی کہ دوست ہمیشہ نہیں رہتا۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات منگل کی رات تیسری رمضان کو واقع ہوئی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ اور بقولے ۴۰ روز بعد اول قول بہت صحیح ہے۔ اور عمر شریف ان کی اٹھائیس سال کی تھی۔ اور بقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں اوران پر نماز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور بقولے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔ دوسرے روز ابوبکر صدیق عمر فاروق اور تمام اشراف قریش رضوان اللہ علیہم علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے ساتھ معاتبت کرتے تھے کہ ہم کو کیوں خبر نہ کی تا کہ شرف نماز کا پاتے۔ علی کرم اللہ وجہہٗ عذر فرماتے تھے کہ ان کی وصیت کے مطابق میں نے ایسا کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جب وفات کا وقت آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ ایک وصیت تم سے کروں۔ اگر بجالاؤ ورنہ دوسرے سے کروں کے وہ بجالائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے قبول کیا کہ جو کہو گی ویسا کروں گا۔ فرمایا کہ جب میں دنیا سے جاؤں مجھ کو رات میں دفن کرنا۔ کہ نامحرم کی آنکھ میرے جنازہ پر نہ پڑے۔ بعد وفات کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ وصیت تھی۔

میں نے حاشیہ شرح مطالعہ میں دیکھا ہے کہ آل میں پانچ مذہب ہیں۔ ایک بمعنی پیچھے چلنے والے کے ہیں۔ مذہب جعفر بن عبداللہ انصاری کا ہے اور سفیان ثوری کا اور مختار بعض اصحاب امام شافعی کا ہے۔ دوسرے امام شافعی کے نزدیک اول مطلب اور بنوہاشم۔ تیسرے آل بنوہاشم فقط۔ چوتھے امام مالک کے نزدیک حضرت رسالت پناہ سے

لیکر غالب ابن فہر تک۔ پانچویں ذریت حضرت نبی کی اور ازواجِ مطہرات آنحضرت علیہ السلام کے اور بعض اس پر ہیں کہ بنو ہاشم اور نیز آل حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور آل حضرت عباس اور جعفر اور عقیل رضوان اللہ علیہم اور حارث ابن عبد المطلب اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔

بیان ذکر کیفیت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعض غرائب جو بوقتِ ولادت ظہور میں آئے اور جو اس کے متعلق ہیں

روضۃ الاحباب سے مروی ہے کہ عثمان ابن العاص نے اپنی فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ سے روایت کی ہے کہ میں آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی جس وقت کہ وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا کہ ستارے زمین کی طرف سیر کر رہے تھے۔ اس میں یہاں تک کہ میں نے جانا کہ زمین پر گر پڑیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اس وقت ایسے نزدیک ہوتے تھے کہ میں گمان لے گئی کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ اور جب آمنہ رضی اللہ عنہا کو وضع حمل واقع ہوا تو ان سے ایک نور جدا ہوا کہ ان کا حجرہ اور گھر سب نورانی ہو گیا۔ اس حیثیت سے کہ میں نے سوائے نور کے کوئی چیز نہ دیکھی اور عبدالرحمان ابن عوف روایت کرتے ہیں کہ اپنی ماں شفا بنت عوف سے کہ میں آمنہ رضی اللہ عنہا کی قابلہ تھی۔ اور اس رات کہ ان کی درد ولادت کا ہوا جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھ میں آئے۔ اور آواز میرے ہاتھ سے پہنچی۔ میں نے سنا کہ کہتے تھے یرحمك ربك تیرا رب تجھ پر رحم کرے اور مشرق سے مغرب تک زمین نورانی ہو گئی۔ چنانچہ بعض محل شام کے اس نور سے میں نے دیکھے۔ اس وقت میں نے تکیہ کیا۔ تھوڑی دیر نہ ہوئی کہ ایک ظلمت اور ڈر اور لرزہ مجھ پر طاری ہوا۔ بعدازاں میری سیدھی طرف سے روشنی پیدا ہوئی۔ میں نے سنا کہ کہنے والا کہتا تھا کہ ان کو کہاں لے جائے گا۔ دوسرے نے اس کے جواب میں کہا مغرب کی طرف۔ بعد تھوڑی دیر کے وہ لرزہ مجھ سے جاتا رہا۔ اور شفا کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کچھ آوازیں میرے کان میں اور آئی ہیں۔ اور میری جانب چپ سے ایک روشنی پیدا ہوئی اور کہنے والا کہتا تھا کہ ان کو کہاں لے گیا تھا۔

دوسرے نے جواب میں کہا مشرق کی طرف۔ تمام جگہوں متبرک میں پہنچایا اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے روبرو پیش کیا کہ ان کو انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور طہارت اور برکت کی دعا کی۔ شفا کہتی ہیں پھر کہا کہ بشارت ہو تم کو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کی عزت اور شرف کی تحقیق تو تھامنے والا ہے ایک مضبوط رسی کا کہ جو کوئی تیری ملت اور دین کے درخت اور درخت کے دین کی ڈالی سے متعلق ہو گا اور تیری بات پر عمل کرے گا۔ کل قیامت کے روز تیری امت میں محشور ہو گا۔ شفا کہتی ہیں ہمیشہ یہ بات میرے دل میں رہی یہاں تک کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور میں سب سے پیشتر اسلام لائی۔

نقل ہے کہ ایک گروہ ملائکہ کا درگاہ خداوند تعالیٰ سے اس رات زمین پر بھیجا گیا کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیاطین کی آنکھ سے بچائے۔ آپ کی والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اس رات جب میرے درد زِہ پیدا ہوا۔ ایک آواز عظیم میں نے سنی کہ اس سے میں خوفناک ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک سفید مرغ نے بازو میرے سینے پر ملے کہ وہ خوف اور ڈر جاتا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک طرف میرے آگے شربت سفید کا بھرا ہوا پیالہ رکھا ہے۔ میں نے جانا کہ دودھ ہے۔ اس وقت میں پیاسی تھی۔ اس کو میں نے پیا کہ مجھ کو تسلی ہوئی اور نیز حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اس رات میں نے دیکھا کہ ایک گروہ مرغوں کا میرے گھر کی طرف آیا۔ اس حیثیت سے کہ میرا سارا گھر چھپا لیا۔ ان کی منقاریں زمرد کی اور پاؤں یاقوت کے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے حجاب میرے آگے سے اٹھا لیا اور اس وقت میں نے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کیا اور میں نے دیکھا کہ تین علم نصب کئے تھے۔ ایک مشرق ایک مغرب اور ایک خانہ کعبہ پر۔

نیز حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی طرف اٹھایا اور دو زانو بیٹھے اور اپنی انگلیاں لے کر انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے جیسے کوئی تسبیح پڑھتا ہے اور ایک

روایت یہ ہے کہ انگوٹھا چوستے تھے کہ شیر اس سے جاری تھا۔ بعدازاں ایک مشت خاک زمین سے اٹھائی اور کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور سجدہ کیا اور ان سے ایک نور ظاہر ہوا کہ تمام محل بصرہ اور شام کے اس نور سے میں نے دیکھے۔ اور ایک روایت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک سفید ابر کا ٹکڑا آسمان سے اترا اور میرے پاس آیا اور ان کو اٹھا کر میری آنکھ سے غائب ہو گیا۔ میں نے سنا کہ منادی کہتا ہے کہ ان کو تمام مشرق اور مغرب میں پھراؤ۔ اور مقامات انبیاء میں لاؤ تا کہ ان کے واسطے برکت کی دعا کریں اور ان کو ملت حنیفہ کا لباس پہناؤ اور ان کے باپ ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور تمام دریاؤں میں لاؤ تا کہ سب اہل دریا ان کو نام اور صفت اور صورت سے پہچانیں۔ بہ تحقیق ان کا نام دریا میں ماحی ہے۔ کوئی مقدار شرک کی روئے زمین میں باقی نہ رہی ہو گی کہ ان کے وقت میں محو ہو گی۔ بعد ایک لحظہ کے ان کو پھر لائے اور ایک ٹکڑے میں سفید صوف کے رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو حریر سبز کے ٹکڑے میں رکھا۔ اور چند کنجیاں اس کے ہاتھ میں تھیں اور کہنے والا کہتا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لو کلید نبوت اور کلید نصرت اور کلید خزانہ باد کو۔ بعدازاں دوسرا ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا جو نہایت بڑا اور پہلے سے زیادہ نورانی تھا۔ اور آواز اس کی بڑی تھی۔ اس ابر نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا۔ اور میری نظر سے غائب کیا۔ اوّل بار سے زیادہ دیر تک۔ اور میں نے سنا کہ منادی کہتا تھا لے جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اطراف زمین پر پھراؤ اور تمام روحانیوں انس اور جن میں پیش کرو۔ اور ان کو صفوف آدم علیہ السلام اور رقت روح اور بروایتے شدت اور قوت نوح اور ملت ابراہیم اور سنتِ اسحاق اور ایک روایت ہے کہ صبر ایوب کے بجائے سنتِ اسحاق کی فصاحت اسماعیل اور بشارت یعقوب اور جمال یوسف اور آواز داؤد اور زحد یحییٰ اور کرم عیسیٰ (علیہم السلام) سپرد کرو اور ایک روایت ہے کہ ان کو انبیاء اور رسل کے اخلاق کے دریا میں غوطہ دو۔ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا ہے ۔

وارث اخلاق ہر پیغمبر است   جامع اوصاف مجموعہ رسل

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد پھر لائے۔ ایک حریر کا ٹکڑا لپٹا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا کہ قطرے آب زلال کے اس سے ٹپکتے تھے اور کہنے والا کہتا تھا بخ بخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا پر قبضہ کرلیا۔ کوئی مخلوق اہل دنیا سے باقی نہ رہی کہ ان کے قبضہ تسخیر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے عاجزی کے ساتھ نہ آئی ہو۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تین شخص مجھ پر ظاہر ہوئے جو نہایت حسین گویا ان کے چہرہ سے آفتاب چمکتا تھا۔ ایک کے ہاتھ میں ایک ابریق چاندی کی کہ جس سے مشک کی بو آتی تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت زمرد سبز کا کہ چہار گوشہ رکھتا تھا۔ ہر ایک گوشہ میں سفید موتی تھے اور کہنے والا کہتا ہے یہ دنیائے شرق اور غرب اور بر و بحر اس کا اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جو گوشہ چاہو اس کا لے لو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک طشت کے درمیان رکھا۔ غیب سے آواز آئی قسم رب کعبہ کی کہ انہوں نے کعبہ کو اختیار کیا۔ اور خبردار ہو کہ حق تعالیٰ نے اس جگہ کو ان کا قبلہ بنا دیا۔ اور ان کا مسکن مبارک کیا۔ اور تیسرے شخص کے ہاتھ میں سفید حریر کا ٹکڑا تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طشت میں نہلا کر اس چاندی کے آفتابہ سے اس حریر کے ٹکڑے میں لپیٹا اور ایک بند کہ مشک اذفر سے معلوم ہوتا تھا اس پر باندھا۔ بعد ازاں وہ حریر کا مالک ایک ساعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروں میں دبائے رہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ خبر جب کہتے تھے تو کہا وہ شخص رضوان خازن بہشت تھا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ فرماتی ہیں کہ بعد ایک لحظہ کے آپ کو اپنے پروں سے نکالا اور آپ کے کان میں باتیں کیں کہ میں ان کو نہ سمجھ سکی۔ پھر اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا بشارت ہو تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ علم تمام پیغمبروں کا تم کو سپرد کیا۔ علم اور شجاعت تمہارا سب سے زیادہ ہوا اور تمہارے ساتھ کنجیاں نصرت کی ہمراہ کیں۔ اور عظمت اور ہیبت تمہارے آدمیوں کے دلوں میں ڈالی کہ کوئی آدمی تمہارا ذکر نہ سنے گا مگر دل اس کا لرزاں اور ہراساں ہوگا۔

اگرچہ اس نے تم کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے حبیب۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعدازاں میں نے اس شخص کو دیکھا کہ اس نے منہ آپ کے منہ پر رکھا جیسا کہ کبوتر اپنے بچہ کو کچھ دیتا ہے اور اس نے آپ کو کچھ دیا اور میں اس کو دیکھتی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگشت سے اشارہ فرماتے تھے اور زیادہ طلب کرتے تھے۔

بیان کرتے ہیں کہ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ تمام بت اوندھے ہو کر گر پڑے۔ شیطان اور اس کا لشکر قید کیا تھا حالانکہ وہ فریاد اور نالہ عظیم کرتا تھا۔ ان ابلیس اللعنة اللّٰه من اربع رناء زنتعین العیط وزنبتعین والد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وزنته حین انزل الفاتحته ۔

اور جمہور اہل سیر اور تواریخ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کردہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ علماء نے کہا ہے کہ اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی مخلوق آپ کی تکمیل میں دخل نہ رکھے۔ دوسری یہ کہ کوئی عیب لاحق نہ ہو۔ کوئی اقلف نہ کہے۔ تیسری یہ کہ کوئی مرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ننگا نہ دیکھے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صلی اللّٰه علیه وسلم قال وعن کرامتی انی ولدت مختوناً ولم یراحد سوابی ۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری کرامت سے ہے کہ میں مختون پیدا کیا گیا تاکہ مجھ کو کوئی ننگا نہ دیکھے۔

اور اس حدیث کو ابن جوزی وفا شیخ زرندی نے اعلام میں بیان کیا ہے لیکن بعض متاخرین نے اس حدیث کے اسناد میں طعنہ کیا ہے اور کہا ہے کہ محدث کا محاسبہ کریگی فردائے قیامت کو۔ اس حدیث کی روایت ہے اگر اس کا ضعف بیان نہ کریں اور بعض اہل سیر اور تواریخ متاخرین سے لائے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ختنہ کیا۔ اس وقت آپ کی نظر قلب بجا لائے حالت صغرسنی میں اور ایک قول

ہے کہ عبدالمطلب نے ساتویں روز ولادت سے ختنہ کیا۔ واللہ اعلم

نقل ہے کہ عبدالمطلب نے کہا کہ میں اس رات کو کعبہ میں تھا۔ جب آدھی رات ہوئی کہ چاروں دیواریں کعبہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر مائل ہوئیں اور مقام کے نزدیک سجدہ میں گئیں۔ اور پھر اصلی حالت پر عود کیا۔ اور اس سے عجب تکبیر میں سنتا تھا۔ اور آواز آتی تھی اللّٰہ اکبر ۔ اللہ اکبر ربِّ محمد مُصطفیٰ لَانْ قَدْ طَهَّرَنِیْ رَبِّیْ عَنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَاَنْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ ۔

یعنی میرے رب نے مجھ کو بتوں نجاست اور مشرکین کی پلیدی سے پاک کیا اور جس قدر کہ بت کعبہ کے آس پاس تھے مثل کپڑے کے پارہ پارہ ہو گئے اور بڑا بت کہ اس کا نام ہبل تھا اوندھے منہ گرا۔ میں نے سنا کہ منادی ندا کرتا تھا کہ اب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اور ایک رحمت کا بادل اترا اور ایک طشت فردوس سے۔ اور ایک روایت ہے قدس سے نازل ہوا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلا دیں۔

عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا فرماتے ہیں کہ جب میں نے خانہ کعبہ کو اور بتوں کو اس احوال میں دیکھا اور آواز سنی تو میں نے نہ جانا کہ کیا کہوں۔ آنکھیں ملتا تھا اور کہتا تھا کہ آیا سوتا ہوں یا جاگتا ہوں۔ پھر میں نے کہا نہیں بیدار ہوں۔ میں اٹھا اور آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا۔ جب ان کے دروازے پر پہنچا تو میں نے ان کو طرح طرح کے انوار اور خوشبوئی سے مزین پایا۔ میں نے دستک دی۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے جواب دیا میں نے کہا۔ افسوس تجھ پر جلد دروازہ کھول ورنہ میرا پتہ پھٹ جائے گا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ اوّل میری آنکھ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر پڑی۔ اس کو میں نے دیکھا اور بے طاقت ہوا۔ اور میں نے کہا واغوثاہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا نور کیا ہوا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے وضع حمل کیا۔ میں نے کہا ان کو لاؤ تا کہ میں دیکھوں۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابھی نہیں دیکھ سکتے ہو۔ میں نے کہا کیوں نہیں دیکھ سکتا۔ جواب دیا کہ جس گھڑی وہ پیدا

ہوئے ایک شخص میرے پاس آیا کہ اس کا قد مثل درخت خرما کے تھا اور کہا کہ اس بچے کو گھر سے مت نکال۔ اور کسی کو آدم علیہ السلام کی اولاد سے مت دکھا جب تک تیس روز نہ گزر جائیں۔ عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے تلوار کھینچی اور آمنہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جلد لڑکے کو باہر لاؤ تا کہ میں اس کو دیکھوں ورنہ تجھ کو یا اپنے آپ کو ہلاک کر دوں گا۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ لڑکا فلاں گھر میں ہے۔ جاؤ اس کو دیکھو میں نے قصد کیا کہ اس گھر میں آؤں۔ اندر سے ایک شخص باعظمت اور پرہیبت مجھ پر ظاہر ہوا کہ قبل اس کے ہرگز نہ دیکھا تھا۔ شمشیر برہنہ ہاتھ میں مجھ پر حملہ کیا اور کہا ثکلتك امك کہاں آتا ہے۔ میں نے کہا اس گھر میں آتا ہوں تا کہ میں اپنے فرزند کو دیکھوں۔ اس نے کہا لوٹ جا کسی بنی آدم کو ان کے دیکھنے کی راہ نہیں ہے جب تک تمام ملائکہ زیارت نہ کر لیں۔

عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ مجھ پر لرزہ طاری ہوا اور تلوار میرے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور باہر آیا تا کہ قریش کو خبر کروں ہرچند میں نے چاہا کہ ان سے کلام کروں اور اس صورت کی تقریر کروں مگر نہ کر سکا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب عبدالمطلب نے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور ان کو اٹھایا اور خانہ کعبہ کے دروازہ لا کر خداوند تعالیٰ کی پناہ میں سونپا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام رکھا اور کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں کھڑے ہوئے اور شکر پروردگار بجالائے۔ اور یہ شعر پڑھے۔

الحمدُ للّٰہ الذی اعطانی   ھٰذا الغُلام الطیّب الاردان

یعنی خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھ کو یہ پاک بچہ دیا۔

قد صافی المھد علی الغلمان   اعیاہ بالبیت ذی الارمان

یعنی ہنڈولے میں بچوں پر پناہ مانگتا ہوں میں اس کو گھر صاحب ارمان کے ساتھ۔

حتّٰی اراہ البالغ الستان   اعیذہ من شر ذی شان

یعنی یہاں تک کہ میں اس کو جوان دیکھوں۔ پناہ مانگتا ہوں شر صاحب شان سے۔

من حاسد مطرب العنان ۔ دشمن حرص کرنے والے بے صبر سے

پھر عبدالمطلب آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کو آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے۔ اور محافظت کی وصیت کرتے تھے اور کہا کہ اس فرزند کی بڑی شان ہے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں ہفت سالہ تھا کہ ایک جہودوں میں سے کوٹھے پر آیا اور بلند آواز سے کہا طلع اللیلۃ نجم احمد صلی اللہ علیہ وسلم آج کی رات ستارہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طلوع ہوا اور وہ وجود میں آئے۔ حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں نزول فرمایا میں نے اس رات کو یاد رکھا تھا حساب جو کیا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی رات پیدا ہوئے تھے۔

ذکر بعضے حوادثات کا کہ ولادت کی رات واقع ہوئے

روضۃ الاحباب میں عزوہ بن الزمر سے روایت ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا بت خانہ میں ایک بت تھا کہ ہر سال میں ایک روز اس بت کے پاس جمع ہوتے تھے اور اس روز کو عید کا دن جانتے تھے اور وہاں اونٹ ذبح کرتے تھے اور دعوت کرتے تھے اور شراب پیتے تھے اور اس کے روبرو معتکف ہوتے تھے۔ اتفاقاً ایک شب عید کی راتوں سے اس بت کے پاس گئے۔ دیکھا کہ اپنی جگہ سے اوندھا پڑا ہے۔ یہ حال ان کو نہایت ناگوار گزرا۔ اس کو لے کر اس کی جگہ پر رکھا۔ ایک لحظہ کے بعد وہ پھر اوندھا ہو گیا۔ بمشکل پھر اسے سیدھا کیا۔ تیسری بار پھر اوندھا ہو گیا۔ اس جماعت نے جب یہ امر دیکھا بہت غمگین اور ملول ہوئے۔ اور بت کو پکڑا اور اپنی جگہ پر مضبوط کیا۔ سنا ہے کہ اس کے خوف سے کہنے والا کہتا تھا

تردی المولود اضاءت بنورہٖ جمعی فجاج الارض بالمشرق والمغرب

وخربہ الاوثان طرا وارعدت قلوب ملوک الارض من الرعب

یعنی تم بیان کرتے ہو کہ ایک ولادت کے نور سے تمام زمین کے بُعد شرق سے غرب تک روشن ہو گئے اور بُت خراب ہو گئے اور رعب سے تمام زمین کے بادشاہوں

کے دل کانپنے لگے۔

یہ واقعہ شب ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور کتاب اعلام شیخ زرندی رحمتہ اللہ علیہ میں ہے کہ ایک بڑا حادثہ وقت ولادت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسریٰ کے محل کا پھٹ جانا ہے اور اس کا ۷۴۶ ہجری میں ہمارے زمانہ تک باقی رہنا ہے۔ پھر اللہ اعلم ہے کہ کس مدت تک باقی رہا۔

بیان کرتے ہیں کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات دریا جو سیادہ زمین میں چلا گیا اور ردو خانہ کو اس کو وادی سماوہ کہتے تھے جاری ہوئی اس سے پہلے ہزار سال سے خشک ہوگئی تھی۔ اور جاری نہ تھی اور کسریٰ کے محل کو لرزہ آیا۔ چودہ کنگرے اس کے گر پڑے۔ اور کسریٰ اس محل سے بہت خائف ہوا۔ اور اپنے واسطے بدشگوان لیا اور اظہار تجلد اور دلیری کا نہیں کرتا تھا۔ کچھ عرصہ ڈر اور دغدغہ اپنے دل کا آدمیوں سے چھپاتا تھا پھر اس کی رائے نے یہ قرار پکڑا کہ اس صورت کو اپنے وزیروں اور ندیموں سے نہ چھپائے۔ پس تاج سر پر رکھا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور خواص کو جمع کیا۔ جب سب جمع ہو گئے۔ ایک خط فارس کی طرف سے پہنچا کہ فلاں رات پارسیوں کا آتش کدہ بجھ گیا۔ اور اس سے پہلے ہزار سال سے نہ بجھا تھا اور وہ صورت بھی کنگروں کے گرنے کی رات میں تھی۔ پس یہ واقعہ علاوہ غموں کسریٰ کے ہوا۔ اور اسی معنی کا تائید کرنے والا یہ ہے کہ اس کے شہر کے قاضی القضاۃ نے کہا ہے کہ میں نے بھی اس رات خواب میں تیز اونٹوں اور سرکش عربی گھوڑوں کو دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ دجلہ سے گزر کر اور شہروں میں منتشر ہوتے ہیں۔

کسریٰ نے تائید کرنے والوں سے جو اس واقعہ کو سنا تھا ان سے کہا کہ کیا ہوگا۔ حالانکہ اس کا قاضی شہران سے آگے تھا۔ اس نے کہا کوئی حادثہ ہوگا کہ نواح عرب میں واقعہ ہوا۔ کسریٰ نے نعمان ابن منذر کو لکھا کہ ایک مرد ہمارے پاس بھیج کہ دانا ہو۔ اس واسطے کہ ہم اس سے کچھ سوال کریں گے۔ نعمان بن منذر نے عبدالمسیح بن عمر عنانی کو اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالمسیح بن احسان کو کہ بیٹا بصد کا تھا اس کے پاس بھیجا۔ کسریٰ نے اس سے پوچھا کہ تم سے ایک خبر پوچھتا ہوں اگر ممکن ہو تو اس کا جواب دے۔ عبدالمسیح نے کہا

اگر معلوم ہو گا ورنہ جو شخص اس کا جواب جانتا ہو کہ کیا ہے۔ پس کسریٰ نے اس حالت گزشتہ کو عبدالمسیح سے کہا اور کہا کہ یہ امور حادثہ پر دلالت کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تجھ کو معلوم ہو کہ وہ حادثہ کیا ہو گا۔ اس نے کہا کہ عالم اس سوال کے جواب کا میرا ماموں ہے کہ شام میں اس کا مکان ہے اور ان کا نام سطیح ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ کاہن تھا بنی ذئب سے اس کے مفاصل نہ تھے۔ اور قدرت قیام اور قعود پر نہ رکھتا تھا مگر جب غضب میں ہوتا ہوا پر چلتا اور بیٹھتا۔ اور اس کے اعضاء میں کوئی ہڈی نہ تھی مگر کھوپڑی کی ہڈی اور پورے ہاتھ اور انگلیوں کی گویا سطحی تھی۔ گوشت سے جب چاہتے کہ اس کو کہیں لے جائیں اس کو مثل کپڑے کے لپیٹ لیتے تھے اور لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کا منہ سینے میں تھا اور اس کا سر اور گردن نہ تھی۔ اور اہل تاریخ کہتے ہیں کہ رہنے والا جابیہ کا تھا۔ زمانہ سیل عرم میں وجود میں آیا اور ساتھ گروہ کے دار مارب سے باہر گیا۔ اس زمانہ میں کہ وہ جماعت وہاں سے متفرق ہوئی اور زمانہ ولادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تک جیا۔ چنانچہ اس کی عمر قریب چھ سو سال ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب

کہتے ہیں کہ جب چاہتے کہ کہانت کرے اور غیب کی خبریں کہے اس کو ہلاتے تھے جیسا کہ دوغ کے مشک ہلاتے تھے پس پھونک اس پر پڑتی اور مغیبات سے خبر دیتا تھا۔

اور وہب ابن منبعہ سے منقول ہے کہ سطیح سے پوچھا کہ علم کہانت تم کو کہاں سے حاصل ہوا۔ کہا کہ میرا ایک یار ہے جنوں سے کہ اس نے آسمان کی خبریں سنی ہیں۔ اس زمانہ میں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام فرماتا تھا۔ ان میں سے وہ خبریں مجھ سے کہتا ہے اور میں آدمیوں سے کہتا ہوں۔ القصہ کسریٰ نے عبدالمسیح سے کہا کہ ابھی اس کے پاس جا اور میرے سوال کا جواب اس سے معلوم کر۔ عبدالمسیح سطیح کے پاس گیا جب اس کے شہر میں پہنچا اور اس کے پاس آیا۔ سطیح سکرات میں مبتلا تھا۔ سلام کیا اور پیغام کسریٰ کا پہنچایا اور کچھ اس سے جواب نہ سنا چند بیت کہے کہ عبدالمسیح کے حال اور اس امر پر کہ اس کو کسریٰ نے سطیح کے پاس بھیجا تھا تاکہ ان مشکلات کا جواب لائے شامل تھیں۔ بعض ابیات میں یہ ہیں

اصم ام یسمع عطیف فی العفن ام فار تاز لم بہ یشاءِ وابعین

یا فاضل الخطبة اغیب من دمن وکاشف الکربة همی وحیه العفن

اتاك شیخ الحق من اٰل سنن اقہ من اٰل ذیب بن حجن

رسُول قبل العجم کسریٰ بالوسن

لا یرهب الرعد ولا یریب الزمن

یعنی بہرا ہے یا سنتا ہے اور بزرگ سردار میرا آپ مردہ ہے اور موت اس پر طاری اور عارض ہوئی۔ اے فاضل اور حاکم ایک امر عظیم کہ اس نے متحیر کیا ہے ایک جماعت کو یعنی کسریٰ کو اور مؤید اور وزرا اور ندما کو اور اے کھولنے والے پردہ کرتب اور غم کے منہ اس شخص کے کہ شکستہ خاطر تھے۔ جہت کثرت خون اور غم سے کہ ان کو پہنچا ہوا ہے تیز اور تو شیخ قبیلہ کہ اس سنن سے ہے کہ اس کی ماں اولا دزیب بن حجی سے ہے۔ یعنی خویشاوند تیرا ہے اور رسول بادشاہ عجم کا ہے یعنی کسریٰ کا راہ دور دراز قطع کی اور نہ ڈرا رعد اور آفات زمانہ سے کہ راہ میں واقع ہوتی ہیں۔

اور سطیح نے جواب ابیات سنے سر اٹھایا اور کہا۔

عبدالمسیح جاء الی سطیح علیٰ جمل طلیح وقد اوفی اعلی الضریح لعنك تلك بنی سامان لا تحاس الایوان وحبود البذان وروبا للوید ان رای ابلا صعا بالعود وخیلاغر اما قد قطعت رجله وانتشرت فی البلا دفارس یا عبدالمسیح اذا ظهرت التلاوة وبعث صاحب الهروة وقاض وادی السماوة وعاقبت بخیرة سادة وخدث نیوان فارس لم یکن اهل الفرس مقاماوَالشام یسطح شاط یملك منهم ملو کا وملکات علی عدد الشرفات لم یکون منات منات وکل ماهواٰات ثم اضطجع ومات

اے عبدالمسیح آیا ہے سطیح کی طرف ایک تھکے ہوئے اونٹ پر اور بہ تحقیق سطیح اس شرف پر ہے کہ قبر میں آئے۔ بھیجا ہے بادشاہ سامان نے یعنی نوشیروان نے واسطے اضطراب اور تزلزل ایوان کے اور گرنے اس کے کنگروں کے اور بجھ جانے پارسیوں کے

آتش کدہ کے اور خواب ملاؤں کے کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں۔ یہاں تک کہ دجلہ سے گزار دیا اور بلاد فارس میں منتشر ہوئے۔ اے عبدالمسیح ایک وقت پیدا ہووے تلاوت قرآن خوانی کا۔ اور ظاہر ہووے صاحب عفت۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جاری ہووے خانہ سماوہ اور زمین میں چلا جائے۔ دریاچہ ساوہ اور بجھے آتش کدہ فارس کا بابل مقام فرس اور شام مقام سطیح نہ ہو یعنی حکومت فارس کی زمین سے منقطع ہو اور سطیح حیات کا اسباب سراچہ دنیا سے لے جائے۔ اور اس کا علم کہانت شام کی زمین میں نہ رہے۔ شامیوں کے موافق شمار کنگروں کے کہ ساقط ہوئے۔ چودہ آدمی حکومت کریں ان کی عورتوں اور مردوں سے بعدازاں سختیاں اور بڑے امور ظاہر آئیں۔ اور جو کچھ آمدنی ہونہ آئے۔ سطیح نے یہ کلام تمام کیا پڑا اور مر گیا۔

اور عبدالمسیح لوٹا اور کسریٰ کے پاس آیا۔ اور جو سنا تھا بیان کیا کسریٰ نے کہا اس زمانہ تک کہ ہم سے چودہ آدمی بادشاہوں سے عکومت کریں مدت مدید چاہیے۔ اور تقدیر ربانی سے خبر نہ رکھتا تھا۔ کہتے ہیں کہ دس آدمی ان بادشاہوں سے چار سال کے عرصہ میں مر گئے اور چار کی مدت حکومت زمانِ خلافت حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ تک اٹھائی۔ حق تعالیٰ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے یزدجر کی مملکت کو کہ آخر بادشاہ فارس تھا فتح فرمایا اور وہ لشکر اسلام سے بھاگ گیا اور بعد اس کے چند بار لشکر جمع کیا اور مسلمانوں سے جا ملتا تھا یہاں تک کہ نہاوند کی لڑائی سے بھاگا اور خراسان چلا گیا۔ اس کو عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک اسپ باں نے ۳۱ ہجری میں ایک جنگل میں مار ڈالا واللہ اعلم۔

فن سیر کے محقق تاریخ میں لکھتے ہیں یہ جب سطیح نے وفات پائی۔ علم کہانت اٹھ گیا۔ اور یہ بات اس امر لو شامل ہے کہ مقصود اصلی کاہنوں اور عراقوں کے وجود سے عرب میں یہ تھا کہ خبریں بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کریں اور جو اخبار میں وارد ہوا ہے۔ **لا کهانته بعد النبوة** اسی اسی معنی کے موید ہے لیکن کاہن سے مراد حدیث میں آتی ہے۔ **كاهنا او مرانا نصدقة فقد كفر بما انزل علىٰ محمد صلى الله عليه**

وسلم میں دعویٰ کرنے والا کہانت کا تھا۔ بعد نبوت کے جو حقیقت میں کہانت سے موصوف ہو۔ اس واسطے کہ کاہن کاہن حقیقی ہے کہ مثل سطیح کے ہو اور شق اور سواد بن قارب وغیرہم کے اور تصدق صادق کے کفر نہیں ہے لیکن جب علم کو خدائے تعالیٰ نے بعد ظہور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے درمیان سے اٹھالیا تو بدلیل حدیث اوّل جو کوئی بعد اس کے کہانت کا دعویٰ کرے نیز کاذب اور نیز مکذب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور ایسے مدعی کی تصدیق کرنے والا کافر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ذکر وقائع گیارہویں سال کی ہجرت سے اور قصہ بیماری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور جو اس سے متعلق ہے

روضۃ الاحباب میں بیان کیا ہے کہ ارباب سیر ذکر کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور بیمار ہوئے سوائے مرض موت کی خبر ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطراب وجوانب میں گئی۔ بعض آدمیوں کو نبوت کا دعویٰ پیدا ہوا۔ مثل مسلمہ بن ثمامہ بن کثر بن حبیب بن الحارث کے بنی حنیفہ سے اور طلیحہ خولد بن اسیری اور اسود بن کعب عیسیٰ اور ایک عورت کہ اس کا نام سجاح بنت الحارث بن لوید تمیمہ تھا۔ آخر لشکر اسلام کے ہاتھوں سے مارے گئے اور عاجز آئے۔ ان کے قصہ کی تفصیل طویل ہے۔ اس واسطے فروگزاشت کی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آخر عمر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان کو ایک سال میں جوار حضرت ذوالجلال میں انتقال واقع ہوگا۔ ناچار حجۃ الوداع میں اسی معنی کا اشارہ فرمایا اور صحت کے ساتھ پہنچایا کہ موسم قبا میں حجۃ الوداع میں سورہ کریمہ اذا جاء نصراللہ والفتح نازل ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ گویا مجھ کو خبردار کرتے ہیں کہ اس عالم سے جانا چاہیے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی حضرت بہت کہتے تھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

بعض نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے جو یہ کلمات آپ بہت

فرماتے ہیں۔ فرمایا جانو اور خبردار رہو کہ مجھ کو اس عالم بقا میں بلاتے ہیں اور آپ روئے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ موت سے روتے ہیں حالانکہ بہ تحقیق خداوند تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ فرمایا این هول المطلع واین ضیق القبر وظلمه اللحد واین القیامة والا حوال ۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورۃ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وری ہے رسول علیہ السلام کو حق تعالیٰ سے اور وری ہے ان کو دنیا سے اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا انہوں نے کہ جب دنیا سے رحلت کا زمانہ قریب ہوا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ پیشتر اپنی وفات سے یعنی ہم کو اپنی موت سے خبر دی۔ یعنی خاص اکرام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بلایا اور جب نظر مبارک آپ کی ہم پر پڑی تو روئے اور وہ گریہ نہایت رحم اور شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان پر اور بہ خیال جدائی کے تھا۔ سچ ہے ۔

وداع یار دیارم چو بگزرد بہ خیال — شود منازلم از آب دیدہ مالا مال
میان آتش سوزندہ ممکن است آرام — ولے در آتش ہجراں قرار وصبر محال

پھر فرمایا۔ مرحبا لکم وحیاکم اللّٰه بالسّلام وجمعکم الله رحمکم الله حفظکم اللّٰه خیر کم اللّٰه نصر کم اللّٰه رفعکم الله وفقکم اللّٰه قبلکم الله هداکم اللّٰه ادا کم اللّٰه وقاکم اللّٰه سلمکم الله ورزقکُمُ اللّٰه ۔

میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور خدائے تعالیٰ کے ڈر کی اور تم کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور حق تعالیٰ کو تم پر میں اپنا خلیفہ کرتا ہوں اور تم کو عتاب خداوند تعالیٰ سے ڈراتا ہوں۔ تحقیق میں نذیر مبین ہوں۔ تم کو چاہیے کہ علو اور عتو اور تکیہ خداوند تعالیٰ پر اس کے شہروں اور بندوں کے درمیان نہ کرو۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اور تم کو فرمایا۔

تلك الدار الاٰخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا

فساداً والعاقبة للمُتّقین ۔

فرمایا۔ الیسَ فی جہنّم مثوىً للمتکبرین ؕ

میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی وفات کب ہوگی۔ فرمایا جدائی کا وقت قریب پہنچا ہے اور خدا کی طرف لوٹنے کا زمانہ ہے اور سدرۃ المنتہیٰ اور جنۃ الماویٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کون بجا لائے۔ فرمایا اہل بیت سے میرے وہ شخص کہ مجھ سے قریب زیادہ ہوگا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس جامے میں آپ کو دفن کریں۔ فرمایا ان کپڑوں میں کہ جو میں پہنے ہوئے ہوں اگر چاہو یا جامہائے مصری۔ یا حلہ یمنی یا جامہائے سفید۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر نماز کون ادا کرے۔ اور ہم رونے لگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روئے۔ پھر فرمایا صبر کرو، غم مت کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو بخشے اور خیر کا بدلہ دے۔ جب مجھ کو نہلاؤ اور کفن لپیٹ کر قبر کے کنارے پر رکھو اس گھر میں سے بعد ازاں باہر چلے جاؤ۔ اور تھوڑی دیر مجھ کو تنہا چھوڑ دو۔ اوّل جو شخص کہ مجھ پر نماز پڑھے گا۔ دوست جبرئیل علیہ السلام ہوگا۔ پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر عزرائیل علیہ السلام ایک انبوہ کثیر کے ساتھ ملائکہ کے۔

ایک روایت ہے کہ فرمایا اول من یصلی علّی ربّی یعنی اول جو کہ مجھ پر رحمت نازل کرے میرا پروردگار ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام۔ اس ترتیب سے کہ مذکور ہوئی۔ بعد ازاں فوج فوج آئیں اور نماز مجھ پر ادا کریں۔ اور چاہیئے کہ نماز کی ابتداء میرے اہل بیت کے مرد کریں۔ بعد ازاں ان کی عورتیں پھر تمام اصحاب اور سلام میرا بالجماعت میرے یاروں سے کہ مجھ سے غائب ہیں پہنچانا اور جو میرے دین کی پیروی کرے اور میری سنت کی متابعت روز قیامت تک سلام پہنچاؤ۔

روزے کہ زتو سلام باشد مارا ——— آنروز فلک غلام باشد مارا
از تو نکنم توقع پرسیدن ——— اندیشۂ تو تمام باشد مارا

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو قبر میں کون اتارے۔ فرمایا میری اہل بیت ملائکہ کی جماعت کثیرہ کے ساتھ کہ وہ تم کو دیکھیں اور تم اس کو دیکھو گے۔ اور آخر ماہ صفر میں تم حکم کیے گئے ہو۔ اس سبب سے کہ اہل گورستان بقیع غرقدرہ کے استغفار کرتے ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب کے کپڑوں سے جدا ہوئے اور اپنے کپڑے پہنے اور باہر گئے۔ میں نے بریدہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ پیچھے جا اور دیکھ کر آ کہاں جاتے ہیں۔ وہ گئی اور حضرت کے لوٹنے سے پہلے آئی اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کے گورستان میں مدت دراز تک ٹھہرے رہے اور اب گھر آئے۔ جب آپ آئے میں نے اُن سے کچھ نہ پوچھا۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا کہ مجھ کو بقیع کے اہل مقبرہ کے پاس بھیجا گیا تھا تا کہ ان کے واسطے بخشش کی دعا کروں۔ پھر احد میں گئے اور احد کے شہداء کے واسطے دعائے خیر فرمائی اور وہاں سے لوٹے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دردِ سر طاری ہوا۔ سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پٹی سے باندھ لیا اور عقبہ عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں پر بعد آٹھ سال کے واقعہ احد سے آپ نے پڑھی یعنی ان کو دعائے خیر کی۔ گویا امانت رکھی ہے۔ حیات اموات میں بعدازاں آپ آئے اور فرمایا۔

انی بین اَیۡدِ کُم فَرطًا عَلیکم وَانَا عَلَیۡکُمۡ شَهۡدُونَ مَوۡعِدُ کُمۡ المرض وانی لا نظر اللّٰہ وَاَنَا فِی مُقَامِیۡ ندر وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تناخسوا فیھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض کی ابتداء میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوئی اور اس کی نوبت کے دن وہاں سے آپ میرے گھر آئے حالانکہ میرے بھی دردِ طاری ہوا تھا میں نے کہا وارو ساہ۔ فرمایا ضرر ہو تم کو کہ مجھ سے پہلے دنیا سے جائے۔ اور میں تجہیز و تکفین کروں اور تجھ پر نماز ادا کروں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازروئے غیرت کے میں نے کہا کہ آپ یہ چاہتے ہیں اور میرا گمان یہ ہے کہ اس روز میرے دفن سے فارغ ہوں۔ دوسری عورت کے ساتھ آپ میرے گھر میں شادی کریں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا بل انا وا دوساہ یعنی تیرا دردسر اے عائشہ رضی اللہ عنہا اچھا ہوگا اور میرا دردسر وہ ہے کہ اس سے خلاصی مشکل ہے۔ پھر میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آپ واپس آئے۔ اور مرض نے زیادتی کی پس سب ازواج مطہرات وہاں جمع ہوئیں فرماتے تھے۔ اَیْنَ اَنَا غَدًا یعنی کل میں کہاں ہوں گا اور یہ بات مکرر فرماتے تھے اور مقصود یہ تھا کہ ایام مرض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوں۔ امہات المومنین اس معنی کو سمجھ کر اس پر راضی ہوئیں کہ ان ایام میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوں اور وہاں رہیں اور ہم حضرت کی خدمت میں قیام کریں۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح زبان مبارک سے فرمایا کہ میں زمانۂ مرض میں رعایت قسم کی نہیں کرسکتا۔ چاہو تم مجھ کو اجازت دو تا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاؤں اور اس کی تیمارداری کروں۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے امہات المومنین سے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق ہوگا کہ تردد کریں تم میں سے ہر ایک کے گھر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں راضی ہوئے۔ پس میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے۔ ایک ہاتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر اور فضل عباس کے اور دوسرا ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوش مبارک پر۔ اور پائے مبارک زمین پر گھسیٹتے تھے یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتا ہوں کہ بیماری کے دنوں میں تیمارداری کروں اور خدمت کی شرطیں بجالاؤں۔ فرمایا! اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اس مرض میں اپنا معالجہ سوائے لڑکیوں اور بی بیوں کے نہ کراؤں گا۔ ان کی مصیبت بڑھ جائے گی۔ اور بہ تحقیق تمہارا اجر خداوند تعالیٰ پر ہے۔ یعنی

تم صرف اس نیت خیر سے مژدہ پاؤ گے۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بستر مرگ کا ڈالا اور تمام بی بیوں نے وہاں قیام کیا اور مرض نہایت سختی اور شدت پر گزرا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض موت میں بہت اضطراب کرتے تھے اور اپنے بستر پر لوٹتے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مثل اس حالت کے ہم میں سے کسی وجود میں آئے تحقیق آپ غضب فرمائیں۔ فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا میرا مرض بہت سخت ہے اور تحقیق خدائے تعالیٰ نے بلا مومنوں اور صالحوں پر رکھی ہے اور کوئی مومن نہیں ہے کہ اس پر بلا پہنچے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھے مگر اللہ تعالیٰ اس سب سے درجہ اس کا بلند کرتا ہے اور اس سے خطائیں کم کرتا ہے اور ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ اس پر مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت تر ہوتا۔

ثابت ہوا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ کو تپ تھی۔ میں نے ہاتھ رکھا ایسا گرم تھا کہ میرا ہاتھ اس کا تحمل نہ کر سکا میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تپ بہت گرم ہے۔ فرمایا ہاں میری تپ اس قدر ہے کہ دو مردوں سے تم کو تپ ہو۔ میں نے کہا آپ کو دو اجر ہوں گے۔ فرمایا ہاں بخدا کہ نفس میرا جس کے دست قدرت میں ہے کہ کوئی روئے زمین پر نہیں ہے کہ ایذا مرض سے اور سوائے اس کے اس کو پہنچی ہو مگر یہ کہ اس کے گناہ اللہ تعالیٰ دور کرتا ہے جیسا کہ پتے درخت سے۔

مادر بشیر کہتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرض موت میں آئی تپ نہایت حرارت رکھتی تھی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ہرگز مثل اس تپ کے کسی پر نہ پائی۔ فرمایا کہ ایسا ہی ہے کہ اس کا اجر دونا ہے۔ اے ام بشر آدمی مرض کے باب میں کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات الجنب ہے۔ فرمایا کہ لائق لطف اور کرم خداوند تعالیٰ کے نہیں ہے کہ اس مرض کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلط کرے۔ وہ سختی نیمرات شیطان سے ہے اور شیطان کو مجھ پر غلبہ

نہیں ہے۔لیکن یہ اثر اس گوشت زہر آلود کا ہے کہ تیرے لڑکے کے ساتھ کسی چیز میں کھایا تھا۔ ہر وقت اس کا الم مجھ پر تازہ ہوتا ہے۔اور یہ وقت رگِ حیات کے کٹنے کا ہے۔گویا حکمت اس میں یہ تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ شہادت نصیب ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کو تعویذ کرتے تھے ان کلمات سے۔

اِذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اَشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شَفَا اِلَّا شِفَاكَ شَفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا ط

ایک روایت ہے جب مریض ہوتے اور نفس شریف کے لئے تعویذ کرتے ان کلمات کا از دست مبارک بدن اطہرت پر ملتے۔جب مرض موت سے مریض ہوئے میں نے وہ دعا پڑھی اور چاہا کہ آپ کے ہاتھ کو آپ پر ملوں۔آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَالْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ۔

اور ایک روایت ہے کہ مجھ کو یہ تعویذ اس سے پہلے نفع پہنچاتا تھا۔اب یہ کچھ نفع نہیں دیتا۔اور صحت کو پہنچا ہے۔عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایام صحت میں میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ کوئی پیغمبر دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ اس سے پہلے اس کو اختیار دیتے ہیں دنیا اور آخرت کے اور جب مریض ہوئے مرض موت کے ساتھ۔آپ کو کھانسی ہوئی۔فرماتے تھے نعم الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیّین و الصدیقین والشھداء وَالصالحین وحسن اولئکَ رفیقاً ۔

پھر فرمایا مع الرفیق الاعلٰی اور ایک روایت میں مع الرفیق الاعلٰی مع جبرائیل و میکائیل و اسرافیل میں نے جانا کہ آپ کو اختیار دیا ہے اور آپ نے وہ عالم اختیار فرمایا۔اور مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اپنی بیماریوں میں خداوند تعالیٰ اسے آرام اور شفا چاہی مگر مرض الموت میں دعا شفا کی نہ کی اور فرماتے اے نفس تجھ کو کیا ہوا ہے کہ پناہ ہر جگہ ڈھونڈھتا ہے جبرائیل علیہ السلام مرض موت میں آئے اور عرض کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے پروردگار نے مجھ کو بھیجا ہے اور فرمایا ہے اگر چاہو تو

شفا دوں اور اس بیماری سے نجات دوں اور اگر چاہو تو موت بھیجوں اور بخشوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میں نے اپنے امر کو اپنے پروردگار کے سپرد کیا ہے جو چاہے میرے ساتھ کرے۔

اور ارباب سیر میں اختلاف ہے کہ آپ کی مدت مرض کتنے دنوں تک رہی اکثر اس پر متفق ہیں کہ تیرہ روز اور ایک قول یہ ہے کہ چودہ روز اور بعض کے نزدیک بارہ روز۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ دس روز بیمار رہے اور ان ایام میں بہت سے قصے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ صحت کو پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا جب وہ آئیں تو فرمایا کہ اے بیٹی اور ان کو سیدھی ہاتھ کی طرف بٹھلایا اور ان سے بر سبیل مشورہ ایک بات فرمائی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا روئیں۔ پھر اسی طریق سے بات فرمائی۔ اس دفعہ آپ ہنسیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی خوشی غم سے ایسی نزدیک تر مثل آج کے دن نہ دیکھی اور ان سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہ کروں گی۔ اور وہ بات مجھ سے بیان نہ کی یہاں تک کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے نقل فرمائی۔ بعد ازاں میں نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی۔

فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال ایک بار درس قرآن کرتے تھے امسال دو بار کیا۔ سوائے اس کے اور کوئی مجھ کو گمان نہیں تھا کہ میری موت قریب ہے۔ اور مجھ کو خبر دی کہ اوّل جو شخص کہ میری اہل بیت سے مجھ کو ملے گا وہ تم ہو گی۔ پس میں روئی اور دوسری بار فرمایا کہ تم راضی نہیں ہو کہ مستورات بہشت کی سردار ہو اور ایک روایت یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو خبردار کیا کہ کوئی عورت مسلمانوں کی عورتوں سے نہیں ہے کہ اس کی ذرّیت تمہاری ذرّیت سے اعظم ہو۔ چاہئے کہ تمہارا صبر باقی عورتوں سے کمتر نہ ہو۔ اور وہ بات ایک اشارہ تھا اس امر کا کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت میں گریہ اور غم نہ کریں اور صبر کریں۔ اس واسطے آپ جانتے تھے کہ صبر ملاقات اور مصاحبت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر دشوار ہوگا۔

اور ثابت ہوا ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایام بیماری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے باہر آئے اور منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا۔ آدمیوں کو نصیحت کی اور اسی اثناء میں فرمایا کہ تندرستی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو درمیان دنیا کے اور اس چیز کے اس کے پاس ہے مخیّر فرمایا ہے یعنی ثواب اور نعمت اور دیدار سے پس اس بندہ نے خدا تعالیٰ کے نزدیک جو تھا اس کو اختیار فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روئے۔ ہم سب متعجب ہوئے ان کے رونے سے کہ ان کو اس صورت سے کیوں رونا چاہئے حالانکہ وہ ان سب سے زیادہ دانا تھے۔ پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان من امن الناس علیٰ نبی صحبة وماله ابی بکر بن ابی قحافه یعنی جملہ آدمیوں خرچ کرنے والے نفس اور اپنے مال سے ہماری رضا میں ابوبکر قحافہ کے بیٹے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پھر فرمایا گروہ مردمان کہ میرا جانا تمہارے درمیان سے نزدیک ہو گیا ہے اور جس شخص کو میں نے ستایا ہو کہ روئے اور بدلہ لے اور اگر اس کا مال لیا ہو چاہئے کہ اپنا حق مجھ سے ملے۔ اور نہ کہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر بدلہ لوں گا رسول سے تو میرے اوپر اعتراض کریں گے۔ جانو اور خبردار ہو کہ عداوت میری طبیعت سے نہیں ہے۔ میں اس سے دور ہوں۔ اور دوست ترین تمہارا مجھ پر وہ شخص ہے کہ اگر کوئی مجھ پر حق رکھتا ہو اس کو مجھ سے پورا کرے یا مجھ کو حلال کرے اور منبر سے اترے اور ظہر کی نماز ادا کی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور اس گفتگو کو لوٹایا۔

ایک مرد اٹھا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آپ پر تین درہم ہیں۔ فرمایا کہ ہم تکذیب نہیں کرتے۔ کسی قائل کی قسم نہیں دیتے لیکن یہ درہم کس سبب سے ہیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ایک مسکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تین درہم اس کو دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فضل تین درہم اس کو دو۔

پھر فرمایا ایها الناس ! جس کسی کا اس پر حق ہو چاہئے کہ آج اس کو اپنی گردن سے ادا

کرے اور نہ کہے کہ فضیحت سے ڈرتا ہوں۔ جانو! خبردار ہو کہ دنیا کی فضیحت بہتر ہے آخرت کی فضیحت سے۔

پس ایک مرد اٹھا اور کہا کہ تین درہم لوٹ کے مال سے میں نے خیانت کئے تھے۔ میری گردن پر ہیں۔ فرمایا کیوں خیانت کئے تھے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا محتاج تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فضل ان کو اس سے لے لو۔

مروی ہے کہ مدت مرض میں آپ ۲۴ روز باہر نہ آ سکے۔ اور ایک روایت ہے کہ سترہ روز جماعت میں حاضر نہ ہو سکے۔ وقت عشاء کی نماز کا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے دروازے پر آئے اور کہا الصلوٰۃ یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ثقیل تھے باہر نہ جا سکے۔ فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آج نماز پڑھا دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ وہ رقیق القلب اور کثیر الحزن ہیں۔ جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے اور قرأت کریں گے گریہ ان پر غلبہ کرے گا۔ نماز نہ پڑھ سکیں گے۔ کیا اچھا ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز ادا کریں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مقصود میرا اس سے یہ تھا کہ میرے دل میں یہ گزرتا تھا کہ آدمی کسی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہونا دوست نہ رکھیں گے۔ نماز میں اور اس کو گالیاں دیں گے۔ میں چاہتی تھی کہ یہ امر ان سے پھر جائے۔ القصہ ایک شخص بلال رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نفاذ فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت قوم کی بجالائیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ روتے ہوئے لوٹے اور ہاتھ سر پر رکھ کر کہا "وغوثاہ انقطاع رجاو انکسار ظھراہ"

کیا اچھا ہوتا کہ ہماری ماں ہم کو نہ جنتی۔ اور کیا اچھا ہوتا کہ اس سے پہلے ہم مر جاتے۔ اور حال کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ دیکھتے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ آپ نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور جب ان کی نظر محراب پر پڑی، اس

مکان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہ دیکھ سکے۔ اور غم نے آپ پر غلبہ کیا۔ اتنا روئے کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور شور و نالہ یاروں سے اٹھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا فریاد ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب آپ کے غم مفارقت سے روتے ہیں تو حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور ان پر تکیہ لگا کر گھر سے باہر تشریف لے گئے اور نماز ادا کی۔ بعد ازاں فرمایا اے گروہِ مسلمانان تم حفظ اور پناہ میں خداوند تعالیٰ کے ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا خلیفہ ہے۔ تم کو چاہئے کہ تقویٰ کی ملازمت اور خدا کا ڈر کرو اور فرمانبرداری بجالاؤ۔ تحقیق میں دنیا سے مفارقت کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مرض میں ایک دن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے۔ آدمیوں نے پوچھا اے ابوالحسن آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا بحمد اللہ آج اچھی ہے۔ اور افاقہ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور پوشیدہ ان سے کہا کہ تین روز بعد دنیا سے نقل کریں گے اور تم دوسرے امر کے مامور ہو گے۔ اور میں علامت عبدالمطلب کی اولاد کی جانتا ہوں جو وقت موت کے ظاہر ہوتی ہے اور وہ علامت آج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر میں نے دیکھی ہے۔ آؤ تاکہ ان کے پاس چلیں اور پوچھیں کہ امر خلافت بعد کو کس کے واسطے ہے۔ اگر تم میں سے ہے تو جانیں اور اگر کوئی غیر ہے تو معلوم ہو کہ کون ہے؟ اور ان سے عرض کریں تاکہ ہمارے واسطے وصیت کریں۔ فرمادیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا۔ قسم ہے خدا کی کہ اگر ان سے خلافت کا سوال کروں گا اور ہم کو اس سے آپ منع فرمائیں گے تو بعد اس کے آدمی مجھ کو نہ دیں گے۔ واللہ! میں یہ سوال نہ کروں گا اور دنیا نہ مانگوں گا۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ وفات سے پانچ روز پہلے فرمایا۔ جانو اور خبردار ہو کہ پہلے سے ایک جماعت تھی کہ اپنے انبیاء اور صلحا کی قبروں کو مساجد بناتے تھے تم کو چاہئے کہ ایسا نہ کرو۔ پھر صحت کو پہنچا کہ آنسرور کے واسطے چند دینار زر سرخ کے ایک طرف سے لائے

تھے۔ سب تقسیم فرما دیئے مگر ۶ یا ۷ یا ۹ دینار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیئے۔ بعد ازاں مرض میں آپ پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ اور سر عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر رکھا تھا۔ جب پھر ہوش آیا فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا ان دیناروں کو کیا کیا۔ انہوں نے کہا میرے پاس ہیں۔ فرمایا فقراء پر تصدق کر دو اور بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش آیا فرمایا خرچ کر دیئے کہا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا کہ ان کے خرچ کرنے میں تاخیر اس سبب سے ہوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تیمارداری اور خدمت میں مشغول تھی۔ فرمایا ان کو لاؤ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار کف مبارک پر رکھے اور گنے اور فرمایا کیا گمان تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروردگار کے ساتھ اگر خدا کے پہنچیں تو وہ دینار پاس ہوں پس ان کو علی ابن ابی طالب کے پاس بھیجا تا کہ فقراء پر تقسیم کر دیں اور فرمایا کہ اب میں نے آرام پایا۔

اور یہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین روز پہلے جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ تمہارا پروردگار تم پر سلام پہنچاتا ہے اور مجھ کو بھیجا ہے اکرام اور فضائل خاص کے آپ سے پوچھتا ہے کہ وہ اعلم ہے اس سے خبر پوچھتا ہے کہ آپ کو کیونکر پاتے ہو۔ فرمایا اے اللہ کے امین میں آپ کو مکروب اور مغموم اور دردناک پاتا ہوں۔ دوسرے روز آئے اور ہر روز بدستور اوّل پرستش کی اور وہی جواب سنا۔ تیسرے روز ملک الموت اور ایک فرشتہ اسماعیل نام ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے ہمراہ تھا۔ آپ نے پوچھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ ہے دروازہ پر کھڑا ہے۔ اجازت چاہتا ہے۔ ہرگز کسی آدمی سے قبل آپ کے اجازت نہ مانگی تھی۔ اور نہ بعد آپ کے مانگے گا۔ فرمایا اجازت دو جبرئیل علیہ السلام تا کہ اندر آئے۔ ملک الموت بعد اجازت کے آئے اور سلام کیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بجا لاؤں اگر حکم ہو تو روح قبض کروں اور عالم بالا میں لے جاؤں ورنہ لوٹ جاؤں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف نگاہ کی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے احمد درست ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کے دیدار کا

مشتاق ہے۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا اپنے کام میں مشغول ہو۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے احمد علیک السلام اب میں واسطے سفارت وحی کے ہرگز زمین پر نہ آؤں گا۔ مراد اور مقصود میرا اہل دنیا سے آپ تھے

چو یوسف تو نباشی مرابہ مصرچہ کار

چوہم وہم تو نباشی سفرچہ سودکند

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ روز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا۔ اور پرہیز کر کہ بلا اجازت وہاں داخل ہوئے اور بے اذن روح قبض کرے۔ پس ملک الموت ہزار ہزار فرشتوں اپنے اعوان کے ساتھ ابلق گھوڑوں پر سوار زرد یاقوت کے بنے ہوئے کپڑے پہنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازہ پر آئے اور ان کے ہاتھ میں نام پروردگار عالیمان کا تھا۔ قابض الارواح گھر کے باہر اعرابی کی صورت پر کھڑے ہوئے اور کہا السلام علیکم اہل بیت النبوۃ ومعدن الرسالتہ اور مختلف ملائکہ نے کہا ہم کو اجازت دو تا کہ ہم آئیں۔ رحمت خدا تعالیٰ کی تم پر ہو۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے سرہانے تھیں جواب دیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حال میں مشغول ہیں۔ اب ملاقات میسر نہیں ہے۔ دوسری بار اجازت چاہی وہی جواب سنا۔ تیسری بار اجازت چاہی بلند آواز سے۔ چنانچہ جو آدمی اس گھر میں تھے اس کے ڈر سے کانپ گئے۔ حضرت ہوش میں آئے اور آنکھیں کھول دیں اور پوچھا کیا ہوتا ہے۔ صورت حال بیان کی۔ فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تم نے جانا کہ کس سے مقابلہ اور مخاطبہ کرتی تھیں۔ انہوں نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے۔ فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ ملک الموت ہے۔ یہ توڑنے والا لذتوں کا ہے اور کاٹنے والا آرزوؤں کا۔ اور جدا کرنے والا جماعتوں کا اور بیوہ کرنے والا عورتوں کا اور یتیم کرنے والا لڑکیوں کا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا روئیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ پکڑ کر سینہ بے کینہ سے لگایا اور آنکھیں کھول دیں۔ تھوڑی دیر

ایسا کیا مگر روح نامی نے جسم گرامی سے مفارقت پائی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سر آگے تھا۔ کہا یا ابا جان کچھ جواب نہ سنا۔ میری جان قربان میری طرف دیکھو اور بات کرو۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھولی اور کہا اے میری نور چشم مت رو کہ تمام عرش تیرے رونے سے روتا ہے اور خود دست مبارک سے آنسو پونچھے۔ اور دلداری اور خوشخبری دی اور کہا یا خدایا۔ اس کو میری مفارقت سے صبر کرامت فرما اور ان سے کہا کہ جب میری روح قبض کریں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا۔ بعد ازاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے آئیں اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھیں کھولئے اور مجھ کو دیکھئے۔ اور وصیت فرمایئے۔ آپ نے آنکھ کھولی اور کہا اے عائشہ رضی اللہ عنہ کل جو تم کو وصیت کی وہی وصیت آج ہے اس پر عمل کرنا۔ بعد ازاں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آگے آئیں۔ ان سے بھی کلام فرمایا اور تمام مطہرات پردہ عصمت سے کہا تم کو چاہئے کہ اپنے گھر کا گوشہ نگاہ رکھو اور نامحرم کی نظر سے پوشیدہ کرو۔

اس وقت سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ آپ کے روئے مبارک پر اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر رکھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھول دیں اور لطف وشفقت سے دیکھا اور بوسہ دیا اور فرمایا میرے بھائی علی کرم اللہ وجہہ کو بلاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور سرہانے بیٹھے۔ ان سے بھی وصیت فرمائی کہ جس کی تفصیل طول ہی بیان کرتے ہیں کہ جب ملک الموت اعرابی کی صورت میں آئے اور اجازت چاہی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع پائی۔ اور اہل بیت کو خبردار کیا کہ ملک الموت ہیں اور فرمایا کہ آئیں۔

پس ملک الموت آئے۔ اور کہا السلام علیک یا ایہا النبی۔ بدرستی کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ آپ کی روح قبض نہ کروں مگر باجازت فرمایا۔ اے ملک الموت مجھ کو تم سے حاجت ہے۔ انہوں نے کہا کیا ہے۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری روح قبض نہ کرو جب تک کہ جبرئیل نہ آئیں۔ پھر حق تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جب روح مطہر میرے حبیب کی آسمان پر لا دیں گے دوزخ کی آگ بجھا دے۔

اور حور عین کو حکم ہوا کہ اپنے کو آراستہ کرے اور ملائکہ ملکوت اور صوامع جبروت کو خطاب ہوا کہ اٹھو اور صف بصف کھڑے ہو اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم ملا کہ زمین پر جاؤ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ایک قندیل سندس سفید کا ان کے واسطے لے جاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میرے دوست مجھ کو اس وقت ایسا تنہا چھوڑتے ہو۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا بشارت لایا ہوں فرمایا کیا؟ کہا تحقیق کہ بہشت حرام ہے تمام انبیاء اور امم پر اس وقت تک کہ آپ اور آپ کی امت نہ آئیں۔ اور حق تعالیٰ نے چند چیزیں آپ پر ارزانی رکھیں کہ کسی پیغمبر کو نہ دیں۔ یعنی حوض کوثر اور مقام محمود اور شفاعت مردم گنہگار آپ کو بخشا ہے کہ راضی ہو۔ فرمایا کہ اس وقت میں خوش دل ہوا اور آنکھ روشن ہوئی۔ اے ملک الموت آگے آؤ اور جس چیز پر مامور ہو کام کرو۔

ملک الموت روح قبض کرنے میں مشغول ہوئے اور کہتے ہیں کہ سکرات الموت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی دشوار تھی کہ آپ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل ہے کہ جب روح مبارک نے بدن سے مفارقت کی۔ میں نے خوشبو سونگھی۔ ایسی کبھی نہ سونگھی تھی۔ پھر آپ کو برد اور حریر میں نے پہنایا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ ملائکہ نے پہنایا۔ پس اہالی مدینہ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل آپ کی موت پر رکھا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تعزیت اور تسلی اہل بیت کی بجا لاتے تھے۔ اور کہا کہ مہم غسل اور تجہیز اور تکفین آنسرور کی تم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور آپ اکابر اور مہاجر اور انصار کے ساتھ سقیفہ بنی ساعد کی طرف گئے تاکہ امر خلافت کو قرار دیں۔ اہل بیت غسل کارسازی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی نے حجرہ کے باہر سے کہا کہ مت نہلاؤ۔ اس واسطے کہ طاہر اور مطہر احتیاج غسل کی نہیں رکھتا۔ ہر چند تلاش کیا مگر کہنے والا نہ پایا۔ بعد ازاں سنا کہ دوسرے نے کہا غسل دو۔ وہ شیطان تھا اور میں خضر علیہ السلام ہوں۔ پس کمر برد یمانی سے باندھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور فضیل رضی اللہ عنہ اور پسران عباس رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید اور صالح رضی اللہ عنہ حبشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا اور اندر تکیہ کے لائے اور اختلاف واقع ہوا کہ حضرت کو کپڑوں کے ساتھ غسل دیں یا سوائے اس کے گوشہ خانہ سے آواز آئی کہ برہنہ مت کرو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور پیراہن سمیت غسل دو۔ سب نے جانا کہ کہنے والا غیب سے ہے۔ سب اٹھے اور غسل میں مشغول ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو تاکہ کوئی نہ آئے۔ اور مغسل میں سوائے چھ آدمیوں مذکور کے کوئی نہ آیا۔ انصار نے باہر سے فریاد کی کہ اے اہل بیت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اور ہمارا اخلاص اسلام میں سب پر روشن ہے۔ ایک آدمی چاہئے کہ ہم سے ہوتا کہ ہم کو شرف حاصل ہو اور دولت دیدار رسول اللہ علیہ وسلم سے محروم نہ رہیں۔

روایت ہے کہ اوس بن خولی انصاری نے کہا اے علی رضی اللہ عنہ! میں قسم دیتا ہوں تم کو خدا کی کہ مجھ کو آنے کی اجازت دو۔ امیر نے اس کو اجازت دی اور آیا لیکن غسل میں کچھ دخل نہ دیا اور روایت ہے کہ وہ سعد چاہ سے پانی کھینچتا تھا اور لاتا تھا۔ اور اہل بیت نہلاتے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چارپائی پر لٹایا۔ اور سر اطہر آپ کا مشرق کی طرف اور پائے رہنما ان کے مغرب کی طرف تھے۔ اور علی ابن ابی طالب سباشر غسل کے ہوئے اور ان کو اپنے سینہ پر لیا اور کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر اندر لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے۔ اور فضل علیحدہ لباس کو نگاہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باآسانی جسد اطہر کو دھویا اور عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پھیرنے میں ایک طرف سے علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے تھے۔ اور غیب سے بھی اس امر میں مدد ہوتی تھی۔ چنانچہ جانتے تھے کہ خود ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر پھیرتے تھے۔ اور تین بار بیر کے پتوں کے پانی سے اور خالص پانی سے آپ کو نہلایا۔ جب مہم غسل کو تمام ہوئی اور چند قطرہ پانی کے گوشہ چشم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناف میں جمع ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کو پیا۔ اس سبب سے علم اور حفظ زیادہ ہوا۔

پھر سید عالم کو تین سفید کپڑوں سنجوئی میں کہ ان میں قمیض اور عمامہ نہ تھا کفن کیا اور ایک روایت ہے کہ کفن آپ کا دو جامہ سفید اور ایک بردیمانی اور مشک اور حنوط کفن پر اور سجدہ گاہ پر چھڑکا۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہشت سے حنوط لائے تھے۔

منقول ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت کچھ مقدار مشک کی اپنے فرزند کو دی اور وصیت فرمائی کہ اس کو میرے کفن کے کام لانا کہ فضیلت حنوط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جب ان امور سے فارغ ہوئے آپ کو صدر پر لٹایا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تھی اور گھر میں رکھ کر باہر چلے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کی وفات بروز دوشنبہ تھی۔ اور سہ شنبہ کو میں نے سنا کہ ہاتف آواز دیتا ہے کہ اے گروہ مسلمانان اپنے پیغمبر پر پڑھو۔ سب فوج درفوج آئے اور ہر ایک نے نماز پڑھی (علیحدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آدمی آپ پر امامت نہ کرے کہ آپ سب کے امام ہیں زندگی میں بھی اور بعد مرنے کے بھی۔

مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی۔ اسی طریق سے اور اسی واسطہ سے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں تاخیر ہوئی۔ اس واسطے کہ نماز آپ کی قبر پر جائز نہ تھی۔ اور اختلاف کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں مسجد میں یا بقیع کے مقبرہ میں دفن کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''دفن نہیں کیا جاتا ہے کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مگر جہاں کہ اس کا روح قبض کریں۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جائے زمین میں کوئی جگہ بزرگ تر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ سے نہیں ہے کہ روح پیغمبر کی اس جگہ قبض کی ہو۔ پس آپ کا فرش اٹھایا اور حجرہ میں جگہ معین کی۔ دو گورکن تھے۔ ایک ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ابن الجراح کہ بطریق پیش کھودتے تھے اور دوسرے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصاری کہ لحد

کرتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمی ان کی طلب میں بھیجے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہ صاحب لحد تھے آئے اور آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودا۔ اور بدھ کی رات آدھی رات تھی یا صبح تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر کے کنارے پر رکھا اور بائیں طرف قبر سے لائیں۔ علی رضی اللہ عنہ وعباس رضی اللہ عنہ وفضیل رضی اللہ عنہ واسامہ رضی اللہ عنہ وشقران رضی اللہ عنہ اور بقولے فضل رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ اور بقولے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں آئے۔ اور سرخ چادر کہ خیبر کے روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی شقران رضی اللہ عنہ نے قبر کی تہ میں ڈالی۔ اور کہا واللہ کہ دوسرا بعد آپ کے نہ اوڑھے۔

اور ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے میری چادر۔ میرا بچھوانا بنانا قبر میں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ زمین کو انبیاء کے جسم پر مسلط نہیں کرتا ہے۔ پس نو ۹ خشت آپ کی لحد پر چنی۔ اور ایک روایت ہے کہ جب اینٹوں کو لیپٹا اس چادر کو باہر لائے اور قبر سے نکال لیا اور آخر میں جو شخص کہ قبر سے اوپر آیا قثم تھے اور ایک میں علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر خاک آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ڈالی۔ اور قبر کی صورت مسطح۔

اور ایک روایت ہے مثل کوہان شتر کے اٹھائی۔ اور ایک بالشت زمین سے بلند کی۔ اور اس پر پانی چھڑکا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے اوّل فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر آئے اور تعزیت ادا کی۔ بعدازاں ازواج طیبات طاہرات پر کہ ہر ایک مفارقت میں بہت غم ناک تھے۔ اور ہر ایک کو ان مردوں اور عورتوں سے ایک قیام تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ کوئی دن مدینہ کا بہتر اور نورانی تر اس دن سے نہ تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور کوئی دن اندھیرا اور تنگ تر اس روز سے نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اور ہنوز دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ہمارے دل ہر ایک کے متغیر ہوئے۔

ہماں زماں کہ جہاں نور چشم خود گم کرد ہزار فتنہ ز ہر گوشہ روبمردم کرد

مروی ہے کہ عبداللہ بن زید انصاری رحمۃ اللہ علیہ کہ صاحب اذاں اور مستجاب

الدعوات تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے پروردگار میں اپنی چشم جہاں میں بے ملاحظہ جمال باکمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں چاہتا۔ میری آنکھیں لے لے۔ اسی وقت نابینا ہو گئے۔ اور ایک جماعت نے نہ چاہا کہ بلا دیدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں رہیں۔ غربت اختیار کی۔ ان میں سے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے۔ شام کی طرف سفر کا قصد کر دیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر چند روکنے کی کوشش کی مگر آپ نہ رہے اور شام کو چلے گئے۔ وہاں ایک مدت تک ٹھہرے رہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ اے بلال رضی اللہ عنہ تم نے ہم پر ظلم کیا کہ ہماری پرورش سے نکل آیا۔ ہماری زیارت کا قصد کر۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے اور مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس زمانہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی انتقال فرما چکی تھیں۔ جب مدینہ میں آئے جو ملاقات کرتا تھا اہل بیت کو پوچھتے تھے۔ سب نے جواب دیا کہ علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور ازواجِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب سلامت ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حال سے کچھ نہ کہا۔ یہاں تک کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور سلام کیا۔ اور تعظیم اور احترام ان کی بجا لائے اور حال فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حال پوچھا۔ یہ روئے اور کہا اے بلال رضی اللہ عنہ، جگر گوشہ رسول خدا جلد اپنے پدر بزرگوار سے مل گئیں۔

کہتے ہیں کہ بعضے دوستوں نے بلال رضی اللہ عنہ سے استدعا کی کہ وقت نماز ظہر ہے کیا خوب ہو کہ اگر سبت اذان کی قیام کرو۔ اور الحاج اور مبالغہ کرو۔ حضرت بلال رسول اللہ علیہ السلام کی مسجد کے بام پر آئے تا کہ اذان کہیں جب اللہ اکبر کہا۔ تمام مدینہ کی گلیوں میں شور اٹھا اور جب اشہد ان محمد الرّسول اللّٰہ پر پہنچے مدینہ میں کوئی باقی نہ رہا کہ نہ روتا ہو۔ اور فریاد نہ کرتا ہو۔ وہ دن مثل وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا تھا۔ جب اذان تمام کی کہا اے یارو! میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جو آنکھ حضرت رسالت پناہ پر روئی وہ دوزخ کی آگ نہ دیکھے گی۔

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ فضیلت مخصوص اسی وقت کی اہل زمان سے نہیں ہے بلکہ امید ہے

کہ تمام رقت قیامت تک جو وفات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متحیر اور متاثر ہوتی ہے اور آپ کے فراق میں روتی ہے کہ آپ کا انتقال فرمانا تمام امت کی مصیبت ہے اور جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ زیارت قبر حضور علیہ السلام کی سنت ہے مندوب الیہ اور افضلیت ہے۔ مرغوب اور بعض علماء اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ حدیث میں من لم یزر قبری فقد جفانی کی دلیل ہے یعنی جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی پس تحقیق مجھ پر ظلم کیا۔ زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے اور بہت ثواب رکھتی ہے۔

مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کو زیارت نہ کہے میری اور نیا میری قبر کی میں اس کا شفیع نہ ہوں گا قیامت کے روز۔ اور فرمایا جو شخص میری قبر کی زیارت بعد میرے انتقال کے کرے گا ایسا ہے کہ میری حیات میں زیارت کی۔

فائدہ: جمہور اہل سیر اس پر متفق ہیں کہ واقعہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۲ ربیع الاوّل کو واقع ہوا۔ اس واسطے کہ بالا تفاق آئمہ تفسیر اور حدیث اور بوڑھوں کے عرفہ روز جمعہ کا تھا۔ پس غرہ ذی الحجہ کا پنجشنبہ تھا اور اس وقت میں ممکن نہیں ہے کہ پیر کا روز ہو۔ اور ۱۲ ربیع الاوّل کا ہو۔ خواہ تینوں مہینے یا ضیہ یعنی ذی الحجہ اور محرم اور صفر تیس روزہ ہوئے ہوں۔ خواہ انتیس روزہ اور خواہ بعضے ۲۹ اور بعضے ۳۰ روز۔ جواب اس کا یہ ہے کہ کہتے ہیں احتمال رکھتا ہے کہ اہل مکہ اور مدینہ ذی الحجہ کے ہلال کی روایت میں مختلف ہوئے ہوں بواسطہ کسی مانع کے ابر وغیرہ سے سے یا نسبت اختلاف مطلع کے پس غرہ ذی الحجہ کا اہل مکہ کے نزدیک پنجشنبہ اور اہل مدینہ کے نزدیک جمعہ ہوگا۔ اور وقوف اہل مکہ کی روایت سے واقع ہوا ہوگا اور جب مدینہ میں مراجعت کی تاریخ کو اہل مدینہ کی روایت سے اعتبار کیا ہو۔ اور تین مہینہ ماضیہ اکمل یعنی تیس روزہ ہوئے ہوں۔ پس اوّل ربیع پنجشنبہ ہوئی۔ اور دو شنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاوّل ہو۔ اور اس قول کے موافق کہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی۔ اور ایک جماعت نے متاخرین محدث کے اس قول کی ترجیح دی ہے بسبب وارد ہونے اشکال کے قول پر جمہور

علماء کے پس اس قول پر لازم آتا ہے کہ تین مہینہ ذی الحجہ اور محرم اور صفر ناقص یعنی تینوں ۲۹ روز کے ہوں۔ واللہ اعلم۔

دوسرا فائدہ: ارباب سیر کا سن شریف میں اقوال مختلفہ واقعہ ہوئے۔ ایک قول ٦٩ سال اور ایک ٦۵ سال اور ایک قول ٦۲ سال اور ٦ ماہ۔ اور ہر ایک بسبب روایات کے ہے کہ اس باب میں واقع ہوئے ہیں لیکن قول ٦٩ سال کا اس سبب سے ہے کہ انبیاء سے صحت کو پہنچا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۴۰ برس میں نبوت پر مبعوث ہوئے۔ بعد ازاں ۱۳ سال مکہ میں رہے اور وحی نازل ہوئی۔ اور دس سال مدینہ میں بسر کئے اور ٦۳ سال کے تھے کہ فوت ہوئے۔ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو آئمہ حدیث کے ہیں کہتے ہیں کہ اکثر روایات اس پر ہیں۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بصحیح اور ترجیح اس روایت کی لیکن قول ٦۵ سال کا اس واسطے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ ثبوت کو پہنچا کہ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۵ سال امامت فرمائی۔ منجملہ اس کے ۷ سال وحی کی تھی۔ اور دس سال مدینہ میں امامت فرمائی اور ٦۵ سال کے تھے کہ وفات پائی۔

یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مخالف اکثر راویوں کے اور نیز مخالف اس کے ہے کہ پہلے ان سے مروی ہوئی۔ اسی واسطے آئمہ حدیث کے نزدیک معمول نہیں ہے لیکن قول ساٹھ کا اس واسطے ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے تھے کہ مبعوث ہوئے پھر دس سال مکہ میں رہے اور دس سال مدینہ کی امامت فرمائی۔ اور ساٹھ برس کے تھے کہ وفات پائی۔ مانا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں عقود عشرات کو عتبار کیا ہے اور کسر کو چھوڑ دیا۔ یا تین سال خفیہ دعوت کو اعتبار نہ کیا ہو۔ یا بوہم ایک کے روایت سے اس حدیث کے انس رضی اللہ عنہ قائل ہوئے۔ اس واسطے کہ ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ عمر آنسرور کی ٦۳ سال کی تھی لیکن قول ٦۲ سال ٦ ماہ کا۔ بنا بر اس حدیث کے ہے کہ مروی ہوئی کہ عمر ہر پیغمبر کی ہے کہ پہلے اس سے ہوا ہو۔ اور عمر عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو پچاس سال کی تھی۔ یہ حدیث ضعف سے خالی نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ذکر عادات سید السادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روضۃ الاحباب میں ہے کہ عادات آداب اور طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔لباس پہننے اور کھانے اور شربت پینے میں جان کو توفیق دے ہم کو اللہ تعالیٰ کہ عادت کریمہ کے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس میں تکلف نہ تھا۔ بلکہ جو میسر ہوتا لباس اور سراویل اور ردا اور آزاد اور جامہ نشانی دار اور سادہ اور قبا اور پوستین اور موزہ اور نعلین سے سب پہنتے تھے اور بیشتر کپڑے سے تنگی فرماتے اور صحابہ نے اخبار بھی اسی طریق سے مرعی فرمائی۔اور کبھی پشمینہ اور کبھی کتان پہنتے تھے اور جس قماش سے کہ جامہ کرتے برو چہرہ آپ کے پاس دو استر ہوتے تھے۔تمام قماشوں سے اور بردحیرہ بردیمن ہے اور بعض نے کہا ہے بردوقحط لوہے اور کپڑے کی قسم سے لباس دو استر رکھتے تھے اور بیشتر رنگ سفید اختیار فرماتے۔اور فرماتے کہ جامہ سفید پہنو کہ اچھا اور پاک ہے۔اور اپنے موتہ کو اس میں دفن فرماتے اور اس کپڑے سے کہ سرخ خالص یا زرد خالص ہوتا۔ مردوں کو انکار فرماتے اور چادر مخلوط سرخ یا سفید سبز یا زرد یا سیاہ پہنتے اور سبز جامہ نادر طور پر آتا تھا۔اور جو کپڑا پہنتے اس کا نام تعین فرماتے۔خواہ عامہ یا قمیص یا روا ہوتے بعد ازاں فرماتے

اللھم لك بحمد كما كسوته اسالك خيره ومَا خيرما اضع له واعوذ بلك من شبّره وماضع لهٗ

اور کبھی فرماتے

بحمد للّه الذى كسانى ما اوارى بقورتى والتجمل به فى الناس ولاعوذبك

اور فرمایا جو شخص نیا کپڑا پہنے وہ کہے

بحمد اللّه الذى كسانى هذا الثوب من عرفول منى ولا قوة ذرقية من غير حول منى ولا توة

اس سے گزشتہ اور آئندہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور اکثر اوقات نیا کپڑا بروز جمعہ پہنتے۔اور کپڑا پہننے میں سیدھی طرف سے ابتدا کرتے اور اتارنے میں الٹی طرف سے اور جب نیا کپڑا پہنتے تو پرانا کپڑا مسکین کو دے دیتے اور فرماتے۔ما من مسلم يكسو

مسلما من عملا یثابه لا لسکو الا اللّٰہ الا کان فی زمان اللّٰہ وحرزہ ما راہ حیًا وَ میتاطً

اور سفید عمامہ سر اطہر پر باندھتے۔ اور طرہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے اور کبھی تحت الحنک باندھتے اور کبھی بے طرہ باندھتے۔ اور اکثر عمامہ کلاہ پر باندھتے اور کبھی بے کلاہ اور کبھی کلاہ بے دستار پر کفایت کرتے اور وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرق درمیان ہمارے اور مشرکوں کے یہ ہے کہ ہم دستار کلاہ پر باندھتے اور وہ بے کلاہ۔ یہ ضعف سے خالی نہیں ہے اور اگر صحت کو بھی پہنچی تو ہم کہیں گے کہ مقصود یہ ہے کہ ہماری عادت اکثر دستار پہننے کی کلاہ پر ہے اور بخلاف عادت کے اکثر ہم جمیع اوقات میں بے کلاہ سفید شامی دراز اور کلاہ چیدہ کے سر پر چپکی ہوئی مانند کلاہ کے پہنتے تھے اور کلاہ دو گوشی رکھتے تھے۔ کبھی سفر میں سر پر رکھتے تھے اور کبھی جب نماز ادا کرتے تو اس کو اپنے منہ کے برابر رکھتے۔ کبھی سیاہ دستار باندھتے اور مروی ہے کہ روز فتح مکہ کے دستار سیاہ باندھی تھی اور خطبہ اور بعض علماء تاویل کرتے ہیں کہ سیاہی اصلی نہ تھی۔ بلکہ خود دستار پر یعنی خود سر پر رکھا تھا۔ اور بسبب حرارت ہوا کے دستار نے خود سے رنگ لے لیا تھا اور خود سر سے اتارا تو اوروں نے جانا کہ سیاہ خالص ہے۔

اور وہ جو بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ علیہ اصابۃ وسیما۔ اس تاویل کی تائید کرتا ہے اور مروی ہے کہ ایک بار ایک دستار کو علماء رکھتا تھا تحفہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لائے۔ علماء نے اس کو قطع کیا اور سر سے باندھا۔ اور طول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار کا کتب احادیث اور سیر میں نظر سے نہیں گزرا لیکن بعض علماء حنفیہ نے بیان کیا ہے کہ دستار رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ۷ گز کی باندھتے تھے اور جو دستار عید اور جمعہ کو باندھتے تھے ۱۲ گز کی ہوتی تھی۔ واللہ اعلم

وقت حرارت ہوا کے کبھی چادر سر مبارک پر ڈالتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جب چادر کا وصل کوئی کرتا تو فرماتے ھذا ثواب لا کسر شکرہ یعنی اس کسری کا شکر ادا نہیں کیا جاتا۔ اور جب روغن سر پر ملتے ایک رومال سر پر ڈالتے تاکہ اور کپڑے چکنے نہ ہوں۔ اور جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بکبر اتضاع کان ثوبہ ثوب زمات۔ مراد اس ثوب سے یہی رومال ہے۔ اور آستین آپ کے پیراہن اور جامہ کے ہاتھوں کے گٹوں تک رہتی اور کبھی انگلیوں کے اطراف تک اور کشادہ اور بالائی پیراہن اور جامہ اور ازار نصف ساق تک اور کبھی قریب ٹخنوں کے تھی۔ اور طول رو آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہار گز اور عرض اس کا ڈھائی گز اور ایک روایت ۲ گز اور ایک بالشت اور طول آزار کا چار گز اور ایک بالشت، عرض میں دو گز ایک بالشت تھا اور کبھی پیراہن تکمہ دار تھی۔ تکمہ باندھتے اور بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ کـــان قمیصہ مشدود الا زارو ربما حل الازار فی الصّلوٰۃ وغیرھا اور کبھی پیراہن چھوٹا کوتاہ آستین تھی۔ اور حلہ لمبا اختیار فرمایا۔ اور حلہ عبارت ہے۔ دو جامہ سے اور سفر میں آستین تک کا جامہ تھا اور وقت وضو کے دست مبارک جب آستین سے باہر نہ آتا تو دامن کے نیچے سے نکال کر اس کو کاندھے پر ڈال کر وضو کرتے اور کبھی جامہائے فاخرہ گراں قیمت اختیار فرماتے۔ خاص کر عید کے دن اور آنے کے۔

ایک وقت ایک بادشاہ نے ۳۳ اونٹ میں ایک حلہ خریدا تھا۔ حضرت کے واسطے تحفہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے ایک بار اس کو پہنا اور ایک بار حلہ ۲۹ اونٹ کا اور ایک روایت یہ ہے کہ حلہ ۲۷ اوقیہ کا خریدا اور کبھی فرماتے تھے تو آپ کے واسطے جامہ بنتے تھے اور پہننے میں جلدی کرتے تھے اور صحت کو پہنچا ہے کہ ایک بار قبائے ابریشمی کی نیچے سے اس کا چاک کھولا تھا واسطے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور تحفہ بھیجا۔ آپ نے اس کو پہنا اور نماز پڑھی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور خبر اس کی حرمت کی پہنچائی۔ پس بشدت آپ نے اس کو دور کیا جیسا کہ اس سے کراہت رکھتا تھا۔ فرمایا الا ینبغی ھٰذا للمتقین ای المومنین الذین ینفعون عن الشرك یعنی وہ مومن کہ شرک سے بچتے ہیں۔

انس رضی اللہ عنہ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ روم کے بادشاہ نے ایک مندیل سندس کا کہ آستین بڑی رکھتا تھا ہدیہ میں آپ کے واسطے بھیجا۔ آپ نے اس کو پہنا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہایت خوبی سے اس کی نسبت پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شاید آسمان سے آپ پر اترا ہے۔ فرمایا تعجب کیا کرتے ہو اس کی خوبی سے بخدا کہ نفس میرا جس کے دست قدرت میں ہے کہ ایک مندیل سعد ابن معاذ کی مندیلوں سے کہ

بہشت میں ہے۔ اس سے بہتر ہے پھر اس کو جعفر ابن ابی طالب کے واسطے بھیجا۔ انہوں نے پہنا اور حضرت کی ملازمت میں آئے۔ فرمایا اس کو تمہیں نہیں دیا ہے کہ پہنو۔ انہوں نے عرض کی کہ کیا کروں۔ فرمایا اس کو اپنے بھائی کو بھیج دو۔ یعنی نجاشی کو اور ایک بار ابوجہم عامر بن حذیفہ قریشی عدوی رضی اللہ عنہ گلیم سیاہ مربع کہ اس کے پلڑے دو نشانیاں رکھتے تھے اور عرب اس کو قمیصہ کہتے تھے۔ واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیے بھیجے۔ آپ اس کو اوڑھ کر نماز میں مشغول ہوئے اور اس کے علم یعنی نقش ونگاہ پر نگاہ کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا اس قمیض کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ۔ اور فرمایا سوتی و بیز کملی بے نقش ونگار کے لاؤ۔ اس کے نقش ونگار نے مجھ کو نماز سے باز رکھا۔

ثبوت کو پہنچا ہے کہ آپ سبز جامہ رکھتے تھے اور وقت ملاقات کے اس کو پہنتے تھے۔ بعد ازاں کپڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پرانے ہوئے تھے اور بعض خلفاء نے اس کا استر کیا تھا اور تیمناً وتبرکاً بروز عید اس کو پہنتے تھے اور سرخ حلہ مخلط سرخ خطوط سے اور سبز سے اکثر جمعہ اور عید کو پہنتے اور دو جامہ خاصہ واسطے جمعہ کے ترتیب دیتے تھے۔ سوائے ان جاموں کے کہ ہر روز پہنتے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سیاہ چادر رکھتے تھے کہ میں نے کہا تھا اچھی معلوم ہوتی ہے۔ سفید رنگ اس سیاہ جامہ میں اور چادر سیاہ رکھتے تھے کہ میں نے کسی کو بخش دی۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ چادر سیاہ کیا ہوئی۔ فرمایا میں نے وہ کسی کو دے دی۔ کہا میں نے کوئی چیز عمدہ زیادہ سفیدی سے سیاہی میں نہ دیکھی۔ اور ایک چادر ریشہ دار پہنتے تھے۔ اور کبھی اس کے واسطے بحث فرماتے جیسا کہ ریشہ ہائے چادر قدم مبارک پر پڑتے تھے۔ اور ایک خسروانی رکھتے تھے کہ اس کی شگاف فرا اور پر دیبا کی بنی تھی۔ اور کبھی برد اور ردا پہنتے تھے کہ قیمت اس کی ایک دینار زر سرخ کی تھی۔

مروی ہے سہیل بن سعد ساعدی سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک جبہ پشم سیاہ اور سفید سے سیا۔ اس کو آپ نے پہنا۔ اور کوئی جامہ اچھا مثل اس کے نہ تھا۔ آپ اس کو دست مبارک سے مس فرماتے تھے اور کہتے تھے کیا ہے یہ جبہ ایک

اعرابی قوم کے درمیان تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بخش دو۔ یہ جبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اسے دے دیا۔

اور صحیح بخاری میں سہیل رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا کہ ایک عورت ایک شملہ کو اس کا حاشیہ ہنوز اس سے جدا نہ کیا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے تاکہ آپ پہنیں۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضعیفہ سے لے لیا پھر اس کو پہنا اور ہماری طرف آئے۔ ایک مرد کو اپنے ہاتھ سے اس کی قوم سے دے دیا۔ اور ایک روایت میں ہے تحسین کی اس کو اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیجئے۔ اور فرمایا اچھا اور بعد ایک زمانہ کے مجلس سے اٹھے اور گھر میں تشریف لے گئے اور جامہ لپیٹ کر واسطے مرد کے بھیجا۔ قوم نے اس سے کہا تم نے اچھا نہ کیا جو اس چادر کو آپ سے لے لیا حالانکہ آپ نے پہنا۔ اور اس کے محتاج نہ تھے۔ اور تم جانتے ہو کہ کسی سائل کو رد نہیں کرتے ہیں۔ اس نے کہا قسم ہے خدا کی کہ میں نے نہیں مانگا اس کو مگر اس واسطے کہ میرا کفن ہو۔ سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بردہ آخر اس کا کفن ہوا ہوگا۔ اور دوسرے طریق سے وارد ہوا کہ وہ عبدالرحمان بن عوف تھے۔ اور ایک روایت میں سعد بن ابی وقاص تھے۔ اکثر احوال کپڑے کھدری اور سخت پہنتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ کپڑے غلیظ اور کھدری تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں کپڑے آپ کے بہت سخت اور کھدری ہیں۔ جب آپ کو پسینہ آتا ہوگا بھاری ہوتے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک کپڑا اقلیلہ یعنی وصلہ یا ایک آزار موٹی نکالی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روح نے ان دو کپڑوں میں قبض کیا اور آپ انگشتری پہنتے تھے۔ سیدھے ہاتھ کی خنصر میں اور الٹے ہاتھ کی خنصر یعنی دونوں میں مروی ہوا ہے اور دونوں سنت ہیں۔ اور اولیٰ تر حنفیہ کے نزدیک الٹے ہاتھ میں ہے اور آئمہ شافعی کے نزدیک سیدھے میں اور انگشتری کو ایسا پہنتے کہ اس کا نگینہ کف دست کی طرف ہوتا۔ اور جب گھر سے باہر تشریف لاتے تو

انگوٹھے پر ڈورا ڈالتے تاکہ فراموش نہ ہووے۔ اور سبب انگشتری پہنتے اور کیفیت اس کے نقش کی باب سابق میں ذکر وقائعہ سال ششم کے ضمن گزری ہے۔ اور یہ انگشتری بعد کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تبرک بنالیا تھا۔ اور بعد ان کے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ اور بعد چھ سال کے ان کے ہاتھ سے یا ان کے لڑکے کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی۔ ہر چند پانی نکالا مگر نہ نکلی۔

کہتے ہیں کہ آدمیوں کا دل اس سبب سے متنفر ہو گیا۔ اور فتنہ کا دروازہ کھولا گیا اور بعض اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو انگشتری رکھتے تھے کہ اس کا نگین حبشی یعنی عقیق تھا یا جانب حبشہ سے لائے تھے یا اس کا بنانے والا اہل حبشہ سے تھا۔ واللہ اعلم

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم موزہ پہنتے اور موزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سادہ اور سیاہ تھا اور وہ موزہ نجاشی نے پیراہن اور سراویل اور طیلسان کے ساتھ ہدیہ بھیجا تھا۔ اور نعلین پہنتے۔ اور نعلین ان کا پوست گائے کی کھال کا تھا۔ اور دو دوال تھے اور کبھی با برہنہ تردد فرماتے تھے۔ اور ایک تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل کی اس حقیر کے پاس ہے کاغذ سے کٹی ہوئی۔ اس پر خط کھینچے ہوئے گھر میں ہے۔ نعل کی دوال اور دو انگشت کی بنصر اور خنصر معین کی ہے۔ اور اس پر خط شریف سر آمدۂ المحدثین وقدالمحققین برہان العلم والشریعت والدین مشہور بمخصصہ ابو نصر قدس سرہٗ لکھا ہے۔ اس طریق سے نعلین مبارک اداز چندتا اولے بودہ است نجیہ دار اور اس پر ایسے دوال ہیں۔ اور اس کے بادل نہیں ہیں۔ جیسا کہ قبقاب کے ہوتے ہیں اور وہاں بھی ان کے خط شریف سے عربی عبارت میں کچھ لکھا ہے۔ اور اس کی مراد اس معنی سے راجع ہے۔ بہ مقدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل کے ہے۔ جیسا کہ ثابت ہوا۔ اس کے مطابق اس کی تصحیح ہوئی اور منقول ہوا باسناد صحیح اور معین ہوا۔ کتاب تصحیح المصابیح تالیف عبد حقیر الی اللہ ابوخیر محمد بن محمد الجزری اثابہ اللہ تعالیٰ و من نطعہ منہ میں کہ نقل کیا گیا اس کے خط سے۔

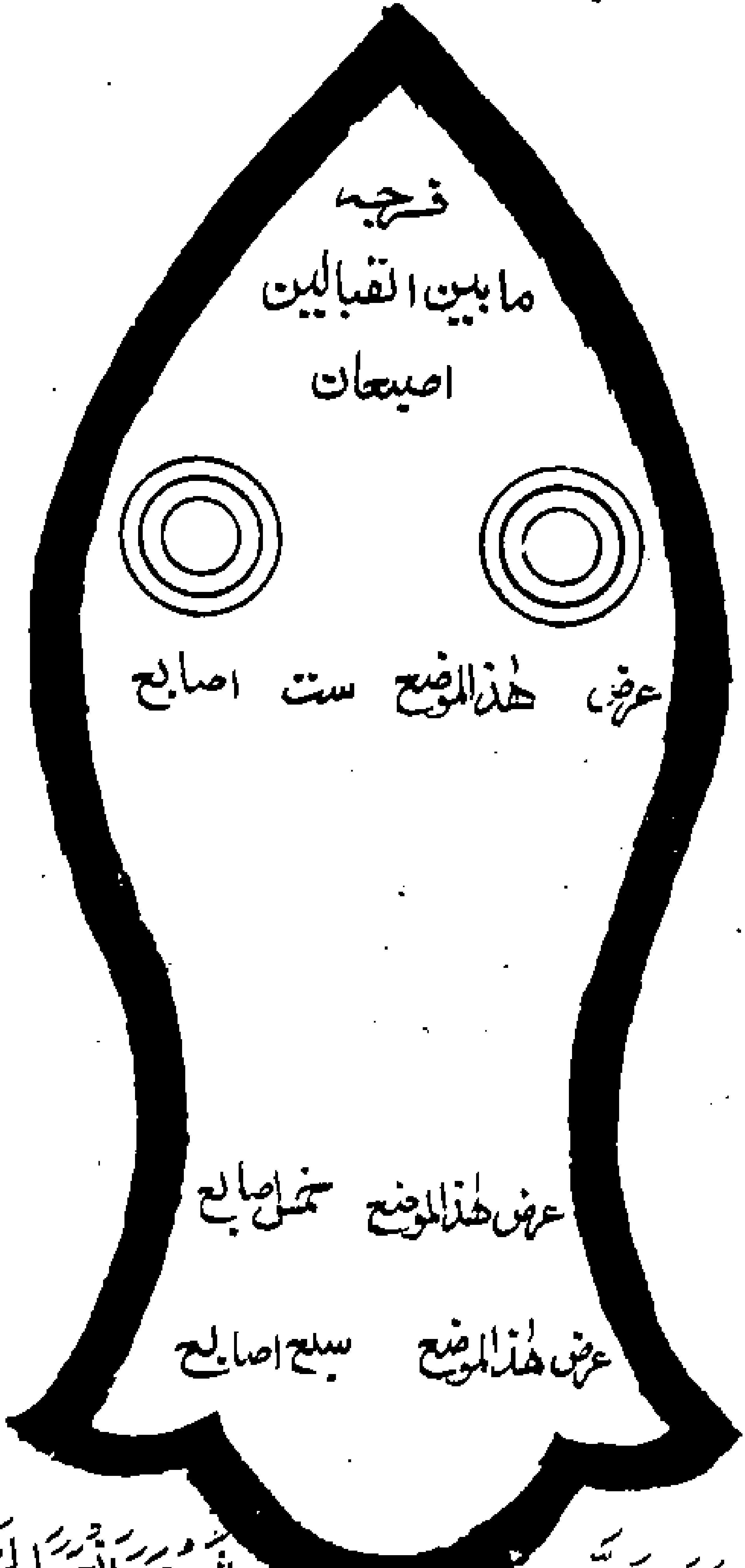
یا طالب تمثال نعل بنیہ	قد وجدت الی اللقاء سبیلا
فاجعلہ فوق الراس واغضع والمنقل	وتعالیٰ فیہ وادلہ انعیلا

من یدی الضجیع فانہ بیدی علی ماید عیہ دلیلا

اور نیز وہاں ان کے خط شریف سے لکھا ہے کہ مجربات برکات تمثالی اس نعلین شریف سے یہ ہے کہ جو شخص اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ لائے اور اس کو رکھے وہ آدمیوں کے درمیان میں مقبول ہوتا ہے۔ اور البتہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کو زیارت نصیب ہوتی ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہے۔ اور جو شخص کہ آپ کو خواب میں دیکھے گا پس تحقیق کہ اس نے حق دیکھا۔ اور یہ تمثال شریف جس لشکر میں ہوگی وہ لشکر نہ بھاگے گا اور جس قافلہ میں ہوگی وہ قافلہ غارت نہ ہوگا اور جس کشتی میں ہوگی وہ کشتی نہ ڈوبے گی۔ اس کی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل جس حاجت میں ڈھونڈنے گے وہ فراخ ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر اس جگہ وہ نقشہ متبرکہ مثال شریف کا پیش کرتے ہیں جس کے محامد فضائل بے شمار ہیں۔ وھو ھذا (اگلے دو صفحوں میں دیکھو)

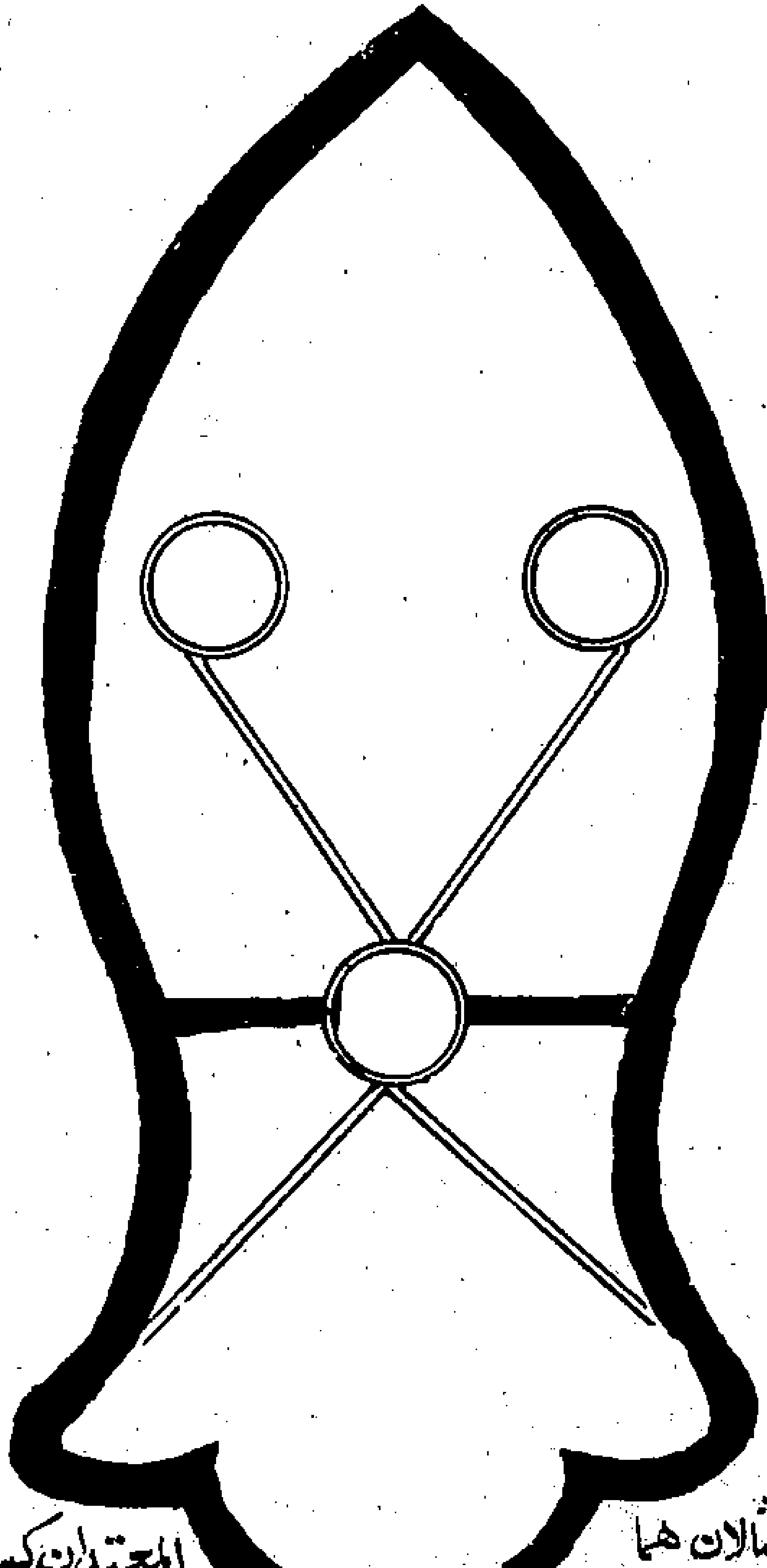
عادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں عدم تکلف تھا اور جو کھانا موجود کرتے اچھے کھانوں سے تناول فرماتے اور کبھی ہوتا کہ خود اٹھتے اور اپنے کھانے اور مشروب خود لیتے اور اول میں بسم اللہ فرماتے یا ان سے بسم اللہ فرمانے کا حکم فرماتے کہ اگر اول میں بھول جاؤں چاہیئے کہ آخر میں کہی جائے۔ اس طریق سے بسم اللّٰہ اوّلہٗ و اٰخرہ دست راست کی تین انگشت سے طعام اٹھاتے اور تناول فرماتے اور رطب اور خرما اور شوربا کدو اور مثل اس کے اس وقت جو ہوتا اور برتن چاروں طرف سے پونچھ لیتے۔ اور کبھی کھانے میں چوتھی انگلی لگاتے اور دو انگشت سے طعام نہ کھاتے۔ بلکہ دو زانو بیٹھتے اور فرماتے ہیں بندہ ہوں خداوند تعالیٰ کی کے بندوں سے۔ جیسے بندے کھاتے ہیں کھاتا ہوں اور جیسے بندے پہنتے ہیں پہنتا ہوں۔ اور کبھی سیدھا پاؤں اٹھا لیتے اور الٹے پاؤں پر بیٹھتے اور کبھی نہایت بھوک سے بہت سُغفا میں بیٹھتے اور کھانا کھاتے۔ اور زیادہ دوست کھانا آپ کو وہ ہوتا تھا کہ بہت سے آدمیوں کے ساتھ کھایا کرتے اور آپ نے تنہا کھانا نہ کھایا مگر شاذ و نادر۔ اور فرمایا خمس علیھم افی التعظیم مقبل و مربع فائینت بھا علی وجہ الاحتیاط وتخمد المتبرک ومزید الاستنباط فقط والسلام

اور فرمایا خمس علیہما فی التعظیم مقبل و مربع فاببت بہا علی وجہ الاحتیاط و تخذ المتبرک و مزید الاستنباط فقط والسلام



صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ ـ ـ ـ ـ ـ ـ شَرَّفَ وَاَنْعَمَ بَارَكَ وَاَکْرَمَ

هذه صفت المثال الثاني الحاكي لنعال من اوفى تسبيع المثال



فهذان المثالان هما المعتمدان كما سبق و
في الاقتصار عليهما كفاية ومقنع ولكن كما صورنا ايضا زيادة

اشر الناس من اکل وحدهٗ اور جب مومنوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو آپ سے پہلے ہاتھ کھانے پر نہ لے جاتا اور کھانا کبھی دستر خوان اور کبھی زمین پر کھاتے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے الحمد للّٰہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه غیر یکفی ولا مودع ولا مستغنی عنه ربنا اور کبھی فرماتے الحمد للّٰہِ الذی کفانا اور کبھی فرماتے اللھم اطعبت وسقیت واغنیت واجعت وھدیت ورحیت فلك الحمد ما اعطیت اور کبھی فرماتے الحمدِ للّٰہ الذی من علینا وھدانا والذی اشعنا واردنا وکل الاحسان اتانا اور فرماتے جو شخص کھانا کھائے پس کہے الحمد لله الذی اطعنی نذر الطعام ورزقنیه من غیر حول منی ولا قوۃ اس کے گزشتہ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جب کسی قوم کے پاس کھانا کھاتے تو اس قوم کو دعا فرماتے اور کبھی اللھم بارك لھم فیما رزقھم واغفرلھم وارحمھم اور کبھی کھانے سے پہلے اور بعد اس کے دست مطہر دھوتے اور بعد اس کے ہاتھوں کو روئے مبارک پر ساعد پر ملتے۔ اور فرماتے اس میں برکت طعام کی ہے کہ ہاتھ پہلے کھانے سے اور بعد کو دھوئے۔

مروی ہے کہ الوضو قبل الطعام ینفی الفقر وبعدہ ینفی الھم اور منع فرماتے اس سے کہ الٹے ہاتھ سے کھانا اور پانی پئیں۔ اس واسطے کہ شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انگلیاں چاٹتے اور مندیل سے پاک نہ کرتے۔ اور فرماتے تم نہیں جانتے کہ کون سے جز میں کھانے کے اجزا سے برکت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پیالہ کھانے کا کھا کر چاٹے تو پیالہ اس کے واسطے استغفار کرتا ہے اور وقت کھانا کھانے کی بات کرتے اور مکرر طعام مہمان پر پیش کرتے اور خوان پایہ دار اور اونچی اور نیم کاسہ اور نان تنگ گوشت بلمہ اور میدہ اور گوشت سوسمار اور تلی اور گردہ اور لہسن اور پیاز اور گندہ ناشہ کھاتے۔ اور فرماتے جو کوئی ان بدبودار چیزوں سے کھائے کہ بو ناخوش آتی ہو۔ چاہیے کہ ہم سے دوری ڈھونڈے یا اپنے گھر میں بیٹھے۔ اور فرماتے کہ میں ان سب کو اس سبب سے نہیں کھاتا کہ اس سے راز کہتا ہوں کہ تم

نہیں کہتے ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آخر طعام جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا پیاز تھے۔ برتقدیر صحیح ہونے کی محمول ہے اس امر پر کہ واسطے دوا مرض کے یا واسطے جواز کے بیان ہے۔ اور اشارہ اس معنی کی طرف بھی تھا کہ اس کی کراہت تخفیف پاتی ہے۔ اس واسطے کہ ایک طریق طریقوں میں حدیث سے تھی۔ شیر اور پیاز سے وارد ہوئی۔

ان کنتم لا بدا اکلهما لا متوها طبخا درمیان شیر اور ماہی اور درمیان دودھ اور چیزوں ترش کے۔ اور درمیان حشو کے اور مطبوح کے اور درمیان تازہ قدید کے اور غیر تازہ قدید کے اور درمیان شیر اور انڈہ کے اور درمیان گوشت اور پنیر کے۔ اور درمیان دو غذا گرم کے اور غذا سرد کے۔ اور برخ اور درمیان دو قابض اور دو مسہل کے اور درمیان دو غلیظ اور دو سرخی کے جمع نہ کیا اور گرم کھانا نہ کھاتے اور ایک لحظہ چھوڑ دیتے تا کہ تیزی حرارت کی تسکین پائے اور کبھی مباح کھانے کو عیب نہ فرمایا اگر بھوک ہوتی تو کھانا کھاتے ورنہ کچھ نہ کھاتے۔

چنانچہ اکثر خوانوں پر اعراب سوسمار کھاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کھاتے تھے۔ پوچھا کہ حرام ہے؟ فرمایا حکم اس کی حرمت کا نہیں کرتا ہوں لیکن میری قوم کی زمین میں نہ تھا۔ مجھ کو کراہت طبعی ہے۔ اس کے کھانے سے۔

مروی ہے کہ ایک بار سوسمار کا گوشت آپ کے واسطے لائے۔ فرمایا یہ ایک امت تھی کہ اس صورت پر مسخ ہوئی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے اور فرماتے تھے۔ کثیرۃ کل شوم۔ اور فرماتے جب کھانا کھاؤ اس کو نماز اور ذکر پر گزارو۔ اور بعد کھانے کے خواب میں جاؤ کہ تمہارے دل سخت ہوں۔ اور کھانوں میں اکثر جو کی روٹی کھاتے اور آرد جو کہ حضرت کا ماکول تھا نہیں پکاتے بلکہ اس پر ہوا پھونکتے۔ جو جانے والا ہوتا جاتا تھا اور جو باقی رہتا اس کو خمیر کرتے اور گوشت گوسفند اور شتر اور اسپ اور گورخر اور خرگوش اور خبازی اور مچھلی کھاتے اور مچھلی قدید تناول فرماتے اور جملہ محبوب تر کھانوں

سے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت تھا۔ اور فرمایا کہ گوشت سامعہ کی تقویت کرتا ہے لیکن اس کے کھانے پر حریص نہ ہو۔ اور اس پر زیادتی نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی اس کے کھانے پر مداومت کرتا ہے آسانی سے عادت کو ترک نہیں کر سکتا اور گوشت دست اور شانہ سے الفت رکھتے اور پشت کے گوشت کی مدح فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ عمدہ گوشت میں گوشت پشت کا ہے اور جگر گوسفند کا بھون کر تناول فرماتے اور کبھی ثرید گوشت کے ساتھ کھاتے۔ پختہ کو دانتوں سے توڑتے۔ اور فرماتے کہ گوشت کو چھری سے پارہ نہ کرو اس واسطے کہ وہ اہلِ عجم کی عادت تھی۔ اور دانتوں سے کاٹو کہ انبیاء کا امر ہے۔

اور علماء نے کہا ہے کہ یہ انکار مخصوص ہے گوشت کے ساتھ کہ کارد کی حاجت نہ رکھتا ہو یا مقصود یہ ہے کہ گوشت کے کاٹنے کو چھری سے اپنی عادت مت کرو۔ جیسا کہ عجم نے کی ہے۔ اس واسطے کی صحت سے معلوم ہوا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے شانہ کا گوشت کباب کیا اور پہلوئے بریان کو چھری سے پارہ کر کے کھایا اور کبھی ہوتا کہ اہل خانہ سے کھانا چاہتے اور وہ کہتے تھے کہ کوئی چیز گھر میں نہیں ہے۔ سوائے سرکہ کے تو فرماتے تھے کہ لاؤ اور روٹی سے کھاتے تھے۔ اور اس کا نام طبان رکھا اور اکثر کھانا آپ کا خرما تھا اور کبھی دو بار کھاتے کہ ایک بار میں خرما نہ ہوتا اور فرماتے کہ بھوکے نہ رہیں اور اہل خانہ کو اس میں خرما ہو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ جس گھر میں خرما نہ ہو۔ اس کے اہل بھوکے ہیں اور عجوہ کی شان میں ایک قسم ہے خرما کی اچھی مدینہ میں سیاہ رنگ وارد فرماتے تھے۔ تصبح بسبع ثمرات عجوة لم نصره في ذالك اليوم بسم ولا سحر اور جب رطب خرما کھاتے۔ اس کی گٹھلی انگشت سبابہ اور وسطی سے پشت کی طرف رکھتے اور ڈالتے اور کبھی گٹھلیوں کو دست چپ سے جمع کرتے۔

مروی ہے کہ ایک روز رطب تناول فرماتے تھے اور دانوں کو دست چپ سے نگاہ رکھتے تھے۔ ایک گوسفند آئی کف پارک کو کھولا۔ اور دانوں کو اس گوسفند کی طرف کیا وہ آئی اور کف دست مبارک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دانہ خرما کھاتی تھی۔ اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دست راست سے تناول فرماتے تھے اور کبھی نورانی خرما اس کے پاس لاتے تھے کہ کیڑے اس سے نکلتے تھے۔ اور ڈالتے تھے اور خرما کھاتے تھے اور کبھی ٹکڑے جو کی روٹی کے اٹھاتے تھے اور خرما اس پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے یہ نان خورش ہے اور تناول فرماتے تھے اور حمار یعنی بیہ درخت سے خرما کھاتے تھے اور کدو کو دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا درخت ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب ہانڈی چولہے پر رکھو چاہئے کہ بہت سے کدو اس ہانڈی میں رکھو کہ خون قلب کو نافع ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کدو بہت تناول فرماتے ہیں اس کا کیا فائدہ ہے۔ فرمایا دماغ کو نافع ہے اور عقل کو زیادہ کرتا ہے اور خورش کہ فلفل اور ارد کرم اور چقندر اس میں ہوتا ہے۔ دوست رکھتے اور جو رنگ پر چپٹا تھا طعام سے بہت میل رکھتے تھے۔

مروی ہے کہ ایک بار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پاپودہ لائے۔ اس میں سے کھایا اور کہا اے ابو عبداللہ کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی اجزار اور کیفیت عرض کی۔ فرمایا کہ بدرستے کہ یہ کھانا اچھا ہے۔ اور چنگالی خرما اور قروت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محبوب تر طعام سے تھا اور کبھی روٹی روغن سے کھاتے اور غزوۂ تبوک میں پنیر خشک کا ٹکڑا حضرت کے پاس لائے۔ چھری طلب کی اور پارہ کیا اور تناول فرمایا۔ شاید بلی اس کو لے جائے اور یہ بلی کو لے جائے۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ خربزہ خرما سے کھاتے تھے اور فرماتے تھے ہما الاطیبان۔ اور بعض علماء نے خربزہ کو روایت اولیٰ میں حمل تر مز پر کیا ہے اور مروی ہے کہ ترمز کبھی روٹی سے اور کبھی شکر سے کھاتے اور بعض کتب میں ہے کہ محبوب تر میوہ ان کے نزدیک ترمز اور انگور تھا۔ اور خوش انگور کو منہ میں لے جاتے اور دانہ پکڑتے اور خوشہ تنہا دہن شریف سے نکالتے۔

مروی ہے کہ ککڑی کو نمک سے کھاتے اور نمک کی شان میں وارد ہوا ہے کہ سید ادا

مکم الملح اور جب میوہ تر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے آتا۔ فرماتے تھے اللھم بارك لنا فی مدننا وصاعنا واجعل مع البرکته میوہ کو بعد اس کے بہت چھوٹے بچے کو کہ موجود ہوتا دیتے۔ اور دودھ سے محبت تمام رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خداوند تعالیٰ نے اس کا طعام کیا۔ چاہیے کہ یاالھم بارك لنافیه وزدنامنهٔ اور فرماتے تھے میں نہیں جانتا ہوں اس چیز کو کہ کام طعام اور شراب کا کرے سوائے دودھ کے اور کبھی جب دودھ کھاتے مضمضہ کرتے اور فرماتے کہ اس میں چکنائی ہے۔ اور جب پانی پیتے تین سانس سے پیتے اور ہر ایک کے اوّل میں بسم اللہ اور آخر میں الحمدللہ کہتے اور سانس لینے سے اس وقت میں کہ پانی کا ظرف منہ میں ہو منع فرماتے تھے۔ اور ہر روز ایک بار پیالہ شربت کا شہد سے پیتے اور کبھی گیہوں اور جو بھونے ہوئے بلغورہ کر کر پانی ڈال کر پیتے تھے۔ اور بواسطہ اس کے کہ پانی مدینہ کا کھاری ہوتا تھا چھوہارے پانی میں ڈالتے تا کہ شیریں ہو۔ اور یونہی فرماتے تھے اور اکثر اوقات بیٹھ کر پانی پیتے تھے اور کبھی کھڑے ہو کر پیتے تھے۔

اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جماعت ہوتی اور ان کو پانی یا شربت دیتے تو پینے میں ان کو مقدم رکھتے تھے۔ بعد ازاں آپ نوش فرماتے تھے۔ صحت کو پہنچا ہے کہ فرمایا۔ ساقی القوم اخرهم شربا اور کبھی اوّل خود پیتے تھے۔ اور پھر کسی کو دیتے تھے مگر جو دست راست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہوتا۔

اور صحاح میں وارد ہوا ہے کہ ایک بار ایک پیالہ دودھ کا کہ پانی سے مخلوط کیا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا اور قدح کو پیا۔ سیدھے ہاتھ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی سیدھی طرف ایک اعرابی تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیجئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو کہ ان کی سیدھی طرف دیا اور کہا الایمن مالایمن ۔

اور ایک روایت ہے کہ فرمایا الا المومنون فلا الا المومنون اور دوسری حدیث میں وارد ہوا کہ ایک پیالہ آپ کے پاس لائے اور آپ کے سیدھی طرف ایک نوجوان

تھا۔ خوردترین قوم کا اور بوڑھے اور بڑے الٹی طرف تھے جب وہ پیالہ پیا اس جوان سے کہا تم اجازت دیتے ہو تا کہ بوڑھوں کو دوں۔ اس نے کہا میں ایسا نہ کروں گا۔ آپ کے پس خوردہ کو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اس کو دیا اور اس پانی سے پیا اور پانی پینے سے مشک کے منہ سے اور ثلمہ قدح سے منع فرمایا۔ اور غالباً یہ بھی تنزیہی ہے۔ اس واسطے کہ صحت کو پہنچا ہے۔ کبشہ انصاری سے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر آئے اور پانی پیا۔ دہن مشک سے کہ لٹکتی تھی کھڑے ہو کر پس میں اٹھا اور منہ اس مشک کا اس سے قطع کیا۔ اس واسطے کہ تیمناً و تبرکاً اس کو نگاہ رکھیں اور سرد پانی شیریں بہت دوست تھا۔ اور آپ کے پاس انصار سے آیا اور کہنہ مشک سے پانی لایا سہ پایا میں۔ ٹھنڈا کرتا تھا اور موضع سقیا سے کہ وہاں سے مدینہ تک بارہ روز کی راہ ہے۔ واسطے آب شیریں لاتے تھے۔ اور آپ فرماتے کہ جب رات آئے بسم اللہ کہے اور سر طعام اور سر آپ کے برتن کا ڈھانپ دے اگرچہ اس طرح ہو کہ بطریق عرض کے اس طرف کے سر پر رکھو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فصل دوم

روضۃ الاحباب میں آپ کے حسب اور نسب اور حلیہ اور ازواج اور اولاد اور مدت خلافت میں اور ولادت اور وفات امیر المومنین و امام الاصدقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابن قحافہ بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن عنان ابن عامر بن کعب ابن لوی میں۔

ذکر بعض آیاتِ قرآنی کا کہ شان میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئیں

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

مفسروں کا اتفاق ہے کہ مراد ثانی اثنین سے اس آیہ کریمہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى بعض مفسر کہتے ہیں کہ یہ آیۃ کریمہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ ابوالمعالی نے کہ خاصانِ اصحاب تفسیر سے ہیں کہا ہے کہ مراد الَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مراد صَدَّقَ بِہٖ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ہیں۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانَ وَاَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یہ دونوں آیات بعض اہل تفسیر کے قول پر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہیں۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً عَبْداً مَمْلُوکًا لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْئٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنَاہُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَھُوَ مِنْہُ یُنْفِقُ سِرًّا وَّجَھْرًا ھَلْ یَسْتَوُوْنَ بعض مفسر کہتے ہیں کہ مراد عبداً مملوکاً سے ابوجہل بن ہشام اور مراد مَنْ رَّزَقْنَاہُ مِنَّا رِزْقاً حَسَنًا سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

مروی ہے کہ جب آیۃ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اتری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھٰذا الحسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ جان اور خبردار ہو کہ فرشتہ تیری موت کے وقت یہ آیت تجھ پر پڑھے گا۔

ذکر بعض احادیث کا کہ شان میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وارد ہوئیں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثبوت کو پہنچا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَوْ کُنْتُ اُمَّتِیْ خَلِیْلاً لَّا تَخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً وَّلَاکِنَّہُ اَخِیْ وَ صَاحِبِیْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰہُ صَاحِبُکُمْ خَلِیْلاً

اگر میں کسی کو خلیل بناتا البتہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیل بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور مصاحب ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ اس کو صاحب اور خلیل بناتا ہے۔

صحاح الاخبار میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ناگاہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئے اپنے جامہ کا دامن اٹھائے ہوئے چنانچہ زانو ان کے ظاہر تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب

تمہارے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کسی کے ساتھ بڑی خصوصیت کی۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے درمیان اور پسر خطاب کے یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے گفتگو واقع ہوئی۔ اور میں نے مبادرت کی اور اس پر زیادتی کی بعد اس کے اس امر سے پشیمان ہوا۔ اور ان کے دروازہ پر گیا اور عذر خواہی کی تاکہ مجھ سے درگزر کرے۔ آپ نے درگزر قبول نہ کیا اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا روئے مبارک کا رنگ متغیر ہوا۔ اتنا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈرے۔ دروازہ تک دوزانو آئے۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ کہ اس قصہ میں لاعلم ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ سے دو بار یہ بات فرمائی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ ان کی طرف سے پھیر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے۔ اور پھر منہ کے آگے بیٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر منہ ان سے پھیر لیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گمان نہیں لے جاتا ہوں اس روگردانی کا آپ سے مگر اس امر کے واسطے کہ آپ تک پہنچایا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی زندگانی ہے کہ جب ان سے روگردانی کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہ ہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ عذر خواہی کریں اور تم ان سے قبول نہ کرو۔ تحقیق خدا تعالیٰ نے مجھ کو تمہارے ساتھ پیغمبر پر بھیجا ہے تو تم تکذیب کرتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی اور مجھ سے موافقت کی اپنے مال اور نفس سے پس تم میری خاطر سے نہیں۔ ممکن ہے کہ میرے یار کی ایذا ترک کر دو۔ ابودرداء کہتے ہیں بعد اس کے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے ایذا نہ دی۔

مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کا ہم پر کوئی حق ہو اس کے حق کا بدلہ دے دیا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ اس کا حق ہم پر ایسا ہے کہ اس کا بدلہ حق تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض کہ تم میرے صاحب غار میں بھی ہو۔ اور حوض کوثر بھی ہو اور نیز منقول ہے کہ ایک روز ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے دست راست اور عمر رضی اللہ عنہ دست چپ پر تھے۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا۔

هٰذَانِ سَيِّدَانِ كُهُوْلُ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ یہ دونوں سردار ہیں جنت کے ادھیڑ عمر والوں کے اوّلین اور آخرین میں سوائے نبی اور مرسلین کے۔

اور چند حدیث ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ ان کی خلافت کا واقعہ ہوا۔ بعد حضرت کے ایک یہ کہ ایام مرض میں بواسطہ شدت درد کے اور جب نماز کو جماعت کے واسطے نہ جا سکے۔ فرمایا مروا ابوبکر فلیصل بالناس ۔ اس واقعہ کی تفصیل اوّل مقصد میں کتاب کے تحریر آئی اور اس قصہ میں اشارہ تو یہ ان کی خلافت کا ہے۔ اور علی مرتضٰی کرم اللہ وجہٗ اس روز کہ بیعت ان کے ساتھ کرتے تھے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ہمارے دین یعنی نماز میں پسند کیا نیز امر دنیا میں یعنی خلافت میں پسند کرتا ہوں۔ دوسری یہ کہ فرمایا اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ یعنی میرے بعد اقتداء کرو دین میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی۔

دوسری یہ کہ ایک ضعیفہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آنا تیرا سوال پورا ہوگا۔ اس ضعیفہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آؤں اور آپ نہ ملیں تو کیا کروں۔ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں مجھ سے فرمایا۔ ادعوا ابابکر اباك

واخاك حتّٰی كتب كتابا فانی اخاف ان يتمنى تممن ويقول قائلا انا ولا ياتی اللّٰهُ والمؤمنين الّا ابابكر رضی الله عنه

ذکر حلیہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ثابت ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آدمی دراز قد۔ سفید جسم مائل بزردی اور خفیف العارض، آنکھیں غائر اور پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ اور وارد ہے وكان معروق الوجه هادى الا ساجع الا سمسك اور بعض روایت میں وارد ہے کہ ریش مبارک پر اور وسمہ کا رنگ کرتے تھے۔

ذکر ماکول وملبوس ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیت المال سے اور کاتب اور قاضی اور دربان اور کار پردازوں کا اور مقرر کرنا نقش خاتم واللہ اعلم۔

ثابت ہوا کہ جب امر خلافت کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر قرار پایا۔ دوسرے روز صبح کو بازار گئے تاکہ موافق عادت کے تجارت اور خرید وفروخت کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے۔ اور کہا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہاں جاتے ہیں۔ کہا بازار کو۔ انہوں نے کہا کیا کرو گے۔ ابھی آپ مسلمانوں کے امر کے والی ہوئے ہیں۔ آپ کے منصب کے قابل نہیں ہیں کہ بدستور مقررہ تردّد اور بازار اور تجارت کریں۔ فرمایا پس عیال کے ساتھ کیا کروں۔ انہوں نے کہا مراجعت فرمائیے تاکہ کچھ بیت المال سے آپ کے واسطے مقرر کریں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوٹے اور باتفاق تمام اصحاب کے ہر روز ان کے اور ان کے عیال کے واسطے نیم گوسفند اور اس کے حوائج اور ہر سال اسی مقدار سے کہ ان کا اور ان کے عیال کا ملبوس ہو اور سواری اور خادم ملتا تھا۔

اور ایک روایت ہے کہ ایک سال ان کے واسطے دو ہزار درم یا دو ہزار پانسو یا زیادہ مقرر کیے اور آپ کا گھر مسلخ میں تھا اور مسلخ مکان بنی حارث بن الجراح سے ہے۔ حوالی مدینہ کی طرف اور وہاں مسجد نبوی تک ایک میل راہ ہے۔ بعد بیعت کے ایک ماہ اس جگہ

بسر کی۔ بروز سوموار مدینہ سے آتے تھے۔ اور پانچوں نماز کو جماعت کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں امامت کراتے تھے۔ اور بعد نماز عشاء کے محلہ مسلخ میں جاتے تھے۔ اور کبھی جب موجود نہ ہوتے۔ عمر رضی اللہ عنہ ان کی نیابت میں اصحاب کی امامت بجالاتے تھے۔ اور مسجد حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لاتے تھے۔ اور جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ منصب قضاء کا عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم کو اپنا کاتب مقرر کیا تھا۔ اور ان کا حاجب مولائی سابق عامل مکہ پر عتاب بن رسید اور طائف پر عثمان بن ابوالعارض اور صفا پر مہاجرین ابی امیہ اور حضرموت پر زیاد بن لبید اور جوان پر یعلی بن امیہ اور خدید معاذ بن جبل اور بحرین پر علاء بن الحضرمی تھے اور اپنے خاتم پر نعم القادر اللہ نقش کیا تھا۔ اور ایک قول ہے عبد ذلیل لرب جلیل تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

ذکر ازواج اور اولاد اور اخفاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

جاہلیت میں دو عورت سے نکاح کیا تھا۔ ایک قیلہ۔ کہتے ہیں کہ قیلہ بیٹی عبدالعزیٰ کی تھی۔ اور عبداللہ اور اسما کہ ذات النطاقین سے ملقب ہیں۔ اس سے پیدا ہوئے۔ دوسری ام رومان بیٹی عامر کی کہ والدہ عبدالرحمٰن اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہیں۔ اور اسلام میں بھی دو عورت سے نکاح کیا۔ ایک اسماء بنت عمیس کی اوّل زوجہ جعفر طیار کی تھی اور محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اور ام حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حاملہ تھی کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر مدت خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح تر قول کے موافق ڈھائی سال اور بعض نے کہا ہے کہ یہ جو اپنی کتابوں میں روایت کرتے ہیں کہ دلالت اس قول کی صحت پر کرتی ہے اور ایک قول ہے کہ دو برس اور دو ماہ اور پچیس روز ایک قول دو برس اور تین ماہ اور بیس روز۔ اور ایک قول ہے کہ دو سال اور چار ماہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر تاریخ پیدائش اور وفات اور سبب موت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ واقعہ فیل کے دو برس اور چار مہینہ بعد پیدا ہوئے۔ آخر روز پیر کے اور بقول کی رات میں۔ اور یہ بہت صحیح ہے اور ایک قول کے موافق جمعہ کے روز بائیسویں یا تیئسویں جمادی الاخر کو تیرہویں سال ہجرت وفات پائی۔ اور مدت عمر تقریباً ۶۳ سال ہے اور ایک قول کے موافق ۶۵ سال اور موت کے سبب میں بیان کیا ہے کہ سلمان والد یہود ان کو مہمانی میں لے گیا تھا۔ اس نے زہر کھانے میں دیا۔ اور حارث بن کلاہ مطیب دونوں نے کھایا۔ ناگاہ عارف نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کھانے میں زہر یک سالہ ہے۔ اور میں اور آپ ایک روز وفات پائیں گے۔ پس اس کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور اسی روز بیمار ہوئے اور ایک سال بیمار رہے۔ بعد ازاں دونوں نے ایک روز طرف عالم آخرت کے انتقال فرمایا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب یہ تھا کہ ان کے پاؤں میں درد پیدا ہوا جیسے کہ سانپ کاٹتا ہے۔ ایک رات غار میں پیدا ہوا تھا۔ اس سختی سے دنیا سے گئے اور ایک قول یہ ہے کہ سبب وفات کا یہ تھا کہ ایک روز ہوا میں بہت خشکی تھی۔ غسل کیا اور بیمار ہوئے۔ تپ پیدا ہوئی جو پندرہ روز رہی اور کہتے ہیں کہ سل کی سختی منتظم ہوئی۔ آپ سے کہا گیا کہ طبیب کو لائیں فرمایا کہ حکیم نے مجھ کو دیکھا۔ پوچھا کیا کہا۔ جواب دیا کہ اس نے کہا انی فعال لما یرید ولقد اجاد من افاد۔

اشک خونی بنمودم بطبیباں گفتند
درعشق است جگر سوزو دوائے وارد

مروی ہے کہ ایام مرض میں بمشورہ ایک جماعت کے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے مثل عثمان بن عفان، علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کو عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ اور کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے زمانہ خلافت میں کاتب تھے بلایا اور فرمایا کہ لکھو ھٰذا ما عھد ابوبکر ابن ابی قحافہ الی المسلمین امابعد فاتی قل

استخلفته علیهم یہ فرمایا اور بے ہوش ہو گئے۔ پس عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا لکھا تھا اپنے جانب سے لکھا کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا اس سے پہلے اس معنی کو معلوم کیا تھا۔ بعد اس کے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بے ہوشی سے آفاقہ پایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کیا لکھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے جو لکھا تھا پڑھا۔ وہاں تک کہ اپنی طرف سے ذکر عمر رضی اللہ عنہ کا لکھا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عثمان رضی اللہ عنہ خدا تجھ کو اسلام سے خبر دے۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ لکھا۔

فاسمعوا له واطیعوا فان عدل فذالك ظنی به علمی فیه فان جار فلكل امرء ما الكسبت والخیرا اردت فلا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ وَالسّلام علیكم ورحمة الله وبركاته ۔

بعد ازاں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا خدایا اس کو مسلمانوں پر خلیفہ بناتا ہوں اور اس امر میں میں نے ان کی اصلاح کے سوا اور کچھ نہ چاہا ہے۔ اور وہ کام بجا لاتا ہوں کہ تو اس کا زیادہ جاننے والا ہے اور میں نے اجتہاد کیا ان سے بہتر ان پر میں نے والی کیا۔ اور اس قصہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی حمایت میں نے نہیں چاہی ہے۔ اور میں اب دنیا سے آخرت کی طرف جاتا ہوں تو ان پر محافظ رہ۔ اس واسطے کہ تیرے بندے ہیں۔ ان کے والی کی ان پر اصلاح کر یعنی عمر رضی اللہ عنہ کی۔ اور اس کو خلفائے راشدین سے کہہ کر تابعداری کرے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خصلت کی۔ اور صالحوں کی سیرت کی کہ بعد پیغمبر کے ہوئے ہیں اور رعیت کا کام اس کی اصلاح کے ساتھ لا۔ پس فرمایا کہ عہد نامہ پر مہر کی۔ امراء قریش جیوش کی طرف کہ اطراف وجوانب میں تھی۔ مثل اس عہد نامہ کے لکھا اور مہر کی۔ بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو خبر کی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے تم کو خلیفہ کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سختی کو مجھ سے دور رکھ کر مجھ کو خلافت کی حاجت نہیں ہے۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم کو اس کی حاجت نہیں ہے تو اس کو تمہاری حاجت ہے۔ تم کو پوچھیں گے ۔

کسے کو مہیا بود دولتے را اگر او بخوید بجوید دولت اورا

القصہ صدیق رضی اللہ عنہ نے فاروق رضی اللہ عنہ کو حقوق مسلمین میں خوب وصیتیں اور مواعظ اور مرغوب نصائح فرمائے اور وصیت اس بات پر ختم کی کہ اگر میری وصیت کو نگاہ رکھو گے تو موت کے وقت کوئی چیز اس سے زیادہ دوست نہ ہو گی اور اگر ضائع کرو گے تو کوئی چیز موت کے وقت اس سے زیادہ مکروہ نہ ہو گی حالانکہ موت کو عاجز نہیں کر سکتے۔

اور مروی ہے معقب بن ابی فاطمہ سے کہا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خرچ کا وکیل تھا جب مرض اس پر غالب ہوا تو ان کے پاس میں آیا۔ اور میں نے سلام کیا۔ وہ امر استخلاف میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوئے فرمایا۔ اے معقب تو متصدی میرے خرچ کا تھا۔ میرے تیرے درمیان جو کم وبیش خرچ ہوا بیان کر۔ میں نے کہا تجھ پر ہمارے پچیس درہم ہیں۔ ان کو میں نے تجھ پر حلال کیا۔ کہا خاموش رہ اور زاد راہ میری آخرت کا دین سے مت کر۔ میں نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مجلس کو گمان نہیں کرتا مگر آخر میں صحبت میرے اور آپ کے درمیان میں رہی اور اللہ تعالیٰ پر بدلہ اس شخص کا ہے کہ اس نے کہا ہے۔ غزل

وداع چون تو نگاری نہ کار آسان است ہلاک عاشقِ مسکین فراق جانان است

زوصلِ خود نفسے پیش از آنکہ دُور شویم اگر بجان بفروشی ہنوز ارزان است

مجال دیدن رویت نماند چشم مرا کہ شکل مردمکش زیر اشک پنہان است

بکوئے تو نشود کارواں رواں امروز کہ آبدیدہ اصحاب او زباران است

ہر طرف کہ نگاہ میکنم برابر چشم ہزار سینہ نالاں وچشم گریان است

نظر بجانب زلف تو میکنم زاں تیرا برائے خاطر سرگشتگاں پریشان است

زہم بریدن یاراں زتیغ ناکامی
چو ہست عادتِ گردوں مراچہ تادانست

معشوق کی رخصت آسان کام نہیں ہے۔ محبوب کا فراق عاشق غریب کی موت ہے۔ اپنے وصل ایک نفس پہلے بیماری دور ہونے سے اگر جان سے مجھ کو بیچ گئے تو سستا

ہے میری آنکھ کو تیرے منہ کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔ کیونکہ پتلی تو آنکھوں کے نیچے پوشید ہوگئی ہے۔ تیری گلی میں فاقہ کش آج رواں نہیں ہے کہ یاروں کے دیدہ کا آج مینہ برس رہا ہے۔ میں آنکھ کے برابر جس طرف نگاہ کرتا ہوں ہزاروں سینہ نالاں اور آنکھیں گریاں ہیں۔ تیری زلف کی جانب سے نظر تیز کرتا ہوں کہ خاطر عاشقوں کی پریشان ہے۔ یاروں کا تیغ ناکامی سے باہم کٹ جانا آسمان کی عادت ہے۔ مجھ کو کیا تاوان ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معقب سے کہا غم اور رنج مت کر صبر کا طریق پکڑ کہ میں اپنی جگہ پر جانے کا امیدوار ہوں اور مجھ کو وہ جگہ بہتر اور پاک تر ہے۔ اس خاکدان دنیا سے یعنی ہر چند کہ بظاہر ہر میرا بدن خاک کے نیچے ہوگا لیکن حقیقت میں میری روح پاک عالم افلاک پر چلے گی۔ کیا اچھا کہا ہے۔

گرچہ تن من ہچو تنہا خفتہ است ۔۔۔ ہشت جنت دردلم بشگفتہ است

جان خفتہ درگل نسریں بود ۔۔۔ چہ غم است ازتن وراں سرگیں بود

جان خفتہ چہ خبروارد زتن ۔۔۔ کو بگلشن خفتہ یاور کولخن

میرود جاں درجہان اگوں ۔۔۔ نعرۂ یالیت قومی یعلمون

گر بخواہد زیست جاں ایں بدن ۔۔۔ پس فلک ایوان کے خواہد بدن

گر بخواہد بے بدن جان تو زیست
فی السماء رزقکم روزے کیست

معقب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تاکہ پچیس درہم لادیں اور مجھ کو دیں۔ اور ثابت ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آخر روز مرض موت میں بے ہوش ہوئے اور میں روتی تھی اور کہتی تھی کہ عجب سخت مرض میرے باپ پر طاری ہوا۔ اور جب پھر ہوش میں آئے اور یہ بات مجھ سے سنی۔ کہتے تھے اے بیٹی ایسا نہیں ہے جیسا کہ تو کہتی ہے لیکن سکرات موت حق کی طرف سے آئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس کو میں پاتا ہوں۔ پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر کپڑے میں کفن کیا۔ میں نے کہا تین

کپڑوں میں۔ سفید پہنتے کہ اس میں نہ جامہ پیراہن اور عمامہ نہ تھا۔ پھر کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کس روز دنیا سے نقل فرمائی۔ میں نے کہا پیر کے روز تو کہا آج کیا دن ہے۔ میں نے کہا پیر ہے۔ تو کہا میں خداوند تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ میری موت آج کے دن یا آج کی رات ہووے۔

پس جو کپڑے کہ میں نے پہنے تھے اور جن میں بیمارداری کی تھی۔ فرمایا اور حالانکہ اس میں اثر زعفران کا تھا۔ کہا یہ جامہ میرا دھوؤ اور اس میں دو کپڑے اور زیادہ کرو۔ اور میرا کفن اسے کرو۔ میں نے کہا یہ پرانا ہے تو کہا ان الحی احق بالجدید یعنی زندہ کو نیا لائق ہے۔ وما لیت انما یصیر الی السبیل السدید اور کاش سوائے اس کے نہیں ہے کہ راہ راست کی طرف رجوع ہوتا۔

پھر اپنی زوجہ اسماء بنت عمیس کو وصیت کی کہ ان کو غسل دے اور عبدالرحمٰن اور ایک روایت میں عبداللہ اس کی مدد کرے اور کہا میں نہیں جانتا کہ سوائے ان کے مجھ کو برہنہ دیکھے رات کے وقت دنیا سے نقل کی۔ اور بعد تجہیز و تکفین کے جس دستور سے کہ وصیت کی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز ادا کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پہلو میں قبر کھودی۔ اور ان کے لڑکے عبدالرحمٰن اور عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور طلحہ رضی اللہ عنہ ان کی قبر پر آئے اور رات ہی میں ان کو دفن کیا۔ جز اللہ عن المسلمین احسن الجزاء خداتعالیٰ مسلمانوں سے اچھا بدلہ دے۔

نقل ہے کہ جب ان کی موت کی خبر ان کے باپ ابوقحافہ کو پہنچی کچھ غم نہ کیا اور نہ کچھ تغیر ان میں پیدا ہوا اور کہا للّٰہ اخذ ولہ ما اعطی اللہ تعالیٰ کا مال ہے اس نے دیا تھا لے لیا۔

فصل نمبر ۳

ذکر حسب اور نسب اور حلیہ اور ازواجِ مطہرات اور اولاد اور مدت خلافت اور ولادت اور وفات امیر المومنین امام الاجمعین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روضۃ الاحباب میں بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ ابن نفیل ابن عبدالعزیٰ ابن ریاح ابن عبداللہ ابن قرنو ابن زراح ابن عدی ابن کعب ابن لوی تھے اور لوی۔ بیٔ غالب بن فہر ابن مالک بن نضر کے تھے کہ لقب ان کا قریش ہے نہ کنانہ کی اولاد۔

ذکر بعض آیاتِ قرآن کی کہ شان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئیں

و من كان ميتا فاحينياه وجعلنا له نُور ايمشى به فى الناس

علماء مفسر کا قول ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ آیۃ مبارکہ ہے یعنی وہ مردہ تھا اس کو ہم نے زندہ کیا اور نور گردانا کہ اس سے آدمیوں میں چلتا ہے۔ وقل للذين امنوا الغفروالذين لا يرجون ايام الله ليجزى قوما بما كانوا يكسبون ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک مرد نے بنی غفار سے عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کو ماریں پیٹیں کہ آیۃ مذکورہ نازل ہوئیں یعنی کہہ دو تم ان لوگوں سے کہ ایمان لائے مغفرت چاہئیں اوّل لوگوں کے واسطے کہ امید نہیں رکھتے ایام اللہ کی تا کہ قوم کے کسب کا بدلہ ہو جائے۔

محمد رسُول الله والذين معهٗ اشداء على الكفار رحماءُ بينهم. حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراد اشداء علی الکفار سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب ہیں۔

والذين اٰتيناهم الكتاب يعلمون انه منزل من ربك بالحق ۔ عطار بن ابی ریاح کہتے ہیں کہ اس جملہ قرآنی سے مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی جس کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رب کی طرف سے اس کو سمجھتے ہیں حق کے ساتھ۔

اولئك الذين انعم اللّٰه عليهم من النبيين والصديقين وَالشهداٰء والصالحين ۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مراد شہداء سے عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم

يا ايها الذين اٰمنوا اطيعو اللّٰه واطيعو الرسول واولى الامر منكم ط

عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مراد اولی الامر سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ام یحسدون الناس علی ما اتھُم اللّٰہ من فضلِہٖ محمد بن کعب قرض کہتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے میں نے سنا کہ فرمایا۔ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وشاورھم فی الامر ۔ یعنی ایک تردد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اور مشورہ کیا آیب امر میں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا یعنی ''وشاورہم'' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ثبوت کو پہنچا ہے کہ چند آیات قرآن کے موافق رائے اور قول عمر رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئیں۔ ایک جماعت نے متاخرین سے بر سبیل اجمال کے کہا ہے کہ پندرہ قضیہ میں قرآن موافق رائے اور قول عمر رضی اللہ عنہ ہوا اور اس فقیر نے تتبع کیا اور کتب تفاسیر اور احادیث میں دس آیات پائیں۔

اوّل: واتخذ وامن مقام ابراھیم مصلّٰی اور مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم علیہ السلام کو صلوٰۃ الرحمٰن کہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا نہیں ہے؟ فرمایا ہاں کہا پھر اس کو کیوں نہ مصلّٰی بنائیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مامور نہیں ہوں۔ ہنوز آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ آیۃ مبارکہ فاتخذو امن مقام ابراھیم مصلّٰی ۔ نازل ہوئی۔

دوم: آیۃ حجاب یعنی پیروی کی ہے عورات کے واسطے

تیسرے: عسیٰ ان طلقن ان یبدالہٗ ازواجاً خیرا لیکن ایلاء کے قضیہ میں۔

چوتھی: ما کان لنبی ان یکون لہٗ اسریٰ حتٰی یسخن فی الارض ۔ قیدیوں کے قضیہ میں۔

پانچویں: وَلا تصل علٰی احد منھم مات ابداً ولا تقم علٰی قبرہٖ ۔ عبداللہ

ابن ابی منافق پر نماز کے قضیہ میں۔

چھٹی: آیۃ تحریمہ شراب کی شرح۔ اس پانچویں قضیہ کے مقصد اوّل روضۃ الاحباب میں مذکور ہوئے۔

ساتویں: اُحل لکم لیلة الصیام الرفث الیٰ نساءکم

بیان کرتے ہیں کہ قبل از نزول آیۃ مذکورہ کے ماہ رمضان المبارک کی رات میں عشاء کی نماز ادا کرتے تھے اور کھانا پینا اور جماع کرانا حرام تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ دل میں یہ آرزو رکھتے تھے کہ یہ امر طلوع صبح تک مباح ہو۔ ایک رات ان کو نماز عشاء کے اپنی اہل کے ساتھ اتفاق مجامعت کا ہوا اور وہ صورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کی اور رخصت چاہی۔ پس یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔

آٹھویں: ثلثة من الاوّلین وثلثة من الاٰخرین ۔ بعض مفسروں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لا دیں خدا اور رسول کے ساتھ اور اس کی کلام کی تصدیق کریں اور جو کہ ہم سے نجات پائیں تھوڑا ہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا تحقیق جو بات تم نے کہی تھی اے ابن الخطاب اس میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی اور گردان لیا۔ ایک گروہ اولین اور ایک گروہ کو آخرین سے۔

نویں: من کان عدوًّا لِلّٰہ وملٰئکته ورُسلهٖ وجبریل ومیکال فان اللّٰہ عدوٌّ للکٰفرین ؕ ایک جماعت نے اخیار یہود سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جبریل علیہ السلام تمہارے پاس آتے ہیں تو ہم تم پر ایمان لاتے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے کہا جو جبرئیلؑ کا دشمن ہے وہ میکائیلؑ کا بھی دشمن ہے۔ اور جو میکائیلؑ کا ہے جبرائیلؑ کا ہے۔ اور جو ان دونوں کا دشمن ہو وہ خدا تعالیٰ کا دشمن ہے۔ پس آیہ مذکور نازل ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق میں۔

دسویں: فتبارك اللّٰه احسن الخالقین ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی و لقد خلقنا الانسان من سلالته من طین ثم جعلناه نطفة فی قرارٍ مکین ثم خلقنا

النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة وخلقنا المضغة عظاماً فکسون العظام لحما اثم انشاناه خلقا ۔ آخر یہ آیت جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو پڑھی تو انہوں نے کہا فتبارك اللّٰه احسنُ الخالقین اور ابھی بقیہ آیت کو نہ سنا تھا قبل اس حکایت کے۔ عبداللہ بن سعید ابن ابی سرح سے منقول ہے اور عجب ہے کہ اس کلام کا پڑھنا سبب اس کے عجب اور ارتداد کا ہوا دین سے اور سبب زیادتی شرف اور کمال یقین امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہوا۔ اور مضمون آیۃ کریمہ یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیرًا اس قصہ میں ظہور سے ملی۔

ذکر بعض احادیث اور آثار کے کہ فضیلت اور شرف میں حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وارد ہوئیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحت کو پہنچا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہ تحقیق بنی اسرائیل میں آدمی محدث ہوئے ہیں اگر میری اس امت میں وہ ہوں گے تو عمر رضی اللہ عنہ پسر خطاب ہیں اور علماء کو محدثوں کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ اور بہت سے قول ہیں۔

اوّل مراد محدثوں سے ایک جماعت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے مامور اور ملہم ہوئے ہیں اور دوسری یہ کہ وہ جماعت ہے کہ ان کا گمان قضا مابین مطابق واقع کے ہو۔ تیسرے وہ گروہ مراد ہیں کہ وقائع میں ملائکہ ان کے ساتھ بات کہتے ہیں۔ اور راہ راست بتاتے ہیں۔ چوتھے وہ گروہ ہیں کہ صواب ان کی زبان پر جاری ہو۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے روبرو آدمی پیش کرتے ہیں۔ اور ان پر لباس ہیں۔ بعضوں کے لباس سینے تک اور بعضوں کے لباس اس کے نیچے عمر خطاب رضی اللہ عنہ کو پیش کیا اور ان پر لباس تھا کہ زمین میں گھسٹتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تعبیر آپ نے فرمائی۔ فرمایا دین سے۔

اور صحاح اخیار میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس ایک پیالہ خواب کا لائے۔ میں نے اس میں سے پیا اس قدر میرے ناخنوں سے خون ٹپکنے لگا۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا تعبیر کی۔ فرمایا علم سے اور علماء نے کہا ہے کہ وجہ تعبیر شیر کے علم سے یہ ہے کہ دونوں کثرت نفع میں سیر کر دیتے ہیں اس واسطے جیسے کہ شیر غذا اور شراب جسمانی ہے اور جب صلاح اور قوت بدن کا ہے۔ علم بھی منزلہ غذا اور شراب روحانی کے ہے اور سبب اصلاح امور دینوی کا اور اخروی کا ہے۔

سعد بن وقاص روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم اس پروردگار کی کہ میرا نفس جس کے دست قدرت میں ہے کہ تیرے ساتھ شیطان ملاقات نہیں کرتا ہے کسی راہ میں مگر یہ کہ راہ پھرتا ہے اور دوسرے راستہ کو چلنا اختیار کرتا ہے کہ جو غیر اس راستہ کا ہے کہ جس میں تو چلتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ فرمایا ان الشیطان لیفر من عمر رضی اللہ عنہ یعنی شیطان عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ فرمایا انی لا نظرنی شیاطن الجن والانس قد فروا من عمر رضی اللہ عنہ یعنی البتہ دیکھتا ہوں طرف شیاطین جن اور انسان کی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں۔

جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے آپ کو بہشت میں دیکھا اور وہاں ایک محل کہ اس میں ایک حور بیٹھی ہے اور وضو کرتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ اس نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کا۔ میں نے چاہا کہ وہاں جاؤں پس تیری غیرت کو یاد کیا اور نہ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بابی انت وامی یا رسول اللہ علیك یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غیرت کرتا ہوں۔

احادیث صحیح میں وارد ہوا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کوہ احد پر آئے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی

اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے اور کوہ احد کانپا۔ حضرت نے فرمایا ساکن اور ثابت رہ اے احد کہ تجھ پر کوئی نہیں ہے مگر پیغمبر اور صدیق اور شہید۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحت سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک چاہ پر کھڑا تھا۔ اور پانی چاہ سے کھینچتا تھا اور آدمی کو پلاتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ میری طرف آئے اور ڈول ہاتھ سے لیا۔ ایک ڈول یا دو ڈول پانی کھینچا اور اس کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ واللہ یغفر لہ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ڈول ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لیا۔ ان کے ہاتھ میں ڈول بڑا ہو گیا۔ پانی کھینچتے تھے اور آدمیوں کو سیراب کرتے تھے۔

اور ایک روایت ہے کہ فرمایا کوئی پہلوان میں نے نہ دیکھا کہ اس نے ان کی مانند کھینچا ہو۔ اس قدر پانی کھینچا کہ آدمی سیراب ہو گئے اور چاہ سے لوٹ گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان وضع الحق علیٰ لسان عمر یقول بہ تحقیق طریق حق کا عمر کی زبان پر ہے کہ اس کو وہ کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے۔ ینزل الحق علیٰ لسان عمر و قلبہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے حق نکلتا ہے اور دل سے اور منقول ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کان بعدی نبیًا لکان عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تاکہ خانہ کعبہ کی زیارت کروں اور عمرہ بجالاؤں۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور فرمایا اشرك یا اخی نیٔ دُعائك ولا تنسی یعنی اے عمر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں ہم کو شریک کر لینا اور نہ بھولنا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بات کہی کہ خوش نہیں کرتا ہے مجھ کو یہ کہ اس کے عوض اور مقابلہ میں تمام دنیا حاصل ہو مجھ کو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا انی اول من تنسق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عُمر رضی اللہ عنہ میں اوّل اس شخص کا ہوں کہ نکلے گا زمین سے پھر

ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ۔

اور انہی سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ سفید جامہ دھلا ہوا پہنے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ جامہ دھلا ہوا ہے یا نیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا دھلا ہوا۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البس جدید وعش حمید اومت شھیدا ۔ یعنی نیا پہن اور اچھی طرح عیش کر اور شہید مرو۔ زادك الله قرة العين في الدنيا والاخرة اور زیادہ کرے اللہ تعالیٰ تیری آنکھ کی ٹھنڈک اور آخرت میں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وایاك یا رسول الله یعنی اور آپ کو بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

نقل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے وھو قرن من حديد ولا تاخذه في الله زمة لائم ۔ یعنی عمر رضی اللہ عنہ لوہے کا سینگ ہے اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ان پر اثر نہیں کرتی ہے اور کہتے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خبر کے ساتھ اہل کتاب کے اخبار سے کہا کہ کتب آسمانی میں میرا کچھ وصف ہے اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کس طریق سے۔ اس نے کہا وھو قرن من حديدٍ اميرِ امينٍ شديدٍ لاتاخذه في الله لومة لائم

اس پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص میرے بعد ہوگا کس طرح رہے گا۔ اس نے کہا خلیفہ نیکوکار لیکن ایسا کہ اس سے تو خود قرابت کرنا چاہے گا اور ظالموں کا فتنہ ان کے قتل پر اقدام کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رحم کرے اللہ تعالیٰ عثمان رضی اللہ عنہ پر۔ پھر پوچھا کہ بعد ازاں کیونکر ہوگا تو اس نے کہا ثم يكون البلا ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا جو شخص کہ بعد ان کے خلیفہ ہو گا۔ ان کا وصف تو کس طرح پاتا ہے۔ اس نے کہا کہ رنگ آہن یعنی ملازم آہن اور یہ بات خبر اشارہ سے ہے۔ لڑائیوں کی سے خلیفہ کے زمانہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے سر جھکا لیا۔ داد خواہ خبر نے کہا یا امیر المومنین وہ خلیفہ راست گفتار خوب کردار ہوگا لیکن اس میں خلافت انتہا کو پہنچے گی کہ تلوار ننگی اور خون ٹپکتا ہوگا۔

اور اخبار میں وارد ہوا کہ اول من سلیم علیہ الرب یوم القیٰمۃ عُمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۔ اوّل اللہ تعالیٰ جس پر قیامت کے دن سلام بھیجے گا وہ عمر ہیں۔ رضی اللہ عنہ

خلاصہ یہ کہ احادیث میں بہت فضیلت اس خلیفہ بزرگوار کی وارد ہوئی ہیں۔ طول سے بچنے کے لئے اسی قدر پر اختصار کیا اور صحابہ کرام سے اس عالی مقام کی شان میں بہت فضل اور علو مرتبہ ثبوت کو پہنچا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ خلافت کے ساتھ مقرر ہوئے اور چند وقت اس پر مقرر ہوئے تو ان سے کہا کہ مثل عمر رضی اللہ عنہ کے کیوں نہیں سلوک کرتے تو انہوں نے کہا۔ تستطیع انیکون مثل لقمان حکیم ۔ میں لقمان ہونے کی طاقت نہیں رکھتا اور مروی ہے کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے کہا خیر الناس بعد الرسول ابوبکر ثم عمر ثم اللّٰہ اعلم بالثالث ۔ یعنی بہتر آدمیوں کا بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے کا جاننے والا ہے۔

اور نیز انہی سے کرم اللہ وجہہ منقول ہے کہ فرمایا ابوبکر اواھاد کان عمر مخلصا ناصحاء اللّٰہ فصحه وان کنا نری ان الشیطٰن عمر بانه ان یامر بالخطبة ۔ اور کہتے ہیں کہ زمانہ خلافت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ میں اہل نجران مدینہ میں آئے اور کہا یا امیر المؤمنین جان لو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو ہمارے وطن سے نکال دیا اور جلاوطن کیا۔ کیا اچھا ہو کہ اگر آپ ہم کو ہمارے وطن میں بھیج دیں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا کان عمر راشد الامر فلا اغیر شهاصفه ۔ یعنی عمر راشد سخت حکم والے تھے۔ میں ان کے حکم کو کسی طرح پر نہیں بدل سکتا۔

نقل ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کی موت کے روز بہت روتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ اس طرح کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا اسلام پر روتا ہوں کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ کی موت ہے۔ اذا مات ذو علم و فتویٰ فقد ثلمت من الاسلام ثلمته وموت الملك العادل المولٰی بحکم الحق منقضته ونفته ۔

زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود کے یہاں آیا۔ انہوں نے اثناء کلام میں عمر رضی اللہ عنہ کو یاد کیا اور روئے اس حیثیت سے کہ زمین کے سنگریزے آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ پھر کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اسلام کا مضبوط قلعہ تھے۔ مسلمان اس قلعہ میں آتے تھے اور باہر نہیں جاتے تھے۔ اور ان کی موت سے اسلام میں رخنہ پڑ گیا کہ آدمی اس رخنہ سے نکلتے ہیں اور پھر نہیں آتے۔ اور مثل اس کلام کے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بھی منقول ہے۔ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی صاحب ایسا مسلمانوں سے نہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی موت سے خلل اس کے دین یا دنیا میں نہ پیدا ہوا ہو اور مغیرہ بن شعبان کہتے ہیں کہ واللہ عمر رضی اللہ عنہ افضل تھے۔ یعنی واللہ من کان عمر افضل من یخدع۔

حضرت عروۃ ابن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا زینوا مجالسکم بالصلوٰۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا اپنی مجلسوں کی زینت نبی صلی اللہ پر درود بھیجنے سے اور عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر سے کرو۔ امام زین العابدین سجاد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مرتبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مثل ان کے مرتبہ کے اب وہی دو صحیفے ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں بیزار ہوں اس شخص سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو سوائے نیکی کے یاد کرے۔

سعید بن جبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر خطاب کو بہت یاد کرو اس واسطے کہ ان کا یاد کرنا عدل کا یاد کرنا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو گے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ شیاطین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مصعد اور مقید تھے۔ جب وہ شہید ہوئے روئے زمین پر پھیل گئے۔

ذکر شدت عیش وقلت

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک بار برسم تفقد حضرت

حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور بقاعدہ مشہور کہ جو جہان ہے اور جو گھر میں ہے عمل کیا۔ انہوں نے کاسہ آش کو سرد فرمایا۔ اور قدرے روغن زیتون اضافہ کر کے دریافت کی اور جب اس کی نظر اس پر پڑی۔ فرمایا دو دام کیا تم نے اس میں خرچ کیا ہے۔ پس فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیونکہ اس کھانے کو تناول کروں۔ امیدوار ہوں کہ مجھ کو حق سبحانہ وتعالیٰ اس قسم کے تنعم سے نگاہ رکھے۔ اس وقت تک کہ میں خدا تعالیٰ کے پاس پہنچوں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر روز کھانا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا گیارہ لقمہ سے زیادہ نہ تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک اقلاب کی جماعت نے حفظ سے کہا۔ کیا خوب ہو اگر اپنے باپ کی عرض میں پہنچا دے کہ اب شدت عیش اور الزام مشقت اختیار نہ کریں اور کبھی کبھی عمدہ کھانوں سے آپ کو متمتع اور خوش کریں۔ حفظ رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کے کہنے کے موافق کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عشیت ایاك ونصیحت لقومك تو عیش کر اور میں تیری قوم کو نصیحت کرتا ہوں۔

برون از خوردن و خفتن خیالے ہست مردم را
بجاناں زندگانی کن کہ وصل دوست جاں وارد

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ لباس پہنے ہوئے تھے چار پیوند اوپر لگے ہوئے تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ ان کے لباس میں چار پیوند درمیان دوشانہ کے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ جب بلاد شام کو اپنے قدم کی عزت نے زیب اور زینت دی۔ تو وہاں کے امیروں اور رئیسوں نے آپ کا استقبال کیا حالانکہ آپ اونٹ اور اپنے راحلہ پر سوار تھے۔ خواص نے عرض کی یا امیر المومنین اس جگہ اکابر اور اشراف ملاقات سے مشرف ہوں گے۔ اگر آپ سواری گھوڑے کی اختیار فرما دیں۔ خوب ہوتا کہ شوکت اور ہیبت آپ کی ان کی آنکھوں میں پورے طور پر اور کامل تر دکھا دے۔ فرمایا تم اس مقام میں نہیں رہتے کہ کام دوسری جگہ سے راست ہوتا ہے اور آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

ذکر حلیہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثابت ہوا کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ مرد ضخیم اور لمبے تھے اور نہایت ضخامت اور طول سے جب پیادہ جاتے تو آدمی جانتے تھے کہ سوار ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ آدمیوں سے ایک ذراع بلند تھے۔ جس کے پاس آپ بیٹھتے تھے اس سے اونچے رہتے تھے۔ اور سیدھے اور الٹے دونوں ہاتھوں سے کام کر سکتے تھے۔ اکثر کہتے ہیں کہ آپ گندم گون تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ نہایت گورے تھے۔ اور سال رمادہ میں خلافت سے پہلے کہ قحط تھا کبھی نہ چاہا کہ کھانے میں فقراء اور درویشوں سے ممتاز ہوں۔ زیت کا کھانا اختیار کیا اور دودھ اور گھی ترک کیا۔ اس سبب سے گندم گونی پیدا ہو گئی تھی لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ اعتماد اوّل قول پر ہے۔ اور آپ کی آنکھیں نہایت سرخ تھیں۔ آپ کی داڑھی اور مونچھیں جھوار تھیں۔ جب غصہ ہوتے ان کو مروڑتے اور اکثر کہتے ہیں کہ مہندی بالوں پر لگاتے تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ ایک لونڈی نے آپ کی دو لونڈیوں سے چاہا کہ آپ کے بالوں پر رنگ کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا نور بجھانا چاہتی ہے۔ جیسا کہ فلاں نے اپنا نور بجھا دیا۔

کہتے ہیں کہ آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے سفید بالوں کو کیوں تبدیل نہیں کرتے کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خضاب کیا۔ فرمایا میں نے سنا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من شاب شیبتہ فی الاسلام کانت لہ نوراً یوم القیمۃ اس سبب سے میں بڑھاپے کو نہیں بدلتا۔ اب اگر دونوں روایتیں صحت کو پہنچیں تو جمع کا طریق یہ ہے کہ کہیں اوّل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اقتداء سے خضاب کرتے تھے اور بعد ازاں جب حدیث کا ملاحظہ فرمایا ترک کر دیا ہو۔

ذکر تعداد ازواج اور کنیزکوں اور اولاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے چھ عورتیں جہالت میں اپنے نکاح میں لائے ایک زینب مطعون کی بیٹیٹ خبیب وہب کی تھی۔ اور آپ کی ایک لڑکی اور دو لڑکے اس عورت سے تھے۔ عبدالرحمٰن اور حفصہ دوسری ام کلثوم علی ابن ابی

طالب کرم اللہ وجہہٗ کی بیٹی ایک لڑکا اور ایک لڑکی اس عورت سے پیدا ہوئی۔ زید اور رقیہ رضی اللہ عنہا اور تیسری ام کلثوم بیٹی خرول بن مالک بن الیب بن ربیعہ کے دو لڑکے ان سے تھے۔ یعنی زید اصغر۔ اور چوتھی جمیلہ بیٹی عاصم بن ابی الافلح کی۔ ایک لڑکا اس عورت سے پیدا ہوا۔ عاصم اور پانچویں ام حکیم بیٹی حارث بن ہشام کی۔ اس عورت سے ایک لڑکی رکھتی تھی۔ فاطمہ نام چھٹی عاتکہ بیٹی زید بن عمر نفیل کی۔ ایک لڑکا اس سے تھا۔ یعنی عیاض اور دو لڑکے تھے ایک لہبہ کنیزک اور ایک لڑکا اس کنیزک سے پیدا ہوا۔ ابوالخیر اس کو عبدالرحمٰن اوسط کہتے تھے۔ اور دوسری فکیہ کنیزک اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ یعنی عبدالرحمٰن اصغر اور زینب چنانچہ آپ کی مجموعہ زنان اور کنیزکاں سے ۹ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

ذکر بعض احوال حضرت عبداللہ بن حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ

شواہد النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ سب سے بڑے بیٹے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے تھے مکہ میں ایمان لائے تھے۔ بلوغ سے پہلے اور اپنے باپ کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی اور ان کی وفات مکہ میں ہوئی۔ وقت رمی حجاز کے ایک بھیڑ آدمیوں کی آئی اور پاؤں کی دو انگلیوں کے درمیان زخم ہوا کہ ورم کر گیا۔ اس میں ۷۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض نے کہا ہے ۷۳ ہجری میں اور اس میں بیان کرتے ہیں کہ سفر میں تھے۔ ایک جماعت کا گروہ آیا تھا۔ پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ شیر ہے کہ آدمیوں کو راہ سے باز رکھتا ہے۔ آپ اپنی سواری سے اترے اور شیر کی طرف گئے اور اپنے ہاتھ سے اس کو دور کیا اور ایک روایت ہے اس کو مارا اور راہ سے دور کیا۔

ذکر مدتِ خلافت اور فتوح کی کہ ان ایام میں واقع ہوئی

آپ کی خلافت کی مدت دس برس اور چند ماہ ہے۔ اور ان ایام بہت سے قضیوں اور فتوح اور امور کلیہ نے منہ دکھلایا اور صحت کو پہنچا ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے دفن سے فارغ ہوئے تو دوسرے روز عمر خطاب رضی اللہ عنہ ممبر پر آئے اور خطبہ پڑھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا پر تھا اور اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار بیان کیا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ان سے لوگ خوش اور راضی تھے۔ اور اس وقت وہ خلافت کے طالب نہ تھے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کی لیکن خدائے تعالیٰ نے جو مجھ کو خلافت میں مقرر کیا اجر جزیل اور ثواب جمیل سے متحمل اس بار ثقیل اور متصدی اس کار جلیل کا نہ ہوتا اور کسی دوسرے کو خلافت پر مقرر کرنے اور آپ سے دور کرنے اور اس کا بیان کہ وہ عدل اور انصاف مرعی رکھے گا اور کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ اور حق سے تجاوز نہ کرے گا۔ اور تعظیم اور تکریم اوپر مغرور آدمیوں پر نہ کرے گا۔ اور مرد مثل تمام مسلمان مردوں کے ہوگا کہ اس سے بے خوف باتیں کریں اور آدمیوں کی حاجات کے واسطے موجود رہے گا اور اسی طرح سے مرغوب باتیں کہ سبب نرمی قلوب کے تھیں۔ اس خطبہ میں بیان فرمائیں اور آدمیوں کو نیکی کی تحریص کی۔ اور تقویٰ اور مخالفت نفس اور ہوا اور محافظت حدود اور حرمات خداوند تعالیٰ اور درود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ختم کیا اور منبر سے اترے۔

ذکر ولادت اور تاریخ وفات اور بیان سن وتقرر دربان اور کاتب اور اعمال اس صاحب کمال کے

جمہور اہل سیر وتواریخ یہ بیان کرتے ہیں کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ ۱۳ سال بعد واقعہ فیل سے پیدا ہوئے۔ اور عالم کو اپنے وجود فیض آمور سے اتوار کی رات اوّل محرم کے مہینہ میں کہ تیئسویں سال ہجرت سے تھی وہ یگانہ روزگار ثانی اثنین اذھما فی الغار وثالث ثلاثہ عدالت شعار اربع عناصر ومسدس حیوٰۃ داماد حیدر کرار طرف ثمن جنات عالیات کے روانہ ہوئے۔ اور ایک روایت ہے کہ روز بدھ ۲۷ ذی الحجہ ۳۲ ہجری کو شربت ضرب شہادت کا نوش فرمایا اور روز جمعرات رخصت حیات کا ورطہ مغاک سے طرف لم افلاک کے کھینچا۔

اور ایک روایت ہے کہ چار روزہ ماہ ذی قعد کے باقی تھے کہ اس وار شعار غرور سے

طرف سرائے بقا کے انتقال فرمایا اور بیعت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذی جمعہ کی چاندرات کو ہاتھ دیا اور سوائے اس کے بھی کیا ہے اور بہت سے قول مختلف عمر میں نظر سے پہنچے ہیں۔ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ ۶۳ سال کی عمر تھی۔ اور ایک قول ہے ۵۴ اور ایک قول ۵۵ اور ایک قول ۵۸ سال کا ہے۔ اور طبرانی نے معجم کبیر میں اپنے اسی قول کی ترجیح کی۔ سوائے اس کے کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم

عامل آپ کے مکہ میں عتاب بن رسید اور بعض میں احوال سے اور بعد اس کے نافع بن عبدالحرث اور یمن پر یعلی بن امیہ اور بحرین پر عثمان بن العاص اور عمان پر حذیفہ بن محصن اور طائف پر سفیان بن عبدالثقفی اور دمشق پر ابوعبیدہ اوائل میں اور اس اثنا میں ترید بن ابی سفیان اور ان کے آواخر برادر معاویہ اور حمصاد پر عمر بن سعد اور اوروں پر آوائل میں شرجیل بن حسنہ اور آواخر عمر میں بن عبد اور کوفا میں اوّل سعد بن ابی وقاص اور بعد اس کے آپ کے غلام آزاد کردہ برقا نام اور کاتب آپ کے زید بن ثابت کنانہ بن رمیہ بن محروم تھے اور مہر کا نقش تھا۔

"کفی بالموت واعظا یا عمر رضی اللہ عنہ"

اس خلیفہ رضی الفعال ذوالخصال کا یہ حال تھا کہ بفضل اور اجمل کے درمیان لکھا گیا اور کلک بریدہ زبان عقدہ بیان تفاصیل مآثر اور فضائل اور شرح مفاخر اور شمائل اس جناب معدلت مآب سے ع

کہ کرو ملت دین زا بعدل معماری

باہر نہیں آسکتا۔ اور آپ کے افضل فضائل میں یہ ہے کہ آپ کے زمانہ خلافت میں ممالک عرب اور عجم اہل اسلام کے سپرد ہوئی۔ شرق کی طرف سے آپ کا فرمان آب جیحون تک جاری ہوا اور طرف شمال سے نسیم دولت قریب سد سکندر تک رواں تھی اور نامیہ مغرب سے اقصائے مصر اور اسکندریہ روم تک ستارہ اقبال وعظمت کا طالع تھا۔ اور جانب جنوب سے سرحد ہندوستان تک برق عزت اور شوکت کی چمکی تھی اور سپاہ علم دین کی پناہ حشمت کا سایہ اکثر ولایتوں پر ڈالے تھے اور نیزہ عدل اور انصاف کا روئے زمین پر آسمان کی بلندی تک بلند تھا۔ گویا کسی شاعر اسی عالیشان کے لئے کہا ہے

انا النهرز بالاسياف مصلبته ۔۔۔ مالك الدوم والعجم والعرب
حتی يكون لنا الدنيا باجمعوا ۔۔۔ محبت بين موروت ويكتب
اكرم اللّٰه تعالیٰ منقلبة ومابہ ۔۔۔ وعطرز سائم المرحمت والمغفرت

ذکر بعض احوال زندہ کا کہ آپ کی کنیزک تھی

شواہد النبوت میں بیان کرتے ہیں کہ زائدہ کنیزک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ پر سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے زائدہ کیوں میرے پاس دیر سے آتی ہے تو موقفہ کو اوز میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ایک تعجب کی بات دیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ کیا ہے میں نے کہا کہ صبح لکڑیاں لینے جاتی تھی جب میں نے بوجھ باندھ لیا تو ایک پتھر پر رکھ لیا کہ اٹھالوں گی۔ اتنے میں میں نے ایک سوار کو دیکھا کہ آسمان سے زمین پر آیا اور مجھے سلام کیا اور کہا سید کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ رضوان خادم بہشت نے کہا ہے کہ بشارت ہو تم کو کہ بہشت تمہاری امت پر تین حصے کیا گیا ہے۔ ایک گروہ بغیر حساب کے جنت میں جائے گا۔ اور ایک گروہ کا حساب آسان ہو کر اور ایک گروہ شفاعت سے۔ یہ کہا اور فضل آسمان اور زمین نے مجھ پر التفات کیا۔ مجھ کو دیکھا کہ وہ لکڑیاں میں نہیں اٹھا سکتی۔ اس نے کہا یا زائدہ وہ لکڑیاں پتھر پر چھوڑ دے اور پتھر سے کہا اے پتھر زائدہ کے پاس سے لکڑیاں لے کر عمر رضی اللہ عنہ کے گھر لے جا۔ پتھر روانہ ہوا اور لکڑیاں لاتا تھا۔ یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کے گھر تک لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور زائدہ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف آئے۔ پتھر کے آنے کا اثر دیکھا۔ فرمایا کہ الحمد للہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو امت کی بخشش کی بشارت دی۔ اور خدا تعالیٰ نے میری امت سے ایک عورت کو مریم علیہا السلام کے درجہ پر پہنچایا۔

فصل نمبر ۴

نسب اور حسب ازواج اور اولاد اور مدت خلافت اور ولادت اور وفات امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف

ذِکر آیات قرآن کا جو عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شان میں ہیں

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اموالھم فی سبیل اللّٰہ ثم لا یتبعُون منا و لا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ط یعنی جو لوگ کہ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور نہ احسان اور اذیت اٹھاتے ہیں۔ ان کے واسطے رب کے نزدیک بڑا عوض ہے۔ اور نہ ان پر خوف ہے نہ وہ محزون ہیں۔ کلی مفسروں نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شان میں نزول ہوئی ہے اور مروی ہے کہ جب تبوک کی جنگ میں اس قدر زر اور اونٹ اور گھوڑے وغیرہ دل کی خوشی سے اور نفس کی سماجت سے خرچ کئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک رات صبح تک دست مبارک اٹھا کر یہ دعا فرمائی کہ یا رب رضیت عن عثمان فارض عنہٗ یعنی اے پروردگار میں عثمان سے راضی ہوا تو بھی اس سے راضی ہو پس یہ مبارکہ نازل ہوئی۔ یا ایھا الذین امنوا اتقو اللّٰہ وذرُو ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا الایا۔

عطار بن ریاح اور عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ آیت شان میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئی۔ ایک وقت انہوں نے ایک شخص سے بطریق مسلم کے کسی قدر چھوہارے خریدے تھے۔ جب زمانہ ان کی جدائی کا آیا اور اس کے مالک نے ان سے التماس کی کہ اپنا حصہ (نصف حق) لے لو۔ اور دوسرا نصف فلاں معیاد میں زیادتی کے ساتھ نقصان ادا کروں گا اگر تمہارا دین اس ہنگامہ میں تمام وکمال ادا کردوں تو میرے

اہل وعیال کو کافی نہ ہو گا۔ انہوں نے اس کے کہنے کو مبذول رکھا اور جب آئے زیادتی مانگی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا ان کو اس امر سے منع فرمایا۔ اور یہ آیت مذکور نازل ہوئی۔ ومن یطع اللّٰہ وَرسوله اولئك مع الذين انعم اللّٰه عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئكَ رفيقاً ط

جو شخص اللہ کی راہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کی ہے نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں سے اور نیک آدمیوں سے اور یہ اچھے رفیق ہیں۔ بقول عکرمہ مراد شہداء سے عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ واذا جاء ك الذين يومومنون باياتنا فقل سلام عليكم اور جس وقت تمہارے پاس آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے کہ وہ ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر پس کہہ سلام تم پر اور عطار بن ریاح کہتے ہیں کہ ان میں سے مراد عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ وضرب اللّٰه مثلاً رجلين احدها ابكم لا يقدر على شئى وهو كل على مولٰه انما بوجه لا يات نخير الايه ۔

بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مراد من يامر بالعدل سے عثمان رضی اللہ عنہ ہیں کہ ان کا ایک غلام آزاد کردہ تھا۔ اور نفقہ میں وہ اس مولائے اسلام کو مکروہ رکھتے تھے اور عثمان کو تصدق اور انفاق سے منع کرتا تھا۔ اور بقول عطار رحمۃ اللہ علیہ بن ابی ریاح مراد ابکم سے ابی خلق جحی سے ہے اور مراد من يامر بالعدل سے حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور عثمان بن عفان بن مطعون ہے۔ اور محمد رسول اللّٰه والذين معهٗ اشداء على الكفار رحماءُ بينهم بقول حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مراد رحماء سے عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان ہیں۔

اور افريت الذى تولٰى واعطٰى قليلا واكدى وعنده علم الغيب فهوىٰ يرىٰ ام لم ينبا بما فى صحف موسىٰ وابراهيم الذى وفى الاتنزروازرة وزراُخرىٰ ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سردی اور کلبی اور جماعت دیگر مفسرین سے منقول ہے کہ

یہ آیت شان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نازل ہوئی کہ ایک بار بہت مال آپ نے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا تھا۔ اور عبداللہ بن سعد ابی السرح کے برادر رضائی تھے۔ خیر کے منع کرنے والے ہوئے ان کو ملامت کی اور کہا کہ جلدی وہ وقت آنے والا ہے کہ تیرے ہاتھ میں کچھ نہ رہے گا۔ اور تیری امیری فقیری سے بدل جائے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا مقصود اس مال کے پیدا کرنے سے دنیا کا خزانہ اور مال جمع کرنا نہیں ہے۔ میری نظر اچھائی مال اور رضائے خداوند تعالیٰ پر ہے کسی ناظم نے کیا اچھا کہا ہے۔

تو نگری نہ بمال است نزد اہل کمال
کہ مال قالب گو راست بعد ازاں اعمال

عبداللہ ابن سعد بن ابی السرح نے کہا کہ اپنے ناقہ کو اس پر جو جھول ہے اس کے سمیت مجھ کو دے دو تا کہ میں اس پر بار کروں۔ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دل صاف رکھتے تھے اس قضیہ کی تصدیق کی اور ناقہ ان کے سپرد کیا۔ اس امر پر ایک جماعت کو راہ سے گواہ کیا۔ اس قسم کا تصدق کہ قبل اس واقعہ کے ان سے صدور پایا تھا ترک کیا۔ آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ وربك يخلق ويشاء ويختار اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ بدر سے کہ خدا تعالیٰ نے میرے اصحاب کو آدمیوں سے قبول فرمایا کہ میرے اصحاب میں سے بیشک چار آدمی قبول فرمائے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان میں سے شمار کیا۔ اور والعصر ان الانسان لفی خُسرٍ الا الذین امنوا الخ ۔

بعض مفسرین اس امر پر ہیں کہ مراد تواصوا بالحق سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور والذین امنوا باللّٰہ ورسلہ اولئکم الصدیقون والشہداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم اور ضحاک مفسر کہتے ہیں کہ ان سے مراد عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ الخ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ ان میں سے ہیں۔ امّن ھو کانت اناء الیل ساجدا وقائما

یحذر الاخرۃ ویرجوا رحمتہ ربہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کثیر آئمہ تفسیر سے اس پر ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

ذکر احادیث جو عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں

صحت کے ساتھ معلوم ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں تکیہ فرمایا تھا اور پہلوئے مبارک پر رکھا تھا۔ اور آپ کی رانیں پنڈلیوں تک کھولی تھیں۔ اس حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تا کہ آئیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور اس حالت میں ملاقات کی کہ ہیئت کو نہ بدلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی۔ اجازت دے دی اور اسی ہیئت سے محادثہ واقع ہوا۔ بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی اور اذن ملا مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راست ہو کر بیٹھے اور ساق کو یاروں سے پوشیدہ کیا۔

کہتے ہیں کہ جب یہ باہر گئے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ آئے آپ نے شرم نہ کی۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہیئت کو بدل دیا اور کپڑا اپنے اوپر راست کر لیا کیا حکمت تھی؟ فرمایا کیا کروں، جو شرم نہ رکھوں ان سے تو ملائکہ شرم رکھتے ہیں اور روایت فرمائی بدرستے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کثیر الحیا ہے۔ میں نے کہا شاید کہ ان کو مجھ سے کچھ حاجت ہو اور مجھ کو اس ہیئت پر دیکھیں بواسطہ زیادتی حیا کے اپنی حاجت پیش نہ کریں اور جلدی پھریں۔

اور زمرہ بن کعب سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تمہارے درمیان حوادث اور فتنہ ظاہر ہوں گے۔ اور اس وقت میں ایک مرد پردہ دار نے مجلس میں حضرت کی مرور کیا۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مرد اس روز بطریق ہدایہ مستقیم کے آئے گا۔ میں مجلس سے اٹھا اور بہ تعمیل اس کی طرف گیا۔ دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان تھے۔ اس کا منہ دیکھا اور حضرت کی طرف پھرا میں نے کہا یہ مرد فرمایا ہاں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں فتنہ واقع ہوگا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ یہ مرد اس فتنہ میں تیغ ظلم سے مقتول ہوگا اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں آرزو رکھتا ہوں کہ ایک صحابہ سے میرے پاس آئے تاکہ وہ شکایت کہ بعضی امت اپنی سے رکھتا ہوں کہوں۔

اصحاب نے کہا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلائیں۔ فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کو بلائیں۔ فرمایا ہاں عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ یہاں تک کہ اطراف گھر میں سے ایک طرف بطریق مشورہ کے باتیں کہتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ متلون اور متغیر ہوتے تھے۔ یعنی رنگ بدلتے تھے اور جب دار کے دن کہ اوباش نے ان کو قتل کیا تو انہوں نے کہا کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ عہد کیا اور بطریق مشورہ کے مجھ سے حدیثیں فرمائیں اور کہا کہ ان باتوں کو نگاہ رکھ کر اس خوف اور جھگڑے پر میں صبر کرتا ہوں اور عہد کو نہیں توڑتا ع

بقیامت برم کہ نعہد بستم باو

مروی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر نظر کی اور آنسوؤں کے قطرے چشم مبارک سے رخساروں پر رواں ہوئے اور فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ بدرستے کہ جلد ہے۔ وہ دن تجھ کو مظلوم قتل کریں اور حق تعالیٰ تجھ کو اجر تمام شہداء کا عطا فرمائے گا۔ ہرگز اس روز دشمن کے لباس سے متلبس ہو کر اس خلعت کو کہ بارہ سال پہلے تیرے قد پر راست کیا ہے۔ آدمیوں کے کہنے سے نہ اتارنا۔

ایک روایت ہے کہ فرمایا جلد ہے کہ حق سبحانہٗ نے قمیض تجھ کو پہنایا۔ آدمی اس کو اتارنا چاہیں گے بخدا کہ میرا نفس دست قدرت میں ہے اگر اس کو تو اتار دے گا بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ اس وقت کہ اونٹ سوراخ میں سوزن کے رکھے اور یہ قبیل تعلیق محال ہے یعنی ہرگز نہ آئے گا۔

نیست ایں راہ راہ رعنایاں　　　　بروائے خواجہ بندگی آموز

جستجویش بگفت کہ نشود   خارش از پا بکش دھن بردوز
برسر آتشم نھد چو سپند   یاز فرماں میدھد کہ بسوز

تو عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان نے کہا مدد خدا سے مانگتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اس روز مجھ کو صبر عطا فرمائے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی استدعا کی آنسرور نے فرمایا اصبر صبرك الله

تردد واء الصبر عندا النوائب   ثقل حميل الصبر حسن العواقب
وكنت صاحبا للحكم في كل مشهد   فما الحكم الاخير عدل وصاحب

بشکرم رساں اول آنکہ بگنج   نخستم صبوری وہ آنگاہ رنج

وہ دن نزدیک ہے کہ تجھ کو شہید کریں گے۔ اس دن کو تو روزہ دار ہوگا اور میرے پاس افطار کرے گا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تحقیق تم بعد میرے جگہ عرض اور جانے کے ہو گے ایک شخص نے خصار مجلس سے پوچھا کہ اس فتنہ میں ہم کو کس امر کے واسطے فرماتے ہو۔ فرمایا علیکم بامیر واصحابہ اور اشارہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف فرمایا اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں آ کر دیکھا کہ رقیہ رضی اللہ عنہا ان کی لڑکی نے ترقیہ کیا اور ان کی اصلاح ان کی باتوں میں شانہ کرتی تھی۔ فرمایا کہ اے دختر گرامی کے عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے وہ میرے اصحاب ہیں۔ مجھ سے از روئے خلق کے بہت مشابہ ہے۔

ایک روایت ہے کہ فرمایا ہمارے باپ ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک روز ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا زوج میرے زوج سے بہتر ہے۔ حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم عالم تھوڑی دیر ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ تیرا شوہر ان میں سے ہے کہ خدا اور رسول خدا اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور بہشت میں اس کے واسطے ایک جگہ مقرر ہے کہ میری امت سے اس سے اوپر جگہ

نہیں رکھتا۔

اور منقول ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہے جنت میں اور میرا رفیق وہاں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہے۔

جابر عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک جنازہ حضرت کے پاس لائے تا کہ آپ نماز پڑھادیں۔ فرمایا تم اس پر نماز پڑھو۔ میں نہیں پڑھوں گا۔ حضار نے سبب پوچھا فرمایا یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ صحت کو پہنچا ہے کہ ایک مرد اہل مصر سے بقصد زیارت کعبہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ مکہ میں آیا اور مسجد الحرام میں قدم رکھا۔ ایک جماعت کو اس پاس کعبہ کے بیٹھا دیکھا۔ پوچھا کہ یہ جماعت کس قوم اور قبیلہ کی ہے۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر ہے۔ مصری ان کے پاس گیا اور کہا کہ میں تم سے ایک سوال رکھتا ہوں۔ التماس یہ ہے کہ جواب کافی اور شافی پاؤں اور کہا کچھ معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان احد کی لڑائی میں مسلمانوں کی صف سے جہاد کے وقت چلے گئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں میں چھوڑا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں ایسا ہی تھا پھر پوچھا کہ کچھ معلوم ہے کہ بیعت رضوان میں شرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہے۔ کہاں ہاں یونہی ہے۔ مرد مصری نے ان باتوں کے اقرار سے کہا۔ اللہ اکبر! میں نے جانا کہ یہ امور مذکورہ سبب نقص اور خلل اس صاحب ستودہ خصال کے ہوتے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس معنی کو اس سے پوچھا اور کہا کہ تیرے سوالوں کا جواب ہو گیا لیکن تجھ کو جاننا چاہئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے احد کے فرار کو ان سے عفو فرمایا۔ اور قرآن میں اس کا اشارہ ہے **ولقد عفا اللّٰہ عنھم** کہ احد کے بھاگنے والوں کی شان میں نازل ہوا ہے لیکن غزوۂ بدر سے تخلف اس سبب سے ہوا کہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نکاح میں تھیں۔ اس وقت ان کو مرض طاری ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے توقف کیا۔ آپ نے اس روز ان سے وعدہ فرمایا کہ تم کو اجر ایک مرد کا حضار بدر سے اور اس کا حصہ ملے گا۔

خبر حدیبیہ کے سفر کے اثناء میں آپ کو پہنچی کہ مکہ شریف والوں نے در پے منع اہل اسلام کے خانہ کعبہ کی زیارت سے ہو کر آپ کو مستعد مقابلہ اور لڑائی کا کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے قصد سے مدینہ سے نہ آئے تھے۔ بلکہ عمرہ کا قصد رکھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ بھیجا تا کہ مکہ والوں کے قصد سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مطلع کریں اور خبر صحیح معلوم کر کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجیں اگر ان سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی معتبر ہوتا تو اس کو بھیجتے اور بیعت رضوان بعد جانے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقع ہوئی یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بیعت کے شرف سے کہ یہ آیہ کریمہ

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم اور آیت کریمہ

لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ

اس کی خاطر محروم نہ رہیں اشارہ فرمایا اور کہا کہ یہ ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنے ساتھ بیعت فرمائی۔

چوں کند اوتا کند بیعت رسول
بدبجائے دست اور دست رسول

بعدازاں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے کلمات کو تمام فرمایا اور اس مرد مصری سے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مغفرت ہوگئی اور وہ مقبول بارگاہ رب العزت ہو گئے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ لیس علی الذین آمنوا وعملو الصالحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملو الصالحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یُحب المحسنین اور جناب ولایت مآب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے تبرا کیا اس نے دین سے تبرا کیا۔

ذکر حلیہ اور لباس کا

قد آپ کا طویل اور جمال صورت آپ کا کمال سیرت کے ساتھ۔ بال انبوہ رنگ

رخسار گندم گوں۔ داڑھی شریف بہت اور ایک روایت میں طویل ہے۔ دونوں کندھوں کے درمیان بڑا گروہ۔ رنگ زردی مائل ازواج الرجلین اور اصلح الراس کہتے ہیں کہ پیشانی پر آبلوں کے نشان کا ہجوم اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر تم چاہو کہ نظر انور ایسے شخص پر پڑے کہ حسن و جمال میں مشابہ یوسف علیہ السلام کے ہو تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھو یعنی۔

یوسفِ ثانی بقول مصطفیٰ   بحر معنی و حیا کانِ وفا

مروی ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اپنی لڑکی رقیہ رضی اللہ عنہا کو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں ایک پیالہ آش کا اور ایک ٹکڑا گوشت کا بھیجا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور وہ ہدیہ پیش کیا۔ میں نے دونوں کو ایک دوسرے کے پہلو میں بیٹھا دیکھا پس میں نے کسی کو زیادہ حسین اور جمیل ان دونوں سے نہ پایا اور محمود بن بسدر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ آپ بغلہ پر سوار تھے اور گیسو گہر ہوئے اور زرد جامہ پہنے ہوئے اور کہتے ہیں کہ کبھی سیاہ قمیض پہنتے تھے اور کبھی آپ ایسا لباس پہنے ہوئے ہوتے کہ جس کی قیمت دو سو درہم تھی اور کبھی اس سے زائد اور کم ہوتی اور انگوٹھی خنصر میں بہت اختیار فرماتے تھے اور ریش مبارک کو درش اور زعفران کا خضاب کرتے تھے۔

ذکر تعداد ازواج اور اولاد کا

آپ کے سترہ بیٹی بیٹا تھے۔ یعنی آٹھ لڑکے اور نو لڑکیاں اور عبداللہ اکبر کی ماں فاختہ غزوان کی بیٹی اور عبداللہ اصغر کی والدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور عمر اور داباں اور خالد اور مریم کی ماں ام عموم بن جند بن عمر بن حمیمہ بن حرث بن اردیہ اور ولید اور سعید اور ام سعید اور ام عثمان کی مادر فاطمہ ولید بن عبدالشمس بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی اور عبدالملک کی ام البنین عتبہ بن حصن بن بدر مزاری کی بیٹی اور عائشہ اور ام ابان اور ام عمر اور ان کی ماں رملہ بنت شیبہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قص متین اور ام خالد اور اردی اور ام ابان صغریٰ ان کی ماں ثاملہ مراحصہ بن العرص بن عمر بن ثعلبہ بن

حارث کی بیٹی تھیں اور ایک روایت مشہور ہے کہ ایک اور لڑکی ام البنین سریہ سے تھیں۔

ذکر مدت خلافت کا ذکر قضیوں اور حوادث کا

خلافت آپ کی تقریباً ۱۲ سال تھی۔ اس مدت میں بہت سے قضیہ ہوئے۔ اول یہ کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت کی مجلس میں لائے اور قصاص طلب کیا۔ اس کی شرح یہ ہے کہ جب حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ ابولولو کی تلوار کے زخم سے ہلاک ہوئے تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کہ دوست عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تھے۔ ان کو خبر کی کہ کل میرے گزرنے کا ایک گزرگاہ پر اتفاق ہوا کہ وہاں مجمع فیروز بدروز اور خفیہ نصرانی کا تھا اور خفیہ مشورہ اور باتیں کرتے تھے جب مجھ کو دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور متفرق ہو گئے اور ان کے میان سے خنجر ذوارسین کہ اس کا نصاب وسط میں تھا ساقط ہوا۔ عبداللہ نے جب اس خنجر کو ابولولو کے ہاتھ سے وقت اقدام اس حرکت کے لیا تھا ویسا ہی دیکھا۔ ان کو گمان ہوا کہ وہ جماعت میرے باپ کے قتل میں شریک تھی۔ بمجرد اس گمان کے فوراً ہرمزان کے گھر میں کہ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں مسلمان ہوا تھا دوڑے اور اس کا بدلہ لیا تھا اور وہاں سے خفینہ ترسا کے گھر میں کہ ذمہ مطر سعد بن ابی وقاص سے تھا گئے۔ اس کو بھی قتل کیا۔ اور خفینہ اور ابولولو کو بھی قتل کیا اور داعیہ رکھتے تھے کہ کسی کو عجم کے قیدیوں میں سے زندہ نہ چھوڑیں کہ رفتہ رفتہ ان سب کو قتل کر ڈالیں۔ اور بڑے بڑے مہاجرین اوز انصار نے جب عبداللہ کے ارادہ پر وقوف پایا۔ تو بلا توقف ان کے پاس جا کر از روئے نصیحت کے زبان ملامت اور تقدیر کی کھولی اور ان کو بہت جھڑکا۔ تو عبداللہ نے جواب دیا اور کہا امیر المومنین ابولولو کے خنجر سے مقتول ہوا میں بہت سے آدمیوں کو قتل کروں گا اور ایک جماعت مہاجرین کی بھی اس کی معترض ہوئی اور ان کی اور سعد بن ابی وقاص کی باہم گفتگو اور سخت زبانی اس قدر ہوئی کہ تمام لوگ متحیر ہو گئے۔ آخر کار وہاں کے حاضرین درمیان میں آئے اور ہر ایک کو علیحدہ کیا۔ جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو خاص مہاجر اوز بڑے انصار کو طلب کیا اور کہا مجھے عبداللہ بن عمر کے قضیہ میں مشورہ دو کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں فتور کیا ہے اور فتنہ کا دروازہ امت احمدیہ پر

کھولا ہے۔ اور ایک مردہ نماز گزار کو اور اوروں کو خدا کے ذمہ اور سید ابرار کی پناہ میں تھے۔ ایک بچوں کو کہ مرتبہ بلوغ پر نہ پہنچے تھے بے جرم صرف گمان سے اور بلا دلیل کے قتل کیا ہے۔ اس پر جمہور مہاجرین نے عثمان رضی اللہ عنہ کو عبداللہ کے قتل پر تحریص کی اور ایک جماعت کثیر عبداللہ کی طرف تھی۔ انہوں نے حفینہ ترسا کی مذمت اور ہرمزان کی اور ان کو گالیاں دے کر کہا۔ آدمیوں کو دعویٰ ہے کہ عبداللہ کو باپ کے بعد دنیا سے نکال کر عالم عقبیٰ کو بھیجیں اور اختلاف الفاظ اور گڑبڑ اور قول سقط سے عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے محکمہ میں تجاوز کیا جب عمر بن عاص نے دیکھا کہ فتنہ کی آگ بھڑکی۔ اس کے بجھانے کی کوشش کی اور سعی بلیغ پیش پہنچا کر عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ یہ امر قتل زمان خلافت کے وقوع میں اچھا نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اس قضیہ کے غراض سے علیحدہ ہو جایئے اور اب اس امر میں خوض نہ فرمایئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رائے پسند نہ آئی۔ اور دیت ان دو مرد کی اپنے پاس سے دی۔

صحت کو پہنچا ہے کہ جماعت اوّل عثمان رضی اللہ عنہ خلافت کا زمانہ جب آیا اور خطبہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر آئے تو نہایت ڈر سے اور اس مکان کے حول سے اس وقت ان کی زبان خطبوں کے ارکان اور شرائط کے بیان سے عاجز ہوئی اور کہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ۔ ایها الناس بجعلو الله بعد عسر یسراً وبعد عسر لطفا انکم الیٰ امام فقال اعجوج منکم الیٰ امام اقول قولی استغفر الله لی ولکم ۔

اور ایک روایت ہے کہ کہا ان اول کل مرکب صعب وان ابابکر وعمر کا نابعد ان بهذا المقام مقالاً وانتم الی امام عادل اعوج منکمالی امام قائل وان اعش فانکم یخطبه وجهها وبعلم الله انشاء الله تعالیٰ ۔

اس سال میں بحسب بنیاد وصیت حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی درشان سعد بن

ابی وقاص میں مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کی حکومت سے معزول کیا۔ اور اس ناحیہ کی باگ سعد کے ہاتھ میں دی اور جو آزار کہ ان کے دل میں تھا بھول گئے۔ اس کو نیست و نابود جانا اور اس سال میں صراحت اس امر پر کیا۔ اہالی مدینہ اور اس کے حوالی اور اطراف پر اس طرح غلبہ پایا کہ خون ناک سے ہوا۔ اسی سبب سے اس سال کا نام عادف ہوا اور وہ حادثہ تین ماہ رہا۔ اور اس سال میں بعد چھ ماہ کے قتل عمر رضی اللہ عنہ سے اہل ہمدان نے اہل ایمان کے ساتھ جو عہد اور پیمان باندھا تھا توڑ دیا اور باغی ہو گئے اور مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر پھر وہ شہر فتح ہوا۔ اور اہل رے نے سخاوت کر کے اطاعت اہل ایمان کی قبول کی اور بسعی اور اہتمام ابوموسیٰ اشعری اور برا بن عازب اور قرظ بن کعب سے وہ ناحیہ پھر اسلام کے ہاتھ میں آئے اور اس سال میں عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج کیا کہ آدمیوں سے اقامت مناسک حج کی کرے اور ایک قول ہے کہ خود متوجہ مکہ مبارک کے ہوئے۔ اور مراسم رکن خامس ارکانِ اسلام سے مجدد کیا اور سفرہ کھلانے اور بخشش فقراء اور مساکین کا اس سفر میں جیسا کہ چاہئے ہوا۔

ذکر وفات امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

ثابت ہوا کہ جمعہ کی صبح کو علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے کان میں پہنچا کہ اوباش آج عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قتل کا داعیہ رکھتے ہیں۔ مولائے کائنات اس کے سننے سے بہت طول ہوئے اور اس جماعت کو برا کہنے لگے۔ اور فوراً حکم فرمایا کہ ریحانین خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حسنین علیہما السلام اپنے غلام قنبر کے ساتھ سلاح پہن کر اور تلوار حمائل کر کے آپ کو امیر کے دروازے پر پہنچا کر اس جماعت کو منع کر کے چھوڑیں اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے التماس کریں کہ مردان کو ان کے سپرد کر دیں کہ فتنہ تسکین فرد ہو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور ایک طائفہ اور نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو سنا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے جگر گوشوں کو ذی النورین کی امداد اور استعانت کو بھیجا ہے۔ انہوں نے بھی آپ کی اقتداء کی اور اپنی اولاد کو شہزادوں کی ملازمت میں روانہ کیا کہ اس امر کی ان کو موافقت کریں جب اوباش لوگوں

نے دیکھا کہ ایک گروہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کو پہنچا۔ اپنے پاؤں کو مقام لحاح عناد سے جھاڑ کر اور ہاتھ پتھروں کے پھینکنے سے برلا کر ایک بار ہجوم کیا۔ اور اس غوغا میں امیر المومنین حسن اور حسین کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور محمد بن طلحہ نے بھی زخم کھایا۔ اور قنبر کا سر پھوٹا۔ جماعت اوباش نے جب حسن رضی اللہ عنہ کا منہ خون آلود دیکھا۔ ڈرے کہ مبادا یہ خبر بنو ہاشم کو پہنچی اور اتفاق کر کے مدد کو آئیں۔ اور سعی باطل ہماری مضمحل ہو۔ تھوڑی دیر وقت کو داؤ دی گئی اور ایک روایت ہے کہ آگ لگا دی تا کہ آدمی دور ہو جائیں۔ پس اس حالت میں فرصت پا کر اپنے کو بام سے گھر میں ڈالیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایک شخص کے گھر میں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جوار میں رہتا تھا۔ دیوار سے رخنہ کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے۔ اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول تھے اور سورۃ طٰہٰ نماز میں قرأت فرماتے تھے۔ اور باوجود اس شور اور غوغا کے امر نماز سے شاغل ہوئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کلام مجید کو کنار میں لیا اور جس وقت کھولا یہ آیت نکلی۔

الذی قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايماناً وّقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل ؕ اس آیت کو بار بار دیکھتے تھے۔

ایک روایت ہے کہ آدمی سب گھر کے گھر میں تھے کہ اس فرصت میں اوباش نے پیچھے سے دیوار کاٹی اور اپنی جماعت کو گھر میں پہنچایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور گود میں قرآن رکھتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے۔ ایک نے ان بد آموزوں سے ایک ضرب آپ کے سر پر ماری کہ سر ٹوٹ گیا اور خون کے قطرے آیت فسیكفيكهم الله وهو السميع العليم پر ٹپکے سودا بن حمران اصحیٰ نے تلوار کھینچی اور ان کے حوالے کی کہ ان کا کام تمام کرے۔ نائلہ نے آپ کو درمیان میں کیا اور اپنے ننگے ہاتھوں سے مضمون پر اس بیت پر عمل کیا۔

وقت ضرورت چو نماند گریز
دست بگیرد سر شمشیر تیز

اس سبب سے اس کی انگلیاں کٹ گئیں اور کہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر آئے اور ہاتھ

میں مقصے یا شبا قص تھا۔ ان سے ان کے ازواج کاٹے اور ان کو زخمی کیا اور باہر آئے اور ازواج سے خون جاری ہوا اور ایک شخص نے اینٹ منہ پر ماری کہ منہ اس ولایت مآب کا شکستہ ہو گیا۔ پس سودان نے ایک تلوار میں کام تمام کیا اور ایک قول ہے کہ اوّل جو مرد عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں آیا وہ محمد بن ابوبکر تھے اور آپ کی داڑھی پکڑی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے نرمی سے کہا اے میرے بھائی کے لڑکے میری داڑھی کو نہ پکڑ قسم ہے خدا کی اگر پدر بزرگوار تیرا زندہ ہوتا تو اس امر نا فرجام کا اقدام تو نہیں کر سکتا تھا۔ اس واسطے کہ وہ اس کا اکرام فرماتے تھے۔ اس وقت محمد بن ابی بکر کے دل میں اس بات سے رقت پیدا ہوئی اور شرمندہ و خجل ہو کر چلے گئے۔

بعد وہ وقیصرہ نیلی آنکھ زونان بن شرحام تلوار کھینچ کر آیا اور کہا کس دین پر ہو؟ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں وہ نہیں ہوں بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان ہوں اور ملت ابراہیم علیہ السلام اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں۔ اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں بلکہ موحدوں سے ہوں۔ اور مخلصوں سے۔ اس بدبخت نے کہا جھوٹ کہتے ہو۔ اور خنجر سے آپ کو شہید کر دیا اور آپ نے اس حال میں صبر کیا۔ اور جان عزیز کو پیغمبر صاحب تمیز کے سخن پر قربان کر دیا اور کسی طرح میں مقابلہ میں نہ آئے۔ اس نظر سے آپ کی مدح میں کہا ہے۔

بشو حیاؤ سیرت عثمان کہ برنکرو	در پیش روئے دشمن قاتل سراز حیا
ایں شرط مہربانی و تحقیق دوستی است	کز بہر دوستاں بری از دشمناں جفا
خاصانِ حق ہمیشہ بلیہ کشیدہ اند	ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر عنا

کہتے ہیں کہ اس حال میں ایک اور آدمی مصریوں میں سے تلوار کھینچے آیا اور کہا کہ واللہ کہ تیری ناک کاٹوں گا اور چاہا کہ اس جناب کو مسلہ کرے۔ نائلہ درمیان میں آ گئی اور اپنے آپ کو حائل کیا اور غلام کو پکارا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے کہ اس کا نام ریاح تھا کہ میری مدد کر۔ غلام شمشیر کھینچ کر آیا اور نائلہ کو سختی سے گھیرے سے باہر کیا اور غلام اس مرد کے پاس پہنچا اور اس کا تن سے سر جدا کر دیا۔

اور ایک قول ہے کہ عثمان کنانہ بن بشیر تخشی تھا۔ وصل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا جمعہ کے دن ۱۳ ذی ۳۵ھ کو ہوا۔

نقل ہے کہ نائلہ کوٹھے پر آئی اور فریاد کی کہ اے لوگو! جانو اور آگاہ رہو کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مارے گئے اور گریہ وزاری شروع کی اور زبان حال سے اس شعر کے موافق کہا۔

پیش کہ از درد کم سینہ چاک — خاک بفراق انگیم از دست خاک
حال کرا گویم وہمدرد کو — ہم نفس یار من آں مرد کو
خاک شد آن صورت زیبائے او — اے سر من خاک کف پائے او
ہم نفسے نیست دریں بوستاں — با کہ تواں گفت غم دوستاں
سخت دے باشد ازیں سینہ دور — کز بچنیں درد بماند صبور
گل کہ دراں مجلس یاراں بود — گل نتوں گفت کہ خاراں بود
شہر پراز خلق جہا پر زیاد — جاں خزابم نپذ یرو قرار

مروی ہے کہ امیر المومنین حسن اور حسین علیہما السلام اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس خبر کے سنتے ہی ان کے گھر اندر دوڑی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مذبوح دیکھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر بہت روئے۔

برآمد نالہائے آتش آلود — چکاں برخاک دخون دیدہ بآلود
زہر چشم انجمن را خوں برآمد — نفیر از انجمن گردوں برآمد
نہ تنہا مخلصاں ونیک خواہاں — کہ غمگین شد ہمہ کوہ بیاباں

القصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر مدینہ میں پھیل گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں سے نکل آئیں اور بہت افسوس کیا اور یہ خبر جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور تمام اصحاب رضی اللہ عنہ کو پہنچی ان کو اس حال پر دیکھا۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نہایت غصے ہو کر حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ پر غصے ہوئے اور کہا کہ یہ روا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ سا آدمی اس

طریق سے مارا جائے اور تم ان کے دروازے پر کھڑے ہو اور آدمیوں کو اس امر بد سے منع کر سکے اور طمانچہ حسن رضی اللہ عنہ کے منہ پر اور گھونسا حسین رضی اللہ عنہ کے سینہ پر مارا اور محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور بہت جھڑکا اور نہایت غضب اور قہر سے اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور گھر واپس آئے اور آپ کا گمان ہوا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس بات میں مدد کی ہو۔ انہوں نے امیر سے ملاقات کی اور کہا یا ابا الحسن اس قدر غصہ آپ کیوں فرماتے ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بے جرم کیوں مارا۔ آپ نے فرمایا کیوں قہر اور غضب نہ کروں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے سعادتِ مصاحبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف اور قرابت کا قریبہ پایا تھا اور بلا حجت اور ثبوت مظلومانہ مقتول کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ اس جماعت کو سپرد کر دیتے تو ہم یہاں تک نہ پہنچتے۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا اگر مرد ماں کو ان کے سپرد کر دیتے۔ قبل ثابت کرنے کے لئے تو یہ بات ہرگز جائز نہ ہوتی۔

پس امیر المومنین علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نہایت رنجیدہ ہوئے اور پھر انا للہ کہا اور فرمایا کہ خدایا قاتل عثمان رضی اللہ عنہ سے میں بیزار ہوں اور ان کے قتل کرنے والے کو مستحق قہر اور غضب کا جانتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ آدمی عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر لوٹنے میں مشغول ہوئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گھر کہ چند گھروں سے قرب وجوار میں تھا لوٹ لیا تھا اور مال متاع ان کا لے گئے اور ایک عزارہ بقولے دو عزارت درہم بیت المال سے لوٹ لئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے خزانہ میں ایک صندوقچہ مقفل پایا کہا کہ بیت المال کی خیانت یہاں ہو گی اس کو توڑا ایک ڈبہ اس میں تھا۔ گمان ہوا کہ اس میں جواہر پوشیدہ ہوں گے کہ چند مملکت کا خراج ہو گے۔ اس کو بھی توڑا ایک رقعہ نکلا اس میں لکھا تھا کہ

امیر المؤمنین عثمان رضی اللّٰہ عنہ اشھد ان لا اِلٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمداً اعبدہ ورسولہ وان الساعة اٰتیته لا ریب فیھا وان اللّٰہ یبعث من فی القبور علیه

یحیی وعلیه یموت

اوراس کی پشت پر دو بیت نوشتہ تھے

عن النفس یعنی النفس یکفیها لکانت الا رمن یعد یسر

فما عسرت فاصبر لها امان یعقبها وان منها حتی یضربها العقد

کہتے ہیں کہ بقولے تین روز عثمان رضی اللہ عنہ اسی حال میں پڑے رہے۔ کسی کو مجال اٹھانے کی نہ تھی۔ بعدازاں بارہ آدمی اور عائشہ رضی اللہ عنہا دختر عثمان رضی اللہ عنہ نے رات میں ان کو خفیہ دروازہ کے تختہ پر رکھا اور بقیع میں لے لئے۔ سر مبارک آپ کا تختہ پر طق طق کرتا تھا۔

اور ایک روایت ہے ہاتف نے آواز دی کہ دفن کرو اور نماز پڑھو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قد صلے علیہ اور ایک روایت ہے کہ حکم بن خرام یا یطب بن عبدالعزی یا جیر بن مطعم یا یاسر بن عوام نے ان پر نماز ادا کی اور دفن کیا اور باختلاف روایات اوائل چاہتے تھے کہ بقیع کے مقبرہ میں ان کو دفن کریں۔ ایک مرد بنی ماذن سے مانع ہوا اور کہا کہ اگر یہاں دفن کرو گے تو میں اوباش کی جماعت سے کہہ دوں گا کہ وہ لاش قبر سے نکال ڈالیں اور فضیحت کریں۔ بالضرورت جنازہ اٹھا کر ایک موضع حسن کوکب میں لائے اور جسم کو وہاں دفن کیا۔

لئن عتبوا حسبایہ لم یقیبوا مکارمهٔ الا اتی الی الحشر بذکر

کہتے کہ اس واقعہ سے ایک مدت پہلے ایک شخص حسن کوکب میں آتا تھا اور کہتا تھا جلد اس باغ میں ایک مرد نیکوکار دفن ہوگا۔

بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کی روح پاک عالم اعلیٰ کی طرف لے گئے چہار طرف گھر سے یہ آواز سنتے تھے۔ یا ابن صحفان البشر بخبان ذات ایوان یا ابن عفان البشر بروح وریحان یا ابن عفان البشر بنعم العرفان ۔ یا ابن عفان البشر برب غضبان

کہتے ہیں کہ نائلہ آپ کی زوجہ نے پیراہن خون آلود آپ کا اپنی مقطوعہ دو انگلیوں

کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو منبر پر لے گئے اور اہالی سے حال تعذیب عثمان کا کہا۔ اور بعد وقت بسیار کے بہت جماعت اشراف وخواص شام کو قسم دی کہ اپنی عورات سے نزدیکی نہ کرو اور بستر پر نہ سوؤ جب تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ نہ لے لو۔ اور ایک سال ان کی قمیض کے پاس روئے۔ اور صحت سے معلوم ہوا کہ سعد بن زید کہ منجملہ عشرہ مبشرہ کے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے واسطے روانہ کیا اور کہا قسم اللہ کی اگر کوہ اُحد اس پر گرایا جائے تو بھی قصاص عثمان رضی اللہ عنہ میں سزاوار ہے۔

ابوبکر سے مروی ہے کہ کہا قسم ہے اللہ کی اگر آسمان گر جائے اور میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو واجب ہے میرے نزدیک اس سے عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک ہوؤں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہا مردم بصرہ درپے مطالبہ خون عثمان رضی اللہ عنہ کے ہوں تو آسمان سے پتھر برسیں۔ شاعر نے کیا اچھا کہا ہے

لو ان علی الا فلاک یاتی قلوبنا ۔ لقد قفت الا فلاک منکل جانب

زاچہ سنگدلیہا کہ ازاں قوم آید ۔ گر بایزید فلک سنگ زہے مستکبر

اگر آسمان پر ہمارے دل جاتے تو وہ ہر طرف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔۱۲

کہتے ہیں کہ جس شخص نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قتل میں سعی کی تھی حق تعالیٰ اس کا کیا اس کے آگے لایا۔ اور بری طرح اس کا سر تن سے جدا کیا۔ پھر پھیپھڑا سوکھ گیا یا جل گیا یا مجنون ہو گیا۔ یا بلائے عظیم میں مبتلا ہوا اور اشعار جو عثمان رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں کہے ہیں یہ ہیں

و بعد عثمان ترجو الخیز فانہ ۔ قد کان افضل من یمشی علی ساق

یعنی بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے خیر کی امید کرتے ہو۔ وہ افضل ازلی شخص تھا جو پنڈلیوں پر چلتا ہے۔

خلیفة اللّٰہ اعطا ہم وحولھم ما ۔ کان من وھب حلوا و وافق

وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اور سپرد کیا جو چیز کہ تھیں بخشش

سے شیریں اور موافق۔

فلما تکذب لواعد اللّٰہ واثقہ ولا یکونن علیٰ شئی باشفاق

پس تم کیا تکذیب کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے مضبوط وعدہ کی۔ وہ نہیں ہوں گے کسی شے پر مہربانیوں سے۔

ولا یقولن بشئے سوف فعلہٗ قد قدر اللّٰہ ماکل امری لات

ہرگز وہ کسی شے کے قابل نہ ہوں گے کہ عنقریب اس کو میں کروں گا۔ تحقیق اللہ نے مقرر کر دیا ہے جو کچھ آدمی پانے والا ہے اور احسان بن ثابت نے فرمایا ہے یہ آپ کے مرثیہ ہیں۔

وترکیموا غزوہ الدورب وحتمو القتال قوم عند قبر محمدٌ

یعنی چھوڑ دیا قوم نے دور کی لڑائی کو اور واجب جانا قتال کو نزدیک قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فلیس ھدی الصالحین سدیتم ولیس قتل العابد المھجد

پس نہیں ہے راہ صالحین کی جو چلتے اور نہیں ہے قتل عابد کا اچھا۔

فصل ۵

بیان نسب اور حسب اور حلیہ ازواج اور اولاد اور مدت خلافت اور ولادت اور وفات امیرالمومنین امام المسلمین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب۔

ذکر آیتوں کا جو شان میں امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کے ہیں

قولہ تعالیٰ۔ ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً

وہ کھانا کھلاتے ہیں اس (خدا) کی محبت پر غریبوں اور یتیموں اور قیدیوں کو

اور قولہ تعالیٰ۔ وحاجك فیہ من بعد ما جاء ك من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم

نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکافرین ...... اوریوفون بالنذر ویخافون یومًا کان شرہ مستطیرا ۔ ...... اوراذا رایت نعیما وملکا کبیرا ...... اوراھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئًا مّذکورًا ط

اورقولہ تعالیٰ ۔ ان ھٰذا کان لکم جزاء وکان سعیکم مشکورا ۔ اور قولہ تعالیٰ ۔ وللّٰہِ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقون لایعلمون اور قولہ تعالیٰ یقیمون الصلوٰۃ ولیؤتون الزکوۃ وھم رَاکعون ط

ذکر بعض احادیث کا کہ شان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وارد ہوئیں

روضۃ الاحباب میں ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری اور خزیمہ بن ثابت انصاری اور ابوایوب انصاری اور زید بن ارقم اور انس بن مالک سے مروی ہے اور ایک روایت ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا السابق ثلثہ السابق الیٰ موسیٰ علیہ السّلام یوشع بن نون ھالسابق الیٰ عیسیٰ ۔ علیہ السّلام صاحب یونس والسابق الیٰ محمّد صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی ابن ابی طالب کرم اللّٰہ وجھہ ۔

یعنی سابق تین ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام پر یوشع بن نون اور عیسیٰ علیہ السلام پر یونس اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ اوّل شخص ہے جو میرے ساتھ ایمان لایا اور سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوامت جب کوثر پر جائے گی تو اوّل اسلام لانے والوں میں علی ابن ابی طالب ہوگا۔

کتاب کے مقصد اوّل میں بیان نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کے تحریر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا فتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار اور فرمایا انا مدینۃ العلم وعلی بابھا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ

عنہ اس کے دروازے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تیرا نکاح ایسے مرد سے کروں کہ عرفان میں سب سے زیادہ اور ایمان میں سب سے پہلے ہو۔

اور خزیمہ بن ثابت سے یہ ابیات مدح میں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے منقول ہیں۔

ما کنت احب هذا الامر متفرقا غیرها هاشم ثم هنا عن ابی الحسن

الیس اول من صلی بقبلتهم واعلم الناس بالقران والسنن

میں اس کو نہیں چاہتا سوائے ہاشم اور علی کرم اللہ وجہہٗ کے۔ کیا نہیں ہے اوّل اس شخص کا کہ نماز پڑھی ان کے قبلہ کی طرف اور زیادہ علم اور سنتوں کا قرآن اور حدیث سے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے ایک بیت مروی ہے کہ دلالت اس مدعا پر رکھتا ہے۔

قل لابن المنجم والا قذار عالیه عدمت وملك الاسلام او کانا

فتلت افضل من یمشی علی قدم و اوّل الناس ایماناً و اسلاما

اہل سیر اور تواریخ کے محققوں کے نزدیک یہ صحیح ہے کہ اوّل خدیجۃ الکبریٰ بعد ان کے علی مرتضیٰ بعد ان کے زید بن حارث پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر بلال رضی اللہ ایمان لائے تھے۔ ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب میں روایت کی کہ محمد بن کعب فرضی سے پوچھا کہ اسلام علی رضی اللہ عنہ کا پہلے تھا یا اسلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب دیا کہ سبحان اللہ علی اوّل اس دولت سے مشرف ہوئے لیکن ابوطالب کی طرف کی رعایت کی اور اپنے ایمان کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اسی سبب سے آدمی شبہ میں پڑے۔

اور بعض آئمہ دین کہتے ہیں کہ زیادہ قریب احتیاط اور ورع کی یہ ہے کہ کہیں اوّل جو عورات سے ایمان لائی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اور لڑکوں میں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ اور آدمیوں میں سے بالغ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور موالی سے زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور غلاموں سے بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیهم اجمعین ومغفرة الی یوم الحساب۔

ذکر اولاد امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کا

روضۃ الشہداء میں بیان کرتے ہیں کہ آنجناب رضی اللہ عنہ کے بقول اشہر ۳۶

فرزند تھے۔ ۱۸ لڑکے اور ۱۸ لڑکیاں۔ شیخ شرف الدین عبداللہ نے تحقیق فرمایا کہ ۱۹ لڑکے تھے۔ ۶ حالت حیات میں متوفی ہوئے ہیں۔ محسن یحیٰ عبداللہ علی اور عمران اس سرائے میں تھے اور شرف شہادت سے مشرف ہوئے اور پانچ لڑکے ان سے بعد کوز ہے۔ حسن حسین محمد اکبر کہ جن کو حنیفہ کہتے ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

ذکر بعض مشاہیر کا

عقاب سبطین سیدین رضی اللہ عنہ سے بر سبیل اختصار کرتے ہیں۔ بزرگانِ دین سے نقل ہے بیان میں ۱۲ امام رضی اللہ عنہم اور ان کے نام اور کنیت اور القاب اور ان کے قاتل کے۔

اوّل امام بحکم نص کلام ربانی امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ اسم مبارک علی کنیت ابوالحسن مرتضٰی لقب۔ ان کو عبدالرحمٰن بن ملجم نے شہید کیا۔ لعنۃ اللہ علیہ

دوم: امام حضرت امیر المؤمنین حسن بن حضرت علی مرتضٰی نام نامی حسن ابومحمد کنیت رضا لقب جعد جلیل نے زہر دیا۔

سوم: امام حضرت امیر المؤمنین حسین ابن حضرت علی مرتضٰی حسین نام ابوعبداللہ کنیت امام لقب شمر ملعون ان کا قاتل ہے کربلا میں مزار ہے۔

چہارم: امام حضرت زین العابدین۔ زین العابدین آپ کا نام۔ ابراہیم کنیت امام لقب۔ مدینہ میں آپ کا مزار ہے۔

پنجم: امام حضرت امام محمد باقر ابن زین العابدین محمد نام باقر لقب ابوجعفر کنیت۔ خالد آپ کا قاتل ہے۔

ششم: امام حضرت امام جعفر صادق ابن محمد باقر جعفر نام ابوعبداللہ کنیت صادق لقب مدینہ میں آپ کا مزار ہے۔

ہفتم: امام حضرت امام موسیٰ کاظم ابن حضرت جعفر صادق موسیٰ نام ابوابراہیم کنیت کاظم لقب۔ ہارون الرشید قاتل بغداد میں مزار ہے۔

ہشتم: امام حضرت امام علی موسیٰ رضا ابن حضرت امام موسیٰ کاظم علی نام ابوالعلی کنیت رضا

لقب مامون قاتل۔ شہر طوس میں مزار ہے۔

نہم: امام حضرت محمد تقی ابن امام علی موسیٰ رضا محمد نام ابو جعفر کنیت تقی۔ لقب ابوالفضل ابن مامون قاتل ہے۔ بغداد میں مزار ہے۔

دہم: امام حضرت امام علی نقی بن امام محمد تقی۔ علی نام ہے ابوالحسن کنیت ہے۔ نقی لقب ابوسعید قاتل ہے مرو میں مزار ہے۔

یازدہم: امام حسن عسکری بن امام علی نقی حسن نام عسکری لقب ابوالقاسم کنیت متوکل قاتل۔ بصرہ میں مزار ہے۔

دوازدہم: امام حضرت مہدی ہادی آخر الزمان کہ اب ظہور پذیر ہوں گے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ذکر اولاد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

آپ کے بارہ فرزند تھے۔ اوّل قاسم دوسرے عبداللہ تیسرے علی، چوتھے زید، پانچویں اسمٰعیل، چھٹے احمد، ساتویں محمد، آٹھویں علی اصغر، نویں حسن مثنیٰ، دسویں طاہر، گیارہویں سلمہ، بارہویں کلیمہ۔

ذکر اولاد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ کے سات فرزند تھے۔ امام زین العابدین، علی اکبر، علی اصغر، عبداللہ، جعفر، ابوزید، قاسمہ قوی کہ سید قوم سے ہیں۔

بیان اولاد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

آپ کے چودہ فرزند تھے۔ امام محمد باقر، عبداللہ باہر، عبداللہ ابرج، عبداللہ زید، حسین اصغر، علی اقطس، عمر، طاہر، مطہر، ہادی، مہدی، ناصر، انصب الفھا، فاطمہ۔

اولاد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

چار تن تھے۔ عبدالمفتاح، علی نقی، موسیٰ، جعفر

اولادِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

دس تن تھے۔ اسماعیل، علی، محمد، اسحاق، موسیٰ کاظم، صابر، مسلم، ہادی، قربان، سکینہ۔

اولادِ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

تیس فرزند تھے۔ علی، حمزہ، یحییٰ، عبداللہ، زید، طاہر، ابوطالب، عبداللہ، کاظم، مہدی، ذکریا، خضر، عقیل، نوح، ابراہیم، عریان، محمد ہارون، یونس، محسن، موسیٰ اصغر، جعفر ناصر، ہادی حسین، فش، عیسے، ابوقاسم، طیب، اسماعیل، دوسرے دختران سے فاطمہ، رنجہ زاہدہ، عائشہ، رضیہ، حبیبہ، ملکی، عاملہ، ہامنہ، عامرہ۔

اولادِ محمد تقی رضی اللہ عنہ

چار تن تھے۔ اور ایک روایت سے چھ تن تھے۔ امام محمد عسکری، حسین، جعفر، زین، علی، ان کی ماں کا نام سلمہ تھا۔ ان کا مولد مدینہ میں ہوا ہے۔ دسویں ماہ ربیع الآخر وفات پائی۔ قبر ان کی سامرہ میں ہے۔ عمر ۲۷ برس ۶ ماہ تھی۔

اولادِ محمد عسکری [1]

معلوم نہیں ہے کہ جو لکھی جائے۔

چہاردہ معصومین کا بیان

اوّل علی اکبر ابن حسین بن امیر المؤمنین علی و فاطمہ زہرا سے ہیں۔ دو سالگی لڑائی میں مارے گئے۔ گورستان بقیع میں قبر ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

---

[1] صاحب جواہر فریدی امام محمد عسکری کی اولاد کی بابت اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں حالانکہ تذکرہ خواص الائمہ و صواعق المحرقہ وغیرہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت امام علی عسکری کی اولاد الامام حسن الخاص تھے۔ بلکہ آپ کی چار اولادیں تھیں جن میں سے جناب امام حسن الخاص زیادہ تر مشہور ہین آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں۔ جن کا نام موسن تھا اور آپ کی کنیت ابومحمد اور القاب الخاص اور الراج اور عسکری تھے اور آپ آٹھویں ربیع الآخر ۲۳۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر ۲۸ برس کی تھی کہ آپ کو زہر دیا گیا اور آٹھویں تاریخ جمعہ کے دن ۲۶۰ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجمند ابوقاسم محمد کے سوا آپ کی اولاد اور کوئی نہیں۔ ۱۲ مترجم

دوسرے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کہ دو سالگی میں طلحہ بن عامر کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر گورستان بقیع میں ہے۔

تیسرے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دو سالگی میں عبید ازرق کے ہاتھ سے مارے گئے۔ ان کی قبر دمشق یا کربلا میں ہے۔

چوتھے امام قاسم رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں کہ دو سالگی میں پیاس سے ہلاک ہوئے قبر کربلا میں ہے۔

پانچویں: حسین رضی اللہ عنہ ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، جو چھ سالہ منصور احمد یزید علیہ اللعنۃ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر ان کی مقام رے میں ہے۔

چھٹے قاسم رضی اللہ عنہ ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ۶ سالہ عدد ابن یزید معاویہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر ان کی بصرہ میں ہے۔

ساتویں علی بن امام محمد باقر چھ سالہ خلید والد علیہ اللعنہ کے ساتھ سے مارے گئے قبر ان کی مدینہ میں ہے۔

آٹھویں عبداللہ بن امام محمد جعفر صادق سہ سالہ عریان کے ہاتھ سے مارے گئے۔ ان کی قبر بسطام میں ہے۔

نویں یحییٰ بن ہادی بن امام جعفر صادق حضرت عبداللہ کاظم۔ ابن موسیٰ کاظم ہیں۔ سہ سالہ بدست ہارون رشید مارے گئے۔ قبر ان کی بغداد میں ہے۔

دسویں حضرت صالح بن محمود بن امام موسیٰ کاظم ہیں۔ سات برس کے یوسف بن ابراہیم کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر ان کی شیراز میں ہے۔

گیارہویں طیب ابن علی موسیٰ کاظم ہفت سالہ حام کے ہاتھ سے کشتہ ہوئے۔ ان کی قبر قوم ہے۔

بارہویں جعفر بن امام محمد تقی ابن امام علی موسیٰ رضا چار برس کے ابوالفضل ماموں کے ہاتھ سے مارے گئے ان کی قبر بغداد میں ہے۔

تیرھویں جعفر ابن امام محمد حسن عسکری ایک سالہ منصور دمشقی کے ہاتھ سے مارے

گئے قبر سامرہ میں ہے۔

چودھویں قاسم ابن امام محمد علی ہادی ایک سالہ متوکل کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر ان کی بصرہ میں ہے۔

نسب گرامی حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ

اس طرح ہے کہ شاہ اولیاء میراں سید محی الدین ابن ابوصالح ابن موسیٰ جنگی دوست ابن ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد روحی بن داؤد بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ الشیخ بن موسیٰ ابجول بن عبداللہ محض بن امام حسن مثنیٰ بن حضرت امیرالمومنین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن حضرت امیرالمؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ۔

نقل ہے حضرت سید اشرف جہانگیر (کچھوچھہ) قدس اللہ سرہ سے کہ شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہ کنیت ان کی ابومحمد ہے۔ علوی تھے حسنی نبیرہ ابوعبداللہ صومعی کے ہیں۔ ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۶۱ھ میں گیارھویں ربیع الآخر کو وفات پائی۔

نزدلش رجہاں بنمود عاشق

سفر افتاد اندر دام معشوق

تاریخ ولادت اور وفات سے آپ کے صلب سے نو لڑکے سید عبدالوہاب، سید عبدالرزاق، سید عبدالجبار، سید عبدالعزیز، سید عیسیٰ، سید ابراہیم، سید یحییٰ، سید عبداللہ، سید موسیٰ اور ایک لڑکی ظہور میں آئی۔ اور سید عبدالوہاب اور سید عبدالرزاق کی پشت سے بہت اولاد وجود میں آئی۔

سلسلہ نسب حضرت قطب الحقق معین محمد الدین قدس اللہ سرہ العزیز

اس طریق سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے۔ خواجہ معین الدین محمد سید غیاث الدین حسن سنجری بن سید حسن احمد بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن امام محمد مہدی بن امام حسن عسکری بن امام تقی بن امام علی نقی بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر

صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی اصغر بن امیر المومنین سیدی و مولائی امام اولین و آخرین ریحانی رسول الثقلین، سیدنا امام حسین کشتۂ وشہید دشت کربلا بن حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقبول فرزندان حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے کہ ہندوستان میں تھے۔ ایک ان میں سے حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ اور سید خضر رومی اور سلطان المشائخ سید نظام الدین اولیاء احمد محمد بدایونی اور مخدوم جہانیاں و شاہ عاشقان میراں سید علی قوام جونپوری اور میراں سید محمد گیسو دراز اور سید اشرف جہانگیر کچھوچھہ[1] قدس سرہٗ ارواحہم ہیں۔ چند کلمہ اشارات سیادت ستارگان سپر سعادت بیان ہوئے

آل پیغمبر ز حرمت فخر آلِ آدم اند | آل پیغمبر حریم کبریا را محرم اند
گر کنی ضرب المثل بحر محیط دشمند | نسب آلِ نبی سائر خلق جہاں

روح اللہ ارواحہم قدس اللہ بزلال الافضال اشباہم۔

ذکر خلافت اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ کا

خلافت آپ کی چار سال ۹ ماہ ۱۴ روز رہی۔ عمر آپ کی ۶۰ برس کی تھی۔

بیان ولادت و وفات

شواہد النبوۃ میں ہے کہ امیر المومنین علی اوّل امام ہیں بارہ امام سے۔ اور شمائل وفضائل آپ کے تحریر اور تقریر سے زیادہ ہیں۔ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ میں سے کوئی ان فضائل کو نہیں پہنچا ہے۔ آپ کی ولادت بعد سال فیل کے تین سال جمعہ کے روز ۱۳ ماہ رجب کو مکہ میں ہوئی اور آپ کی شہادت کا بیان بعض کتب معتبرہ میں یوں ہے کہ امیر المومنین مسجد میں اذان دیتے تھے اور تین خارجی مسجد کے دروازے پر آئے اور رات کو وہاں بیٹھے۔ ہر ایک نے ایک طرف سے کہا کہ دونوں تلوار مارو۔ اگر ایک کی خطا کرے تو دوسرے کی کارگر ہو۔ ابن ملجم سے کہا تو مسجد کے باہر جا۔ اگر ہم سے

[1] کچھوچھہ مضافات ضلع فیض آباد اودھ میں ہے اور وہیں پر شاہ اشرف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ ۱۲ مترجم

کام نہ ہوتو تو اپنا کام کرلیکن جب امیر اس نماز سے فارغ ہوئے قدم مسجد میں رکھا۔ دونوں نے تلوار ماری۔ مسجد کے طاق پر لگی وہ ٹوٹ گیا اور اس تلوار کی زد دیوار پر آئی۔ یہ دونوں کود ے۔ ابن ملجم نے کہا وافضیحتا۔ اسی وقت آدمی پہنچے اور محراب کے آگے آئے۔ امیر نماز میں تھے۔ صبر کیا یہاں تک کہ اوّل سجدہ بجا لائے جونہی سر سجدہ سے اٹھایا وہ شقی تلوار لایا اور اتفاق سے اسی جگہ آیا کہ بروز خندق کی لڑائی کے عمر بن عبدود نے زخم مارا تھا جو اس جگہ ضرب پہنچی۔ مغز سر مبارک کا چر گیا۔ اور آواز آپ کی دہن مبارک سے نکلی کہ قورب برب کعبہ یعنی فتح مندی میں نے کعبہ کی خدا کے ساتھ پائی۔ ابن ملجم نے آواز سنی مسجد سے نکلا اور بھاگا اور آوازہ پڑا کہ قتل امیر المومنین۔

اہل کوفہ پھر مسجد میں آئے اور شہزادوں نے جب یہ خبر سنی۔ صبر کا جامہ چاک کیا اور پدر بزرگوار کو دیکھا مسجد کے محراب کے آگے پڑا ہوا۔ پاؤں پر گر پڑے اور آنکھوں سے ملتے تھے اور امیر اپنے دست مبارک سے اپنے سر کا خون پونچھتے تھے اور چہرہ پر اور داڑھی پر ملتے تھے اور فرماتے تھے۔ اسی حالت میں آگے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جاؤں گا۔ اور اسی صفت سے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ملوں گا۔ اور اسی ہیئت سے جناب سید الشہداء کو دیکھوں گا۔ اور اسی صورت سے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو نظر میں لاؤں گا حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) روتے تھے۔ اور اعیان کوفہ وامصیبتاہ کہتے تھے۔

شاہ زماں قدر وشاہ جہاں برفت	افغاں کہ راحت دل آرام جاں برفت
کال مرکز محیط کرم از میاں برفت	غم شد محیط مرگ نہ حاتم بہر طرف

ایک نے کہا اے امیر المومنین آپ کے ساتھ کس نے یہ معاملہ کیا۔ فرمایا صبر کرو۔ اسی وقت دروازہ سے آیا اور اسی سخن میں تھے کہ بشب جس نے اوّل قصد کیا تھا پریشان اور سرگردان مسجد کے دروازے سے آیا۔ اس سے کہا شاید تو نے ضرب ماری۔ چاہا کہ کہے نہیں۔ بے اختیار زبان سے ہاں نکلا۔ اس کے چچا کے لڑکے نے اس کا گریبان پکڑا اور کشاں کشاں مسجد میں لایا۔ ایک قول ہے کہ شبیب پسر عم اس کو مسجد کی طرف لایا اور ایک روایت ہے اور ایک روایت ہے کہ ابن ملجم بھاگا ہوا جاتا تھا کہ ایک قبیلہ ہمدان سے ابن

کے پاس پہنچا تلوار کھینچے ہوئے اور وہ آدمی چادر ہاتھ میں رکھتا تھا۔ ابن ملجم کے منہ پر ڈالی اور اس کو پکڑ لیا۔ دو آدمیوں نے مدد کی۔ ہاتھ اور گردن اس کی باندھ کر مسجد میں لائے۔

امیر المومنین نے خود امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آدمیوں کے ساتھ نماز صبح کی پڑھو۔ اوّل جب ابن ملجم کو مسجد میں لائے۔ امیر کی آنکھ اس پر پڑی۔ کہا اے بھائی! شاید میں برا امیر تھا۔ اس نے کہا معاذ اللہ یا امیر المومنین آپ نے فرمایا۔ پس تجھ کو کس نے آمادہ کیا کہ میرے لڑکوں کو یتیم کرے اور رخنہ میرے کام میں ڈالے۔ میں نے تیرے ساتھ کیا نکوئی نہ کی تھی۔ اس نے کہا ہاں ایسا واقعہ ہوا۔ وکان امر اللّٰہ قدر مقدورا

امیر نے فرمایا کہ اس کو قید میں لے جاؤ جب تک میں زندہ ہوں کھانے اور پینے سے جو میں کھاؤں اس کو بھی دو پھر اگر میں زندہ رہوں تو جو میری رائے ہوگی اس کی بابت آپ میں بجا لاؤں گا اور اگر درگزر کروں گا۔ اس کے ایک ضرب لگائیں کہ میرے ایک ضرب سے زیادہ نہ ماری ہے۔ پس امیر کو کملی میں سلا دیا۔ اور ایک سر کملی کا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر اور دوسرا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جب مسجد سے باہر آئے صبح ہو گئی تھی اور اجالا تھا۔ امیر نے فرمایا میرا منہ مشرق کی جانب کر دو۔ ویسا ہی کیا۔ الصبح تنفس۔ اے صبح کہ جس خدا نے مجھ کو نکالا ہے اور جس کے حکم سے نفس تو نے مارا۔ جب قیامت کے دن گواہی چاہیں گے تم کو چاہیے سچی گواہی دے کہ اس روز سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے اوّل جوانی میں نماز ادا کی۔ آج تک مجھ کو تو نے سوتا نہ پایا اور میں نے تجھ کو نہ پایا۔ پھر سجدہ کیا اور کہا بار خدا گواہ رہیو اور فرشتے اور صدیق اور شہید اور عرش ناظر رہیں۔ وکفی باللہ شہیداً ط

اگر کل قیامت کو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ حاضر ہوں تو گواہی دے کہ اس وقت سے تیرے حبیب پر ایمان لایا جو کچھ تو نے فرمایا بجا لایا اور جس سے منع کیا نہ کیا۔ اور خلاف تیرے بات اور خلاف تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے میں نے پسند نہ کیا۔ اور دل میں نہ گزارا۔ کوفہ کے بزرگ حاضر تھے۔ ایک شور پیدا ہوا۔

دلہا تمام آتش حسرت کباب شد　　جانہا اسیر سلسلۂ اضطراب شد
لب تشنگان بادیۂ اشتیاق را　　دریائے بحر وصبر وسلامت سراب شد

لیکن جب امیر کو گھر لائے۔ دختران فاطمہ زہرا اور فرزندان سے ایک شور پیدا ہوا اور نالہ واتباہ کا شور زمین سے آسمان تک پر ہو گیا۔

شاید از سوز درجہاں فگنم　　غلغلہ درجہاں فگنم
رستخیزی زجاں برانگیزم　　گریہ برپیر وجواں فگنم

یک بیک فرزندان امیر آئے۔ اور باپ کے پاؤں پر گرے اور بوسہ دیا اور کہتے تھے اے پدر! یہ کیا حالت ہے کہ ہم دیکھتے ہیں۔ اے کاش ہماری ماں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ ہوتیں کہ ہم کو درد اور غم سے تسلی دیتیں۔ کاش ہم مدینہ میں اپنے جد بزرگوار کی تربت پر ہوتے تاکہ اپنے دردِ دل کی شرح کرتے۔ یہ کیا حالت ہے کہ غریبی اور یتیمی وارد ہو گئیں۔

راوی کہتا ہے کہ فرزندان امیر کی گریہ وزاری سے حسرت کی آگ روشن ہو گئی کہ حاضرین کے دل جل گئے اور جوان کا نالہ سنتا تھا وہ روتا تھا۔

ہر کر ایشم ازیں سوز والم میگرید　　ہر کر ایابم ازیں آتشم مے سوزد

امیر نے یکا یک ان کو بغل میں لے لیا اور منہ پر بوسے دیتے تھے اور فرماتے تھے صبر کرو کہ میں تمہارے جد امجد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمہاری والدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس جاتا ہوں۔ اس رات میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آستین سے غبار میرے منہ کا جھاڑتے ہیں اور فرماتے تھے۔ اے علی کرم اللہ وجہہٗ جو تجھ پر تھا بجا لایا۔ یہ خواب اس پر دلالت کرتی ہے کہ جسم کا نقاب چہرۂ جان سے دور کرتے تھے۔ میری روح کو ایسا کرتے تھے کہ قدسیوں کی نظر میں جلوہ کناں ہو۔

حجاب چہرہ جان مے شود غبارتنم　　خوشادمے کہ ازیں چہرہ پردہ برفگنم

تھوڑی دیر بعد عمر بن لقمان جراح حجرہ کے دروازہ سے آیا جب اس کی آنکھ

امیر کے زخم پر پڑی عمامہ سر سے اتارا اور کپڑے چاک کئے اور کہا واویلا۔ اس تلوار کو زخم کا پانی دیا تھا۔ یہ زخم مرہم پذیر نہیں ہے۔

دریغ چوں تو مقتدائے اوداع چوں تو پیشوائے | دو دریغ چوں تو عالمے دریغ چوں تو حاکمے
دریغ چوں تو امیرے دریغ چوں تو امامے | برائے شرع مشیرے برائے ملک نظامے

دوسری بار فریاد امیر کے خاندان سے اٹھی۔

ایک روایت ہے کہ جراح کے آنے سے پہلے امیر کے سرہانے پر ام کلثوم رضی اللہ عنہا گھر کے باہر گئیں کہ ابن ملجم محبوس تھا اور کہا کہ اے شقی تو دام بلا میں پڑا اور امیر کو زخم سے کچھ خوف نہیں ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ اے لڑکی جا رونا شروع کر۔ میں نے وہ تلوار ہزار درہم کو لی تھی۔ اور ہزار دینار اور زہر آب کو دیئے اور اگر یہ تلوار تمام اہل کوفہ پر واقعہ ہوتی ایک آدمی جانبر نہ ہوتا۔ آخر ایسے زخم سے مار ڈالنا کیا کرے۔ اور یہ صورت شب جمعہ ۱۹ رمضان المبارک میں واقع ہوئی اور امیر شب یکشنبہ ۲۱ رمضان المبارک کو وصال پا گئے۔ اس روز وصیت نامہ لکھا اور فرزندوں کو وداع فرمایا۔ یہاں تک کہ ان کو حجرہ خاص میں لے گئے۔ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کہا اے بیٹی دروازہ بند کر دے۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو گھر سے باہر لائے اور در بند کیا۔ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی باہر بیٹھے۔ ناگاہ ہاتف آیا۔ خمس یلقی فی النار حرام من مالٰی امنا یوم القیامة سنا تھا کہ ہاتف نے آواز دی کہ هل من یاتی اٰمنا یوم القیامه ۔

راوی کہتا ہے کہ جب امیر کو اندر حجرہ کے لے گئے اور در بند کیا۔ ناگاہ آواز لا الٰہ الا اللہ کی سنی۔ حالانکہ امیر جوار رحمت کبیر میں ملے تھے۔

شواہد النبوت میں بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے وفات پائی۔ میں نے سنا کہ کوئی کہتا ہے باہر جاؤ کہ اس بندہ خدا کو ہمارے پاس چھوڑو۔ میں باہر گیا گھر کے دروازے سے آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور ان کا بھائی شہید ہوا۔ امت کی نگہبانی کون کر سکتا ہے کہا کہ جو ان کی سیرت قبول کرے اور پیروی کرے جب آواز ساکن ہوئی ہم آئے اور ان کو غسل دیا

ہوا دیکھا اور کفن میں لپٹا ہوا۔ ان پر نماز پڑھی۔

روایت ہے کہ امیر نے فرمایا کہ جب جاتا ہوں گھر کے گوشہ سے ایک تختی ظاہر ہوئی۔ کہ مجھ کو وہاں سلاؤ اور نہلاؤ گھر کے آستانہ سے کفن اور حنوط ظاہر آیا کہ مجھ کو کفن کرو۔ اور تابوت میں رکھو اور تابوت گھر کے درمیان وضع کرو فرزندوں کو لاؤ تا کہ اپنی طرز سے رخصت کریں اور ایک بار حسن رضی اللہ عنہ مجھ پر نماز ادا کرے اور ایک بار حسین رضی اللہ عنہ اور جب تابوت کا اگلا حصہ اٹھے تم پچھلا اٹھاؤ۔ اور جہاں سر تابوت کا زمین پر آئے مجھ کو وہاں چھوڑ دو۔ اور کھود و جب تک کہ لوحہ ساج کا ظاہر ہو اور وہاں دفن کرو۔

شواہد النبوت میں مذکور ہے امیر نے حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام کو وصیت کی تھی کہ جب میں دنیا سے گزروں سریر کے برابر رکھو اور باہر چلے جاؤ۔ اور مجھ کو غزنین پہنچاؤ۔ وہاں سفید پتھر ملے گا کہ اس سے نور چمکتا ہوگا۔ اس کو ہٹاؤ کو وہاں کشادگی پاؤ گے۔ وہاں مجھ کو دفن کرنا پس حکم حضرت امیر کی وصیت کا راست ہے کہ اسی جگہ کہ اب نجف مشہور ہے دفن کیا اور قبر مبارک کو منور کیا اور پھر زمین ہموار کی اور کسی کو اس پر اطلاع نہ تھی۔ سوائے جماعت اہل بیت کے۔ اور اسی طرح خلفائے عباسی کے زمانہ تک چھپایا۔

ایک روز ہارون الرشید شکار کرتا ہوا غزنین سے نجف کے میدان میں پہنچا۔ وہاں پشتہ دیکھا۔ آہو اس پشتہ پر پناہ لے گئے۔ ہر چند کوشش کی اور کتے دوڑائے۔ اور لوٹ آئے مگر آہوؤں کے سر پر نہ آئے۔ ہارون نے متعجب ہو کر فرمایا کہ کسی بوڑھے آدمی سے یہاں کے متعلق پوچھو۔ چنانچہ جب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے بزرگوں سے یوں سنا ہے کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی قبر وہاں ہے۔ ہارون الرشید نے شکار چھوڑ دیا اور وہاں زیارت بنائی جب تک زندہ رہا ہر سال زیارت کو آتا تھا۔

القصہ جب شہزادے امیر کو رات میں اٹھا کر کوفہ سے باہر لے گئے تو جہاں وصیت کی تھی وہاں دفن کیا اور لوٹے۔ ایک جماعت دوستوں نے جب خبر پائی پیچھے سنے گئے۔ جب دیکھا کہ شہزادے آتے ہیں ننگے پاؤں پر گرتے تھے اور کہتے تھے۔

اے مخدوم زادو! امیر المومنین کو کیا کیا۔ اور امیر المتقین کو کہاں رکھا صاحب

ذوالفقار شاہ دلدل سوار کہاں ہے۔

صاحب ذوالفقار کو شاہ دلدل سوار کو — شہریست پرز حسرت غم شہریار کو
کاریست بس خراب خداوند کار کو

ے

ہفت اختر و چہار گہر در مصیبت اند — وحسرتا خلاصہ ہفت وچہار کو
از روزگار دولت روزے امید بود — ازا خوشی کجا شدد آں روزگار کو

آخر اس جماعت نے بہت افسوس کیا۔ ہر چند اس جنگل میں پھرے مگر امیر رضی اللہ عنہ کی قبر کا نشان نہ پایا۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت میں امام حسن اور حسین علیہما السلام پدر بزرگوار کے دفن سے پھرے اور کوفہ کے دروازے پر پہنچے۔ ویرانوں میں سے زاری اور نالہ سنا۔ اس کے پیچھے گئے۔ ایک غریب ضعیف نحیف کو دیکھا کہ ویرانہ میں تنہا خاک پر پڑا ہوا نیچے سر کیے روتا تھا۔ اور حسرت کے آنسو برساتا تھا۔ اس سے پوچھا تو کون ہے؟ کہ ایسا روتا ہے؟ کہا میں غریب اور رنجور ہوں ہر کام سے تھکا۔ نہ ماں رکھتا ہوں نہ باپ نہ کوئی اپنا برادر نہ عورت نہ فرزند نہ غم خوار۔ پوچھا تیری تیمارداری کون کرتا ہے۔ اس نے کہا ایک سال سے میں اس شہر میں ہوں۔ ہر روز ایک مرد آتا تھا۔ میرے سرہانے بیٹھتا اور مثل باپ کے تیماری کرتا۔ مثل بھائیوں کے غم خواری کرتا۔ اس سے پوچھا کہ کبھی تو نے نام بھی پوچھا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تم کو نام سے کیا کام ہے۔ خدا کے واسطے میں تیرا تفقد حال کرتا ہوں نہ مگر شہرت کی غرض سے شہزادوں نے پوچھا اس کا رنگ و رو کیسا تھا تو کہا میں نابینا ہوں۔ نشان نہ دے سکا لیکن دو روز سے وہ میرے پاس نہیں آئے۔ اور میرا تفقد حال نہ کیا میں نہیں کہ کیا افتاد ہوئی۔ شہزادوں نے پوچھا۔ اے پیر کچھ نشان ان کی بات چیت اور عادت کا دے سکتا ہے تو اس نے کہا کہ یہ نشان ہے کہ ہمیشہ میں تہلیل اور تسبیح سنتا تھا اور جب میرے پاس بیٹھتے تھے تو کہتے تھے مسکین مسکین کے پاس ہے۔ درویش درویش کا ہم نشین ہے غریب غریب کی مجالس کرتا ہے۔ پیر نے کہا وہ کیا ہوئے

کہ دو تین روز سے نہیں ہیں۔ شہزادوں نے کہا اے پیر ایک بد بخت نے تلوار ماری اور وار غرور سے وار سرور کو روانہ ہوئے۔ ابھی ہم ان کے دفن سے آتے ہیں یہ سن کر بڈھا شور کرتا اٹھا اور اپنے آپ کو زمین پر مارتا تھا اور کہتا تھا میری کیا جگہ کہ امیر المومنین میرا تفقد حال کرتا ہے۔ شہزادے اس غریب کو تسلی دیتے تھے اور وہ بے قرار کہتا تھا۔

نمے دانم چہ کار افتاد مارا — کہ آں دلدار مارا راز نگزاشت

دریں پیرانہ آں پیری خریں را — غریب وعاجز و بے یارو بگذاشت

پھر کہا اے مخدوم زادو بحق جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم تم کو قسم دیتا ہوں کہ مجھ کو امیر کی قبر پر لے چلو تاکہ زیارت کروں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس کا سیدھا ہاتھ پکڑا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے الٹا ہاتھ اور امیر کی قبر پر پہنچایا بہت رویا اور کہا۔ الٰہی طفیل صاحب اس روضہ کے میری جان لے کہ میں ان کی جدائی کی طاقت نہیں رکھتا۔ فوراً بحکم پروردگار سر روضہ پر امیر کے جان نکل گئی۔ ذرّہ خورشید اور قطرہ دریا سے ملا۔ شہزادے اس پر بہت روئے اور ان کی تجہیز و تکفین کے واسطے قیام فرمایا اور جالی روضہ میں دفن کیا۔

مشہور تر روایت یہ ہے کہ امیر اس وقت ساٹھ سالہ تھے اور اس سے زیادہ بھی کہا ہے اس روز امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں منبر پر آئے اور خطبہ بلیغ ارشاد فرمایا اور کہا۔

''اے آدمیوں جو مجھ کو جانتا ہے جانے اور جو مجھ کو نہیں جانتا وہ جانے کہ میں بیٹا بشیر و نذیر کا ہوں۔ بشارت دینے والے اور خوف دلانے والے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسر ہوں اور فرزند علی کرم اللہ وجہہٗ کا ہوں۔ میری ماں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہے۔ میرا جد تم کو راہ راست پر دعوت کرتا تھا اور میرا باپ تم کو خدا کی طرف بلاتا تھا اور تیز میں تم کو بلاتا ہوں۔''

پس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا اے آدمیوں یہ مرد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پسر ہے اور امام اور تمہارے رہبر کا فرزند ہے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کرو اور اس کی

امامت قرار دو اور عہد کرو کہ اس سے نہ پھرو گے سب آدمیوں نے کہا "سمعنا و اطعنا" ہم سنتے ہیں اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ پھر سب نے ہاتھ دیا اور امیر المومنین سے بیعت کی اور آدمی بھیجا کہ ابن ملجم کو قید سے منبر کے آگے لائے۔ اس وقت آپ نے کہا اے بدبخت ترین امت یہ کیا جو تو نے کیا۔ اور رخنہ دین میں ڈالا۔ ابن ملجم نے سر جھکا لیا کہ اے حسنؓ جو گزرا گزرا اب نالہ وفغاں سے کیا فائدہ؟ مجھ کو مت مارتا کہ حاکم شام کو کہ تیرے باپ کا دشمن تھا اب تیرا دشمن ہے اس کو مار ڈالوں۔

امام حسنؓ نے اس کو باتوں میں گزارا اور شمشیر کھینچی اور تلوار کی نوک اس کے سینہ پر لے گئے اور اپنے آگے کھینچا اور ایک ضرب اس کی گردن پر ماری کہ اس کا سر دس قدم تن سے جا پڑا۔ پس آپ کے فرمان سے مسجد کے باہر لے گئے اور بوری میں لپیٹ کر آگ دے دی کہ جل گیا اور شہزادے تعزیت میں مشغول ہوئے۔ آدمی آتے تھے اور اہل بیعت کی تعزیت کرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے

زیں مصیبت جائے اندازو کہ چشم آفتاب ... دامن گردوں زعشق گوہر آلاید بخون

لیک باحکم خدا جارانے افتد رجوع ... مرجع دل نیست جز اِنَّآ اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ

فصل ۶

نسب اور حسب اور اولاد اور تاریخ وفات حضرت امام اعظم صوفی ابوحنیفہ کوفی، نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور ان کے دو صاحبوں امام محمد اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بن یوسف رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حنبل رضی اللہ عنہ کے بیان ہیں۔

ذکر نسب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ

امام اعظم کوفی نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ ثابت کے بیٹے تھے اور وہ بیٹے طاؤس اور وہ بیٹے ہرمز اور وہ نوشیرواں عادل کے بیٹے تھے۔

ذکر حسب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ

ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کی بابت تذکرۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے۔ آپ ریاضت اور مجاہدہ نہایت رکھتے تھے اور اصول طریقت اور فروغ شریعت میں درجہ رفیع اور نظر نافذ تھے اور بہت مشائخ کو دیکھا تھا اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحبت رکھتے تھے اور استاد عالم فضیل اور ابراہیم ادہم اور بشر حافی اور داؤد طائی کے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر گئے اور کہا السلام علیک یا سید المرسلین جواب آیا علیک السلام یا امام المسلمین اور اوّل کار میں قصد گوشہ نشینی کا کیا۔

نقل ہے کہ توجہ قبلہ حقیقی سے رکھتے تھے اور خلق سے منہ پھیر لیا تھا اور کمبل اوڑھا تھا۔ ایک رات خلوت میں دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں لحد سے جمع کرتا ہوں۔ اس کی ہیبت سے بیدار ہوئے اور اصحاب میں سے ایک سے یہ بھید پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں اور سنت کی حفاظت میں درجہ بزرگی کو پہنچا اور اس میں متصرف ہوگا اور صحیح سقیم سے علیحدہ کرے گا۔

اور ایک بار اور دوسری دفعہ رسول علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ تجھ کو میری سنت کے اظہار کے واسطے پیدا کیا ہے گوشہ نشینی کا قصد مت کر اور برکات سے اپنے استاد شعبی کے وجود سے پر ہوئے تھے۔ خلیفہ نے ایک مجمع کیا تاکہ بنام ہر ایک کے ایک کاغذ جائے بعض اقرار سے بعض ملک سے اور بعض توقف سے۔ پس ایک خادم اس خط کو شعبی کے آگے لے گیا کہ قاضی تھے اور کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ اپنی گواہی اس پر لکھ۔ شعبی نے اور جملہ فقہا نے لکھی پھر ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لائے اور کہا امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ فرماتا ہے اپنی گواہی اس پر لکھ۔ آپ نے کہا امیر المومنین کہاں ہے۔ کہا گھر کہا خلیفہ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں آئے۔ یا میں خدمت میں جاؤں۔ تو گواہی درست ہو خادم نے آپ کے ساتھ سختی کی کہ قاضی اور دوسرے قضاۃ نے تو لکھ دی مگر تو فضول باتیں مت کر اور گواہی لکھ۔ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا: لھا ما کسبت ۔ ان کا فعل ان کے واسطے ہے۔ یہ بات

خلیفہ کے کان تک پہنچی شعبی کو بلایا اور کہا شہادت میں دیدار شرط ہے۔ کہا: ہاں خلیفہ نے کہا تو نے مجھ کو کب دیکھا کہ گواہی لکھ دی۔ شعبی نے کہا میں نے جانا کہ آپ کی نشانی اس پر ہے اور میں دیدار کب چاہ سکتا ہوں۔ خلیفہ نے کہا کہ اس معنی سے حق دور ہے۔ اور یہ جوان عہدہ قضا کو بہت بہتر ہے۔ بعدازاں منصور نے کہ خلیفہ تھا اندیشہ کیا تا کہ قضا آپ کو دے اور مشورہ کیا ہر ایک چہار کس کو قبول علماء تھے۔ اتفاق کیا ہے۔ ایک ابوحنیفہؒ دوسرے سفیان تیسرے شریح چوتھے مشعب بن خرام۔ چاروں کو لاتے تھے۔ راہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں تم سے ہر ایک سے دانائی کی بات کہتا ہوں سب نے کہا اگر بہتر ہو کہا میں حیلہ سے عہدہ قضا کو آپ سے دفع کروں گا۔ اور سفیان بھاگے اور مشعب دیوانہ بن جائے۔ اور شریح قاضی ہو۔ سفیان راہ سے بھاگ گئے اور کشتی میں چھپ گئے اور کہا مجھ کو چھپا رکھو کہ شرم لے جاؤ گے۔ اس تاویل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر مسکین جو قاضی ہوا بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ ملاحوں نے اسے چھپا لیا۔ اور یہ تینوں منصور کے آگے گئے۔ اوّل ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم کو قضا قبول کرنا چاہئے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے امیر المومنین ایک مرد ہوں غیر عرب بلکہ ان کے حوالے سے عرب کے سادات میرے حکم سے راضی نہ ہوں گے۔ جعفر نے کہا یہ کام تیرا ہے نسب سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔ اس کو علم چاہئے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کام کے میں لائق نہیں اور اگر جھوٹ کہا تو جھوٹے کا مسلمانوں کا قاضی نہ ہونا چاہئے۔ تو خلیفہ خدا ہے وہ امت رکھ کہ دروغ گو اپنا خلیفہ بنا دے اور مسلمانوں کے خون کا اعتماد اس پر کرے یہ کہہ کر نجات پائی۔ مشعب بن حرام آگے گئے اور خلیفہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا تو کیسا ہے۔ اور تیسرے بیٹے کیسے ہیں منصور نے کہا اس کو باہر کرو کہ دیوانہ ہے۔ پھر شریح سے کہا تجھ کو قضا کرنا چاہئے۔ اس نے کہا سودائی ہوں۔ دماغ میں ضعف ہے۔ منصور نے کہا معالجہ کرتا کہ عقل کامل ہو۔ قضا کا عہدہ شریح کر دیا اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علیحدہ کر دیا اور پھر اس سے کلام نہ کیا۔

نقل ہے کہ لڑکوں کی ایک جماعت گیند بازی کرتی تھی ان کی گیند امام ابوحنیفہ رحمۃ

اللہ علیہ کی جماعت میں گری۔ کوئی لڑکا نہیں جاتا تھا کہ باہر لائے۔ ایک لڑکے نے کہا میں جاتا ہوں اور نکال لاتا ہوں۔ پس گستاخانہ گیا اور نکال لایا۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا شاید یہ حلال زادہ نہیں ہے۔ تلاش کیا تو ویسا ہی تھا لوگوں نے کہا اے امام مسلمانوں کے کس سبب سے تم نے جانا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر خلف زادہ ہوتا تو حیا مانع ہوتی۔

نقل ہے کہ آپ کا کسی پر کچھ مال تھا اور اس کے محلہ میں ایک شاگرد نے وفات پائی۔ امام اس کے جنازہ کو گئے۔ آفتاب عظیم تھا۔ دوسری جگہ سوائے مرد کی دیوار کے سایہ نہ تھا۔ لوگوں نے کہا ایک ساعت اس دیوار کے سایہ میں بیٹھ جایئے۔ آپ نے کہا میرا اس کے مالک پر کچھ مال ہے اور اس کی دیوار سے تمتع حاصل کرنا روا نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کل قرض جز منفعة فهو ربوا اگر نفع لوں کا سود ہو گا۔

نقل ہے کہ آپ کو قید کیا ایک طلحہ سے آیا۔ کہا قلم تراش کہا تراشوں۔ ہر چند کہا فائدہ نہ رکھا۔ اس نے کہا کیوں نہیں تراشا۔ آپ نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اس قوم سے نہ ہو جاؤں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا احشرو الذین ظلموا ازواجهم اٹھاؤ ان لوگوں کو جنہوں نے اور ان کی ازواج نے ظلم کیا ہے اور آپ ہر رات تیرہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ایک روز جاتے تھے کہ ایک عورت نے کہا یہ مرد ہر رات پانسو رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ امام نے سنا اور نیت کی ہمیشہ پانسو رکعت پڑھوں گا تاکہ اس کا ظن سچا ہو۔

دوسرے روز گزرے۔ لڑکے آپس میں کہتے تھے یہ آدمی جو جاتا ہے ہزار رکعت نماز ہر رات پڑھتا ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفی نے کہا کہ آدمی کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رات کو نہیں سوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے نیت کر لی کہ رات کو نہ سوؤں گا۔ اس نے کہا کیوں؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حق تعالیٰ فرماتا ہے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا دوست رکھتے ہیں وہ اپنی تعریف کو اس چیز سے کہ نہیں کرتے۔ اب میں پہلو

زمین پر نہیں لگاؤں گا تا کہ اسی قوم سے نہ ہوں۔ اور بعد اس کے تیس برس صبح کی نماز عشاء کی طہارت سے ادا کی۔

نقل ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زانوں مثل اونٹ کے زانو کے ہو گئے تھے نماز کی کثرت کی وجہ سے۔

نقل ہے کہ امیروں کی تعظیم کی آپ نے ہدایت کے واسطے اور پھر آپ کو یہ گمان ہوا کہ میں نے امیروں کی تعظیم کی ہے۔ اس کے کفارہ کے واسطے ہزار قرآن شریف ختم کیے۔

کہتے ہیں کہ کبھی قرآن شریف چالیس بار ختم کرتے تھے تا کہ اس سے مشکل مسئلہ حل ہو جائے۔ نقل ہے کہ محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب جمال تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ان کو دیکھا بعد اس کے جو سبق پڑھاتے ایک ستون کے نیچے بٹھلاتے تھے کہ مبادا آنکھ ان پر نہ پڑے۔

نقل ہے کہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں بیس برس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہا۔ اس عرصہ میں میں تنہا ہوں یا بھرے میں ہوں آپ ننگے سر نہ ہوئے اور آرام کے واسطے پاؤں نہ پھیلاتے میں نے کہا اے امامِ دین اگر خلوت کی حالت میں پاؤں دراز کر لو تو کیا ہو۔ آپ نے فرمایا حق ادب کے ساتھ کوشش کرنا خلوت میں زیادہ بہتر ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز ایک لڑکا مٹی میں کھیل رہا تھا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہوش سے رہو تا کہ گر نہ جائے۔ لڑکے نے کہا میرا گرنا سہل ہے اگر گروں گا تنہا گروں گا لیکن آپ ہوش رکھیں اگر پاؤں پھسلے گا سب مسلمان آپ کے پیچھے پھسل جائیں گے کہ ان کا اٹھنا دشوار ہو گا۔ امام کو اس لڑکے کی جدت طبع سے تعجب آیا۔ روئے اور اپنے اصحاب سے فرمایا اگر تم کو کسی مسئلہ میں دلیل روشن ہو تو اس میں میری متابعت نہ کرو۔ اور میری تقلید اپنی حقیقت کے ساتھ نہ کرو اور یہ کمال انصاف ہے۔ ناچار ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہ بہت مختلف مسائل میں اقوال رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرد مالدار امیرالمومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشمن رکھتا تھا یہاں تک کہ آپ کو جھود کہتا تھا۔ یہ بات ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی۔ اس کو بلایا اور کہا کہ تیری لڑکی میں فلاں جھود کو دوں گا۔ اس نے کہا تم مسلمانوں کے امام ہو۔ مسلمان کی لڑکی جھود کو دینا کیونکر روا ہوگا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب تو جھود کو اپنی لڑکی دینا روا نہیں رکھتا تو کیونکر روا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لڑکی جھود کو دیتے۔ وہ مرد اس اعتقاد سے باز رہا اور توبہ کی۔

نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص کو حمام میں برہنہ دیکھا۔ بعض نے کہا فاسق ہے۔ بعض نے کہا دہری ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ بند کر لی۔ اس مرد نے کہا اے امام تیری آنکھ کی روشنی کب سے گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جس روز سے تجھ سے پردہ اٹھا اور کہا کہ جو قدریہ و جبریہ سے مناظر کرے تو دو سخن ہیں یا کافر ہووے یا اپنے مذہب سے پھر جائے۔ اس سے کہ جس خدا نے چاہا کہ علم ان پر راست ہو اور معلوم علم سے برابر آئے اگر کہیں نہ کافر ہو اس سبب سے کہ جو کہیں کہ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ علم اس کو ہو اور علم معلوم کے برابر آئے یہ کفر ہے۔ اگر کہے خدانخواستہ تسلیم ہو اپنے مذہب سے بیزار ہو۔ کہا میں بخیل کی تاویل نہیں کر سکتا اور گواہی نہیں سنتا ہوں کہ بخیل اس کو اس پر رکھنے کہ استغفار کرے اور اپنے حق سے زیادہ ہے۔

نقل ہے کہ ایک مسجد کی امامت کرتے تھے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے واسطے تبرک کے چاہا۔ امام پر گراں گزرا۔ آدمیوں نے کہا تم کو تبرک سے غرض ہے جو چاہے دے۔ دوست نے زور دیا۔ بکراہت تمام شاگردوں سے کہا اے امام تم سخی اور عالم ہو۔ اور سخاوت میں ہمت رکھتے ہو۔ اس قدر زر دینا تم پر کیوں گراں گزرا۔ آپ نے کہا کراہت مال کی جہت سے نہ تھی ولیکن یقین سے۔ میں جانتا ہوں کہ مال حلال ہرگز آب و گل کے خرچ میں نہیں جاتا اور میں اپنے مال کو حلال جانتا ہوں۔ جو مجھ سے کچھ چاہا یہ کراہت تھی۔ کہ میرے حلال کے مال میں شبہ ظاہر آتا ہے۔ اس سبب سے میں بڑا رنجیدہ ہوں جب چند روز گزرے وہ دوست لوٹ آئے۔ امام خوش ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک روز بازار میں جاتے تھے ناخن برابر مٹی آپ کے کپڑے پر لگ گئی۔ دجلہ کے کنارے پر گئے اور دھویا۔ لوگوں نے کہا اے امام مقدار معین نجاست کی کپڑے پر اجازت ہے۔ اس قدر مٹی کو کیوں دھویا کہا ہاں یہ فتوے ہے اور یہ تقویٰ۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داؤد کو وضو کے لئے فرمایا اور نیز اس کو اجازت نہ دی کہ ذخیرہ کرے اور ایک سال عورتوں کا قوت رکھا۔

کہتے ہیں کہ جب داؤد طائی مقتدر ہوا۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا علم کو کام باندھنا اس واسطے کہ جو علم کہ جس کا کاربند نہ ہو مثل جسم بے روح کے ہے اور کہتے ہیں کہ وقت کے خلیفہ نے خواب میں دیکھا۔ ملک الموت کو اس سے پوچھا کہ میری عمر کس قدر رہی ہے۔ پانچ انگشت کا اشارہ کیا۔ اس خواب کی تعبیر بہت آدمیوں سے پوچھی معلوم نہ ہوئی۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور ان سے پوچھی۔ آپ نے کہا پانچ علم اس آیت میں حق تعالیٰ نے فرمائے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

یعنی قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور مینہ برسنے کا اور وہی ارحام کی چیزوں کو جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا اور نہ یہ کہ کون سی زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا اور خبردار ہے۔

شیخ بوعلی بن عثمان جلابی کہتے ہیں کہ میں شام میں تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر پر سوتا تھا۔ میں نے آپ کو مکہ میں خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے آئے اور ایک لڑکے کو گود میں لیا جیسا کہ اطفال کو لیتے ہیں۔ نہایت شفقت سے میں آگے دوڑا اور آپ کے پاؤں مبارک پر بوسہ دیا لیکن میں اس تعجب میں تھا کہ یہ لڑکا کون ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بحکم معجزہ آگاہ ہوئے اور کہا کہ تیرا امام ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عثمان جلالی نے کہا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔ میں نے قیامت

کو خواب میں دیکھا کہ ہجوم خلائق حساب گاہ میں کھڑی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حوض کوثر پر کھڑے تھے اور ان کی سیدھی طرف اور الٹی طرف مشائخ دیکھے اور ایک پیر میں نے دیکھا خوبصورت اور سردار وسفید رو بروپیغمبر علیہ السلام کے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا برابر کھڑا ہوا۔ میں نے سلام کیا اور کہا کہ مجھ کو پانی دو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیجئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو پانی دو۔ جام بھر پانی مجھ کو دیا میں نے اور میرے اصحاب نے وہ پیا۔ اور اس میں سے کم نہ ہوا۔ میں نے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدھی طرف یہ پیر کون ہیں۔ کہا ابراہیم خلیل اللہ علیک السلام اور الٹی جانب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے میں نے پوچھا اور انگلیوں سے گرہ باندھتا گیا۔ سترہ آدمیوں تک میں جاگا سترہ عقد پکڑے تھا۔

یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا اور کہا آپ کو کہاں ڈھونڈوں۔ آپ نے فرمایا عند علم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مناقب اور مجاہدہ ان کے پوشیدہ ہیں۔

ذکر اولاد آنحضرت رضی اللہ عنہٗ

جاننا چاہئے کہ اولاد آپ کی عربستان میں بہت ہے اور ہندوستان میں بھی ہند کے شہروں میں رہتی ہے چنانچہ آپ کی اولاد سے ہانسی میں بندگی حضرت قطب العالم شیخ جمال الدین ہانسوی قدس اللہ سرہ العزیز ہیں۔ بن خواجہ حمید الدین عرف شیخ محمد سلطان مظفر کوفی بن خواجہ ابراہیم بن خواجہ ابوبکر بن خواجہ عبداللہ بن خواجہ عبدالرشید بن خواجہ عبدالصمد بن خواجہ عبدالسلام امام زادہ بن حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور پسران شیخ جمال الدین قدس سرہٗ کے شیخ برہان الدین شیخ کمال الدین کہ یہ مرد ابدال تھے اور عقب نہیں رکھتے تھے اور شیخ برہان الدین مذکور کے ایک پسر شیخ قطب الدین منور اور ان بزرگوار کے بھی ایک لڑکا تھا۔ شیخ ابراہیم عرف نور الدین کہ ان کے چار لڑکے تھے۔ شیخ حمید الدین لاولد اور شیخ جمال اور شیخ برہان الدین اور شیخ ضیاء الدین دیگر اولاد شیخ جمال

الدین مذکور کی شیخ نورالدین مذکور ہانسی ہیں اور اولاد شیخ برہان الدین کی بھی وہاں ہے۔ شیخ اشرف بن شیخ محمد بن شیخ فرید بن شیخ ابوالفتح بن شیخ فرید شیخ برہان الدین بن شیخ نورالدین بن شیخ قطب الدین منور بن شیخ برہان الدین بن حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی اور بعض اولاد آنحضرت کے اسد ہالہ میں قریب بوڑیا کے سرہند میں ہے۔ اور دیگر اولاد شیخ ضیاء الدین کی شیخ نورالدین چھ کوس اور پانی پت میں حضرت قدوۃ المحققین برہان العاشقین شیخ شرف الدین بوعلی قلندر قدس سرہ العزیز گنگوہ میں حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ کہ ان کے دس لڑکے تھے۔ ازاں جملہ چھ لڑکے اولاد رکھتے تھے۔ شیخ عبدالحمید شیخ رکن الدین شیخ احمد اور شیخ علی اور شیخ الاسلام اور شیخ محمد اور دوسرے لڑکے شیخ عبدالحمید مذکور کے شیخ عبدالصمد شیخ مظفر اور شیخ جلال۔ شیخ عبدالصمد مذکور کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ فتح اللہ اور شیخ فتح اللہ کے دو لڑکے تھے۔ شیخ ظاہر محمد اور شیخ صادق محمد اور شیخ مظفر مذکور کے دو لڑکے تھے۔ شیخ شبلی اور شیخ عبدالرحیم کے دو لڑکے تھے۔ شیخ عبدالحمید اور شیخ بایزید۔ اور شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس مطور کے چار لڑکے تھے۔ شیخ عزیز اللہ اور شیخ قطب الدین اور شیخ فضل اللہ اور شیخ عبداللہ اور شیخ قطب الدین مرحوم کے تین لڑکے تھے۔ شیخ نجم الدین۔ ضیاء الدین شیخ مشرف الدین شیخ نجم الدین مذکور کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ محسن اور شیخ شرف الدین کے ایک لڑکا تھا شیخ خواجہ محمد اور شیخ فضل اللہ مسطور کے ایک لڑکا تھا شیخ ابوالمعالی اور شیخ احمد بن شیخ عبدالقدوس کے سات پسر تھے۔ شیخ الاسلام اور شیخ عبدالغنی قدس سرہٗ کے اور شیخ عبدالحی اور شیخ نظام اور شیخ عالم اور میاں شیخ اور صدر الدین اور شیخ یحیٰی اور شیخ عبدالنبی قدس سرہ کے ایک لڑکا تھا شیخ غلام محمد۔ اور چار لڑکیاں تھیں کہ ان سے اولاد ہے۔ اور شیخ مذکور کے ایک لڑکا شیخ نصراللہ کہ شاہ آباد میں متوطن ہیں اور شیخ ہرقوم کے دو لڑکے تھے۔ شیخ صفی اور شیخ مودود اور شیخ مودود کے تین لڑکے تھے۔ شیخ پیر اور شیخ شریف اور شیخ جان محمد کہ یہ شاہ آباد میں متوطن ہیں اور شیخ عالم مذکور کے تین لڑکے تھے۔ شیخ جنید شیخ نتھا اور شیخ نصر الدین اور شیخ جنید کے ایک لڑکا شیخ تاج محمود اور شیخ نتھا کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ سلطان اور جہان شیخ کے دو لڑکے تھے۔ شیخ فرید اور شیخ غریب محمد اور

شیخ فرید کے تین لڑکے تھے۔ شیخ جمال محمداور شیخ صادق محمداور شیخ جان محمداور شیخ صدرالدین مذکور کے ایک لڑکا شیخ عبداللہ کہ شاہ آباد میں ساکن ہیں اور شیخ علی مذکور کے تین لڑکے تھے۔ شیخ یوسف اور شیخ نور محمداور شیخ مغیث کے دولڑکے تھے۔ شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عبدالواحداور شیخ عبدالرحمٰن کے بھی دولڑکے تھے۔اور شیخ ابوسعیداور شیخ عبدالرزاق اور شیخ الاسلام مذکور کے دولڑکے تھے۔ شیخ کبیر مجذوب اور محموداور شیخ کبیر مذکور کے چار لڑکے تھے۔ شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ مصطفیٰ اور شیخ عبدالرسول اور شیخ قدسی کہ ایک لڑکا رکھتے تھے۔ شیخ علی اکبراور شیخ محمود مذکور کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ حامد کہ اس کے دولڑکے تھے۔ شیخ ابومحمد اور شیخ یوسف محمد اور شیخ محمد بن عبدالقدوس مرقوم کے دولڑکے تھے۔ شیخ رفیع الدین اور شیخ بدرالدین اور شیخ رفیع الدین کے تین لڑکے تھے۔ شیخ زاہد شیخ مجاہد شیخ عابداور ایک لڑکا شیخ مجاہد کے تھا شیخ پیر محمد شیخ عابد مذکور کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ شاہ محمداور شیخ بدرالدین کے دولڑکے تھے۔ شیخ حبیب محمداور شیخ حبیب محمد کے چار لڑکے تھے اور الجملہ دولڑکے زندہ ہیں۔ شیخ فتح محمداور شیخ عبداللطیف اور دیگر اولاد حضرت امام عظام کی بہت ہے۔ جو فقیر نے سنی لکھااور جواہر جلالی میں بیان کرتے ہیں۔

وفات امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ

بشر بن ولید سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ منصور کے غضب سے قضا کی خلیفہ نے ان کو مارا اور قید کر دیا۔ اور قید خانہ میں پیر کے روز انتقال فرمایا جب عہدہ قضا پیش کیا۔ آپ نے انکار فرمایا خلیفہ نے قسم کھائی کہ اگر نہ قبول کرے گا تو نہیں چھوڑوں گا۔ امام صاحب نے بھی قسم کھائی کہ عہدہ قضا قبول نہیں کروں گا۔ خلیفہ کے خواص نے کہا قبول کرلو خلیفہ نے قسم کھائی ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیسے قبول کر لوں حالانکہ میں نے بھی قسم کھائی ہے۔ خلیفہ بمقابلہ میرے کفارہ دے سکتا ہے اور میں نہیں ادا کر سکتا۔ پس خلیفہ نے مارا۔ اور قید کر دیا۔ ہر جمعہ کے روز نکلتے تھے اور عہدہ قضا پیش کیا جاتا تھا اور درّہ لگتا تھا۔ یہاں تک کہ قید میں وفات پائی۔ ماہ رجب ۱۵۰ ہجری تھی۔

ذکر نسب اور وفات امام محمد رحمتہ اللہ علیہ

امام محمد بیٹے عبداللہ بن طاؤس بن ہرمز بن نوشیرواں عادل کے تھے۔ ان کی وفات بتاریخ ۲۹ رمضان المبارک ۱۸۷ ہجری میں ہوئی۔

ذکر نسب امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ

امام القاضی رضی اللہ عنہ بیٹے منصور بن محمد بن علی بن حضرت عبداللہ بن حضرت بن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تھے۔ وفات ان کی ۲۷ رجب ۱۰۲ ہجری میں ہوئی۔

ذکر نسب اور تاریخ وفات حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ

امام موصوف بیٹے ادریس بن عثمان بن عبید بن یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کے تھے۔ وفات ان کی شب جمعہ بتاریخ ۲۶ ماہ رجب ۲۰۴ھ ہجری میں مدت عمر آنحضرت کی ۵۴ سال تھی۔

ذکر نسب اور وفات حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ

امام موصوف بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۷ شعبان کو وفات پائی۔ اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کی وفات غرہ ماہ شوال ۱۸۷ ہجری میں ہے۔

باب ۲

نسب اور بعض احوال حضرت قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی سنجری قدس اللہ سرہٗ کا اور تعداد اولاد کی کہ پشت آنحضرت سے ظہور میں آئے۔ اور حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے بیان میں۔ اور نسب اور حسب اور ازواج اور اولاد اور ولادت اور تاریخ وفات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ کا بیان۔ اور خلفائے عظام آنحضرت کا۔ اور ذکر حسب اور اولاد حضرت شیخ نجیب الدین متوکل اور برادر حقیقی آنحضرت کا۔ اس باب میں بارہ فصلیں ہیں۔

فصل نمبر ا

بیان نسب اور بعض احوال حضرت سراج المحققین برہان العاشقین خواجہ راستین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ معین الملتہ والشرع والدین حسن قدس سرہ العزیز کا۔

نسب آنحضرت کا سولہ واسطہ سے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ اس ترتیب سے کہ حضرت خواجہ معین الدین بن غیاث الدین حسن سنجری بن کمال الدین حسن احمد بن سید طاہر بن سید ابراہیم بن امام محمد مہدی بن امام حسن عسکری بن امام تقی بن امام نقی بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امیرالمومنین امام حسین رضی اللہ عنہ شہید دشت کربلا حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ ابن ابی طالب عم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ اور بعض احوال آنحضرت میں نقل ہے۔ سیر العارفین میں تصنیف مولانا جمال دہلوی سے مثنوی۔

آں شہنشاہِ جہان معرفت ۔۔۔ ذات اور بیروں زادراک وصفت
خسرو ملک فنا بے تخت وتاج ۔۔۔ از خود واز غیر خود بے احتیاج
غرق بحر صدق از صدق وصفا ۔۔۔ از خودی بیگانہ ماحق آشنا
کردہ ملک ہمتش زاوج کمال ۔۔۔ بیضۂ افلاک را در زیر بال
اختر برج سرلم یزل ۔۔۔ گوہر درج کمال بے بدل
آں معین الدین ملت بے نظیر ۔۔۔ فارغ از دنیا بملک دیں امیر
در ثنائے او جمالے راچہ حد ۔۔۔ فیض اوباید کہ فرماید مدد

آپ مشائخ کبار میں مشہور اور معروف تھے۔ اور روز مرہ ابرار ہیں بصیف اللہ موصوف پیدائش آپ کی سنجرستان میں ہے اور نشو ونما خراسان ہیں۔ پدر بزرگوار آپ کے خواجہ غیاث الدین حسن نہایت اصلاح سے آراستہ تھے اور فلاح سے پیراستہ جب وفات پائی آنحضرت قدس سرہٗ کو ۱۵ سال کا چھوڑا۔ مالک ایک باغ انگوروں کے تھے۔ ان سے تفقد حال فرماتے تھے وہاں ایک مجذوب تھے ابراہیم قندوزی۔ ناگاہ آپ کے باغ میں

ان کا گزر ہوا۔ آپ درختوں کو پانی دیتے تھے۔ آپ نے دیکھا ابراہیم قندوزی آتا ہے۔ دوڑے اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور درخت کے نیچے بٹھلایا اور انگور کے خوشے پیش کئے۔ اور با ادب روبرو بیٹھے۔ ابراہیم مجذوب نے ایک کھلی کا ٹکڑا بغل سے نکالا اور اپنے دانتوں میں چبایا اور منہ سے نکالا اور اپنے ہاتھ سے حضرت کے دہن مبارک میں ڈالا۔ اس کے کھانے سے آپ کا قلب نور باطن میں چمکنے لگا چنانچہ آپ کا دل املاک اور گھر سے سرد ہو گیا۔ بعد تین روزہ کے سب اسباب اور املاک بیچ ڈالا اور درویشوں پر لٹا دیا اور سفر کیا ایک مدت سمرقند اور بخارا میں رہے۔ اور قرآن حفظ کیا اور علم ظاہری پڑھا اور وہاں سے عراق غرب کا قصد کیا جب قصبہ ہارون میں کہ نواحی نیشاپور سے ہے پہنچے۔ حضرت شیخ المشائخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کو پایا۔ ڈھائی برس ان کی خدمت میں رہے۔ اور ریاضت اور مجاہدے کئے جب سرانجام کار اتمام کو پہنچا حضرت شیخ عثمان ہارون سے خلافت پائی اور رخصت لے کر چاہا کہ بغداد جائیں۔ قصبہ سنجار میں آئے۔ اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰ وہاں تھے۔ وہ ملے ڈھائی ماہ وہاں رہے۔ وہاں قصبہ جیال میں آئے اور حضرت شیخ المشائخ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کو پایا۔ حضرت اس وقت قصبہ خیال میں تھے۔ جگہ بہت پر فیض ہے نہایت کمال کے ساتھ اور ہوا نہایت اعتدال کے ساتھ کوہ جودی کے تحت میں واقع ہے جہاں کشتی حضرت نوح علیہ السلام کی ٹھہری تھی۔ جیسا کہ قرآن میں ہے واستوت علی الجودی یہ درویش بھی وہاں بغداد سے پہنچا۔ وہاں معلوم کیا کہ حضرت سلطان المشائخ والاولیاء شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے قصبہ کی زمین کو خرید کر اولاد کو وقف کیا ہے چنانچہ اولادِ پاک نہاد اور صاحب سجادہ اس قصبہ میں رہتے ہیں۔ اور مقبرہ مطہرہ حضرت سلطان کا بغداد ہے اور قصبہ جیال بغداد سے سات دن کی راہ ہے۔ وہاں حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ نے حضرت پیران پیر کو پایا۔ پانچ ماہ اور سات روز صحبت میں رہے اور انواع فیض جمعیت باطن معیت سے آپ کی میسر ہوئی چنانچہ اب تک حجرہ متبرکہ خواجہ معین الدین کا وہاں واقع ہے کہ آدمی وہاں سے فیض لیتے ہیں اور تعمر کرتے ہیں۔ یہ درویش بھی وہاں مشرف ہوا اور دوگانہ ادا کیا۔ بعد دریافت صحبت کے

خواجہ قدس سرہٗ بغداد میں آئے۔ حضرت شیخ المشائخ شیخ ضیاء الدین قدس سرہٗ شیخ شہاب الدین قدس سرہٗ کے پیر سے ملاقات کی۔ ایک مدت ان کی صحبت سے خوش ہوئے۔ اس زمانہ میں شیخ اوحد الدین قدس سرہٗ ابتدائی سلوک میں بغداد میں تھے۔ شیخ حسام الدین چلپی سے کہ خلیفہ بزرگ مولانا جلال الدین قدس سرہٗ صاحب مثنوی کے ہیں۔

منقول ہے کہ شیخ اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت کا حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین قدس سرہٗ سے لیا اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین قدس سرہٗ بھی ابتداء حال میں اس صاحب کمال کی صحبت میں پہنچے ہیں اور نیز نقل کیا ہے کہ شیخ حسام الدین چلپی رحمتہ اللہ علیہ سے کہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین بغداد سے ہمدان میں آئے۔ شیخ یوسف ہمدانی کو پایا۔ وہاں سے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت شیخ المشائخ ابوسعید تبریزی کی کہ پیر حضرت جلال الدین تبریزی کے تھے ان کو پایا اور وہ ایک شیخ بزرگ اور عالی ہمت اور مجرد و متوکل ہوئے ہیں چنانچہ حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین محمد بدیوانی سے منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوسعید تبریزی قدس سرہٗ کے ستر مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ المشائخ فرید الملۃ والدین قدس سرہ سے کہ اپنے پیر حضرت الملۃ والدین بختیار اوشی سے روایت کرتے ہیں۔ یعنی حضرت ملک المشائخ اولیاء خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہٗ کا عجب ریاضت اور مجاہدہ تھا کہ بعد سات روز کے ایک ٹکیہ مقدار پانچ مثقال کی پانی سے تر کر کے افطار فرماتے تھے۔

نقل ہے کہ سلطان المشائخ والاولیاء نظام الدین محمد بدایونی قدس سرہٗ سے کہ آنحضرت کہ پوشش دوہرا کپڑا تھا۔ بخیہ زدہ بغل بند اگر کہیں پھٹ جاتا تو پاک لتہ جس قسم کا ملتا اس کا پیوند لگا لیتے تھے جب اصفہان میں پہنچے شیخ محمود اصفہانی قدس سرہٗ کو کہ مشائخ کبار سے تھے پایا۔ اس زمانہ میں خواجہ قطب الدین بن موسیٰ اوشی کہ ایک قصبہ ہے ماوراء النہر سے تھے جانتے تھے کہ مرید شیخ محمود کے ہوں۔ جب حضرت خواجہ معین الدین کو دیکھا۔ آپ کے مرید ہوئے اور حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ وہی دوہرا

کپڑا کہ آپ پہنتے تھے آپ کو دیا چنانچہ انہوں نے یعنی قطب الدین نے وہی دوتہیہ رحلت کے وقت شیخ فرید الدین قدس سرہٗ کو وصیت کی۔ حضرت حمید الدین ناگوری کو دیا کہ اس کو فرید الدین مسعود کے سپرد کر دو۔

فوائد الفواد میں بیان کرتے ہیں کہ اس دوتہ مرقع کو میں نے دیکھا۔ شاید آخر الامر انہیں کو پہنچا ہو۔ سنا گیا ہے جب حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ نے خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے خرقہ پایا۔ باون سال کے تھے مشغولی اعظم رکھتے تھے۔ تنہا مسافرت کرتے اور جہاں پہنچتے زیادہ گورستان میں رہتے تھے اور ہر روز دو کلام اللہ ختم کرتے تھے جہاں ذرا بھی شہرت پاتے یا کوئی ان کے احوال پر مطلع ہوتا وہاں سے ایسے مسافر ہوتے کہ کوئی واقف نہ ہوتا چنانچہ حضرت شیخ ہارونی کو ان سے بہت محبت تھی۔ جس وقت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ نے ان سے رخصت لی اور بغداد کی طرف متوجہ ہوئے بعد چند سال کے حضرت سلطان المشائخ شیخ المشائخ عثمان ہارونی فرط محبت سے ان کی طلب میں اپنے مقام سے گئے۔ بعد چند روز کے جس مقام پر پہنچے اس زمین میں ایک مغان رہتا تھا۔ اور آتش کدہ اس نے بنایا تھا اور آگ وہاں جلا رکھی تھی اس کے اوپر ایک اینٹوں کا گنبد بنایا تھا۔ ہر روز بیس گٹھ لکڑی اس میں مقرر تھی جو اس میں ڈالتا تھا۔

جب حضرت موصوف وہاں پہنچے قصبہ سے دور ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت شیخ کا ایک خادم فخر الدین نام تھا۔ اس کو بھیجا کہ آگ لا دے تاکہ روٹی فطار کی تیار کریں۔ خادم مذکورہ وہاں پہنچا۔ آٹا خریدا اور آگ کے واسطے اس آتش کدہ میں آیا چاہا کہ آگ لے۔ اس جگہ مغاں بہت تھے۔ اس کو آگ کے گرد جانے کی اجازت نہ دی۔ خادم مذکور نے صورت حال شیخ سے بیان کی۔ شیخ نے جس درخت کے نیچے نزول فرمایا وہاں ایک چشمہ تھا اس سے وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا اور آتش کدہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب نزدیک پہنچے دیکھا کہ ایک پیر مغ لکڑی کے تختہ پر آتش کدہ کی طرف متوجہ بیٹھا ہے اور ایک لڑکا سات برس کا اس کی گود میں ہے۔ اس مغ کا مختیار نام تھا۔ جب حضرت شیخ وہاں پہنچے مغ مذکور سے پوچھا کہ یہ آگ کیوں پوجتے ہو؟ اس سے کیا فائدہ

ہے؟ خدا کو کیوں نہیں پوجتے؟ آگ جس کی بنائی ہوئی ہے۔ مغ نے جواب دیا کہ ہمارے دین میں آگ کا وجود بڑا ہے۔ کیوں نہ پوجیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اتنی عمر آگ کو کہ ذرا سے پانی سے بجھ جاتی ہے۔ صدق دل سے پوجا ہے یہ کر سکتا ہے کہ ہاتھ پاؤں اس میں تو ڈالے اور وہ نہ جلے۔ مغ نے جواب دیا کہ اس کا کام اور خاصیت جلانے کی ہے کس کو اتنی طاقت ہے کہ اس کے نزدیک جائے۔ جب حضرت شیخ نے مغ کا جواب سنا اس کی گود میں جو لڑکا تھا اس کو لے لیا اور آگ کی طرف دوڑے۔ تمام مغ فریاد کرنے لگے۔ آپ نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم کہا اور آیت قلنا یا نارُ کونی برداً وّسلام علیٰ ابراھیم پڑھا اور تیز آتش کدہ کی آگ میں قدم رکھا۔ اور مقدار چار ساعت بخوبی اس میں رہے کوئی اثر نمودار نہ ہوا۔ اور غلبہ فریاد مغاں مغوں کا سنتے تھے۔ اور وہاں سے نہیں ہلتے تھے چند ہزار مغ آتش کدہ کے گرد جمع ہو گئے۔ بہت دیر کے بعد اس آتش کدہ سے باہر آئے۔ شیخ کے خرقہ پر اور اس طفل پر دھواں بھی نہ پہنچا تھا۔ مغوں نے طفل سے پوچھا کہ وہاں کیا حال تھا۔ طفل نے جواب دیا کہ وہاں سوائے گل گلزار کے کچھ نہیں دیکھتا تھا اور میں حضرت شیخ کے قدم کے نیچے خوشی کرتا تھا۔ مغوں نے طفل سے جب یہ بات سنی اور وہ معاملہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کا دیکھا یکبارگی سر قدم پر حضرت شیخ کے رکھا اور پاؤں کی خاک پر گرے۔ اور سب ایمان سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ نے ایک مدت وہاں اقامت فرمائی۔ اور اس مختیار کو کہ ان کا جو پیر تھا تربیت فرمائی۔ اور شیخ عبداللہ نام رکھا۔

چنانچہ شیخ عبداللہ مذکور ایک اولیاء سے ہوئے اور اس طفل کو کہ آتش کدہ میں ساتھ لے گئے تھے ابراہیم نام رکھا۔ وہ بھی ایک اہل ولایت سے ہوا چنانچہ اس آتش کدہ کو گرا دیا اور عمدہ عمارت بنائی۔ مقبرہ شیخ عبداللہ اور شیخ ابراہیم کا وہیں ہے۔ بہت متبرک اور عظیم گورستان ہے چنانچہ حقیر وہاں پہنچا ہے اور دو ہفتہ رہا اور بہت فیض حاصل کیا۔ اور وہاں کے آدمیوں سے تحقیق کیا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی ڈھائی برس اس جگہ ساکن رہے ہیں۔ خانقاہ آپ کی وہاں موجود ہے اور حضرت شیخ معین الدین قدس سرہٗ تبریز سے منہ

اور خرقان کی طرف آئے اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس سال رحلت فرمائی تھی اور حضرت شیخ ابوالخیر منہ میں تھے ان سے ملے۔

یوں کہتے ہیں کہ شیخ مذکور دو برس کے قریب اس نواحی میں رہے اور وہاں سے استر آباد آئے۔ شیخ ناصر الدین استر آبادی کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ وہ بڑے شیخ عظیم القدر اور کامل الذات تھے۔ ایک سو ستر برس کی عمر تھی۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی اور حضرت ابوسعید ابوالخیر نے حضرت شیخ ناصر الدین قدس سرہٗ کی صحبت پائی تھی۔ اور شیخ مذکور کی مجالست اور موانست سے تفاخر کرتے تھے۔ اور حضرت شیخ ناصر الدین استر آبادی کا دو واسطہ سے پیوند حضرت سلطان العارفین شیخ طیفور بایزید بسطامی قدس سرہٗ السامی سے تھا چنانچہ یہ داعی بھی ان مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کو پہنچا اور اپنا زردروان کے آستانہ کے خاک سے ملا۔ بعد دریافت صحبت شیخ ناصر الدین قدس سرہٗ کہ حضرت شیخ معین الدین استر آباد سے رے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک مدت وہاں رہے اور حضرت کی عادت تھی کہ ایک جگہ میں کم ٹھہرتے تھے۔ روزانہ سیر تھا اور اکثر جگہوں میں حضرت شیخ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ کہ رات کو آرام کرتے سوائے ایک درویش کے آپ کی خدمت میں کوئی ملازم نہ ہوتا تھا۔ اغلب فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے تھے اور مصروف سیر میں رہتے۔ اور وہاں سے جب شہرت ہوئی اور خلق ایکبارگی متوجہ ہوئی۔ سبزوار میں آئے۔ وہاں ایک حاکم تھا۔ محمد یادگار نام بڑا سخت مزاج اور کج طبیعت اور فاسق اور رقص میں مشہور تھا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے نام سے پاتا اس کو بڑی ایذا پہنچاتا اور دردا اور اس کی ایذا رسانی کے درپے ہو جاتا تھا۔ اس کا اسی شہر میں ایک باغ تھا وہاں ایک عمدہ حوض اور عمارت بنائی تھی۔ وہاں آ کر شراب اور انواع فسق میں مشغول ہوتا تھا۔

حضرت شیخ معین الدین قدس سرہٗ جب سبزوار میں پہنچے۔ اوّل روز اسی باغ میں آئے اور اسی حوض سے غسل کیا اور دوگانہ ادا فرمایا اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے۔

اتفاقاً اسی روز یادگار محمد اس باغ میں متوجہ ہوا جو درویش کہ برابر حضرت شیخ معین الدین قدس سرہٗ کے تھا اس نے حضرت شیخ سے عرض کی کہ فراش باغ کے دروازہ تک پہنچے ہیں اور وہ پیچھے سے آتا ہے۔ مصلحت ہے کہ حضرت اس باغ سے نکل چلیں کہ وہ مرد قوی اور ناملائم ہے۔ حضرت شیخ اس کے کہنے پر ملتفت نہ ہوئے اور اس سے فرمایا کہ سرو کے سایہ میں جو ہمارے قریب ہے بیٹھو۔ اس درمیان فراش یادگار محمد کے پہنچے اور قالین خاص اس کا حوض کے کنارے بچھایا اور شیخ کی عظمت اور دہشت سے نہ کہہ سکے کہ حضرت کو اٹھائیں اور منع کریں۔

اسی اثناء میں یادگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا۔ حضرت شیخ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ جب اس کی نظر حضرت شیخ پر پڑی کانپنے لگا اور اس کے چہرہ کا رنگ دگرگوں ہوا اور حضرت شیخ کی عظمت اور شوکت سے اس کے تمام نزدیکوں اور مصاحبوں میں دہشت زیادہ ہوئی اور وہ لرزاں اور ترساں آنحضرت کے پاؤں پر گرے اور دست بستہ مقابل کھڑے ہوئے۔ حضرت شیخ نے اس کی طرف تیزی سے نظر کی۔ طرفتہ العین میں بے طاقت ہوا اور گریبان چاک کیا۔ جب حاضرین مجلس نے دیکھا سب نے سر زمین پر رکھ دیا اور حضرت شیخ نے اپنے درویش سے فرمایا کہ تھوڑا سا پانی حوض سے لے اور ان کے منہ پر مار درویش مذکور نے حضرت شیخ کے اشارہ سے ویسا ہی کیا۔ بعد تھوڑی دیر یادگار محمد ہوش میں آیا اور سر زمین پر رکھا اور حضرت شیخ نے بلند آواز سے فرمایا کہ تو نے توبہ کی۔ اس نے بعجز تمام توبہ کی اور جواب دیا کہ میں ۔نے توبہ کی۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اپنے خراب عقیدہ سے باز آیا۔ اس نے کہا واللہ باللہ ثم باللہ میں نے چھوڑا۔

معلوم نہیں کہ اس نے معائنہ میں کیا دیکھا۔ کہ یک بارگی ڈرا کانپا اور بے ہوش ہو گیا۔ بعدازاں حضرت شیخ معین الدین نے فرمایا کہ وضو کر اور دوگانہ شکرانہ توبہ کا ادا کر۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ اور شیخ کے قدم پر سر رکھا اور ہاتھ ارادت میں دیا۔ اور مرید ہوا اور اس کے سب مصاحب تائب ہوئے۔

کہتے ہیں کہ جس روز یادگار محمد تائب ہوا اور بیعت سے مشرف ہوا جو اسباب اور نقد

کہ اس کے ملک میں تھا حضرت کے آگے تذکرہ کر کر ظاہر کر دیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ سب دشمنوں کو راضی کر اور جس سے تم نے ظلم سے لیا اس کا دے دے تا کہ حضرت حق تعالیٰ تجھ کو توبہ میں استقامت اور قرار بخشے اور رحمت کی نظر کرے۔ یادگار محمد نے ویسا ہی کیا جب حضرت نے اشارہ فرمایا تمام لونڈیاں اور غلام آزاد کر دیئے اور جو کچھ جس کے پاس تھا اسی کو بخش دیا اور دو عورتیں رکھتا تھا دونوں کو مطلقہ کیا اور دل وجان محبت اور مودت اور اعتقاد اور اتحاد میں حضرت شیخ کے ہار دیا ایک واصلان حق سے ہوا۔

یہ حکایت مولانا نجفی سے ہے کہ ایک بزرگوار سبزوار سے ہیں اور اصلاح اور تقویٰ میں مشہور ہیں۔ اس حقیر کا جب رے سبزوار میں گزر ہوا سنی گئی۔ بعد ازاں حضرت زبدۃ المشائخ معین الحق والدین قدس سرہٗ سبزوار سے حصار شادماں میں آئے۔ محمد یادگار بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ اس کو بھی اس مقام میں مقرر کیا چنانچہ قبر اس کی وہیں ہے۔ وہاں بلخ میں حضرت خضرویہ قدس سرہٗ کے مقام میں آئے۔ چند ماہ اقامت فرمائی۔ مولانا ضیاء الدین حامد حکیم بلخی وہاں موجود تھے۔ مولانا مذکور کو علم تصوف پر ہرگز اعتقاد اور اعتماد نہ تھا۔ چنانچہ اکثر اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ علم تصوف ہذیان ہے کہ تپ زدے اور مسلوب العقل اس کو زبان پر لاتے ہیں۔ ہرگز اہل تصوف پر اعتقاد نہ کرتے تھے اور اس قوم پاک فرجام کے حق میں سخن غیر اور دشنام زبان پر لاتے تھے۔ ان کا نواحی بلخ میں ایک گاؤں تھا۔ وہاں مدرسہ اور باغ تھا زیادہ اس موضع میں رہتے تھے۔ اور سبق حکمت کا پڑھاتے۔ حضرت زبدۃ المشائخ معین الحق والدین کے ایک دودستہ تیر اور کمان اور چقمق اور نمکدان کہ وہ خادم کے پاس رہتے تھے جب کبھی آبادی سے گزر بیابان میں ہوتا شکار کرتے اور اس سے بے شبہ افطار کرتے تھے۔ ناگہاں آپ کا گزر مولانا ضیاء الدین کے موضع میں ہوا۔ اس روز ایک کلنگ تیر سے مارا تھا۔ چاہا کہ اس کے کباب بنا دیں اور کھائیں۔ ایک درخت نے نیچے جلوس فرمایا اور خادم کو اشارہ فرمایا کہ آگ جلاؤ اور کباب بناؤ اور خود دوگانہ میں مشغول ہوئے۔ مولانا ضیاء الدین حکیم کا وہاں گزر ہوا۔ دیکھا کہ ایک درویش نماز میں مشغول ہے اور خادم کلنگ کے کباب بناتا ہے۔ مولانا بھوکے تھے چاہا کہ تھوڑی

دیر اس درخت کے نیچے کہ حضرت قدس سرہٗ جہاں مشغول تھے بیٹھیں اور اس سے چند لقمہ کھائیں۔ بعد تبلیغ اور تصریح نماز اس پاک ذات کے مولانا ضیاء الدین حکیم کو طاقت نہ ہوئی کہ سر آپ کے پاؤں مبارک پر لائے ہوں لیکن بہ تکلف تمام آپ کو باز رکھا۔ سلام کیا اور آگے بیٹھے۔ اس وقت خادم حضرت کا کباب لایا اور حضرت شیخ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ کہا اور ایک ران اس کلنگ کی جدا کی اور مولانا ضیاء الدین کے آگے رکھی اور دوسری ران سے گوشت کا ٹکڑا خود تناول فرمایا۔ مولانا ضیاء الدین حکیم نے جو اس سے لقمہ کھایا تو سینہ کے اندر جو ظلمت فلسفیوں نے استقرار پایا تھا اس کے آثار دور ہو گئے اور اس ظلمت کی جگہ انوار و اسرار معرفت کے پیدا ہوئے۔

چنانچہ مولانا مذکور کو اس نور کے ظہور سے کوئی چیز وجود میں نہ رہی۔ بعد تھوڑی دیر کے حضرت شیخ نے اپنا پس خوردہ ان کے منہ میں ڈالا اور مولانا کو اس حال سے خوشی میں لائے۔ اور مولانا ظہیر بلخی سے سنا گیا ہے کہ جب مولانا ضیاء الدین حکیم کو اسرار وحدت کے انوار کی طلعت حاصل ہوئی تمام کتب خانہ فلسفیات کا پانی میں ڈبو دیا۔ آپ کو اسباب دنیاوی دنیا سے خالی کیا اور آپ کے مرید ہوئے اور تمام شاگرد بھی بیعت سے مشرف ہوئے۔ مولانا ضیاء الدین کو بھی وہاں متعین کیا اور خود قصد غزنی کا فرمایا۔ حضرت شمس العارفین عبد الواحد قدس سرہٗ کے پیر نظام الدین ابوالموئد کے ہیں۔ وہاں تھے ان سے ملاقات کی اور وہاں سے لاہور پہنچے۔ حضرت شیخ المشائخ پیر علی ہجویری قدس سرہ العزیز کہ الفقیر من لہٗ قلب لا و لا رب لہٗ ان کا قول ہے۔ اسی سال رحلت فرما گئے ولیکن حضرت شیخ المشائخ شیخ حسین زنجانی کہ پیر سعید الدین حمویہ قدس سرہٗ کے ہیں زندہ تھے۔ آپ کے اور ان کے درمیان اتحاد حد سے زیادہ واقع ہوا۔ مگر ان ایام میں شہاب الدین مشہور بسلطان معز الدین محمد طالب شاہ نے دہلی کو فتح کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کو کہ غلام اس کا تھا دہلی کے دارالخلافت میں چھوڑا۔ اور غزنی کی طرف روانہ ہوا تھا اثنا راہ میں رحمت حق سے جاملا۔

حضرت معین الدین قدس سرہٗ حضرت شیخ زنجانی سے رخصت لے کر متوجہ دہلی کے

ہوئے۔ جب اس مبارک جگہ پہنچے چند ماہ آرام فرمایا۔ وثاق متبر کہ کہ وہاں تھے کہ قبر شیخ رسید مکی کی اب تک وہاں ہے اور ابھی ان کی مسجد کے آثار کی محراب قائم ہے۔ جب اژدہام خاص وعام کا زیادہ ہوا دہلی سے طرف خطہ اجمیر کے متوجہ ہوئے۔ اس مقام نیک فرجام نے اگرچہ رونق اسلام کی پائی تھی لیکن غلبہ کفار نگونسار کا مقدار ایک فرسنگ کے قائم تھا۔ حضرت قطب الدین ایبک طالب ثراہ نے سید السادات حسین مشہدی کو وہاں داروغگی کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ سید مذکور نے آپ کا آنا اور آپ کی صحبت کو غنیمت جانا۔ بہت سے کفار نامدار آپ کی برکت سے ایمان لائے۔ اور بہت سے جو ایمان نہ لائے فتوح بے حد اور بے شمار بھیجتے تھے کہ اب تک اولاد ان کی اسی طرح معتقد ہے۔ ہر سال آتے ہیں اور سر خاک آستانہ پر رکھتے ہیں اور بہت سا روپیہ مجاوروں کو دیتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں۔

سنا گیا ہے کہ شمس الدین التمش کے عہد میں دوسری بار بھی آپ دارالخلافہ دہلی میں تشریف لے گئے۔ انشاء اللہ وہ واقعہ ذکر میں سلطان مشائخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے لکھا جائے گا۔ اور ذکر دوسرے خلفاء کا مثل شیخ المشائخ سلطان المجد د دین حمید سوالی کے کہ وہ اسی خطہ میں آسودہ ہیں آرام کیا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت سلطان نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ بڑے تارک الدنیا تھے اور موضع سوال میں اجمیر سے دو فرسنگ سکونت رکھتے تھے اور وہ اوّل حال میں بہت پریشان قدم تھے اور جمال باکمال رکھتے تھے چنانچہ جس عورت کو دیکھتے تھے فریفتہ ہو جاتے تھے۔ جب صحبت حضرت معین الدین کی پائی تائب ہوئے۔ بعد حصول توبہ کے ہم صحبتوں نے ان کو فسق کی طرف راغب کرنا چاہا جواب دیا کہ ایسا آزار بند محکم ہے کہ معلوم نہیں حور بہشت پر بھی کھولوں گا یا نہیں اور شیخ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ یکبارگی ترک اور تجرید کی اور جوان کے ملک میں تھا فقراء کا حصہ کیا۔ ایک جریب زمین پانی کے کنارہ تھی۔ وہی کھودتے تھے اور بوتے تھے اور ہر سال اسی پر قانع تھے۔ گدڑی کے سوا دوسرے لباس پر میل نہ کرتے تھے۔ اور فتوح اور شکرانہ قبول نہ فرماتے۔ ان کی عورت

خدیجہ نام تھی۔ زُہد اور ورع میں رابع عصر تھی۔ بعد ہفتہ کے پتوں سے ایک بار افطار کرتی تھی۔ درویش نے ایک روز پوچھا یہ کیونکر ہے کہ بعض مشائخ زندگی میں شہرت تمام رکھتے ہیں اور مرنے کے بعد ان کا کوئی نام بھی نہیں جانتا۔ اور بعض مرنے کے بعد شہرت پاتے ہیں۔ جواب دیا جس نے زندگی میں شہرت کی کوشش کی حق تعالیٰ مرنے کے بعد اس کا نام چھپا دیتا ہے اور جس نے زندگی میں چھپایا اس کا ذکر خیر بعد مرنے کے قاف سے قاف تک جوش مارتا ہے۔

حضرت شیخ نظام الدین سے نقل ہے کہ نواحی اجمیر میں ایک ہندو تھا۔ حضرت شیخ حمید سوالی اس سے ہمیشہ فرماتے کہ یہ صاحب نعمت اور خدا کا ولی ہے۔ آدمی حیران ہوتے تھے کہ حضرت شیخ کافر کو خدا کا ولی کہتے ہیں۔ آخر وہ ہندو مسلمان ہوا اور ایک اولیاء خدا سے ہوا۔

نقل ہے کہ شیخ نجم الدین صغراء کہ جب شیخ الاسلام دہلی سے شیخ جلال الدین تبریزی پر تہمت لگائی تھی اور محضر بنایا تھا چنانچہ اس کی کیفیت شیخ جلال الدین تبریزی کے ذکر میں سیر العارفین میں لکھی ہے۔ القصہ اس محضر میں شیخ کبار حاضر تھے۔ شیخ حمید الدین سوانی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا سے سوال کیا کہ اے مخدوم کیا حکمت ہے کہ جہاں مال رکھتے ہیں وہاں سانپ بھی مسکن کرتے ہیں چنانچہ مشہور ہے۔

"گنج با مار باشد و گل با خار"

مال اور مار میں مناسبت صوری ہے نہ معنوی۔ دونوں کی معیت کا سبب معلوم نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا۔ اگرچہ مناسبت صوری ہے لیکن مناسبت معنوی نہیں ہے اس واسطے کہ مار بواسطہ زہر کے مہلک ہے۔ مال بھی اکثر آدمیوں کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ شیخ حمید مذکور نے یہ معنی شان میں حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا کے کہی کہ حضرت کے پاس دنیا تھی۔ ان کو بغور جواب دیا کہ مال اگرچہ مناسبت مار سے ہے جو شخص سانپ کا افسون جانے سانپ کو رکھتا ہو اس کو

نقصان نہیں کرتا۔ پھر شیخ حمید رحمتہ اللہ علیہ نے جواب میں کہا کہ کیا لازم ہے کہ جانور پلید زہردار کو نگاہ رکھیں۔ محتاج افسوں کے ہوں۔

حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین نے جب مقدمہ شیخ حمید الدین کا مضبوط جانا کہ سوال شیخ حمید الدین سوالی کا تنبیہاً مجھ پر عائد ہے بلکہ میرے پر شیخ الشیوخ شہاب الدین قدس سرہٗ پر عود کرتا ہے فوراً مراقبہ میں گئے۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین کو حاضر پایا کہ فرماتے ہیں اے درویش بہاء الدین حمید سے کہو کہ تمہاری درویشی اس قدر حسن اور جمال نہیں رکھتی کہ نظر بد اس کو پہنچے۔ میری درویش کا اس قدر حسن اور جمال ہے اگر تھوڑی سیاہی دنیا کی نہ ہو نظر بد کا احتمال ہے۔ جب شیخ الاسلام بہاؤ الدین نے یہ جواب دیا وہ ساکت ہوئے۔

ذکر حضرت شیخ المشائخ بدر الدین محمود مونیہ دوز خجندی کا

انہوں نے جوار میں روضہ پرانوار حضرت سلطان العاشقین قطب الدین نور اللہ مرقدہٗ کے آرام قبول کیا ہے۔ یہ بھی ایک مرد بزرگ اور صاحب کشف اور کرامت تھے۔ اور اکثر مصاحبت میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے رہتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ بدایونی سے نقل ہے کہ جس کا غلام بھاگتا تھا حضرت شیخ محمود مونیہ دوز خجندی کے پاس آتا تھا اور صورت حال بیان کرتا تھا۔ یہ بعد تامل کے فرماتے تھے کہ جا فلاں روز یا فلاں وقت تجھ کو ملے گا لیکن جب ملے مجھ کو خبر کر دینا تا کہ اس کی یاد میرے دل سے اتر جائے۔ لوگ بعد پانے کے خبر دیتے تھے۔

ایک روز ایک شخص آیا اور عرض کی۔ اتفاقاً بعد دو تین روز کے وہ غلام پھر بھاگ گیا صاحب غلام حضرت کے پاس آیا۔ اور صورت حال بیان کی کہ مجھ کو ملا اور بھاگ گیا۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھ کو تو نے خبر نہ کی کہ مجھ کو مل گیا اب وہ نہیں ملے گا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

ان ایام میں اس فقیر کو دولت زیارت مرقد پر طہارت خواجہ معین الدین کے حاصل ہوئی۔ حضرت کی اولاد سے صاحب سجادہ شیخ المشائخ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کہ وہ شیخ عظیم الشان تھے۔ سید شمس الدین طائر کہ ایک سو پچاس سال کی عمر رکھتے تھے۔ خرقہ خلافت کا

شیخ بایزید مذکور سے ملا تھا۔ اور مرید شیخ نور کے تھے کہ ان کا مزار بنگالہ میں ہے۔ اور خدمت شیخ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت ملک المشائخ والاولیاء سماء الحق والدین قدس سرہٗ کے ساتھ اعتقاد بے حد اور اتحاد بے شمار تھا۔ اور اس احقر الانام سے محبت عظیم تھی ان سے سنا گیا ہے کہ حضرت زبدۃ المشائخ معین الدین کو آخر تک تاہل واقعہ ہوا اور اولیا پیدا ہوئے جب ایک یہ حقیر زیارت روضہ متبرکہ حضرت زبدۃ المشائخ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ پر پہنچا باتفاق معیت خدمت پیرزادہ کہ جادہ پر شیخ المشائخ نصرالدین علیہ الرحمتہ کے تھے۔ ایک جگہ آنحضرت کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہاں ایک مجاور عظیم القدر مولانا مسعود تھے۔ قریب اسی برس کی عمر رکھتے تھے۔ چنانچہ باپ اور دادے ان کے مولانا احمد نے شرف خدمت حضور حضرت شیخ مشارٌالیہ قدس سرہٗ کا پایا تھا۔ مولانا مسعود مولانا احمد سے کہ خادم حضرت شیخ کے تھے۔ نقل کرتے تھے کہ جب حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ اجمیر سے اوّل بار دہلی کی طرف گئے اور پھر آئے۔ ان کو تاہل واقع ہوا۔ اور وہ یوں تھا کہ سید وجیہہ الدین محمد مشہدی کے چچا سید حسین مشہدی کہ داروغہ خطہ مذکور کے تھے ایک لڑکی رکھتے کمال عصمت اور عفت کے ساتھ اور یہ عجوزہ بلوغ کو پہنچی تھی اس کا باپ چاہتا تھا کہ نکاح میں بزرگ زادہ کے دے۔ اور حوالہ خاندان اشراف کے کرے کسی کو اپنے نزدیک کامل حال نہ پاتا تھا کہ اس سے پیوندی کرے اکثر اس میں تامل اور تفکر رہتا۔

ناگاہ ایک رات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ فرزند وجیہہ الدین اشارہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ اس عجوز کو شیخ معین الدین کے سپرد کرے اور ان کے نکاح میں لائے۔ سید وجیہہ الدین پیوستگاری حضرت شیخ سے تھا۔ اس خواب کو حضرت شیخ کے ملازموں سے اظہار کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میری عمر آخر کو پہنچی ہے لیکن جب اشارہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے میں نے قبول کیا اور جفت شریعت کیا۔ یہ فرزندان پاک نہاد درست اعتقاد دودمان کرام اور خاندانِ عظام سے ہیں اور تعداد زوجہ اور فرزندان آنحضرت کی چنانچہ دو بی بیاں ان کی تھیں ایک بی بی عصمت بیٹی سید وجیہہ الدین عم حضرت میراں سید حسین جنگ سوار کی۔

دوسری بی بی امتہ اللہ بیٹی راجہ کی ملک خطاب رکھتی تھیں اور اجمیر ان کی حکومت میں تھا۔ آنحضرت کی نظر اشرف سے گزرا۔ بی بی عصمت مذکورا سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ سید ابوسعید اور سید حسام الدین سوختہ اور سید فخر الدین اور بی بی امتہ اللہ سے ایک لڑکی مسماۃ حافظ جمال وجود میں آئی کہ شیخ رضی الدین کے گھر میں تھی اور اس عفیفہ سے اولاد نہ ہوئی۔ دوسری ابوسعید مذکور نے لڑکپن میں وفات پائی اور سید حسام الدین سوختہ مذکور مرتبہ پر ابدالوں کے پہنچے تھے اور سوختہ اس سبب سے خطاب ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ریاضت اور مجاہدہ سے آپ کو گزار دیا اور گلا دیا تھا ان سے اولاد نہیں ہے۔

دوسرے سید محمد الدین مسطور کہ ان کی اولاد حضرت اجمیر میں بندگی حضرت میاں خواجہ حسین صاحب سجادہ اور شیخ ابوالخیر بیٹے شیخ معین الدین بن شیخ بایزید بزرگ بن شیخ احمد بن شیخ نجم الدین بن شیخ قیام الدین بن شیخ حسام الدین بن شیخ فخر الدین مذکور بن شیخ محمد الدین مذکور بن حضرت پیر دستگیر خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ العزیز۔

خواجہ حسین مذکور حضور ہیں۔ عمر شریف ان کی نوے سال سے زیادہ پہنچی ہے اور شیخ ابوالخیر مذکور کے آٹھ لڑکے۔ معین الدین اور شیخ علم الدین اور شیخ شہاب اور شیخ طاہر اور شیخ شاد محمد اور شیخ ولی محمد اور شیخ مودود اور شیخ محمود جملہ پسران مذکور سے تین آدمی اولاد نہیں رکھتے۔ شیخ مودود و شیخ محمود و شیخ طاہر اور جو اولاد رکھتے ہیں یہ ہیں:-

شیخ معین الدین کہ ان کا ایک لڑکا شیخ مبارک اور شیخ علم الدین کہ ان کی اولاد شیخ علاؤ الدین اور شیخ حسام الدین اور شیخ ابوالفتح اور شیخ محمد اور شیخ زین العابدین اور شیخ شہاب الدین مذکور، ان کے چار لڑکے ہیں۔ شیخ عبدالصمد اور شیخ اچھا اور شیخ محی الدین اور شیخ خوین اور شیخ شاہ محمد مذکور کے دو لڑکے شیخ حسن اور شیخ یوسف اولاد شیخ محمد الدین مذکور سے ہیں اور اکبر آباد عرف آگرہ میں شیخ وجیہہ الدین ابن شیخ نصیر الدین ابن شیخ عبدالمومن نسل سے حضرت خواجہ جیو کے ہیں۔ اور یاران حضرت خواجہ جیو پانچ آدمی تھے۔ خواجہ شمس حلوائی اور خواجہ محمود کرم پڑ اور خواجہ محمود لیز بان اور خواجہ محمود رکن کز دیز اور خواجہ علی رنگریز اور خواجہ یعقوب کندان اور جو کچھ فقیر نے نقل سے خواجہ بزرگان دین سے دیکھا اسناد قلم

میں لایا اور شیخ بعد تاہل کے بموازنہ سات برس زندہ رہے۔ بعدہ جوار رحمت میں تشریف لے گئے۔ رحلت آپ کی چھ ماہ رجب المرجب بروز شنبہ ہے۔ والسلام

فصل ۲

بیان نسب اور بعضے احوال حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی[1] قدس سرہٗ

آپ بیٹے کمال الدین احمد موسیٰ اوشی بن سید محمد احمد بن سید اسحاق حسن بن سید معروف بن سید احمد اوشی بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن امام محمد جواد بن امام علی موسیٰ رضا بن امام علی موسیٰ کاظم بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید دشت کربلا بن امیر المومنین علی مرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے ہیں جیسا کہ سیر العارفین سے نقل ہے۔

مثنوی

آن نہنگ محیط نورِ خدا، غرقۂ لجۂ حضورِ خدا
رفتہ در مکاں زہستی خویش کردہ اسرار حق پرستی خویش
شدہ از جانِ لامکاں واصل کردہ ہر دم ہزار جاں واصل
در خدا محو در خفی وجلی قطب الدین بختیار شہر دہلی
زندہ جاوداں زفیض عمیم کشتۂ زخم خنجر تسلیم
سینۂ عارفاں ازو گلشن زبدۂ عاشقان ازو روشن
دائم اور امقام عالی باد نظرے جانب جمالی باد

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی جب پیدا ہوئے کمال الدین احمد اوشی رحمتہ اللہ علیہ ان کے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت فرمائی اور آپ کو ڈیڑھ برس کا چھوڑا۔ آپ کی والدہ نہایت پاک ذات صاحب صفات آپ کی پرورش کرتی تھیں اور

[1] اوش قصبہ السیت از ماوراء النہر ۔۱۲منہ

احوال کی جویاں رہتی تھیں جب آپ پانچ برس کے ہوئے ایک نیک مرد آپ کی پرورش میں رہتا تھا۔ اس کو آپ کی والدہ نے بلایا اور تھوڑا سا سلوا طبق میں رکھا اور حضرت خواجہ مشارالیہ کو ان کی معلمی میں بھیجا۔ راستہ میں ایک پیر روشن ضمیر ملا۔ فرمایا کہ اس لڑکے کو کہاں لئے جاتے ہو۔ ہمسایہ نے عرض کیا کہ یہ لڑکا خاندان اہل فلاح سے ہے۔ اس کا باپ گزر گیا والدہ باقی ہے مجھ سے منت کر کے کہا ہے کہ اس کو مکتب میں لے جا اور کسی نیک معلم کے سپرد کر کہ قرآن پڑھائے۔

جب اس پیر مرد نے یہ تقریر سنی فرمایا کہ اس طفل کو چھوڑ دے اور مجھ کو دے تا کہ معلم کے آگے لے جاؤں کہ اس کی برکت اس میں تاثیر بخشے اور بواجبی اس کا تفقد حال کرے۔ ہمسایہ نے جب شفقت اس پر بے نظیر کی دیکھی راضی ہو گیا۔ اس مقام میں ایک معلم تھا۔ ابوحفظ نام کمال عبادت اور سعادت سے منسوب تھا۔ حضرت خواجہ قطب کو اس کے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا ہے مبارک قبول حق مبارک تعالیٰ کا ایک اولیائے کبار سے ہوگا اور مشائخ نامدار کے زمرہ میں ہوگا۔ چاہئے کہ اس کو کمال شفقت سے کلام اللہ سکھاؤ۔ معلم نے دل وجان سے قبول کیا اور وہاں سے لوٹ آیا۔ بعدازاں شیخ ابوحفص حضرت خواجہ قطب الدین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

کہ یہ جو پیر تجھ کو وہاں لایا ہے جانتے ہو کہ یہ کون تھے؟

حضرت نے فرمایا کہ میری والدہ نے مجھ کو ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ دوسرے معلم کے آگے لے جائے۔ اس درمیان میں یہ پیر بابرکت ملا اور مجھ کو آپ کی قدم بوسی سے مشرف کیا۔

شیخ اباحفص نے فرمایا کہ اے فرزند یہ پیر حضرت خضر علیہ السلام تھے کہ تجھ کو یہاں لائے۔

یہ حکایت حضرت شیخ نصیر الملۃ والدین اودھی سے کتاب خیرالمجالس میں منقول ہے۔ برکت سے شیخ ابوحفص کے حضرت خواجہ قطب الدین کو بہت تہذیب خلائق ظاہر اور باطن میں آراستہ اور پیراستہ ہوئے چنانچہ ایک ساعت ریاضت اور مجاہدات سے

آرام نہ فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ یادحق تعالیٰ میں مستغرق رہتے تھے۔ ناگاہ حضرت زبدۃ الاولیاء خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز وہاں پہنچے۔ ان کی شرف بیعت سے آپ مشرف ہوئے اور خلافت پائی۔

چنانچہ لکھا ہے کہ بیشتر اہل بلاد کو فیض پہنچاتے تھے اور چاہتے تھے بطرف مکۃ اللہ بنصر اللہ سواد بلاد ہا کے مسافر ہوں۔ اس وقت بیس برس کی عمر تھی اور مریدوں کی پرورش کما ینبغی فرماتے تھے اور رات دن دو سو پچاس رکعت نماز نیاز کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ اور تین ہزار بار درود شریف حضرت خلاصۂ موجودات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر رات بھیجتے تھے۔

حضرت سلطان الاولیاء نظام الحق محمد بدایونی سے منقول ہے کہ قصبہ اوش میں ایک مرد رئیس احمد نام حضرت خواجہ قطب الدین کا مرید تھا۔ کمال صلاح سے آراستہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بلند محل ہے اور خلق کا ایک انبوہ اس کے گرد جمع ہے اور ایک مرد پُرنور چھوٹے قد کا اندر اس کے جاتا ہے اور آتا ہے۔ اور پیغام لوگوں کے اندر باہر گزارتا ہے اور جواب لاتا ہے۔ رئیس مذکور نے کہا کہ میں اس محل کی درگاہ میں پہنچا اور ایک سے میں نے پوچھا کہ اندر محل کے کیا ہے۔ اور یہ مرد کوتاہ بالا کون ہے کہ آتا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس محل میں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور یہ مرد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص و عام کے پیغامات پہنچاتا اور جواب لاتا ہے۔ رئیس مذکور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قریب گیا اور عرض کیا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے میری التماس ہے۔ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رویت دیدار سے مشرف ہوں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ محل کے اندر گئے اور پھر باہر تشریف لائے اور مجھ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

"تجھ کو ابھی اہلیت نہیں ہوئی ہے کہ مجھ کو دیکھے۔ جا میر اسلام قطب الدین اوشی کو پہنچا اور کہہ کہ ہر رات تو کہ تحفہ مجھ کو بھیجتا تھا تین رات سے نہیں پہنچا۔"

جب رئیس مذکور اس خواب سے بیدار ہوا۔ کیفیت حال اور معائنہ رات کا حضرت

زبدۃ المشائخ قطب الدین سے بیان کیا۔ حضرت شیخ نے دریافت کیا کہ اس تقصیر کا کیا سبب ہے؟ اور کون مانع ہے؟ حضرت کی والدہ نے جو نیک بخت تھیں، دریافت کیا کہ آپ مسافر ہوں گے۔ بتکلیف تمام ایک صالح کی لڑکی اس مقام سے نکاح میں لاکر خدا کیا۔ وہ منکوحہ مستورہ جمال رکھتی تھی۔ چنانچہ حضرت شیخ کو بسبب بشریت اور معیت کے کسی قدر میل اور محبت پیدا ہوگئی تھی۔ اس سبب سے درود شریف تین ہزار فوت ہوگیا تھا جب یہ پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچا فوراً منکوحہ کو طلاق دے دی اور وہاں سے بغداد کی طرف مسافرت کی۔ بعد چند ایام کے وہاں پہنچے کہ چند عارف وہاں متوطن تھے۔ دریافت کیا۔

چنانچہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ اور شیخ اوحد الدین کرمانی قدس سرہٗ اور تمام مشائخ کبار اس دیار کے آپ کی صحبت سے محظوظ ہوئے۔ اس زمانہ میں شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہٗ دوسری بار خراسان سے مراجعت کرکے وہاں پہنچے تھے۔ حضرت زبدۃ المشائخ قطب الدین اوشی سے محبت عظیم رکھتے تھے کہ حضرت سلطان المشائخ والاولیاء شیخ معین الملۃ والدین قدس سرہٗ نے خراسان کی طرف سے ہندوستان کی طرف بجانب دہلی توجہ فرمائی۔ حضرت خواجہ قطب الدین حضرت کی صحبت کا اشتیاق بے حد اور بے شمار رکھتے تھے۔ بغداد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت سلطان العارفین و برہان العاشقین شیخ محمد جلال الدین تبریزی آپ کے بلا صحبت بابرکت کے خطہ بغداد میں نہیں رہ سکتے۔ انہوں نے بھی آپ کی معیت غنیمت جانی اور برابر مسافر ہوئے۔ چند ایام میں ملتان پہنچے۔ وہاں شیخ بہاؤ الدین قریشی متوطن تھے۔ وہ دونوں بزرگوار کی صحبت سے خوش ہوئے۔ اکثر ایک جگہ رہتے تھے اس ایام میں ملتان قبض اور تصرف میں قباچہ بیگ ترک کے تھا کہ اس کا ذکر لکھا گیا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین بدایونی قدس سرہٗ سے کہ جب حضرت شیخ قطب الدین اوشی اور شیخ جلال الدین تبریزی اور بہاؤ الدین زکریا قریشی ایک جگہ رہتے تھے۔ یکا یک ایک بارگی چند ملاعین خطا اور ختق سے پہنچے اور ملتان کے قلعہ

کا محاصرہ کیا۔ قباچہ بیگ نے حضرت قطب الدین بختیار سے عرض کی اور ان کے دفعہ کی دعا چاہی۔ حضرت خواجہ قطب الدین نے ایک تیر مانگا اور قباچہ بیگ کے ہاتھ میں دیا کہ جب شام کی نماز کا وقت آئے قلعہ کے برج پر جا اور کفار کی طرف ڈال۔ قباچہ مذکور نے وہ تیر لیا اور برج پر آیا اور کمان میں جوڑ کر اس کی طرف تیر پھینکا اور گھر میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے وہ قوم راتوں رات اس نواحی سے ایسی غائب ہوئی کہ اثر بھی ظاہر نہ ہوا۔ بعد چند روز کے حضرت دارالخلافت دہلی میں متوجہ ہوئے اور شیخ جلال الدین تبریزی نے غزنی کا قصد کیا چنانچہ قباچہ بیگ نے بہت عرض کی کہ چند روز اور سایہ برکت اس مقام میں ارزانی فرمایئے۔ حضرت شیخ ملتفت نہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ مقام حضرت بہاؤ الدین زکریا کے حوالہ سے اور ہمیشہ ان کی پناہ میں رہے گا۔

تحقیق کو پہنچا ہے کہ سلطانا لعارفین شیخ فریدالحق والدین مسعود اجودھنی قدس سرہٗ ملتان میں حضرت خواجہ قطب الدین کی بیعت سے مشرف ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ذکر میں لکھا جائے گا۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ ملتان سے جب دہلی تشریف لائے۔ سلطان شمس الدین بہت شکرانہ حضریت صمدیت کا بجا لایا اور استقبال کیا چاہا کہ حضرت کو شہر میں لائے اور ٹھہرائے حضرت نے بسبب استعمال آب جمن کے سرحد کیلوکھرے میں قیام اختیار فرمایا۔ وہاں رہتے تھے چنانچہ حضرت شیخ نصیرالدین محمود اودھے رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب خیرالمجالس میں ذکر فرمایا ہے ان ایام میں دہلی کے شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی تھے۔ چنانچہ ان کی تعریف حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ نے کتاب فوائد الفوائد میں لکھی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام جمال الدین بسطامی کو حضرت سلطان المشائخ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کے ساتھ اتحاد بے حد اور اعتقاد بے حد ظاہر آیا اور حضرت شیخ عطاء معروف بہ حمید الدین ناگوری قدس سرہٗ کو خطۂ بغداد میں سلطان المشائخ کے ساتھ اتحاد واعتقاد وافر ہو گیا تھا۔ یہاں دو چند ظہور میں آیا۔ اور حضرت حمید الدین محمد عطا صدق وصفا

سے اکثر اوقات حضرت کی صحبت میں رہتے اور حضرت سلطان شمس الدین ہفتہ میں دو بار آپ کی خدمت میں توجہ کرتے اور فیض اور برکت لے جاتے۔ مکان آپ کا شہر سے دور تھا۔ سلطان شمس الدین مذکور نے بالحاج تمام عرض کی کہ اگر کرم فرما کر شہر کے نزدیک متوطن ہوں تو نہایت خوب ہے۔ حضرت شیخ نے التماس قبول کی اور نزدیکی شہر کے قریب مسجد اعزالدین نزول فرمایا۔ تمام اکابر اور اشراف نے آپ کی طرف توجہ کی اور یکبارگی عاشق اور فریفتہ آپ کی صحبت کے ہوئے۔ انہی ایام میں شیخ بدرالدین غزنوی بشرف بیعت اور خرقہ پاک مشرف ہوئے اور عمر عزیز آپ کی صحبت میں گزاری۔ ہمہ انواع برکتیں حاصل کیں۔

نقل ہے جب حضرت خواجہ قطب الدین شہر میں متوطن ہوئے۔ ایک عریضہ متضمن اشتیاق اور احترام فراق حضرت سلطان الآفاق شیخ معین الحق والدین قدس سرہٗ کی خدمت میں کہ اس ایام میں آپ خطۂ اجمیر میں متوطن تھے۔ ارسال کیا کہ اگر بشارت اشارت سے مسرور فرمادیں شرف پابوسی حاصل کی جائے۔ حضرت معین الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ نے عریضہ کا جواب بدیں مضمون لکھا۔

"مراد المرء مع احب معتبر انیست قرب جانی رابعد مکانی مانع نیست بسلامت وصحت ہمانجا باشند انشاء اللہ تعالیٰ بعد چندگاہ بارادت حضرت الیہ ہمدراں طرف توجہ نمودہ خواہشد۔"

ناچار پیر بزرگوار کے اشارہ سے متوجہ اس شہر کے نہ ہوئے۔

نقل ہے کہ انہی ایام میں حضرت شیخ الاسلام جمال الدین بسطامی نے دعوت موت کی قبول کی اور دار محنت سے جوار رحمت کی طرف منزل فرمائی۔ حضرت سلطان شمس الدین نے چاہا کہ شیخ الاسلام شہر اور دیار کے حضرت شیخ المشائخ قطب الدین کے سپرد کرے۔ حضرت ہرگز ملتفت نہ ہوئے بعدازاں شیخ نجم الدین صغرا علیہ الرحمتہ کو شیخ الاسلام کہا کہ اب اس بزرگوار کا مزار مولانا برہان الدین کے مقبرہ کے جوار میں حوض شمسی پر دہلی میں واقع ہے۔ اور شیخ الاسلام نجم الدین صغرا کو قبل عہدہ شیخ الاسلام کے بہ روشن

نیک اخلاق پسند کیا تھا۔ بعدازاں دنیائے دُوں نے جوان کے ساتھ ساتھ اقبال کیا اس آپ سے نہ رہے اور بہت توجہ اخلاق سے کی۔ برکت صحبت حضرت شیخ المشائخ قطب الدین قدس سرہٗ سے قطع علائق وعوائق حاصل ہوا تھا اور سیرت اور صورت معنی نما سے فیض لاتے تھے پھر رگ حسد کی جنبش میں آتی تھی۔

نقل ہے کہ انہی ایام میں شیخ بزرگ معین الدین قدس سرہٗ خطۂ اجمیر سے دہلی پہنچے۔ خواجہ قطب الدین کو دولت عظیم نے منہ دکھلایا۔ دوگانہ شکر حضرت صمدیت ادا فرمایا۔ چاہا کہ سلطان التمش کو آپ کے تشریف فرمانے کی اطلاع دیں۔ حضرت خواجہ معین الدین مانع ہوئے کہ میں محض تمہاری ملاقات کو یہاں آیا ہوں۔ دو تین روز سے زیادہ نہیں رہوں گا۔ چونکہ حضرت کو اژدہام خاص وعام خوش نہ ہوتا۔ باوجود اس کے تمام مشائخ اور اہالی وہاں کے شرف ملاقات سے مشرف ہوئے۔ صحبت کی دولت غنیمت جانی مگر شیخ الاسلام نجم الدین صغرا حسد کے سبب سے حضرت سلطان قطب الدین سے رکھتے۔ باوجودیکہ ملک خراسان میں بہت اتحاد اور اعتقاد ہو گیا تھا دوسرے تیسرے روز حضرت خواجہ کی ملاقات کو آتے۔ شیخ الاسلام نے صفحہ نو اساس رکھا تھا۔ مزدوروں کے واسطے اس کو کھڑا کر رہے تھے۔ اسی حال میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی پہنچے۔ اس وقت شیخ الاسلام نجم الدین جیسا کہ چاہیے حضرت خواجہ کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ حضرت شیخ المشائخ معین الدین قدس سرہٗ کو یہ بات اچھی معلوم نہ ہوئی۔ اسی وقت فرمایا۔

''اے نجم الدین تم کو کیا بلا پیش آئی اور متغیر کیا۔ شاید شیخ سلامی کے مرتبہ نے غرور میں ڈالا۔''

شیخ الاسلام نے جب یہ بات سنی سرشرمندگی سے نیچے ڈالا اور معذرت کی اور کہا کہ میں وہی مخلص ہوں جو پہلے تھا۔ سر قدم پر رکھتا ہوں۔ اب آپ نے مرید کو چھوڑا ہے کہ تمام خلائق شہر کی اور مشائخ زمانہ کے اس کی طرف متوجہ ہیں اور شیخ الاسلام کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔ حضرت زبدۃ المشائخ معین الدین قدس سرہٗ نے جب یہ معنی سنے تبسم فرمایا کہ نجم الدین دلجمعی رکھ میں اس بار قطب الدین کو اپنے ساتھ خطہ اجمیر کو لے جاؤں گا۔ یہ

بات فرمائی اور ان کے گھر سے باہر آئے۔ حضرت شیخ الاسلام نے ماحضر طعام کے عرض کی قبول نہ فرمائی۔

کہتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ والاولیاء فرید الدین مسعود اجودھنی قدس سرہ ان ایام میں خواجہ قطب الدین کی خدمت میں تھے اور شرف سعادت دست بوسی حضرت خواجہ معین الدین کی بھی حضرت سلطان المشائخ قطب الدین کی صحبت میں حاصل کی۔

حضرت خواجہ معین الدین بارہا فرماتے تھے بار بار بختیار بڑے شاہباز کو قید میں لایا ہے کہ سوائے سدرۃ المنتہیٰ کے آشیانہ نہیں بنائے گا۔ اور یہ فرید ایک شمع ہے کہ خانوادہ درویشوں کا منور کرے گا۔ بعد چند روز کے خواجہ معین الدین اجمیر کو واپس تشریف لے گئے۔ اور حضرت خواجہ قطب الدین ہم رکاب ہوئے۔ چنانچہ ان کے جانے سے شہر دہلی کے ہر محلہ میں ایک غوغا برپا ہوا اور ماتم نے منہ دکھلایا۔ بزرگانِ شہر میں جس جگہ خواجہ قطب الدین پاؤں رکھتے تھے آدمی اس زمین کی خاک تبرک بناتے تھے۔

جب حضرت خواجہ معین الدین نے یہ حال دیکھا۔ فرمایا کہ بابا قطب الدین یہیں رہو کہ خلائق تیرے جانے سے مضطرب ہے۔ اتنے دلوں کا توڑنا روا نہیں رکھنا۔ جاؤ اس شہر کو تیری پناہ میں چھوڑا۔

نقل ہے سنا گیا کہ حضرت سلطان شمس الدین نے یہ بات سنی پیچھے سے پریشان ہو کر دوڑا جب ان کی خدمت میں پہنچا اس نے بھی خواجہ معین الدین سے عرض کی۔ حضرت نے قبول فرمائی اور خواجہ قطب الدین کو لوٹا دیا اور اپنی منزل معین پر جلوس فرمایا۔ سبحان اللہ پاک پرورش رکھتے تھے کہ دنیا ومافیہا ان کی نظر میں مقدار دانہ خشخاش کے دکھلائی دیتا تھا۔ اور وہ ہرگز فتوح کے مقدار نصاب کے ہو اور زکوٰۃ واجب ہو قبول نہ فرماتے اور بیشتر استغراق میں رہتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا آنکھ مراقبہ سے کھولتے اور غسل فرماتے اور نماز ادا کرتے۔

نقل ہے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ حضرت سلطان العاشقین شیخ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے آخر عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ہر

روز دو ختم کلام اللہ فرماتے۔ عجب زمانہ رکھتے تھے اور اپنے پاس ایک پیسہ نہیں رکھتے تھے۔ آخر میں تاہل فرمایا۔ حضرت کے دو لڑکے توانا تھے۔ چھوٹے لڑکے شیخ محمد نام رکھتے تھے اور بڑے لڑکے شیخ احمد کہ برابر مزار حضرت پدر بزرگوار اپنے کے آرام کیا ہے۔ وہاں کے مجاوروں نے شیخ احمد تماجی نام کیا ہے اور شیخ محمد مذکور سات برس کی عمر میں انتقال فرما گئے مگر حرم مشار الیہ نے لڑکے کی موت سے بہت واویلا کیا۔

حضرت قطب الدین نے جب آزاد حرم کی سنی شیخ المشائخ بدرالدین غزنوی سے پوچھا کہ یہ آواز پرسوز کیسی ہے اور یہ گریہ زاری کیوں ہے۔ شیخ بدر الدین ناگوری نے عرض کیا کہ فرزند ارجمند نے رحلت فرمائی۔ شاید اس کی مضطرب الاحوال ہے جب ایسا سنا ہاتھ سے ہاتھ ملتے تھے اور فرمایا کہ اگر میں اس کی زحمت پر واقف ہوتا تو حضرت رب العزت سے اس کی حیات مانگ لیتا اور حق تعالیٰ قبول کر لیتا۔ چونکہ وہ جانے والا تھا مجھ کو معلوم نہ ہوا۔ یہ کہا اور اس کی ماں کو گریہ سے منع فرمایا۔ اور مراقبہ میں مشغول ہوئے۔ سبحان اللہ کیا استغراق حق تعالیٰ میں تھا کہ زحمت اور سختی لڑکے مرنے والے کو معلوم نہ کیا۔

نقل ہے کہ آپ کو کاکی اس سبب سے کہتے ہیں کہ جب دہلی میں متوطن ہوئے کسی سے کوئی چیز قبول نہ فرماتے تھے اور خود یاد حق میں مستغرق رہتے تھے۔ اس وقت آپ کے گھر میں حرم اور کنیزک اور لڑکے اور خادم سے نو (۹) آدمی تھے کہ ان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا ہمسایہ ایک بقال تھا۔ مسلمان شرف الدین نام اس کی عورت آپ کے حرم سے بہناپا رکھتی تھی۔ کبھی کبھی آپ کے گھر میں آتی۔ جب کچھ موجود نہ ہوتا اور دو ایک فاقہ ہوتے۔ حرم حضرت سلطان المشائخ کے شرف الدین کی عورت سے نیم تنکہ یا کم وبیش قرض لے کر تین اور لڑکوں اور متعلقوں کا قوت فرماتیں۔ حضرت سلطان المشائخ کو اصلا خبر نہ ہوتی۔ جب غیب سے فتوح پہنچتا وہ قرض اس کا ادا کر دیتی تھیں۔

ایک روز شرف الدین بقال کی عورت نے آپ کی عورت سے کہا کہ اے بی بی اگر ہم ہوں اور قرض نہ دیں تو تمہارا احوال ہلاک کو پہنچی۔ یہ بات آپ کی حرم کو گراں معلوم ہوئی۔ عہد کیا کہ ہرگز اس سے قرض نہ لیں گے۔ ایک روز موقع پا کر حضرت سلطان

المشائخ سے عرض کی کہ جب کبھی ہمارے گھر میں دو تین فاقہ ہو جاتے تھے تو نیم ٹکہ یا کم وبیش شرف الدین بقال کی عورت سے قرض لیتی تھی اور بچوں اور متعلقوں کو قوت کر دیتی تھی۔ اب ہم سے شرف الدین کی عورت نے یہ تقریر کی کہ اگر ہم نہ ہوں تو تمہارا کلام ہلاک کو پہنچے۔ حضرت نے جب یہ بات حرم محترم سے سنی کچھ تامل کیا۔ بعدہٗ فرمایا کہ شرف الدین کی عورت سے کوئی چیز لینا نہ چاہیے۔ حاجت کے وقت ہمارے حجرہ کے طاق میں سے جس قدر چاہو گردہ کاک کے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہہ کر نکال لو اور اپنے متعلقان کو جتنا چاہو دو۔ چنانچہ آپ کے حرم اس طاق سے کاک نکالتی تھیں اور دیتی تھیں۔ اب تک حضرت کے مقبرہ میں کاک پکتے ہیں اور مجاور اور مسافر حصہ کرتے ہیں۔ پیشتر خواجہ خضر علیہ السلام ان کو پہنچا دیتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر فریدالدین سے سنا ہے کہ ابتداء میں جب حضرت قطب الدین قدس سرہٗ قصبہ اوش سے آئے ایک شہر میں پہنچے۔ چند روز ایک دکان میں آرام کیا اور شہر سے دور تر ایک مسجد تھی اور اس میں منارہ تھا۔ شاید آپ کو دعا پہنچی تھی کہ جو اس دعا کو آخر شب میں پڑھے اور خالی گوشہ میں دوگانہ ادا کرے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے۔ حضرت آخر شب میں اس مسجد میں آئے اور دوگانہ ادا کیا اور وہ دعا پڑھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب وہاں سے لوٹے اس مسجد کے دروازے پر ایک پیر نورانی دیکھا۔ اس نے کہا کہ اس بیابان میں تو یہاں کیا کرتا ہے؟

حضرت نے جواب دیا کہ اے خواجہ مجھ کو ایک دعا ایک جگہ سے پہنچی تھی کہ جو مسجد کے گوشے میں دوگانہ ادا کرے اور یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو حضرت خضر علیہ السلام ملتے ہیں۔ اس پیر نے کہا کہ دنیا مانگتا ہے حضرت نے کہا دنیا نہیں چاہتا ہوں پھر اس پیر نے کہا کہ قرض رکھتا ہے حضرت نے کہا قرض نہیں رکھتا ہوں۔ پھر اس پیر نے کہا کہ خضر علیہ السلام کو کیا کرے گا کہ وہ تیری مثل سرگردان ہے۔ چنانچہ اس شہر میں ایک مرد ہے حق تعالیٰ سے مشغول ہے۔ خضر علیہ السلام نے سات بار اس بزرگ پر توجہ کی ہے

اور ملاقات نہ کی۔

اسی گفتگو میں تھے کہ ایک پیر پرنور مسجد کے گوشہ سے نکلے اور پہلے پیر کے نزدیک آئے اور ہاتھ سلطان المشائخ کا پکڑا اور کہا کہ یہ مرد یعنی قطب الدین دنیا نہیں چاہتا ہے اور قرض نہیں رکھتا ہے لیکن تیری صحبت کی آرزو رکھتا ہے۔ ایسا جب کہا تو معلوم ہوا کہ یہ پیر خضر علیہ السلام ہیں اور دوسرا پیر بھی مردان غیب سے ہے۔ خواجہ قطب الدین نے جب ان کو معلوم کیا دونوں نظر مبارک سے غائب ہو گئے۔ یہ ابتدائے سلوک ہے۔

اور نیز اس حقیر نے ایک جگہ لکھا دیکھا ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کے دل میں دیر سے نیت تھی کہ حوالی شہر میں ایک حوض بنائے کہ خلق خدا اس کا پانی پئے۔ شہر پانی سے دور تھا۔ آدمی کنوؤں سے پانی استعمال کرتے تھے ناگہاں سلطان شمس الدین نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ کائنات سرور موجودات صلی اللہ علیہ وسلم ایک محلّہ میں سوار کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں۔

''کہ اے شمس الدین تو حوض بنانا چاہتا ہے کہ خلق خدا اس سے فیض یاب ہو تو جہاں میں کھڑا ہوں۔ اس جگہ بنا۔''

سلطان شمس الدین جب بیدار ہوا اشارہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا نیک معلوم کیا۔ ایک خواص کو حضرت خواجہ قطب الدین کے پاس بھیجا اور کہا کہ کہنا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اگر ملازمان حضرت کا اشارہ پاؤں عرض کروں۔ یہ معنی حضرت پر بھی ظاہر ہو گئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اشارت کی بشارت فرمائی ہے کہ فلاں زمین میں حوض بنا۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا مصلحت سے جلد آؤ میں بھی وہاں جاتا ہوں کہ تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوض کا اشارہ فرمایا ہے۔

جب خواص مذکور سلطان کے پاس پہنچا اور کہا تو سلطان فوراً حضرت شیخ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب مکان پر پہنچا ایک ملازم سے سنا کہ حضرت سلطان المشائخ فلاں جگہ تشریف فرما ہیں۔ سلطان بھی وہاں پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت نماز پڑھتے ہیں۔ بعد نماز تمام کرنے کے سلطان شیخ کی دست بوسی سے مشرف ہوا۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کے سم کے نشان سے وہ زمین ابھر آئی تھی اور اس نشانہ میں بھی پانی مترشح ہوا۔ وہاں حوض بنایا اور اس کے اوپر سم کا حضرت کے گھوڑے کا نشان نکال دیا اور اس حوض کو اتمام کو پہنچایا اور وہاں چشمہ جاری نے سیراب کیا کہ ہرگز خشک نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ باغ اس چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں۔

اس حوض اور چشمہ کا وصف خواجہ امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن السعدین میں لکھا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس حوض کے جوار میں کس قدر اولیاء خدائے تعالیٰ نے آرام کیا ہے اور حضرت سلطان المشائخ اکثر وہاں مشغول رہتے تھے اور مردان غیب سے اختلاط کرتے اور فیض نامتناہی لے جاتے۔ اور شیخ عبداللہ ناگوری اور خواجہ محمود موہنہ دوز اور شیخ بدرالدین غزنوی اور شیخ تاج الدین منوراوشی رحمتہ اللہ علیہم آپ کے ملازم رہتے تھے۔

ایک روز ایک بزرگوار شتر سوار کبود پوش حوض کے کنارہ پر پہنچا۔ اور لنگی باندھی اور خرقہ اتارا اور حوض میں اتر کر غسل کیا۔ اور پانی سے نکلا اور دوگانہ ادا کیا۔ اور یہ سب درویش سلطان شمس الدین کے لنگر کے جوار میں جو مسجد حوض پر بنی ہے حضرت خواجہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ناگاہ وہ کبود پوش شتر سوار نے بعد ادائے دوگانہ کے آواز دی کہ یہ کون عزیز ہیں اور کیا نام ہے کہ بیٹھے ہیں۔ شیخ تاج الدین منوراوشی نے جواب دیا کہ یہاں چند درویش کے ساتھ مشغول ہیں پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ اے تاج الدین میرا اسلام شیخ قطب الدین کو پہنچا کہ ابوسعید دمشقی نیاز مندی میں مخصوص ہے اور وہ مرادانِ غیب سے ہے جب حضرت خواجہ نے نام ابوسعید دمشقی کا سنا درویشوں کے ساتھ اس طرف دوڑے جب پہنچے تو کوئی اثر اور اکثر مردان غیب تنہائی اور خلوت میں شیخ کی صحبت میں پہنچتے تھے اور فیض پاتے تھے۔

نقل ہے کہ جب سید نورالدین مبارک غزنوی قدس سرہٗ غزنی سے دارالخلافت دہلی میں پہنچے تو ان کی ایک بہن تھی رابعہ عصر کمال غیب سے منسوب بی بی سائرہ نام تھی۔ اس عفیفہ نے حضرت شیخ قدس سرہٗ کو بھائی کہا۔ شیخ نظام الدین ابوالموید کہ لڑکے بی بی سائرہ کے

ہیں اور پرورش اور تربیت حضرت خواجہ قطب الدین سے رکھتے ہیں اور اولیاء کبار سے ہیں چنانچہ حضرت سلطان نظام الدین بدایونی سے وصف ان کا منقول ہے۔

فرماتے ہیں کہ ایک وقت جامع مسجد دہلی میں کہ منارہ دار ہے جمعہ کے روز میں ابتدائے حال میں حاضر تھا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین ابوالموئد رحمتہ اللہ علیہ آئے۔ دوگانہ تحیۃ المسجد میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ مجھ کو ان کے استغراق نماز کی حالت نے ذوق تمام بخشا۔ بعد ادائے نماز منبر پر گئے خوش خواں تھے۔ ایک کہ ان کو قاسم مغربی کہتے تھے۔ انہوں نے آیت کلام اللہ کی پڑھی اور بعد ازاں حضرت نظام الدین ابوالموائد رحمتہ اللہ علیہ نے وعظ شروع کیا۔ اپنے ابا کے خط سے میں نے یہ بیت لکھا دیکھا ہے۔

نہ از عشق تو نے از تو جدا خواہم کرد

جان درغم تو زیر وزبر خواہم کرد

بمجرد سننے اس بیت کے ایک نعرہ خلق سے اٹھا۔ اور حاضرین روئے اور مجھ کو ایسا کیا کہ خبر نہ رہی۔

نقل ہے کہ ایک وقت سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں شہر میں بارش کا امساک ہوا۔ لوگوں نے حضرت سلطان ابوالموئد کو لازم پکڑا کہ بارش کی دعا کرو۔ وہ منبر پر آئے اور دعا کی پھر آسمان کی طرف منہ کیا اور کہا کہ تیری عظمت کی قسم۔ اگر آج نزولِ باراں نہ فرمائے گا تو پھر میں آبادی میں نہ رہوں گا۔ ہنوز منبر سے نہ اترے تھے کہ مینہ برسا۔ بعد ازاں سید قطب الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ ان سے ملے اور یہ بات کہی کہ ہم کو تمہارے حق میں مضبوط اعتقاد ہے اور میں جانتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے ساتھ نیاز تمام ہے لیکن یہ بات کیوں کہی کہ اگر مینہ نہ برسا تو میں آبادی میں نہ رہوں گا۔

حضرت شیخ نظام الدین ابوالموئد نے جواب دیا کہ میں تعین سے جانتا تھا کہ حق تعالیٰ بارانِ رحمت بھیجے گا۔ اس وقت یہ فضول کہا سید نور الدین مبارک نور اللہ مرقدہٗ سے سلطان شمس الدین کی مجلس میں مجھ سے نزاع ہوا تھا اور آنحضرت کچھ مجھ سے رنجیدہ تھے۔ جب مجھ کو دعا فرمائی تو میں آپ کے روضہ پر گیا۔ اور میں نے کہا کہ مجھ کو دعائے

باراں فرمائیے اور آپ مجھ سے کچھ رنجیدہ خاطر ہیں۔ اگر عفو فرمائیں دعائے باراں پڑھ سکتا ہوں۔ روضہ سے آواز آئی کہ میں نے تجھ سے آشتی کی تو جا دعا پڑھو۔ البتہ حق تعالیٰ باران رحمت بھیجے گا۔ اس اعتماد سے میں نے یہ بات کہی۔

اور پیر حضرت ملک المشائخ شیخ نصیر الدین محمود اودھے منقول ہے جس زمانہ میں کہ باران کا امساک ہوا حضرت شیخ نظام الدین المؤید رحمتہ اللہ علیہ نے دعائے باراں کے ساتھ تمام بزرگواروں کو اختیار کیا۔ منبر پر آئے۔ اثنائے دعا میں ہاتھ آستین میں کیا اور جامہ نکالا اور آسمان کی طرف دیکھا اور اس جامہ کو ہلایا۔ اس قدر مینہ برسا کہ تحریر سے باہر ہے جب اپنے گھر آئے تو کہا مولانا وجیہہ الدین یحییٰ کی مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کے تھے۔ میری والدہ کے واسطے جامہ عطا فرمایا تھا۔ اس کی برکت سے مینہ برسا۔

نقل ہے کہ ایک شاعر ناصر نام ماوراء النہر سے دہلی شہر میں پہنچا اور شان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کے گھر کا پوچھا۔ جب نشان پایا وہاں دوڑا اور زمین بوسی سے مشرف ہوا اور فاتحہ التماس کی کہ قصیدہ سلطان شمس الدین التمش کی مدح میں لایا ہوں۔ حضرت شیخ فرمادیں کہ اچھا صلہ ملے۔ حضرت شیخ نے فاتحہ پڑھی اور زبان سے فرمایا کہ جا انعام بابرکت پائے گا۔ ناصری خوش ہوا جب حضرت سلطان کے دربار میں پہنچا قصیدہ پڑھا مطلع اس کا یہ تھا چنانچہ کتاب فوائد الفوائد میں مذکور ہے۔

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ
تیغ تو مال وفیل زکفار خواستہ

سلطان ابتدائی مطلع میں دوسری چیز کی طرف مشغول ہوا۔ ناصری مذکور نے حضرت شیخ قطب الدین کو شفیع لاکر ہمت چاہی۔ اسی وقت سلطان ناصری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا پڑھ

از فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ
تیغ تو مال وفیل زکفار خواستہ

ایک بار سنایا باوجودیکہ دوسری چیز میں مشغول تھا۔ مطلع یاد رہا کہ پڑھنے میں اشارہ

فرمایا جب ناصری نے قصیدہ تمام کیا۔ سلطان نے پھر اشارہ کیا کہ ایک بار اور پڑھ جب پھر پڑھا سلطان نے فرمایا کہ ناصری اس قصیدہ میں کتنے بیت ہیں کہ قلم میں لایا۔ ناصری نے عرض کی کہ ۵۳ بیت ہیں۔ سلطان نے حکم فرمایا کہ ۵۳ ہزار ٹکہ زر سفید کے ناصری کو صلہ میں دو۔ ناصری کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ ۵۳ ہزار ٹکہ سفید ملیں گے۔

نقل ہے کہ مولانا نہاج سراج سے کہ مصنف طبقات کے ہیں۔ ناصری سے میں نے سنا ہے کہ جب قصیدہ سلطان شمس الدین کے دربار میں لے گیا فاتحہ سلطان المشائخ قدس سرہٗ سے میں نے پائی تھی۔ جب قصیدہ سلطان کے آگے لے گیا سلطان مذکور مطلع پڑھنے کے ساتھ دوسری چیز میں مشغول ہوا۔ دل میں نیت کی اور حضرت قطب الدین کو درمیان لایا کہ اگر سلطان عنایت کے ساتھ استفسار اس قصیدہ کا کرے گا جو انعام دے گا آدھا حضرت شیخ کے شکرانہ میں لے جاؤں گا۔ جب مجھ کو ۵۳ ہزار ٹکہ انعام ملے نصف شیخ قطب الدین کے لئے لے گیا اور قصد نیت کا میں نے ظاہر کیا چنانچہ مبلغ تمام شکرانہ میں لے گیا تھا۔ ہرگز آپ ملتفت نہ ہوئے۔

حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین بدایونی سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت علی سنجستانی قدس سرہٗ کی خانقاہ میں سماع تھا۔ درویش صاحب کمال حاضر تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین اوشی قدس سرہٗ بھی موجود تھے۔ قوال نے یہ بیت پڑھا

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

حضرت خواجہ پر حال وارد ہوا۔ چنانچہ بکلی ہوش باقی نہ رہی۔ حضرت شیخ محمد عطاء اللہ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو گھر میں لائے اور جو قوال یہ بیت پڑھتے تھے حاضر لائے۔ اسی بیت کو مکرر فرماتے تھے اور حضرت خواجہ توجہ فرماتے تھے چنانچہ تین شبانہ روز یہی حال رہا۔ وقت نماز وضو تجدید کرتے اور فرض اور سنت مؤکدہ ادا کرتے پھر برسر حال ہوتے۔ چنانچہ آپ کی ہڈیاں درست نہ رہیں۔ چوتھے روز حال دگرگوں ہوا اور آپ کا سر مبارک حضرت شیخ عطاء اللہ حمید الدین

ناگوری کے زانو پر تھا۔ اور پاؤں شیخ بدر الدین غزنوی کی گود میں۔ اسی حالت میں شیخ حمید الدین نے عرض کیا کہ آپ کا حال دوسرے طریق پر ہے۔ ایک اپنے خلفاء میں سے اشارہ فرمایئے کہ آپ کی جگہ ہو اگرچہ شیخ المشائخ کے بڑے لڑکے تھے۔ سید محمد اور سید محمود ان کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ فرمایا جو خرقہ حضرت سلطان المشائخ معین الدین قدس سرہٗ سے مجھ کو پہنچا ہے مصلیٰ خاص اور عصاء اور نعلین خوشی کے ساتھ شیخ فرید الدین مسعود کو پہنچاؤ۔ ان ایام میں شیخ فرید الدین مسعود خطہ ہانسی میں متوطن تھے جس رات کہ حضرت کی رحلت واقع ہوئی۔ اسی رات شیخ فرید الدین قدس سرہٗ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قطب الدین قدس سرہٗ کو درگاہ جل وعلا میں بلاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر متوجہ دہلی کے ہوئے۔ بروز انتقال حضرت شیخ حمید الدین ناگوری نے ایک درویش کو ہانسی کی طرف دوڑایا کہ شیخ فرید الدین کو خبر دے۔

کہتے ہیں کہ وہ درویش حضرت فرید الدین کو قصبہ مہم کہ آدھی دور ہے ہانسی کی راہ میں ملا۔ اس کے پاس جو خط تھا جب حضرت ملک المشائخ بابا فرید الدین نے وہ خط پڑھا وہاں سے تیز چلے چنانچہ تیسرے روز حضرت کے مقبرہ پر پہنچے اور روگرد آلود آپ کے مرقد پر ملا۔ حضرت شیخ حمید الدین نے اور شیخ بدر الدین نے وہ خرقہ اور مصلیٰ اور عصا اور نعلین اس جگہ لا کر وصیت حضرت قطب المشائخ کو پورا کیا۔ اسی مجلس میں وہ خرقہ مبارک آپ نے پہنا اور وہی مصلیٰ بچھایا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور خواجہ حضرت قطب الملۃ والدین کے گھر میں جلوس فرمایا۔

نقل ہے حضرت نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ عید کا دن تھا جو حضرت قطب الدین بختیار نے نمازگاہ سے مراجعت فرمائی۔ وہاں آئے جہاں آپ کا روضہ مطہرہ ہے وہاں تھوڑی زمین تھی جو گور اور مزار سے خالی تھی۔ وہاں کچھ دیر کھڑے ہوئے اور سوچا۔ اور جو درویش کہ حضرت کے ساتھ تھے عرض کی کہ آج عید کا روز ہے۔ خلق خدا انتظار رکھتی ہے کہ قدم بوسی ہو اور ہوا کھائیں اور آپ یہاں درنگ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو اس زمین سے عشق کی بو آتی ہے۔ ذرا یہاں ٹھہرو اور اس کے مالک کو تلاش کر کے لاؤ اور

مال حلال سے خریدوا اور اپنے واسطے مدفن مقرر کیا۔

نقل ہے بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ سے کہ جس رات حضرت خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی تھی۔ وفات آپ کی روز پیر ۱۴ ماہ ربیع الاول کو ہوئی۔

نقل ہے لطائف اشرفی ملفوظ حضرت شیخ جہانگیر کچھوچھہ سے کہ عمر شریف حضرت خواجہ کی ۵۲ برس کی تھی کہ انتقال فرمایا۔

فصل ۳

بیان نسب اور سلسلہ اور حسب اور زوجات اور اولاد اور ولادت اور وفات بندگی حضرت قطب الاقطاب شیخ فرید الملتہ فرید الملتہ والدین قدس سرہ العزیز کا اور ذکر آپ کے خلفاء کا۔

ذکر نسب آنحضرت کا

حضرت امیر المومنین اور امام الاشجعین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک حضرت شیخ الشیوخ عالم گنج شکر بن قطب الاقطاب شیخ جمال الدین سلیمان فاروقی قدس اللہ سرہ العزیز بن بندگی حضرت قطب الدہر غوث العالم شعیب فاروقی قدس اللہ سرہ العزیز بندگی حضرت قدوۃ العاشقین شیخ احمد فاروقی قدس اللہ سرہ العزیز بن شیخ اسلام بندگی حضرت شیخ یوسف فاروقی قدس اللہ سرہ العزیز بن بندگی حضرت زبدۃ العارفین شیخ محمد فاروقی بن بندگی حضرت محیط العالمین برہان العاشقین شیخ شہاب الدین بن بندگی حضرت احمد الاسلام والمسلمین شیخ احمد المعروف فرخ شاہ کابلی فاروقی بن شیخ الاسلام بندگی حضرت شیخ نصیر الدین فاروقی بن بندگی حضرت سراج المحققین برہان العاشقین حضرت سلطان محمود المعروف بہ شہنشاہ فاروقی بن بندگی حضرت شیخ المشائخ شیخ شادمان شاہ بن قطب الاقطاب بندگی حضرت سلطان مسعود شاہ فاروقی بن بندگی حضرت شیخ الاسلام شیخ عبداللہ فاروقی بن غوث الدہر قطب العالم بندگی حضرت شیخ واعظ اصغر فاروقی بن سراج المحققین شیخ واعظ اکبر بن بندگی حضرت شیخ ابوالفتح کارخ فاروقی بن بندگی حضرت شیخ اسحاق فاروقی

بن بندگی حضرت وارث العلوم رئیس السالکین حضرت ابراہیم فاروقی بن غوث الدہر شیخ الاسلام ناصرالدین فاروقی بن سراج المحققین رئیس التابعین شیخ عبداللہ فاروقی بن بندگی حضرت امیرالمومنین وامام الاعدلین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہٗ

ذکر سلسلہ علیہ آنحضرت قدس اللہ سرہٗ العزیز

بندگی حضرت شیخ المشائخ واولیاء شیخ محمد صاحب سجادہ حضرت گنج شکر بن حضرت شیخ ابراہیم بن بندگی حضرت شیخ فضل اللہ بن بندگی حضرت حاجی الحرمین شیخ تاج دین محمود قدس اللہ سرہ العزیز حضرت قطب العالم بدر طریقت سلطان شیخ فریدالحق والشرع والدین گنج شکر قدس اللہ سرہ العزیز تک حضرت سلطان الاولیاء، برہان الاصفیآء حبیب خدا جل وعلاء امام ہر دوسرا سید المرسلین خاتم النبیین رسول رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ المختار واصحابہ کبار اجمعین بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ذکر سلسلہ چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم اجمعین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت وفرعها فی السّماء یعنی سب اس اللہ کے لئے ہے جس نے عارفوں کے قلوب کو تجلیات جمال کے نور سے منور فرمایا۔ پس وہ دل اس نور سے چمکنے لگے۔ اوران کے دلوں کو اپنے اسرار فکر سے مزین کیا۔ اور مشتاقوں کے دلوں کو اپنے دیدار کی طرف برانگیختہ کیا۔ اور درود اس کے رسول سردار خلق محمد مصطفیٰ والمرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو مرتبہ قاب قوسین اوادنیٰ پر بلند کئے گئے ہیں اور سرخ وسیاہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں۔ ان لوگوں کے برابر جو قیامت تک کھڑے ہوں اور بیٹھیں اور رکوع اور سجود کریں۔ زمانوں اور برسوں کی مدت تک اوران کی اولاد کرام واصحاب عظام تک جب تک پرندے ہوا پر اڑیں اور مچھلیاں دریا میں چلیں اور ستارے آسمانوں میں چمکیں اور تارے روشنی میں زینت دیں اور جب تک چاند اور سورج دورہ کریں اور فرق دیں (دو ستارے) چکر لگائیں۔

پس حمد و نعت کے بعد کہتا ہے۔ فقیر حقیر تمام اہل ایمان کو بلانے والا ابراہیم ادھم بن شیخ فیض اللہ ابن شیخ تاج الدین محمود بن شیخ ابراہیم بن شیخ محمد بن شیخ عطاء اللہ بن شیخ احمد بن شیخ بہاؤ الدین ہارون بن شیخ نور الدین برادر شیخ یونس بن شیخ منور بن شیخ فضیل بن شیخ معز الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ علاؤ الدین بن شیخ یوسف بن شیخ بدر الدین سلیمان خادم درگاہ رفیع شیخ کبیر مرشد عالم کے قطب منیر پیشوائے محققین سلطان العاشقین دلیل العارفین۔ قطب الاقطاب شیخ جہاں حضرت شیخ فرید الحق والشرع والدین گنج شکر مسعود اجودھنی الکابلی شکر یا راگ کے جلے ہوئے محبوب خدا عاشق کبریا اللہ تعالیٰ ان کے اچھے راز کو بنا دے۔ اور ہماری طرف ان کی فتوحات و برکات کو پہنچا دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۔ یعنی جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہے البتہ ہم ان کو اپنے راستوں کی طرف ہدایت کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سیرو واسبق المفردون پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفردون کون ہیں۔ فرمایا جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ یا ذکر میں رہنے والے ہیں۔ بباعث ذکر اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو دور کر دیا۔

حدیث میں وارد ہے یعنی قیامت میں جلدی کرنے والے ساتھ مجاہدہ کے اور وہ نفس کا ڈالنا ہے۔ اہدہ اس کی ریاضت ہے اوامر کے بجالانے اور نواہی سے باز رہنے میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت پانے کا سبب ہے۔ اس سبب سے واجب ہے۔ طالبان خدا کے راہ کا لازم پکڑنا ساتھ ہمیشگی ذکر اور خلوص وصدق کے ساتھ اور نہیں مناسب ہے یہ تاخیر کریں طالب اس کی طلب میں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

ان الطریق الی الحبیب لقائہ

دو خاب الجنان وفارق الابطال

بہ تحقیق کہ راستہ طرف لقاء حبیب کے واسطے دل صاف کرنے والی بری باتوں سے بچنے والوں کے لئے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولقد وصینا الذین اوتو الکتاب من قبلکم وایاکم ان تتقو اللّٰہ فان التقویٰ لباس الدین وراس

الیقین ۔ یعنی البتہ تحقیق وصیت کی ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے قبل کتاب دیئے گئے ہیں۔ اور تم کو یہ کہ اللہ سے ڈرو کیونکہ تقویٰ دین کا لباس اور یقین کا اصل ہے اور اس کے بہت سے درجے ہیں:

اوّل مرتبہ شرک سے بچنا۔

دوسرا درجہ گناہوں اور حرام باتوں سے پرہیز کرنا۔

تیسرا درجہ شبہات سے بچنا۔

چوتھا مباح باتوں میں لذت نفسانی سے اجتناب کرنا۔

پانچواں ماسویٰ اللہ یعنی بالکل دین کی طرف متوجہ ہونا۔

جیسا کہ اللہ پاک عزاسمہ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا پرہیزگار ہے۔ اور بعض سلف رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ تقویٰ کی ابتداء اور انتہا یہ ہے یعنی اس کی ابتداء تو ظاہر شریعت کا التزام ہے اور اس کی انتہا تحقیق عام اطراف کی ہے اور اس کا التزام علوم دینیہ کی تحصیل سے ہوتا ہے پس ہر مومن پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو علم شریعت کی تعلیم کا حکم دے تاکہ اس پر ظاہر شریعت کا التزام آسان ہو جائے۔ اور اس کی تمام مراتب کی طرف کما ینبغی رسائی ہو جائے۔ اور اس کو چاہئے کہ اپنے اعضاء کو آداب شریعت کی طرف متوجہ کرے اور اپنے نفس کو قولاً وفعلاً بری باتوں سے روکے یعنی جو نفس کے اس کے خلاف کرے۔ اور وہ بات کہ جس کو الٹی جانب والا فرشتہ لکھے اور کسی چیز کی طرف نظر نہ کرے۔ جب تک کہ شرع شریعت اجازت نہ دے اور جو بات اچھائی کے ساتھ ہو اس میں کلام کرے اور تمام خواہشات نفسانیہ کو ترک کر دے اور دنیا کی محبت نہ رکھے بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس کو ترک کرے کیونکہ دنیا ہر ایک خطا کی اصل ہے اور ترک دنیا ہر ایک عبادت کی اصل ہے اور عورتوں اور چھوٹے لڑکوں اور خراب صحبت سے پرہیز کرے۔ اور اغنیاء اور امرا کی مجلسوں سے اجتناب کرے کیونکہ ان کی صحبت فقیر کو سم قاتل ہے بلکہ خلوت کو لازم پکڑے اور درود شریف کے پڑھنے اور تلاوت قرآن میں ہمہ وقت مشغول رہے اور ذکر اور نماز میں وقت کو گزارے ورنہ سور ہے۔

پس اگر شیطان اس کو وسوسہ اور خطرہ میں مبتلا کرے تو اس کو ذکر جلی سے دفع کرے۔ جیسا کہ بہ تحقیق پسر صالح فصیح اور زیادہ نیک و پرہیز گار عبادت گزار سالک و عابد و زاہد اور واقف علم شریعت اور طریقت پیشوائے خلفاء عظام، سردار عمدہ لوگوں کا نتیجہ مشائخ کرام کا زیب مسند طریقت و حقیقت صاحب سجادہ کبریٰ کا جامع فضائل ظاہری و باطنی کا حضرت گنج شکر کے عہد سے تمہارے اس دن تک ولد صالح مسعود بقول مشائخ کرام کے شیخ محمد بن ابراہیم ادھم بن شیخ فیض اللہ بن شیخ تاج الدین محمود اللہ تعالیٰ اس کا مطلب عطا فرمائے اور اس کا مرتبہ بلند کرے اور اس کی امیدیں پوری کرے۔ اس نے مشائخ عظام اور اولیائے کرام کا خرقہ نہایت حسن ظن اور ساتھ بصیرت کے پہنا اور جب اس نے صحبت فقراء کو اختیار کرلیا اور مضبوط ان کو پکڑ لیا۔ اور خلوت اور گوشہ نشینی کو لازم گردانا اور تعلیم علم شریعت اور طریقت میں توجہ اختیار کی۔ اور گوشہ اثبات واستقامت لازم پکڑا اور حضور شہنشاہِ اولین وآخرین حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور رعایت وظائف اور اوراد ملحوظ گردانے۔ اور اپنی اوقات کو طاعات میں صرف کرنے اور تہذیب اخلاق کے ساتھ رہنا اختیار کیا۔ تو میں نے اس کو لباس خرقہ میں اپنا خلیفہ اور اس سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کا صاحب سجادہ بنایا۔

پس بیعت لینے میں اس کا ہاتھ میرے ہاتھ کی طرح ہے اور میں نے اس کو اجازت کہ جو اس کے ہاتھ پر توبہ کرے یا اس کے سر پر مقرض چلائے اور بال کترے یا یہ بال مونڈ دے یعنی مونڈے اس کو جو ارادہ کرتا ہے خلق کا اور کترے اس شخص کے بال جو فقر کا ارادہ کرے اور چھوٹے چھوٹے فتوحات قبول کرنے کی اس کو اجازت دی۔ اس شرائط پر کہ ان کو ان کی جگہ پر صرف کرے اور مریدین اور طالبین کو خلوت اور عزلت میں بیٹھنے کا حکم کرے ساتھ ذکر اور طاعت کے اور ان کو خرقہ کی سند اس طریقہ سے لکھ دی یعنی اس نے خرقہ مشائخ کا شیخ ابراہیم ادھم قدس اللہ سرہٗ العزیز کی نیابت سے پہنا۔ اور انہوں نے اپنے باپ حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین ناصر الطریقت معدن الحقیقت والشرع والدین عارف باللہ شیخ فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز سے اور انہوں نے اپنے باپ

حضرت سلطان الموحدین شمس العارفین ضیاء الطریقہ برہان الحقیقت والشرع والدین حضرت شیخ تاج الدین محمود قدس سرہ العزیز سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت سلطان المشائخ قطب الاولیاء شمس الطریقت ناصر الحق والشرع والدین حضرت شیخ ابراہیم بالا راجہ قدس سرہ العزیز سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ قطب الاولیاء سراج الطریقہ معین الحق والشرع والدین حضرت شیخ محمود قدس سرہ العزیز سے پہنا اور انہوں نے حضرت عماد الطریقہ معین الملۃ والشرع والدین حضرت شیخ عطاء اللہ قدس سرہٗ العزیز سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ بدر الحقیقت شمس الطریقت علاؤ الحق والشرع والدین حضرت شیخ احمد قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ قطب الاولیاء الحق والشرع والدین حضرت شیخ ہارون قدس سرہ العزیز سے اور انہوں نے اپنے بھائی حضرت سلطان المشائخ قطب الاولیاء معین الحق والشرع والدین حضرت شیخ نور الدین یونس قدس سرہ العزیز سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ حضرت شیخ منور قدس سرہ العزیز سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ حضرت شیخ فضیل طاب ثراہ سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ معز الدین قدس سرہ سے اور انہوں نے حضرت سلطان الاولیاء حضرت شیخ سلیمان قدس سرہ سے اور انہوں نے حضرت قطب الاولیاء حضرت شیخ سلیمان قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت قطب الاولیاء تاج الاصفیاء حضرت موج دریا شیخ یوسف قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت قطب الاولیاء حضرت سلیمان قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت قطب الاولیاء بدر الاتقیا حضرت شیخ العالم شیخ فرید الملۃ والدین مسعود قدس سرہ العزیز اور انہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ اور انہوں نے حضرت معین الاولیاء سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی سنجری چشتی رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضرت محبوب الاولیاء حضرت خواجہ عثمان ہاردنی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہ سے اور انہوں نے حضرت محمد بن سمعان قدس سرہٗ سے

اور انہوں نے حضرت ابواحمد ابدال چشتی قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی قدس سرہٗ اور انہوں نے حضرت ہبیرۃ البصری قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ حذیفتہ المرعشی قدس سرہ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ اور انہوں نے حضرت امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ سے اور انہوں نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ خلافت پہنا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین بحرمۃ طٰہٰ ویٰسین برحمتك یا ارحم الراحمین ۔

وصیت

دعا کرے ختم کی ایمان سعادت پر اور اپنے دوستوں اور تمام مسلمانوں کے واسطے بحق محمدؐ وآلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

خواجگانِ چشت مادر ہر دو عالم بہتر اند — از عنایت حق تعالیٰ پیر میر بہتر اند
ہر کہ را جاوید باید جنت الماوی البہشت — ہر زمان باصدق خواند شجرۂ پیران چشت
خواجگی بے پیر بودن کار ایں نادان بود — ہر کرا پیرے نباشد پیر او شیطان بود

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں من لا شیخ لہٗ فشیخہ الشیطان یعنی جس کا کوئی پیر نہیں ہے اس کا پیر شیطان ہے اور دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ من لا شیخ لہٗ فلا دینَ لہٗ یعنی جس کا شیخ نہیں ہے اس کا دین نہیں ہے۔

عرس بزرگانِ عظام

عرس حضرت مہتر آدم علیہ السلام کا بتاریخ ۱۰ ماہ محرم اور حضرت حوا علیہا السلام کا ۸ ماہ رمضان اور حضرت خاتم النبیین رسول رب العالمین کا ۱۲ ماہ ربیع الاوّل اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ۱۰ ماہ محرم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ۲۲ جمادی الثانی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ۲۲ ذی الحجہ اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی

اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ۲۰ رمضان المبارک اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۳ ماہ رمضان المبارک سینچر کی رات میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ ماہ بقولے ۳ ماہ اور بقولے ۴۰ روز بعد۔ قول اوّل بہت صحیح ہے۔ اور عمر شریف ۲۸ سال تھی۔ اور عرس بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۲۷ رمضان المبارک منگل کی رات ۵۸ ہجری۔ عرس شہزادۂ کونین امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ کا ۴ ماہ محرم۔ عرس خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ کا ۴ یا ۱۴ ماہ محرم۔ عرس خواجہ عبدالواحد ابن زید زندنی کا ۷ یا ۲۷ صفر۔ عرس خواجہ فضل عیاض کا ۳ ربیع الاوّل عرس خواجہ ابراہیم ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۲ جمادی الاوّل۔ عرس خواجہ حذیفہ المرعشی کا ۲۳ شوال۔ عرس خواجہ علو ممتاز دینوری کا ۲۴ ماہ محرم۔ عرس حضرت ابواسحاق شامی کا ۴! یا ۲۲ ماہ محرم۔ عرس خواجہ ابواحمد چشتی کا اول ماہ محرم۔ عرس حضرت ابومحمد بن شمعان چشتی کا ۹ ماہ رجب اور خواجہ ناصرالدین ابویوسف چشتی کا ۳ رجب اور خواجہ مودود چشتی کا اوّل ماہ رجب اور خواجہ عثمان ہارونی کا ۱۵ یا ۱۶ شوال۔ عرس خواجہ معین الدین چشتی کا ۶ رجب اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا ۱۴ ربیع الاول اور فریدالدین مسعود اجودھنی کا ۵ محرم۔ اور شیخ بدرالدین کا ۱۴ شوال اور شیخ علاؤ الدین کا غرہ ماہ شوال اور شیخ سلیمان کا ۱۳ ماہ محرم اور خواجہ فضیل کا ۲۹ رجب۔ اور شیخ ہارون کا ۲۰ شوال اور شیخ احمد کا ۸ ذی قعد۔ اور شیخ خطاء اللہ کا ۷ جمادی الاوّل اور شیخ محمد کا ۲۴ شوال اور شیخ ابراہیم کا ۲۱ رجب اور شیخ تاج الدین محمود کا ۷ صفر اور شیخ فیض اللہ کا ۱۸ ذی الحجہ اور شیخ ابراہیم ادھم کا ۱۸ محرم الحرام۔

ذکر نسب آنحضرت کے

اسرار العارفین سے نقل ہے۔ مثنوی

گل گلزار انوار معانی — دُر دریائے گنج لامکانی

محیط معرفت شیخ خدا بیں — بقا باللہ را سلطان تمکیں

مے وحدت زجامِ عشق خوردہ — قدم در عالم لاہوت بردہ

چوفائے فقر را برقاف شد جائے — ہوید اے دلش ید نقطۂ فائے

ہماں فاگشت برنامش ہویدا — کمال فقر فخری کردہ پیدا

جملک فقر شاہنشاہِ مقصود   فرید الدین ملت شیخ مسعود

جمالی راچہ حدے آں کہ اقدام

کشاید سوئے مدح آں نکو نام

حضرت سلطان المشائخ بابا فرید الدین مسعود عجب نادر روش رکھتے تھے اور کشف وکرامات میں کمال عظیم تھے۔ سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ حضرت فرید الدین صاحب دلوں کی جگہ تھے اور آپ فرخ شاہ بادشاہ کابل کے خاندان سے تھے۔ اس زمانے میں دنیا کی سلطنت فرخ شاہ کے ہاتھ میں تھی۔ تمام بادشاہ روئے زمین کے مطیع تھے اور کابل کی سلطنت غزنی کی سلطنت سے پہلے تھی۔ جب حوادثاتِ روزگار سے خلل پذیر ہوئے شاہ غزنی کے قبضہ میں آئے۔ فرخ شاہ کی اولاد بھی دیار کابل میں اپنے املاک اور اسباب میں مشغول رہی۔ یہاں تک کہ چنگیز خان نے خروج کیا اور ملک ایران اور تہ تیغ لایا اور لوٹ مچا دی۔ اور لشکر غزنی کی طرف کھینچا جب غزنی میں پہنچا اس کو لیا اور خراب کیا۔ جد بزرگوار شیخ فرید الدین نے کابل کی لڑائی میں شہادت پائی۔ بعدہ جد بزرگوار شیخ الشیوخ عالم قاضی شعیب تین لڑکوں کے ہمراہ اور مال واسباب لے کر لاہور پہنچے اور قصبہ قصور میں نزول فرمایا۔ قاضی قصور کہ عدل وانصاف اور مروت اور مروی میں قاضیوں کے فخر تھے۔ آپ کے خاندان کی عظمت اور بزرگی اس سے پہلے سنی تھی جب ان بزرگوار کو دیکھا تعظیم سے پیش آئے۔ اور جیسا سنا تھا سو چند دیکھا چنانچہ اس کا مشاہدہ آپ کہتا ہے۔

آنچہ گوش از کمال خواجہ شنید

چشم او صد ہزاراں چنداں دید

اور ضیافت کی اور ان کے پہنچنے کا ذکر کمال علم اور جمال سے آراستہ تھے اور ان کے خاندان کی عظمت بادشاہ کو لکھی۔ بادشاہ نے ایک فرمان تعظیم اور تکریم کا اس بزرگ کی خدمت میں بھیجا۔ مضمون اس کا یہ تھا کہ جیسا آپ کے اختیار میں ہو۔ ہر علم دینی اور دنیاوی جہت ...... سے میری رضا ہے ع

رضائے دوست مقدم براختیار نیست

بعدہٗ بابا فرید الدین گنج شکر کی جد بزرگوار نے فرمایا کہ ہم کو علم دنیا مطلوب نہیں ہے جو چیز ہم سے جاتی رہے اس کے پیچھے نہیں پڑتے۔ اتفاقاً کوتوال سے نزدیک ہے۔ قاضی شعیب کے سپرد کیا گیا جو بابا صاحب کی جد تھی۔ وہاں سکونت کی اور حق تعالیٰ نے اس خاندان سے بابا صاحب کو ظاہر کیا کہ ہندوستان کی خلائق کو کہ گناہ کے اندھیرے میں غرق تھی۔ دستگیری فرما کر نکالیں۔

دوسری نقل ہے آپ کے بزرگوار کے تشریف لانے کی کوتیوال میں سر العارفین مولانا جمال الدین کی تصنیف سے اس طریق سے لکھا گیا کہ پدر بزرگوار آپ کے شیخ جمال الدین سلیمان کابل کی طرف شہاب الدین غوری سلیمان محمود غزنوی کے بھانجے کے عہد میں ملتان آئے اور ملتان کی طرف میں ایک قصبہ ہے کہ اس کا نام کوتھوال ہے ان کو اس قصبہ کی زمین کی قضا دی۔ وہاں آپ نے تامل کیا اور متوطن ہوئے۔ آپ کے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ بڑے لڑکے اعزالدین محمود نام ان سے چھوٹے فرید الدین مسعود اور چھوٹے لڑکے نجیب الدین متوکل قدس سرہٗ ان لڑکوں کی ماں بی بی قرسم خاتون مولانا وجیہہ الدین خجندی کی لڑکی تھی۔ کمال صلاحیت اور عفت میں ان کی کرامت مشہور اور معروف ہے۔

نقل ہے کہ حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین محمد بدایونی سے رات آپ کی والدہ عبادت اور تہجد میں مشغول تھیں ایک چور گھر میں آیا۔ آپ کی والدہ کی دہشت سے یکا یک نابینا ہو گیا چاہا کہ وہاں سے نکلے جانے سے راہ نہ پائی۔ آواز دی کہ میں چور ہوں اور چوری کے لئے اس گھر میں آیا ہوں۔ البتہ یہاں کوئی ہے جس کی دہشت نے مجھے اندھا کیا۔ عہد کرتا ہوں کہ اگر بینائی آ جائے تو پھر چوری نہ کروں گا اور کفر سے اسلام لاؤں گا۔

بابا صاحب کی والدہ نے جب یہ بات سنی اس کی بینائی کو حق تعالیٰ سے طلب کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے دونوں آنکھیں بینا ہو گئیں۔ اس حال سے سوائے آپ کی والدہ کے کسی کو خبر نہ تھی جب دن ہوا ایک شخص برتن دہی کا بھرا ہوا لئے آپ کے دروازہ پر پہنچا اور کہا

کہ میں چور ہوں رات کو چوری کرنے آیا تھا۔ ایک عورت متبرکہ یہاں نماز میں مشغول تھیں ان کی ہیبت سے میں بالکل نابینا ہو گیا۔ اب میں آیا ہوں کہ اپنے اہل وعیال سمیت مسلمان ہوؤں۔ آخر وہی صالحان سے ہوا اور بہت خدمت کی۔ اب اس کی قبر بھی اسی قصبہ میں ہے اور آدمی زیارت سے اس مزار کی برکتیں پاتے ہیں اور شیخ عبداللہ مشہور ہے اور بابا صاحب کے پدر بزرگوار کی قبر اور آپ کے بڑے بھائی اعزالدین محمود کا مزار اسی قصبہ میں واقع ہے۔

سنا گیا ہے آپ کی والدہ اور خواجہ محمود چشتی بھدالوی سے کہ ابتدائی حال میں فرمایا فریدالدین گنج شکر اکثر بیان میں رہتے تھے۔ چنانچہ دس برس تک درختوں کے پتے کھائے اور رات دن عبادت الٰہی کے بعد مدت مذکورہ کے اپنی والدہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ والدہ نے ان کا حال پوچھا کہ اس مدت میں کیا گزری فرمایا کہ اس دس بارہ سال میں کھانا چھوڑ کر درختوں کے پتوں پر قناعت کی اور عبادت میں مشغول رہا۔

اسی اثناء میں آپ کی والدہ نے نہایت شفقت سے آپ کے بالوں میں شانہ کرنا شروع کیا۔ اس سے قبل جو آپ کا سر شریف الجھا ہوا اور بے روغن تھا درد کرنے لگا۔ ماں سے عرض کیا کہ بال درد کرتے ہیں۔ ماں نے جواب دیا کہ مدت ضائع کی کچھ نہ کیا۔ پھر مادر بزرگوار سے رخصت ہو کر سفر میں آئے اور ایک مدت مدید ترک طعام اور نباتات کیا اور ہمیشہ اطمینان کی غرض سے ایک کاٹھ کی ٹکیہ سینہ کے آگے رکھتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے اور جو آپ کو کھانے کو پوچھتا تھا جواب میں فرماتے تھے یہ بقیہ طعام موجود ہے۔ میں نے کھالیا ہے اور بچا ہوا اٹھا رکھا ہے۔

جب بعد مدت کے پھر والدہ کے پاس پہنچے پھر والدہ نے استفسار کیا کہ اس مدت میں کیسے گزری۔ جواب میں فرمایا کہ کاٹھ کی ٹکیا پر قناعت کی یہاں تک کہ ایک روز بھوک کی شدت سے اس کو دانتوں سے کاٹا کہ دانتوں کا زخم اس پر ظاہر ہے اور جو ہم سے پوچھتا تھا ہم کہہ دیتے تھے کہ ہم نے کھایا ہے اور بقیہ رکھا ہے اور ٹکیہ کی طرف اشارہ کر دیتے تھے۔

مادر بزرگوار نے فرمایا کہ اس مدت میں سب خلاف واقعہ کے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ بس تم نے اس مدت میں بھی کچھ کام نہ کیا اور ضائع گزارنی اور کاٹھ کی ٹکیاں کہ ایک ہزار چھتیس ہیں۔ آپ کے روضۂ مقدس پاک پٹن میں موجود ہیں کہ اس داعی نے بھی زیارت کی ہے اور سر پر رکھی ہیں۔

پھر والدہ سے رخصت ہوئے اور سفر میں آئے۔ اور بارہ برس آپ کو چاہ میں لٹکایا اور نماز معکوس میں مشغول ہوئے اور ہمیشہ اس کو زبان پر لاتے تھے کہ جو خدا کرے ہوتا ہے۔ بعد بارہ برس کے ہاتف نے آواز دی کہ جو خدا کرے ہو۔ اور جو فرید چاہے اللہ کے حکم سے ہو۔ اس مدت میں ریاضت انجام کو پہنچی کہ چڑیوں نے آپ کے زانوئے مبارک میں گھونسلے بنائے تھے۔ جب بعد مدت گزرنے کے ماں کی خدمت میں مشرف ہوئے تو والدہ نے حال سن کر بہت شاباش دی اور مہربانی فرمائی کہ مرد ایسا ہی کرتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے اس بار کیا۔ بہت پسند آیا اس کلام کے اثناء میں آپ نے ہندوی زبان میں فرمایا

فریدا دھر سولی سر پنجرے تلیاں تو کت کاک
رب اجیوں نہ باہڑے سودھن ساڈے بھاگ

اور نیز کاتب الحروف کی والدہ سے سنا گیا ہے کہ آنحضرت بزرگان دین کی جماعت کے ساتھ یعنی شیخ بہاؤ الدین زکریا اور شیخ جلال الدین بختیار اور شیخ شرف الدین قلندر سیر میں تھے ناگہاں ایک پہنچے کہ اس کی دو راہیں تھیں۔ ایک میں چوروں کا خطرہ تھا اور ایک امن سے تھی۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا نے فرمایا کہ امن کی راہ چلنا چاہئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سبب خطرہ کا آپ سے دور کرنا چاہئے اور راہ میں جریدہ آنا چاہئے۔ ویسا ہی کیا۔ اور خطر کی راہ آئے۔

ناگاہ ایک دریا پر اترے دیکھا کہ صیاد نے جال ڈالا ہے اور مچھلیاں پکڑتا ہے۔ یہ سب یار جو بھوکے تھے ہر ایک کے نام سے ایک چیز نکلی جو آنحضرت نے بہت مبالغہ کیا۔ بالضرورت اپنے نام سے جام ڈالا۔ ہر چند صیاد نے زور کیا کچھ فائدہ نہ ہوا اور جال نہ کھینچ

سکا۔ یہاں تک کہ سب یاروں نے زور لگا کر کھینچا۔ ناگہاں ایک مرد نورانی قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ظاہر ہوا اور الٹی طرف نان تنک اور حلوا رکھا تھا۔

پوچھا یہ پکا حلوا کیسا ہے۔ اس پیر نے کہا کہ بہ نیت حضرت فرید الدین گنج شکر کے میں نے پکایا تھا۔ اور میں آب شیریں کی طلب میں آیا تھا۔ سب یار تعجب میں رہے اور اس روز سے درستِ اعتقاد کے ساتھ آتے تھے اور نہایت ادب کے ساتھ رہتے تھے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ بابا صاحب سیر میں اپنے احوال کے ساتھ بہت کوشش کرتے تھے۔ بعدازاں سب یار میں آئے اور حرمین شریفین کے طواف سے مشرف ہوئے اور بوقت واپسی آنحضرت کے شیخ بہاؤ الدین اس عیب سے کہ رشتہ میں باہم خالہ زادہ تھے اور محبت بہت رکھتے تھے بخارا میں خدمت شیخ شہاب الدین سہروردی کی پسند کی تھی۔ آنحضرت کا قاعدہ تھا کہ جو مسافران کی خدمت میں ان کی خانقاہ میں آتا تھا۔ خادم کو بھیجتے تھے کہ بعد ادا کرنے خدمت مہمان داری کے کھانا آگے لے جایا تھا جب وہ دونوں عزیز گئے بقاعدہ سابقہ کھانا بھیجا۔ انہوں نے کھایا اور چند روز خدمت میں رہے شیوخ نے مولانا فرید الدین کے باب میں فرمایا کہ ہمت عالی رکھتے تھے اور وہاں سے انتقال فرمایا۔ ایک نوع کی ملاقات ان دونوں بزرگ کی شیخ الشیوخ کے اس طریق سے ہے۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ ایک وقت بندگی شیخ بہاؤ الدین زکریا قطب العالم شیخ فرید الدین کے آگے آئے کہ میں بسبب ارادت کے شیخ شہاب الدین کے پاس قصد رکھتا ہوں۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ میں نیت ارادت کی ان سے نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن تمہاری خاطر سے اگر کہو ہمراہ چلوں۔ بندگی حضرت غوث الاعظم بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے۔ بعدہ دونوں روانہ ہوئے اور تین آدمی اور روانہ ہوئے ایک شیخ داؤد موکدی دوسرے شیخ محمود بھرگی۔ تیسرے شاہ باز قلندر لیکن شاہباز بھی نیت ارادت کی نہیں رکھتے تھے اور یہ دو آدمی بہ نیت ارادت گئے۔ ہر ایک خالی عیب اور رنج سے بغداد کی طرف گئے جب چند منزل طے کیں ایک روز اثنائے راہ میں سانپ نے غوث العالم بہاؤ الدین کے پاؤں میں کاٹا۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ تریاق پیدا کرنا چاہیئے۔

غوث العالم نے فرمایا جب آپ ہمراہ ہیں تریاق لیا کرے گا۔ حضرت قطب العالم بابا صاحب نے قدرے خاک زمین سے اٹھائی اور نام حضرت نواختہ درگاہ جبار خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کا لیا اور سانپ کے کاٹے کی جگہ ڈالی فوراً صحت ہو گئی۔ گویا کچھ درد نہ تھا۔

حضرت غوث العالم شیخ بہاؤ الدین اور سب مصاحب حیران ہو گئے اور عظمت اور بزرگی خواجہ قطب الدین کی اقرار میں لائے اور روانہ ہوئے جب بغداد کے نزدیک پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ بھیڑیں چرتی ہیں اور گلے میں چاندی کے طوق ہیں۔ پوچھا یہ کس کی ہیں۔ کہا شیخ کی ہیں پھر آگے قدم مارا دیکھا کہ گھوڑوں اور اونٹوں کے گلے میں زر و نقرہ کے طوق کے ساتھ چرتے ہیں۔ پوچھا یہ کس کے ہیں؟ کہا شیخ شہاب الدین کے۔ جب قریب شہر کے پہنچے جس باغ میں گزرتے تھے شیخ کا ذکر سنتے تھے۔ شہباز قلندر رو دہر میں ایک لتہ رکھتا تھا۔ اس کو اتارا اور زمین پر ڈالا اور کہا یہ بھی شیخ ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ کے دروازے پر پہنچے اور بیٹھے۔ خادم اندر سے آیا۔ پوچھا کہ ابھی جو آدمی آئے ہیں کہاں ہیں؟

ہر ایک اٹھا اور کہا ہم ہیں۔ خادم لوٹا اور شیخ کے پاس گیا اور کہا بعدہٗ شیخ نے فرمایا کہ جا پوچھ تم میں سے شیخ فرید اور شیخ بہاؤ الدین کون ہیں۔ خادم آیا اور پوچھا سب تعجب میں ہوئے اور کہا کہ ہم ہیں۔ خادم نے کہا آؤ تمہارے لئے حضرت قطب العارفین نے بستر گاہ فرمائی۔

قطب العالم بابا صاحب نے فرمایا کہ ہم اوّل شیخ کی ملاقات کریں گے۔ اس وقت اسی جگہ اتریں گے۔ خادم نے کہا کہ جو حضرت شیخ نے فرمایا ہے بہتر ہے کہ اس سے رو گردانی نہ کرو۔ اتر لو پھر چلنا اترے اور خادم پھر گیا۔ بعد ساعت کے شیخ نے کھانا بھیجا ہر ایک نے ہاتھ کھانے کو پھیلایا۔ بابا صاحب نے نہ کھایا۔ فرمایا کہ میں شیخ کے ساتھ کھاؤں گا۔ آدمی نے جا کر شیخ سے کہا کہ سب نے کھانا کھایا لیکن حضرت شیخ فرید کہتے ہیں کہ میں شیخ کے ساتھ کھاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا کہ جا شیخ فرید سے کہہ تم کھانا کھاؤ۔ ہم نے نیت

سات روز کے طے کی ہے۔

جب خادم نے کہا بابا صاحب نے فرمایا کہ میں نے بھی طے کا قصد کیا ہے۔ خادم گیا اور آ کر کہا کہ شیخ نے فرمایا ہے بہتر ہے۔

الغرض جب ان پانچوں نے اس منزل گاہ کو آرام گاہ کیا۔ علی الصبح شیخ نے آدمی بھیجا کہ جاؤ گھوڑوں کے واسطے گھاس لاؤ۔ جو آدمی کہ نیت ارادت کی رکھتے تھے تخم عبودیت کا بویا تھا۔ اطاعت کی حضرت قطب العالم اور شہباز قلندر بھی یاروں کی موافقت میں گئے۔ بندگی غوث العالم شیخ بہاؤ الدین خشک گھاس لائے اور شیخ داؤد اور شیخ محمود سبز گھاس لائے۔ خادم آیا اور ان کی کیفیت معلوم کی اور خشک گھاس ان کی درگاہ میں گزرانی۔ شیخ نے فرمایا جا بہاؤ الدین سے پوچھ کہ خشک گھاس کیوں لایا اور شیخ داؤد اور شیخ محمود سے کہہ کر سبز کیوں لائے۔ خادم آیا اور کہا غوث العالم نے جواب دیا کہ میں نے سبز گھاس کو دیکھا کہ تسبیح میں تھی۔ اس سبب سے خشک لایا۔

اور شیخ داؤد اور شیخ محمود نے کہا حضرت کی خدمت میں خشک گھاس کیوں لاتے سبز بہتر ہے۔ خادم نے جا کر یہ حقیقت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ شیخ نے رغبت سے سنی اور پسند کیا۔ بعدہٗ بروز طے کے جب وہاں پہنچے حضرت شیخ الشیوخ نے ان کو بلایا۔ جب یہ شیخ کے دروازہ پر پہنچے کہ اندر گھر سے دو آدمی پکڑ کر لائے ہیں اور ان کے حضور میں دونوں کی گردن ماری۔ ان کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوتا ہے۔ اس گھر میں گئے اور شیخ کے ساتھ کھانا کھایا لیکن شیخ کے آگے جو کی روٹی کچے آٹے کی لائے تھے۔ شہباز نے دل میں گزرانا کہ اس طریق کے پیر...... کا مال ومنال میں نے دیکھا اور اندر یہ طریق ہے۔ حضرت شیخ نے باطن سے معلوم کیا اور شہباز کی طرف دیکھا اور یہ بات کہی کہ میخ میں نے ......مٹی میں گاڑھی ہے دل پر نہیں گاڑھی ہے اور وہ لتہ جو شہباز نے ڈالا تھا حجرہ سے منگا کر دیا۔

حاضرین متعجب ہوئے بعض نے خاطر میں گزارنا اور تو سب حل ہوا لیکن یہ فرمادیں کہ دو آدمیوں کی گردن کیوں ماری کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ وہ دونوں نفس شیخ داؤد اور شیخ

محمود کے تھے۔ ان کی نفسانیت کو ظاہر مظہر میں لا کر گردن ماری۔

جب وقت مغرب کا ہوا شیخ کے وضو کو طشت اور آفتابہ لائے۔ جب شیخ نے مسواک لی اور کلی کی۔ بابا صاحب نے ان کے دانتوں کا درد دیکھ کر پوشیدہ حضرت باری تعالیٰ سے عرض کی۔ الٰہی ان کا درد دور ہو فرمان ہوا کہ حکم ہمارا اسی طور سے ہے۔ اس وقت بابا صاحب نے عرض کی۔ الٰہی تیرا حکم جاری رہے گا لیکن ان کے درد کے بدلے ہمارے درد ہو اسی وقت درد دور ہوا اور بابا صاحب کے ہونے لگا

زمردان ہر کہ باشد صاحب گنج — رساند راحت و برخود نہد رنج

کنون شاہم بزیر چرخ داور — ہے بخشد شفا ہر روز صدباد

شیخ شہاب الدین نے بابا صاحب کی طرف دیکھا اور کہا اس راز سے کوئی مطلع نہ ہو۔ تم نے کیوں آپ کو رنج میں ڈالا۔ قطب عالم بابا صاحب نے فرمایا یہ درویش سے نہیں ہوتا کہ کسی کو رنج میں دیکھے۔ حضرت شیخ الشیوخ نے بھی دعا کی کہ بابا صاحب کا درد دور ہوا۔

من بعد حضرت نے التماس فاتحہ کی کہ جب تک اپنے پیر کے پاس پہنچیں شیطان کے مکر سے نڈر رہیں۔ شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ شیطان لعین کو تمہاری ذات مبین سے کیا مجال ہے۔ قطب العالم نے فرمایا کہ فاتحہ پڑھو۔ فاتحہ فتوح کی پڑھیں اور حضرت شیخ نے عوارف کتاب کو حضرت قطب عالم کو دیا کہ تم جب تک پیر کے پاس پہنچو اس کا مطالعہ کرو کہ خاص تمہارے واسطے بنائی ہے۔ بعدہٗ بابا صاحب قطب عالم حضرت شیخ الشیوخ سے رخصت ہوئے اور فرمایا کہ تم لنگر عالم اور عالم والوں کے ہو۔ اور دارالملک دہلی کی طرف متوجہ ہوئے۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ ایک وقت حضرت قطب العالم فرید الدین گنج شکر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس سرہٗ کی ملاقات کو سفر فرماتے تھے اور قدموں مبارک سے اس زمین کو طے کیا۔ اور دونوں بزرگوں نے ملاقات کی اور ثمرہ اخلاص اور اتحاد کا اظہار فرمایا۔ چونکہ قطب العالم آفتاب عالمتاب سے تھے۔ ان کی وجہ حدود ملتان میں شیخ

صدر الدین کو خوش نہ معلوم ہوئی اور اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہاں کی ولایت کا خیال رکھتے ہیں کہ اس طرف تشریف لاتے ہیں۔ شیخ بہاؤ الدین سے ظاہر کیا کہ بابا یہ جو یہاں آتے ہیں اچھا نہیں ہے۔ شاید اس ولایت کو لینا چاہتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ آپ کی یہ غرض نہیں ہے۔ کمال لطف سے ملاقات کے واسطے آتے ہیں۔ شیخ صدر الدین کے دل سے یہ وغدغہ کلی دور نہ ہوا۔

اور بزرگوں کا طریقہ ہے کہ جو کسی کو چاہتے ہیں کہ کسی جگہ روانہ کریں اس کی جوتیاں اس طرف کر کر آتے ہیں۔ شیخ صدر الدین نے بابا صاحب کی جوتیاں لے کر اور جھاڑ کر دہلی کی طرف سیدھی کر کے رکھیں۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ شیخ صدر الدین میں یہاں رہنے والا نہیں ہوں۔ خاطر جمع رکھ محض تیرے باپ کی ملاقات کو آیا ہوں۔

شیخ بہاؤ الدین کی ایک کنیزک تھی۔ باحسن جمال شیر گفتار پاکیزہ مثال آب زلال کے کہ آدمیوں کے ہوش لے جاتی تھی۔ اور دل کا غبار کلام نرم اور گرم سے مٹاتی تھی جب حضرت بہاؤ الدین نے اس کو اپنے پاس بلایا اور شقاوت کا داغ کہ اس جبیں پر اس حسن کے باغ کی طراوت کے تھا جب دیکھتے تھے عیش خراب ہو جاتا تھا چند بار اس بزرگوار...... نے حضرت پروردگار میں عرض کی کہ الٰہی اس کی شقاوت کا داغ سعادت سے بدل دے۔ فرمان پہنچتا تھا کہ ہمارا حکم یہی ہے۔ بندگی شیخ بہاؤ الدین نے دل میں گزارا کہ اگر ماہ رومشک مو بابا صاحب کی نظر سے مشرف ہو۔ امید ہے کہ داغ شقاوت کا آپ کی دعا کی برکت سے بدل جائے۔ شیخ بہاؤ الدین نے بابا صاحب سے کہا کہ ایک لونڈی ہے اگر فرماؤ تو آفتابہ لے کر آئے اور آپ کو وضو کرا دے کہ میری نیت ہے۔ فرمایا بہتر ہے۔ شیخ بہاؤ الدین اندر گئے اور اس ماہ پیکر سے کہا کہ آفتابہ پانی سے بھر کر جا اور ان شیخ کو کہ گھر کے اندر بیٹھے ہیں وضو کراؤ۔ اور آپ کو ان سے پردہ میں نہ رکھنا۔ اس نے کہا کیونکر میں آپ کو دوسرے کو دکھلاؤں کہ میں عورت ہوں۔ شیخ نے فرمایا کہ اس میں مصلحت ہے۔ جو میں کہتا ہوں وہ کر۔ لونڈی نے آفتابہ بھر لیا اور حضور میں بابا صاحب کے گئی۔ حضرت قطب العالم نے اپنا دست مبارک نکالا۔ لونڈی نے پانی ڈالا جب حضرت قطب العالم

نے دیکھا وہ داغ مثل زاغ کے اس جمال میں نظر شریف میں پڑا۔ حضرت قطب العالم نے منہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور دعا کی اس لونڈی نے تمام پانی اس عرصہ میں دست مبارک پر ڈال دیا۔ اور گمان لے گئی کہ یہ مرد مجھ پر شیفتہ ہو گیا۔

نظر خوباں بحسن خویش دارند — کسے را در نظر زاں مے نیازند

ولی مردان حق را مے ندانند — کہ حسن شاں بیک جو کم ستانند

القصہ جب آفتابہ اس آفتاب جمال کا خالی ہوا اندر گئی اور شیخ سے کہا کہ تم نے مجھ کو ایسے مرد صاحب نظر کے پاس بھیجا۔ شیخ نے فرمایا اس مرد نے کیا کیا۔ اس نے کہا کہ نظر آسمان کی طرف سے نیچے نہ کی۔ تمام پانی میں نے اس کے ہاتھ پر ڈال دیا۔ شیخ الاسلام نے جانا کہ حضرت دعا میں مشغول ہوئے اور اس کی پیشانی پر نظر کی دیکھا کہ ہنوز داغ شقاوت رکھتی ہے۔ فرمایا کہ جلد اور پانی لے جا۔ لونڈی دوسرا آفتابہ بھر کر لے گئی۔ اور پھر تمام پانی آپ کے ہاتھ پر بیٹ ڈال دیا۔ پھر اندر گئی حضرت نے پوچھا کہ شیخ نے اب وضو کیا ہے یا نہیں۔ جواب دیا نہیں کیا ہے۔ اور نظر اوپر ہے۔ شیخ نے اس کی پیشانی دیکھی دیکھا کہ وہ داغ باقی ہے۔ فرمایا جلد جا اور آفتابہ لے جا۔ وہ بھر کر لے گئی اور دست مبارک پر بیٹنا شروع کیا۔ جب آدھا پانی بٹ گیا۔ حضرت بابا صاحب نے نظر نیچے ڈالی اور باقی پانی سے وضو کیا۔ بعدہٗ کنیزک گھر میں آئی اور شیخ سے کہا کہ اس مرد نے وضو کیا آدھے پانی سے۔ شیخ نے تمام حضور سے اس کی جبین دیکھی۔ دیکھا کہ داغ شقاوت کا اس کی جبین سے دور ہو گیا۔ اور شاہی پیشانی اور لطف الٰہی پہنچا۔

شیخ خوش ہوئے لیکن دل میں کچھ غبار بیٹھا۔ درگاہ حق جل وعلاء میں کہا الٰہی میں نے چالیس بار اس کام کی عرض کی۔ قبول نہ ہوئی اور دعا شیخ فرید کی اجابت سے موصول ہوئی۔ فرمان ہوا کہ اس چلہ اخیر میں میں نے اس سے کہا تھا کہ جو میں نے کہا تو نے کیا۔ اب جو تو کہے گا میں کروں گا۔ اس سبب سے دعا شیخ فرید کی قبول اور معرض وصول میں ہوئی۔

نقل ہے گلشن اولیا سے کہ جب حضرت قطب العالم فرید الملۃ والدین گنج شکر قدس

اللہ سرہٗ کا اوّل چلہ ہوا۔ بعد بارہ برس فرمان حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ پہنچا کہ فرید اچھا ہماری طلب میں پہنچا۔ جب دوسرا چلہ ہوا فرمان پہنچا کہ اے فرید جو کچھ میں نے کہا تو نے کیا۔ جب تیسرا چلہ ہوا فرمان حق تعالیٰ آیا کہ جو میں نے کہا تو نے کیا۔ اب جو تو کہے گا میں کروں گا پس اس کلام سے ایسا معلوم ہوا کہ عمر حضرت قطب العالم کی ایک سو بیس سال کی تھی لیکن میں نے اپنے پیر کی زبان سے سنا۔

مصنف گلشن اولیاء کہتا ہے کہ حضرت قطب العالم فرید الدین قدس سرہٗ نے اپنی عمر ایک شخص کو اپنی والدہ کی شفاعت سے بعد دفن سے بخشی تھی۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ جس مقدار کی قطبیت کہ حضرت گنج شکر کو تھی دوسرے کو کمتر ہوئی ہے۔ عمر چہل سال آپ کی تھی کہ چند درویش کامل نے کوہ قاف سے قصد کیا کہ جا کر شیخ کو مار ڈالیں کہ اس قسم کی قطبیت کسی پر قرار نہیں پائی ہے۔ اور جب تک وہ ہے دوسرا قطب نہ ہوگا۔ حضرت قطب عالم کے پاس آئے اور سب نے سلام کہا۔ آستانہ قطب العالم میں بیٹھے۔ بعد تھوڑی دیر کے حضرت قطب العالم نے ان سے پوچھا تم نے اس قدر سیر کیے ہیں کوئی درویش دیکھا ہے وہ تعجب میں ہوئے اور کہا ہم خود درویش ہیں اور کہا کہ ہاں دیکھا ہے اور سنا گیا اور نام لیا۔

حضرت قطب العالم نے ان سے کہا کہ مجھ کو کیسا دیکھا ہے۔ کہا ہم ابھی آئے ہیں۔ آپ سے واقف نہیں۔ حضرت نے فرمایا جاؤ میرا حال پوچھو گئے اور در پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ حال شیخ کا کس طرح ہے۔ اندر سے آواز آئی۔ اس روز سے کہ میں گھر میں شیخ کے آیا ہوں۔ کبھی کھانا سیر ہو کر نہ کھایا ہے۔ جب انہوں نے جواب سنا پھر مسند شریف پر حضرت کے پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت وہاں نہیں ہیں۔ انہوں نے آپ کی تلاش میں مراقبہ کیا تمام زمین کی سیر کی اور آسمان پر طیر کیا۔ کسی جگہ نہ پایا مراقبہ سے سر اٹھایا کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ان کے درمیان میں ہیں اور گرد اپنی ریش مبارک کی آستین سے جھاڑتے ہیں۔

جب انہوں نے حضرت کو دیکھا پوچھا کہ آپ کہاں تھے؟ آپ نے کہا جن

درویشوں کو تم نے مسمیٰ کیا میں نے ان کو جا کر دیکھا۔ انہوں نے کہا کیسا دیکھا۔ فرمایا سب کندہ پر ہیں۔ بعدہٗ حضرت گنج شکر نے ان کی طرف توجہ کی۔ فرمایا کہ مجھ کو تم نے کسی جگہ نہ پایا پھر مار کیسے سکتے ہو؟ اگر میں چاہوں تو ایک ہمت میں تم کو مار ڈالوں لیکن جاؤ فقیر کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔ زمین عبودیت کی چومی اور کہا کہ اب درویش رواں ہوتے ہیں۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ ایک وقت کوہ لبنان کے درویشوں میں اختلاف ہوا۔ حضرت گنج شکر کی قطبیت میں بعض نے کہا کہ حضرت بندگی شیخ فرید قطب ہیں اور بعض نے کہا نہیں۔ اس واسطے جو قطب ہے اس کا البتہ اس مقام عظام میں گزر ہوتا ہے اور اس نے کبھی اس جگہ مقام فرحت افزا میں گزر نہیں کی۔ جب اختلاف زیادہ ہوا آخر طرفین میں یہ ٹھہرا کہ دو آدمی امتحان کے لئے بھیجنا چاہئے۔ دو آدمیوں کو متعین کیا۔ جب وہ حضرت قطب العالم کے پاس پہنچے آپ کا جمال باکمال دیکھا اور آپ کی ملازمت میں رہے۔ لبنان کی طرف واپس نہ پھرے۔ اور دو آدمیوں کو بھیجا کہ ان دو کی خبر لا دیں۔ ان دو نے بھی جب جمال باکمال دیکھا نہ پھرے۔ پھر دو شخص اور بھیجے وہ بھی جب پہنچے خدمت قبول کی۔ کوہ لبنان خالی ہو گیا۔ بعد مدت کے حضرت نے فرمایا۔ لبنان اولیاء کی جگہ ہے اس کو خالی نہیں چھوڑنا چاہئے۔ سب کو رخصت فرمایا سب نے اطمینان سے مراجعت کی۔

نقل ہے گلین اولیاء سے کہ سلطان ناصر الدین بادشاہ دہلی کے عہد میں ایک دانشمند فصیح الدین نام بالا ور سے دہلی میں پہنچا کہ کوئی دانشمند اس سے مباحثہ نہ کر سکا تھا۔ ایک زمانہ کا فائق تھا۔ ایک وقت ایک مجمع میں بیٹھا تھا اور پانچ عالم اس شخص سے گفتگو کرتے تھے اور وہ کہتا تھا کوئی ان حدود میں بھی دانشمند ہے کہ مجھ سے بحث نہ کی ہو۔ ایک مرد نے ان میں سے کہا ہاں قطب العالم فرید ہیں۔ اجودھن میں اس دانشمند نے مخصوص قصد کیا اور پہنچا اور آپ کا جمال جہان آرا دیکھا اور اپنی مشکلات کو آپ سے پوچھا۔ اگرچہ ان کے آگے بہت سہل تھیں لیکن آپ نے تھوڑی دیر تامل کیا۔ شیخ نظام الدین ملازمت میں حاضر تھے۔ اعلیٰ قدر جواب باصواب کیا۔ وہ متحیر ہو گیا۔ دل میں گردانا کہ

سبحان اللہ مرید جس کا ایسا علم رکھتا ہو وہ پیر کیسا ہوگا۔ جلد اٹھا اور متفکر چلا۔

حضرت قطب العالم نے نظام الدین پر بہت عتاب کیا کہ تو نے کیوں اوّل اس کو جواب دیا۔ اور خراب کیا۔ کیا میں نہیں جانتا تھا۔ میں نے اسی واسطے تحمل کیا تھا کہ اس کا دل خستہ نہ ہو۔ میں تجھ سے ہرگز خوش نہ ہوں گا جب تک اس کو جا کر خوش نہ کرے گا۔

شیخ نظام الدین مولانا فصیح الدین کے پاس آئے کہ ہمارے پیر دستگیر نے تمہاری خاطر کے سبب بہت غصہ فرمایا۔ مولانا فصیح الدین نے کہا کہ حضرت نے تجھ کو کیوں سرزنش فرمایا۔ تم نے جواب باصواب کہا۔ آپ نے کہا اس واسطے کہ تو نے کیوں جواب دیا اگر نہ کہتا تو مولانا کا دل خوش ہوتا۔ میں نے اسی واسطے تحمل کیا تھا۔ شیخ فصیح الدین کو اس بات سے بہت حیرت ہوئی کہ سبحان اللہ علم ایسا اور تحمل ایسا۔ اٹھے اور قطب العالم کی خدمت میں پہنچے اور التماس بیعت کی۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ تم نے علم ظاہری میں بہت غلو کیا۔ میں کس طرح تم کو مرید کروں۔ آخر مرید کیا اور اس سعادت سے مشرف ہوئے۔ عمر بھر قطب العالم کی خدمت میں رہے۔

نقل ہے کہ گلشن اولیاء سے کہ ایک روز نقیب الاولیاء حضرت ابوالعباس خضر ہمارے پیر دستگیر کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آج کی رات دریا میں مچھلیاں جمع ہوئی تھیں اور ایک مچھلی اس مچھلی کی نسل سے کہ یونس علیہ السلام کو لے گئی تھی کہتی تھی اس وقت میرے سر میں بڑھا ہے کہ درد خشک ہو گا۔ دریا کے رہنے والے اس ماہی پر بہت اعتقاد رکھتے تھے اور جو مشکل ان کو ہوتی تھی اس کو مچھلی سے حل کرتے تھے۔

القصہ دریا کے رہنے والے اس بات سے بہت متحیر اور متفکر ہوئے کہ جب دریا خشک ہوگا ہماری زندگی کیونکر ہوگی۔ مجھ کو دریا کے باشندوں نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ کسی طرح سے ان کی رہائی ہو۔ پس میں دریا میں آیا۔ ایک حجرہ بلوری دیکھا۔ دروازہ بند تھا۔ میں نے آواز دی کہ اس حجرہ میں کون ہے۔ میں نے آواز سنی کہ یہ حجرہ شیخ ابی سلول کا ہے۔ جو قطب العالم شیخ فریدالدین گنج شکر کے خلفاء سے ہے۔ میں نے ان کو طلب کیا۔ دروازہ کھولا میں نے دیکھا کہ ایک مرد پیر نورانی سجادہ کرامت پر بیٹھا ہے ان

کو میں نے سلام کیا۔ جواب ہیبت کے ساتھ دیا۔ میں آگے آیا۔ مجھ سے فرمایا تو کون ہے کہ تجھ کو اپنی مراد کی صورت میں دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا ان کی نسل سے ہوں۔ میرے پاؤں پر گرا اور بہت عذر اور معافی اپنی تقصیرات کی چاہی۔ میں نے بخش دیا پھر کہا کہ یہاں کیوں آئے۔ قصہ خضر علیہ السلام کا میں نے کہا۔ اور خضر بھی میرے برابر تھے۔ جواب دیا کہ سچ ہے جو مچھلیاں کہتی تھیں میں نے کہا کیونکر تو کہا کہ میں صد سالہ تھا کہ گنج شکر کا مرید ہوا۔ اسی روز مجھ کو شرف خلافت سے مشرف کیا اور تلقین وارشاد فرمایا اور یہاں جگہ دی۔ دو سو پچانوے برس ہوئے کہ اس مدت میں کسی وقت مشاہدہ نہ ہوا۔ دوسرا دن ہے کہ میں نے قصد کیا ہے کہ آہ ماوروں کہ ساتوں دریا خشک ہوں اور آسمان جلیں میں نے کہا کہ اس معمے کو مچھلیاں کہتی ہوں گی۔ میں تم کو وصال دلاؤں۔ اس کو اپنے برابر عرش کے نیچے لے گیا۔ اور میں نے کہا وہ آہ کہ وہاں تو مارتا یہاں نکال تا کہ حجاب جل جائیں۔ اگر تو اپنی بات میں سچا ہے۔ خضر بھی برابر تھے۔

شیخ ابوسلول نے آہ ماری حجاب اوّل تک پہنچی۔ حجاب نے جلنا شروع کیا۔ شیخ بے اجازت آگے گئے جانا کہ حجاب جل رہا ہے۔ آگ حجاب کے جلنے کی ان تک پہنچی۔ خاکستر ہو گئے۔ خضر نے بھی چند قدم تک ان کی موافقت کی تھی۔ نصف بدن ان کا بھی جلا لیکن یہ جلن ابی سلول کی آہ کی تھی۔ میں یہ امر دیکھ کر حیران ہوا۔ فوراً میں نے شفاعت کی۔ فرمان الٰہی ہوا یہ تمہارے دیکھنے کے لائق نہیں ہے اور نہ تمہاری جد کا ارشاد کہ یہ ہم کو دیکھتا۔ میں نے کہا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے کہ ستر آدمی ان کی قوم کے رؤسا سے گھر میں چلتے تھے ان کی تجھ سے سفارش کی۔ تو نے ان کو زندہ کیا ان بیچاروں کو بھی زندہ کر دے۔

پس خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کو زندہ کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ الہ العالمین کون سے عمل سے یہ تجھ کو دیکھیں۔ حکم ہوا کہ سماع سے دیکھیں حالانکہ یہ اہل سماع سے نہ تھے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت کی کہ جب تک یہ مرد تجھ کو نہ دیکھ لیں گے میں یہاں سے نہ جاؤں گا اور میں نے اپنے رب سے ملائے اعلیٰ میں سماع

ہونے کی اجازت چاہی۔ پس میری اس خواہش کو میرے رب نے قبول کیا۔

اس اثناء میں ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ اپنے شیوخ کو بلاؤ۔ پس انہوں نے اپنے شیوخ کو بلایا پس حضرت سیدی شیخ فرید الدین گنج شکر اور شیخ جمال الدین ہانسوی اور حضرت سری سقطی اور حضرت معروف کرخی اور حضرت داؤد طائی اور حضرت ابونجیب سہروردی۔ اور مخدوم جہانیاں۔ حضرت جلال بخاری اور حضرت شیخ نظام الدین صاحب الہند بدایونی۔ اور شیخ محمد عباس بن بدرالدین دہلوی اور شیخ حسین ناصوری اور حضرت حمید الدین صوفی اور شمس الملتہ حلوائی تشریف لائے۔ اس وقت ایک نور پیدا ہوا کہ مجلس چمک اٹھی اور خوشبو پھیل گئی۔ پس میں نے شیخ محمد شمس الملتہ سے نفع کی درخواست کی۔ فرمایا کہ اس بیت کے گانے سے تجھ کو نفع ہوگا اور وہ شعر یہ ہے

مانا کہ پر گنا ہم نرود کہ کسائیں
جنکی الشیخ الحمید وتواجد واقفہ

پس شیخ حمید روئے اور ان سے تواجد ظاہر ہوا اور شیخ نظام الدین ان کی موافقت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تین شبانہ روز حجاب اٹھی رہی۔ سب آدمی خدائے تعالیٰ کو دیکھتے تھے اور تمام مشائخ سرود سے رقص کرتے تھے۔ اس اثناء میں میں نے ہاتھ ابی سلول کا پکڑا اور وہ تنہا دست بستہ کھڑا تھا۔ وہ رقص میں آئے اور خدا تعالیٰ کو دیکھتے تھے اور گلتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام گوشت اور پوست جل گیا۔ اور ہڈیاں رہ گئیں میں نے حضرت جد سے التماس کیا کہ یہ آپ کا مرید ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آپ کے کام میں سعی کرتا حضرت نے اپنا ہاتھ اس پر ڈالا۔ اور نیچے لائے اور اس کا گوشت گلا ہوا اپنے حال پر لوٹ آیا گویا اس کو کچھ خبر ہی نہ تھی۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے چونکہ ان کی باری تھی لیکن گھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فاقہ تھا۔ اور حضرت رسالت پناہ کچھ پکی ہوئی چیز بی بی صاحبہ کے آگے لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غصے ہوئیں اور اس پیالہ کو زمین پر مارا کہ ظرف اور مظروف دونوں ضائع ہوئے۔ حضرت مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے واسطے کھانا لائی تھی کہا اس کا برتن دے برتن دلا دیا۔ القصہ رضا میں یہ فقر کا کام کہ خاصہ رسول حیا اور طعام کا تھا۔ اکثر مشائخ چشت عنبر سرشت نے اس میں قدم رکھا اور فرمایا ہے اگر چشتی کے گھر میں کوئی چیز رہی ہو۔ جب خادم اس کو دور کرے۔ اس کے بعد وہ عبادت کے مصلا پر حضور کرے اور سہروردی جب مصلا پر چاہے کہ سر رکھے تو خادم اس کے آگے ٹکہ زر کا رکھے۔ اس وقت خاطر جمع نماز میں مشغول ہو۔

حضرت قطب العالم فرید الملۃ والدین گنج شکر قدس سرہ العزیز فتوح کونین قبول فرماتے تھے ایک روز درمیان دو نمازوں ظہر اور عصر کے سلطان غیاث الدین نے دو طشت زر سرخ کے خدمت میں بھیجے۔ اس روز فرمایا اور مولانا بدرالدین اسحاق کو حکم کیا کہ آج مطبخ میں کس قدر احتیاج ہے۔ عرض کی کہ ایک ٹکیہ چاہئے۔ فرمایا ان میں سے لے۔ مولانا نے لیا اور پھر عرض کیا کہ ایک ٹکیہ پورا قرض بھی ہے۔ فرمایا اس کو بھی لے باقی فقراء پر تقسیم کر دیں جب طشت خالی ہوا مولانا چراغ لے کر تلاش میں ہوئے مگر ایک ٹکہ پایا کہ کل بھوک سے منہ بھرا جائے۔ ایک ٹکہ وہاں پڑا دیکھا لے کر دستہ میں لپیٹ لیا۔ جب نماز کا وقت ہوا۔ حضرت قطب العالم نے نیت باندھی جیسے نماز کو شروع کیا نیت توڑ دی مکرر نماز شروع کی۔ جب آدھی نماز پڑھی پھر نیت توڑ دی۔ پھر نیت کر کے تمام الحمد پڑھی۔ پھر نیت توڑی جب یاروں نے پوچھا کہ آج کیا سبب ہے کہ چند بار نماز توڑی۔ آپ نے حضرت مولانا بدرالدین اسحاق سے فرمایا کہ مجھے نماز میں حضور نہیں ہوتا۔ شاید اس فتوح میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے۔ عرض کی کہ ایک ٹکہ دوست کل کے خرچ کو بچا لیا ہے۔ قطب العالم نے اس کو لے کر پھینک دیا۔ اس ٹکہ کو ہاتھ میں جو لیا تھا اس سبب سے اس رات میں اس قدر غم کیا اور ڈرے کہ کبھی ایسا غم نہ ہوا تھا۔ افسوس فرماتے تھے کہ کیوں اس مقبوضہ حق سے میں نے ہاتھ بھرا۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ ایک رات حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ قطب العالم کے دروازے پر آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے دروازے پر سونے کے سانپ پے

در پے جاتے ہیں اور ختم نہیں ہوتے۔ شیخ نے دیکھا اور حیران رہے اور متعجب ہوئے۔ اور اپنی چادر کاندھے سے اتاری اور واسطے تماشے کے ایک سانپ ڈالی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چادر کے نیچے وہ سونے کا تو ہو گیا۔ تعجب میں ہوئے اور کہا یہ کیا ہوا۔ تمام واقعہ قطب العالم سے عرض کیا کہ میں نے ایسا دیکھا ہے اور ایسا کیا ہے۔ حضرت قطب العالم غصے ہوئے اور فرمایا کہ کس واسطے جامہ ان پر ڈالا۔ عرض کی کہ مجھ کو اس سے کچھ غرض نہ تھی سوائے تماشے کے تب قطب العالم نے فرمایا وہ دنیا ہے کہ ہر رات عرض کرتی ہے اور میں قبول نہیں کرتا۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ شیخ نظام الدین قطب العالم کے آستانہ پر پہنچے دیکھا کہ ایک پیرزال بیش بہا اور قیمتی لباس پہنے مقام میں جھاڑو دیتی ہے۔ شیخ نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں دنیا ہوں۔ حضرت سلطان المشائخ نے اس کو زبردستی مقام سے نکالا۔ کہ جا یہ تیری جگہ نہیں ہے جب یہ واقعہ حضرت قطب العالم کے آگے بیان کیا۔ حضرت نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ کیوں اس مقبوضہ پر ہاتھ چلایا کہہ کر کیوں نہ باہر کیا۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ قطب الاقطاب فرد الاحباب شیخ فرید گنج شکر اور غوث العالم شیخ بہاؤ الدین زکریا۔ دونوں سیر سے فارغ ہوئے۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ آؤ سیر کریں۔ شیخ بہاؤ الدین مانع ہوئے کہ زیادہ قابل نہیں ہے۔ اسی میں تھے کہ ایک مرد راستہ گیر آتشین لباس پہنے ہوئے اور آتش شیر پر سوار ان کے اقدام سعادت کے واسطے پہنچا اور زمین چومی۔ اور حضرت الاقطاب فرید الدین گنج شکر سے عرض کی کہ ہمارے آدمی آپ کے دیدار کے منتظر ہیں۔ حضرت نے شیخ بہاؤ الدین کی طرف توجہ فرمائی کہا اب کیا خیال ہے۔ شیخ بہاؤ الدین نے کہا کہ قصد کیجئے۔ میں یہیں رہوں گا حضرت قطب العالم نے آتشین شیر پر سوار ہو کر اس شیر کی طرف توجہ فرمائی۔ ایک لحظہ میں وہاں پہنچے۔ ہر ایک آپ کے دیدار کا منتظر تھا۔ ہر ایک دوڑ کر آئے اور قدم پہنچے۔

حضرت قطب العالم نے پہلے روز تفسیر کلام مجید کا وعظ فرمایا۔ اور دوسرے روز احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں اور تیسرے روز اس مقام کی تمام خلائق

کو مرید کہا۔ ایک روایت ہے کہ چالیس روز آپ وہاں رہے۔ اور ایک روایت ہے کہ ستر روز۔ اس مدت میں شیخ بہاؤ الدین کو ہر روز کھانا اور پانی وہاں پہنچتا تھا۔ بعد ازاں قطب العالم اپنے یار غار کے پاس پہنچے۔ اور وہاں سے پھرے ان حدود میں ستر ہزار خلفاء حضرت کے ہیں۔ اور بے شمار مرید ہیں۔

نقل ہے حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ سے خیر المجالس میں مرقوم ہے کہ شیخ فرید الدین مسعود قدس سرہٗ ملتان میں تعلیم کرتے تھے۔ سرائے حلوائی کے آگے ایک مسجد تھی۔ شیخ قطب الدین جب ملتان آئے شیخ فرید اس مسجد میں مطالعہ کرتے تھے۔ شیخ قطب الدین اٹھے اور شیخ کے پاس آئے اور پوچھا کہ مولانا یہ کیا کتاب ہے۔ فرید الدین نے فرمایا کہ کتاب نافع ہے۔ شیخ قطب الدین نے فرمایا کہ آپ کا نفع اس کتاب کے پڑھنے میں رکھا ہے۔ فرید الدین شیخ قطب الدین کے پاؤں پر گرے اور یہ بیت پڑھا

مقبول تو جز مقبل جاوید نشد   وز لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد

غوث بکدام ذرہ پیوست دمے   کاں ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

نقل ہے سیر العارفین سے جب حضرت قطب الدین بختیار نے خطہ ملتان سے دہلی کا قصد کیا۔ تین منزل بابا فرید ہم رکاب شیخ قطب الدین بختیار کے ہے۔ حضرت قطب المشائخ نے فرمایا کہ بابا فرید الدین یہی ترک اور تجرید ہے۔ چند وقت علم ظاہری میں مشغول رہ۔ بعد ازاں دہلی میں آ اور میری صحبت میں قرار پکڑ۔ انشاء اللہ مراد وہاں پائے گا۔

حضرت ملک المشائخ فرید الدین نے آپ کے اشارہ سے ویسا ہی کیا اور وہاں سے قندھار پہنچے۔ پانچ برس کامل علم کی تحصیل کی۔ جب آپ کے دل مبارک میں علم لدنی کے چشمے کشادہ ہوئے۔ یہاں سے مراجعت فرمائی اور ملتان پہنچے۔

نقل ہے کہ حضرت بابا فرید الدین قدس سرہٗ سے راحت القلوب میں لکھا گیا ہے کہ میں ملتان کی طرف آیا۔ برادرم مولانا بہاؤ الدین زکریا کو میں نے دیکھا۔ مصافحہ کیا اور میں نے حسب طریق ملاقات کی۔ انہوں نے پوچھا کہ تم نے اپنا کام کہاں تک

پہنچایا۔ میں نے کہا اگر کہتا ہوں تو یہ کرسی کہ تم اس پر بیٹھتے ہو۔ ہوا میں ہوگی۔ یہ سخن میری زبان سے نکلا ہی تھا کہ کرسی اڑی۔ پھر وہاں سے میں پھرا اور دہلی میں آیا اور ٹھہرا۔ میں نے خدمت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کی پائی۔ اس قدر نعمت میں نے دیکھی کہ جس کا وصف نہیں کر سکتا۔ اس وقت میں نے ان کے پلہ میں آپ کو باندھا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ تین روز پیر نے مجھ پر نعمت جاری کی۔ اور یہ بات کہی کہ مولانا فرید نے اپنا کام پورا کیا ہے۔ اس وقت میرے پاس آیا۔

نقل ہے شیخ فرید الدین قدس سرہٗ سے فوائد السالکین ملفوظ حضرت خواجہ قطب الدین میں کہ بتاریخ غرہ رمضان بروز جمعہ ۵۸۴ھ میں مجھ کو پابوسی حضرت خواجہ قطب الدین کی حاصل ہوئی۔ اس وقت کلاہ چار ترکی آپ نے میرے سر پر رکھی اور بہت شفقت فرمائی۔ اور اس روز میں اور قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا علاؤ الدین کرمانی اور سید نور الدین مبارک اور شیخ نظام الدین ابوالموئید اور مولانا شمس الدین ترک اور خواجہ محمود موزہ دوز اور دوسرے عزیز خدمت میں حاضر تھے۔ خواجہ قطب الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ صاحب سجادہ کو تقویت اور شیخ کو اس مقدار کی قوت ذات اور تصحیح خاطر چاہئے کہ جب کوئی بیعت کے واسطے اس کے پاس آئے واجب ہے کہ نظر کی قوت سے دنیا سے اور آلائش سے اس کے سینہ کو صیقل کر دے تا کہ کوئی کدورت اور غل غش اور فحش اور حسد اور آلائش دنیا کی اس سے سینہ میں نہ رہے۔ بعد کو اس کا ہاتھ پکڑے اور خدا تک پہنچا دے اور اگر پیر کو اس قدرت قوت نہ ہو۔ پس تحقیق جانے کہ پیر اور مرید دونوں ضلالت میں ڈوبے ہیں۔

اس وقت اس جگہ فرمایا کہ اسرار العارفین میں خواجہ ابوبکر شبلی لکھتے ہیں کہ ایک وقت بدخشاں کی طرف میں مسافر تھا۔ ایک بزرگ کو میں نے دیکھا کہ جس کی بزرگی کی صفت تقریر میں نہیں آتی تھی۔ میں نے سلام کیا۔ فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ چند روز صحبت میں ملازم رہا۔ افطار کے وقت جو کی دو روٹی عالم غیب سے پیدا ہوتی تھیں۔ وہ بزرگ اس سے افطار کرتے تھے اور ان میں سے ایک مجھ کو دیتے تھے۔

الغرض اس بزرگ نے والئے شہر سے فرمایا کہ چند خانقاہ ہمارے واسطے بنا۔ اس نے حسب ارشاد چند روز میں تیار کر دیں اور آ کر کہا کہ خانقاہ تمام ہوئی۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ ہر روز بازار سے ایک کتا خرید۔ وہ ہر روز ایک کتا خریدتا اور شیخ کی خدمت میں لاتا تھا۔ وہ بزرگ اس کتے کا ہاتھ پکڑتے تھے اور سجادہ پر بٹھلاتے تھے اور کہتے تھے کہ تجھ کو میں نے خدا کے پاس پہنچایا۔ آخر الامر وہ کتے ایسے ہوئے کہ ہر ایک بے کشتی پائی پر چلتے تھے اور جس کسی کو وہ کتے نقش دیتے تھے وہی ہو جاتا تھا۔ خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ کو اوّل کتوں کی کرامتوں سے بہت حیرت ہوئی۔ فرمایا کہ اے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ پر وہ بیٹھے اور وہ کسی کا ہاتھ پکڑے کہ جس کو ایسی قوت ہو کر دوسروں کو بھی صاحب سجادہ کر دے اگر ولایت کی قوت نہ ہو پس وہ شیخ نہیں ہے مدعی اور جھوٹا ہے۔ اہل سلوک میں پھر اسی محل میں فرمایا کہ آدمی کی کمالیت چار چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

اوّل تھوڑا سونا — دوسرے کم کھانا

تیسرے تھوڑا کہنا — چوتھے خلق کی صحبت میں کم رہنا

پھر فرمایا کہ ایک درویش غزنی میں تھا کہ ہر روز تنہا رہتا اگر کسی دن کوئی چیز فتوح کی اس کے پاس پہنچے کوئی چھوٹا بڑا امیر فقیر محروم نہ جاتا اگر کوئی برہنہ آتا اپنے کپڑے اتار کر اس کو پہنا دیتا۔ ایسا صاحب نعمت تھا ایک روز میں اور وہ درویش ایک جگہ تھے۔ میں نے اس سے سنا کہ چالیس سال میں مجاہدہ اور طاعت میں رہا۔ کوئی روشنائی میں نے آپ میں نے دیکھی۔ یہاں تک کہ چاروں چیزیں میں نے کیں۔ پھر تو اس قدر روشنائی مجھ میں پیدا ہوئی اگر آسمان کی طرف کسی وقت دیکھتا عرش اور حجاب عظمت تک کچھ پوشیدہ نہ رہتا تھا اگر زمین کی جانب دیکھتا اوّل زمین سے تحت الثریٰ تک سب نظر آتا۔ اس بات کو بتیس سال ہوئے کہ میں نے گرہ باندھ لیا ہے پھر میری طرف منہ کیا۔

کہ اے درویش جب تک تو تھوڑا نہ کھائے گا اور کم گوئی اختیار نہ کرے گا اور تھوڑا نہ سوئے گا اور صحبت خلق کی کم نہ کرے گا ہرگز درویشی کا جوہر تجھ میں پیدا نہ ہوگا کیونکہ درویش وہ طائفہ ہیں کہ خواب اپنے اوپر حرام کی ہے اور زبان بات سے گونگی کی ہے اور

کھانا درخت کے پتوں کا کیا ہے۔ اور خلق کی صحبت کو سانپ شمار کیا ہے۔ اس وقت قرب کے مرتبہ پر پہنچے ہیں۔

فرمایا کہ درویش ہے خوب کپڑا پہنے یعنی غرور جہانی کے لئے کہ وہ درویش نہ معلوم ہو بلکہ رہزن سلوک کا سمجھا جائے اور جس درویش نے خلق کی صحبت اختیار کی جان لے کہ وہ درویش نہیں ہے۔ طریقت کا مرتد ہے۔ اور جو درویش سویا جان لے کہ اس میں کوئی نعمت نہیں ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ ایک وقت میں دریا کے سفر میں تھا ایک درویش دیکھا نہایت بزرگ اور صاحب نعمت لیکن مجاہدہ میں ایسا ہو گیا تھا کہ ہڈی اس کے جسم میں رہ گئی تھی۔ الغرض اس درویش کا طریق تھا کہ جب چاشت پڑھتا تو بیٹھتا اور اس کے دستر خوان پر ہزار من کے قیاس پر کھانا ہوتا تھا۔ چاشت سے ظہر کی نماز تک جو آتا تھا اسے کھلاتا تھا اور اگر برہنہ ہوتا تو ہاتھ حجرے کے اندر کرتا اور کپڑا نکال کر دیتا تھا جب تک کچھ رہتا تھا۔ بعد اس کے فرماتا جو نا تو ان فرو ماندہ آئے اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جب کوئی لے جاتا تھا ہاتھ مصلیٰ کے نیچے ڈالتا اور جو اس کی قسمت کا ہوتا تھا اس کو دے دیتا تھا دعا گو بھی چند روز اس کی صحبت میں رہا۔ جب افطار کا وقت ہوتا تھا۔ چند چھوہارے عالم غیب سے اترتے تھے۔ اس میں سے دو مجھ کو دیتا تھا اور دو آپ کھاتا تھا۔ بعدہٗ کہتا تھا کہ جب تک درویش تھوڑا نہ کھائے گا اور خلق کی صحبت ترک نہ کرے گا اور کم نہ سووے گا۔ حاشا وکلا نیک مقام کو نہ پہنچے گا۔ پھر اس معنی میں یہ حکایت فرمائی کہ

اے درویش! مہتر عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب چوتھے آسمان کے اوپر پہنچے فرمان ہوا کہ اس کو وہیں رکھو کہ دنیا کی آلائش اس پر ہے مہتر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چند چیزیں فقیری کی تھیں۔ یعنی ایک پیالہ لکڑی کا اور سوزن ان کے خرقہ میں تھی۔ نعرہ مارا اور کہا اس کو کیا کروں۔ فرمان ہوا کہ تم نے اپنے پاؤں میں خود بسولا مارا کہ آنے کے وقت کاسہ اور سوزن کیوں لایا۔ کیوں نہ پھینک دی۔ پس یہیں رہ۔ پس اے بھائی جو متاع کہ محض کچھ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ دوست کی درگاہ میں دخل نہیں پاتے ہیں۔ اس

شخص کو کہ کسی قدر دوستی بھی دنیا کی اس میں ہو ہرگز دخل نہ ہوگا پھر فرمایا کہ درویش کو مجرد ہونا چاہئے تا کہ ہر روز نیکی زیادہ ہو۔ اس واسطے کہ ایک وقت ایسا بلاتے ہیں کہ ایک درویش صاحب فکر تھا۔ ہمیشہ فکر اور تحیر میں رہتا چنانچہ اس سے سوال کیا کہ اس عالم میں تحیر اور تفکر کیا چیز ہے کہ اس میں گھس کر آئے۔ فرمایا جس قدر نظر زیادہ کرتا ہوں ایک ملک چھوڑتا ہوں اور دوسرا ملک سوچند زیادہ ہے جس عالم میں تماشا کرتا ہوں ایک ایک سے نہیں ملتا۔ اس سے گزرتا ہوں دوسرے ملک میں جاتا ہوں۔

اس وقت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ چشم پر آب ہوئے اور ہائے ہائے کہتے کہ ایک وقت اس درویش سے مثنوی سنی کیا عمدہ ہے اور وہ یہ ہے۔

ہر آں ملکیں کہ واپس مے گزارم دوصد ملکیں دگر درپیش دارم

مقامِ سلطنت درویش وارد زصد سلطاں فراغت بیش وارد

پھر فرمایا کہ اہل سلوک اور متحیروں کا طائفہ جو فرماتے ہیں کہ درویش کے راہ چلنے میں سو ہزار ملک فتح ہوتے ہیں۔ اور قدم آگے مارتا ہے پس جس کو کہ اس عالم کی خبر نہیں ہے۔ وہ درویش نہیں ہے پس اسی محل میں فرمایا کہ بعض اولیاء سے کہ ظاہر کردیتے ہیں وہ شوق کے غلبہ میں ہوتے ہیں شکر کے خیال سے کچھ کہتے ہیں لیکن جو کامل الحال ہیں کسی طرح اسرار کو ظاہر نہیں کرتے۔ پس اہل سلوک کی راہ میں حوصلہ وسیع چاہئے تا کہ دوست کا اسرار اس میں قرار پکڑے۔ اس واسطے کہ اسرار بھی ایک سر ہے دوست کے اسرار سے پس جو شخص کامل ہے ہرگز ظاہر نہ کرے گا۔

پھر اسی معنی میں فرمایا کہ اس قدر سال خدمت میں حضرت شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے میں رہا۔ کسی وقت نہ دیکھا کہ کوئی سر اسرمحبت سے زبان پر لائے ہوں۔ اور جو انوار کہ نازل ہوتے تھے شمہ ان سے باہر پاؤں مارا ہو پھر میری طرف منہ کیا اور فرمایا اے فرید تو نے دیکھا کہ اگر منصور کامل ہوتا ہرگز دوست کا بھید ظاہر نہ کرتا۔ کامل جو نہ تھا ذرا سے شربت سے دوست کا بھید ظاہر کردیا اور سر پر کھیل گیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ جنید بغدادی جس وقت عالم سکر میں ہوتے سوائے اس سخن

کے دوسری بات نہ کرتے اور وہ یہ تھا

کہ او گفتی ہزار وائے برائے عاشق کہ دم دوستی زند۔

جب کوئی چیز عالم غیب کے اسرار سے اس پر نازل ہو اور فوراً دوسروں کے آگے کہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے سنا ہے زبان مبارک سے شیخ معین الدین حسن سنجری کے کہ ایک وقت بزرگ تھا۔ سو برس نے اس نے خدا کی عبادت کی اور حق مجاہدہ کا بجا لایا۔ بعدازاں خدا نے ایک سر اپنے اسرار محبت سے اس پر تجلی کیا۔ حوصلہ جو تنگ رکھتا تھا طاقت نہ لا سکا اور اس کا کشف کیا۔ دوسری بار جس قدر نعمت تھی سب اس سے لے لی۔ وہ دیوانہ ہو گیا۔ کہ یہ کیا ہوا ہاتف نے آواز دی کہ اے خواجہ اگر تو وہ اسرار باہر نہ نکالتا تو دوسرے اسرار کے لائق ہوتا لیکن جب ہم نے دیکھا کہ تو ابھی ستر حجاب میں ہے تجھ سے ہم نے لے لیا۔ دوسروں کو دیا۔

پھر خواجہ قطب الاسلام زبان مبارک پر لائے کہ اے فرید کہ اس راہ میں اہل سلوک میں مرد ہیں کہ سو ہزار دریا اسرار کے طے کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کیا کیا بلکہ ابھی فریاد ھل من مزید کے بھر لاتے ہیں۔

پھر اسی معنی میں فرمایا کہ ایک وقت ایک بزرگ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ اس شخص کے حق میں کیا کہتے ہو کہ ایک پیالہ محبت کا پیا اور مست ہوا۔ اس بزرگ نے جواب میں لکھا کہ عجب تنگ حوصلہ کم ہمت اور کم دل ہے۔ لیکن یہاں مرد ہیں کہ ازل اور ابد کے دریا محبت کے پیالہ سے اور دوست کے اسرار کے پیتے ہیں۔ آج قریب پچاس کے ہوئے کہ فریاد ھل من مزید کی کرتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ لکھنے سے مجھ کو شرم آتی ہے۔ زنہار کہ میں تجھ کو منع کرتا ہوں کہ پھر ایسی بات اہل سلوک کے آگے شایاں نہ ہو۔ پیران اہل سلوک نے کہ اسرار ظاہر کیے ہیں۔ انہوں نے کچھ نہیں پایا ہے۔ پھر پایا کہ جب تک درویش سب سے بیگانہ نہ ہو اور ہر وقت تجربہ میں نہ رہے اور کوئی آلائش دنیا کی آپ پر نہ چھوڑے ہرگز قرب کے مقام میں نہیں پہنچتا۔

پھر اسی محل میں فرمایا کہ خواجہ بایزید قدس سرہ العزیز بعد ستر برس کے مقام قرب میں پہنچے۔ فرمان آیا کہ تم لوٹ جاؤ کہ ابھی دنیا کی آلائش اپنے برابر رکھتے ہو۔ فوراً خواجہ نے آپ میں دیکھا کہ پوست پارہ اور کوزہ شکستہ رکھتے تھے۔ اس کو پھینکا پھر دخل پایا۔ پس اے بھائی اس جگہ تجرید سے رہ کہ بایزید ایک پوستین کے ٹکڑے اور کوزہ سے بار نہیں پایا تو جب اس قدر آلائش میں دنیا کی پھنسا ہے کب بار پائے گا۔ پس اے بھائی راہ سلوک کی اور ہے اور دنیا داری اور ہے۔ ایک نیام میں دو تلوار نہیں سماتی ہیں۔

پھر اسی محل میں ایک حکایت فرمائی کہ جب درویش کامل ہو جو کچھ کہے اور حکم کرے نفاذ پائے اور ذرہ اس سے تفاوت نہ ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ ایک وقت میں قاضی حمید الدین ناگوری کہ میرے یار غار ہیں۔ جانب دریا کے مسافر تھے ایک عجیب قدرت خدا کی دیکھی صفت میں نہیں آتی۔ اور بیان نہیں ہو سکتی۔ دریا کے نزدیک ایک مقام تھا۔ میں اور قاضی دونوں وہاں بیٹھے تھے۔ دونوں کو بھوک معلوم ہوئی۔ جنگل میں اور دریا کے کنارے کھانا کہاں۔ تھوڑی دیر گزری ایک بھیڑ دو روٹی جو کی منہ میں لئے ہوئے پیدا ہوئی اور ہمارے سامنے رکھ دیں اور لوٹ گئی۔ ہم نے ان دونوں کو کھایا۔ آپس میں کہتے تھے کہ یہ روٹیاں غیب سے آئیں اور یہ بھیڑ نہ تھی۔ کوئی مردانِ غیب سے تھا۔ اسی میں تھے کہ ایک بچھو اونٹ کے برابر پیدا ہوا لیکن تیز آتا تھا۔ جونہی دریا کے کنارے پہنچا بے محابا اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ میں نے قاضی کا منہ اور قاضی نے میرا منہ دیکھا۔ میں نے کہا کہ اس میں کوئی حکمت ہے کہ وہ بچھو چلا جاتا ہے۔ آؤ ہم تم بھی اس کے پیچھے چلیں دیکھیں کہاں جائے گا۔ فرمایا دریا کے کنارے کوئی جہاز نہیں ہے کہ گزارہ ہو۔ ہم عاجز ہوئے اور ہاتھ دعا کو اٹھایا اور کہا:-

> ''ہم نے درویشی میں کمالیت پہنچائی ہے تو ہم کو اس دریا میں راہ دے تاکہ اس بچھو کا تماشا کریں کہ کہاں جاتا ہے۔''

جیسے ہم نے یہ مناجات کی۔ خدائے عزوجل کے فرمان سے دریا دوشق ہوا اور خشک زمین ظاہر ہوئی۔ ہم دونوں گزرے وہ بچھو آگے آیا اور ہم پیچھے۔ چنانچہ ایک درخت کے

قریب پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک مرد سوتا تھا اور سانپ درخت سے اترا کہ اس کو ہلاک کرے۔ وہ بچھو کودا اور اس سانپ کو مارا اور ہلاک کیا اور غائب ہو گیا۔ مرا ہوا سانپ اس مرد کے پاس پڑا تھا۔ ہم دونوں اس سانپ کے پاس آئے۔ بقیاس ہزار من کے تھا۔ ہم نے کہا جب یہ مرد بیدار ہو تو دیکھیں ایسی حفاظت جو خدائے تعالیٰ نے کی یہ مرد کوئی بزرگ ہو گا جب اس کے نزدیک گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مست خراباتی ہے اس نے قے کی ہے۔ ہم از حد شرمندہ ہوئے اور ہم نے کہا افسوس ہے ہم نہ آتے کہ ایسا دیکھتے۔ پھر ہم دونوں یہ خیال کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ اس مرد شرابخور نافرمان کو خدا تعالیٰ نے یوں نگاہ رکھا۔

ہنوز یہ خیال ہوا ہی تھا کہ ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے عزیزو! اگر ہم نیکوں اور پارساؤں کو نگاہ رکھتے تو گنہگاروں کو کون نگاہ رکھتا۔ اتنے میں وہ مرد جاگا اور سانپ پڑا دیکھا۔ بہت حیران ہوا ہم نے تمام کیفیت اس بچھو اور سانپ کے مارے جانے کی اس سے کہی۔ بہت شرمندہ ہوا اور اپنے فعل سے توبہ کی۔ پھر اس طرح کہتے ہیں کہ وہ جوان ایک واصلانِ حق سے ملا۔ اور ستر حج برہنہ پا بجا لایا۔ بعد ازاں فرمایا کہ جب وقت آتا ہے اور کرم کی نسیم چلنا قبول کرتی ہے۔ سو ہزار خراباتی کو صاحب سجادہ کرتے ہیں اور بخشتے ہیں اور اگر بادِ نسیم قہر کی چلتی ہے سو ہزار سجادہ کو نکال دیتے ہیں۔ اور خراباتی میں ڈال دیتے ہیں۔ پس اے بھائی اس راہ میں بے غم نہ ہونا چاہیے۔ خاص کر راہ سلوک میں کامل سلوک میں رات دن اور ماہ وسال ڈر سے فراق کے اور خوف سے محبت کے غمگین رہے اور کسی نے نہ جانا کہ عاقبت کار کیا ہو گا اگر ابلیس لعین عاقبت جانتا کہ کیسی ہو گی بے شبہ آدم کو سجدہ کرتا۔ لیکن اس نے جو عاقبت نہ جانی اور اپنی طاعت میں دیکھا اور غرور کیا کہ میں خاک کو سجدہ نہ کروں گا جملہ اس کی طاعت حبط ہو گئی اور اس کے منہ پر ماری گئی۔

پھر اس کے مناسب فرمایا کہ ایک وقت ہم ایک شہر میں پہنچے۔ ایک گروہ اہل صلاح کا دیکھا۔ دوکان میں بہت سے نفر آدم تھے۔ عالم تحیر میں پڑے ہوئے اور آنکھیں ہوا میں رکھی ہوئیں لیکن نماز وقت پر ادا کرتے تھے پھر عالم تحیر میں مشغول ہو جاتے تھے۔

دعا گو بھی ایک مدت وہاں رہا۔ ایک دن ان میں سے چند نفر عالم صحو میں ہوئے۔ دعا گو نے عرض کی یہ کیا عالم ہے کہ تم اس میں چلے گئے ہو کہا۔

آج سے ساٹھ برس یا ستر برس ہوئے ..... کہ ہم نے قصہ ابلیس لعین کا مطالعہ کیا کہ چھ ہزار فرشتوں کے ساتھ چھتیس ہزار سال عبادت خدائے تعالیٰ کی کی۔ آخر جب اپنی عاقبت نہ دیکھی غرور نے اثر کیا اور کہا کہ آدم کو سجدہ نہ کروں گا۔ راندہ ہو گیا اور اس کے سب اعمال مار دیئے گئے۔ اس ڈر سے ہم کانپتے ہیں اور حیرت میں ہیں اور عاجز ہوئے کہ ہماری عاقبت کیسی ہو۔ اس وقت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہ ہائے ہائے اور یہ لفظ فرمایا کہ کاملین کا حال اسی طرح ہے کہ متحیر ہو رہے ہیں ہم کیا جانیں کہ کس طائفہ میں ہیں پھر آپ نے یہ سخن اور یہ فوائد تمام کئے اور اٹھے اور عالم متحیر میں مشغول ہوئے۔ دعا گو خرابہ میں مقام رکھتا تھا۔ نزدیک دروازہ غزنین کے اٹھا اور برج کے نزدیک حجرہ بنایا اور خدائے تعالیٰ کی مشغولی میں مستغرق رہتا تھا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالك

نقل ہے سیر العارفین سے کہ سلطان العاشقین شیخ فرید الدین اس حجرہ میں حق کے ساتھ مشغول رہتے تھے۔ اور بعد دو ہفتہ کے پیر کی خدمت میں پہنچتے تھے۔ بخلاف بعض درویشان کے شیخ بدر الدین غزنوی اور شیخ احمد نہروانی کی ہمیشہ صحبت میں حضرت قطب الدین کے رہتے تھے۔ جب دہلی میں ان کی شہرت بہت ہوئی اور خلق نے مزاحم حال ہونا شروع کیا۔ بعد ازاں باجازت حضرت قطب الدین خطہ ہانسی میں آئے اور وہاں سکونت کی چنانچہ پیشتر لکھا گیا کہ بعد رحلت اپنے پیر کے دہلی میں آئے پھر ہانسی کو گئے اور وہاں سے قصبہ اجودھن میں آ کر متوطن ہوئے کہ جب اس بیت پر قطب الملۃ نے رحلت فرمائی۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کی کہ مخدومی دوسرا طریق ہے۔ ایک کو اپنے خلفاء سے اشارہ فرمائیے کہ آپ کی جگہ ہو۔ اگرچہ قطب الملۃ کے بڑے لڑکے تھے ان کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ فرمایا کہ یہ خرقہ اور درویشی کی کملی کہ حضرت رسالت پناہ سے اس

فقیر کو پہنچی ہے۔ مصلا خاص اور عصا چوبین کے ساتھ فرید الدین مسعود کو پہنچانا۔ اس زمانہ میں شیخ پیر کی اجازت سے خط ہانسی میں متوطن تھے جس رات خواجہ قطب الدین نے رحلت فرمائی اسی رات خواب میں دیکھا کہ گویا خواجہ قطب الدین کو درگاہ حق جل وعلا میں بلاتے ہیں۔ بعد اس معائنہ کے علی الصبح دہلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستہ میں وہ درویش کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بھیجا تھا وہ ملا اس نے خط دیا۔ حضرت شیخ فرید الدین تیز رفتار تیسرے روز خواجہ قطب الدین کے مقبرے پر آئے اور بہت روئے۔ حضرت حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی نے وہ خرقہ اور مصلا اور نعلین چوبین اس جگہ موافق وصیت کے حضرت قطب الاقطاب کے سپرد کر دیں۔ آپ نے وہ خرقہ پہنا اور مصلیٰ بچھایا اور دوگانہ ادا کیا اور گھر میں حضرت سلطان المشائخ والاولیاء کے جلوس فرمایا۔

سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین بدایونی سے نقل ہے کہ بعد وفات خواجہ قطب کے حضرت فرید الدین نے جب وہ خرقہ پہنا، سات روز سے زیادہ خواجہ قطب کے گھر میں قرار نہ پکڑا پھر خطہ ہانسی کا قصد کیا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت نے جماعت خانہ میں نزول فرمایا۔ دہلی کی خلقت نے قدم بوسی کو اژدہام کیا۔ حضرت کو یہ بات اچھی معلوم نہ ہوئی کہ خلق پریشان کرے۔ اتفاقاً جمعہ کا روز تھا کہ اس منزل سے باہر آئے کہ ایک مجذوب سرہنگام نام کہ خطہ ہانسی میں اکثر آپ سے مشرف اندوز ہوتا تھا اور الفت رکھتا تھا۔ دہلیز خانہ میں کھڑا تھا جب حضرت سلطان المشائخ کو دیکھا دوڑا اور پاؤں پر گرا اور رویا اور کہا کہ ہانسی میں اکثر آپ کو نہیں پاتا تھا۔ اب جب سے یہاں اقامت کی مجھ کو طاقت نہ رہی کہ بے دیدار کے رہ سکوں۔ پیچھے سے دوڑا اور یہاں آیا ہوں۔ مجھ کو نہیں چھوڑا کہ دولت پابوسی کی ملی۔ حضرت سلطان المشائخ بہت محزون ہوئے۔ جمعہ کی نماز ادا کی اور فرمایا کہ جو نعمت اپنے پیر سے مجھے پہنچی ہے کیا یہاں اور کیا وہاں میرے پاس ہر طرح رہے گی۔ یہ کہہ کر ہانسی کا قصہ کیا جب وہاں پہنچے اژدہام خاص وعام کا بہت ہوا۔ بعد مدت کے وہاں سے بھی نقل فرمائی اور فرمایا کہ بے تعلق جگہ قرار کروں گا کہ کوئی میرے وقت کا مشوش نہ ہو۔

نقل ہے سیر العارفین سے کہ حضرت شیخ المشائخ جمال الدین ہانسوی اسی زمانہ شریف میں خرقہ متبرکہ سے مشرف ہوئے تھے کہ حضرت فرید الدین نے بعد وفات اپنے پیر کے ہانسی میں مراجعت کی تھی۔

القصہ بعد سفر ہانسی کے قصبہ اجودھن میں جو نزدیک دیپالپور کے واقع ہے پہنچے۔ ایک مقام خراب دیکھا وہاں آرام کیا وہاں سے اکثر آدمی دیکھے اور بداعتقاد تھے وہاں کوئی ملتفت نہ ہوا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ جگہ ہے کہ بفراغ خاطر حق کے عبادت میں مشغول رہ سکتے ہیں۔ قصبہ کے باہر تھے درختوں کے درمیان ایک بڑا درخت دیکھا۔ اس کے نیچے کمبل بچھایا اور مشغول ہوئے۔ چنانچہ کوئی آدمی مزاحم نہ ہوا۔ کلی بفراغت پائی۔

نقل ہے حضرت نصیر الدین محمود اودھی سے کہ حضرت فرید الدین کو اس قصبہ میں تاہل واقع ہوا۔ اور اولاد پیدا ہوئی۔ مسجد جامع کے نزدیک گھر بنایا وہاں عیال رہتے۔ اور اکثر اوقات اس مسجد میں استغراق تمام کے ساتھ مشغول ہوتے چنانچہ آوازہ حضرت کی ریاضت کا ان اطراف اور جوانب میں پہنچا کہ ایسا آفتاب قطب الاقطاب اجودھن میں طلوع ہوا کہ طلعت ظاہر اور باطن کے پرتو سے جس پر نظر ڈالتا ہے منور کرتا ہے۔

نقل ہے سیر العارفین سے کہ جب آپ کا آوازہ مشیخیت اطراف واکناف میں شائع ہوا۔ طالبان اہل استحقاق نے آپ کی درگاہ میں یکبارگی منہ کیا اور آپ کی عادت تھی کہ جب ایک جماعت ان کی خدمت میں توجہ فرماتی تو فرماتے تھے کہ جب یار میری توجہ کرتے ہیں جدا جدا آئیں تاکہ علیحدہ علیحدہ نظر کروں۔

نقل ہے کہ سیر العارفین سے کہ قصبہ اجودھن کا قاضی آپ سے بہت حسد کرنے لگا وہاں کے خیلدار گھڑی گھڑی ایذا پہنچاتے تھے اور آپ ان کے ایذا سے دل پریشان ہوتے تھے۔ حضرت کے مریدوں کو رنج پہنچایا جاتا تھا اور آپ التفات نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ نہایت خصومت سے قاضی مذکور نے خطہ ملتان میں جا کر استفتا لکھا کہ روا ہے کہ ایک شخص اہل علم درویش کہلائے اور ہمیشہ مسجد میں رہے اور وہاں سرود سنے اور رقص کرے۔ جب یہ استفتا ملتان کے علماء نے دیکھا کہا کہ تو کہہ کہ یہ سخن تو نے کس کی

شان میں لکھا ہے تو ہم لکھیں۔ قاضی مذکور نے حضرت فریدالدین کا نام لیا جب ان کا نام سنا سب نے یکبارگی قاضی سے اعراض کیا اور کہا کہ اے قاضی تو ایسے درویش کا نام لیتا ہے کہ مجتہدوں کو یارا نہیں ہے کہ اس کے قول اور فعل پر ایراد کریں اور معترض مخالفت میں آئیں۔ قاضی نے جب یہ کلام سنا شرمندہ اور پریشان واپس آیا اور خصومت سے باز نہ آیا اور جہاں آپ کے فرزندوں اور معتقدوں کو دیکھتا حتی الامکان ستاتا اور یہ عرض کرتے تھے کہ قاضی اور خیلدار یہاں کے بہت ایذا پہنچاتے ہیں اور ظلم حد سے گزر گیا۔ حضرت یہی جواب دیتے تھے کہ ان کی جفا اٹھاؤ کہ مر جاؤ۔ بہت عرصہ نہ ہوا کہ اس کی اولاد نہ رہی اور جو رہی حضرت شیخ کی تابعدار رہی۔ چنانچہ اب تک ویسے ہی ہیں۔

نقل ہے حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ آخر الامر مشارالیہ بدنہاد پر فساد نے ایک قلندر ناپاک بے باک کو پیدا کیا اور اس بدبخت سے کہا کہ جب شیخ مشغول ہوں ایذا پہنچائے اور غائب ہو جائے۔ اور حضرت سلطان المشائخ کی عادت تھی کہ ہر نماز کے بعد سر خاک نیاز پر رکھتے تھے دو ساعت تین ساعت تک اسی حالت میں رہتے تھے اگر جاڑا ہوتا تو پوستین سر پر ڈال لیتے۔ ایک دن کوئی وہاں حاضر نہ تھا مگر میں نے ناگہاں دیکھا کہ ایک قلندر چرم پوش حلقہ بگوش وہاں حاضر ہوا اور بلند آواز دی اور نزدیک کھڑا ہوا چنانچہ حضرت مسجد میں تھے۔ فرمایا کہ وہاں کوئی حاضر ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں آپ کا بندہ نظام الدین موجود ہے۔ حضرت نے اس حالت میں پھر کہا کہ ہمارے نزدیک قلندر کھڑا ہے کہ سفید حلقہ کان میں رکھتا ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین فرماتے ہیں کہ ہر بار شیخ کے اشارہ اس قلندر کے حال میں دیکھتا تھا۔ اس کو متغیر پاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا ہوا کہ حضرت فریدالدین نے اسی حال میں فرمایا وہ ننگی چھری جوتے میں رکھے ہوئے آیا ہے۔ اس سے کہو کہ ظاہر نہیں ہوا ہے۔ یہاں سے جائے۔ قلندر مذکور نے جب یہ بات سنی وہاں سے بھاگا اور ناپدید ہو گیا۔

اور نیز حضرت نظام الدین سے مذکور ہے کہ ایک روز حضرت فریدالدین مصلیٰ پر بیٹھے تھے۔ ایک قلندر اسی واسطے پہنچا اور بیٹھا۔ میں اور مولانا بدرالدین اسحاق حاضر تھے۔

قلندر مذکور حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور سخت آواز سے کہا کہ کیا آپ کو بت بنایا ہے اور خلق کو اپنا پجاری کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے نہیں بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بنایا ہے سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ کوئی آپ کو کچھ نہیں بنا سکتا مگر جس کو خدا نوازے قلندر نے جب یہ بات سنی سر زمین پر رکھا اور کھڑا ہو گیا اور کہا شاباش آپ کی بردباری پر جب تک جہان رہے۔ یہ تحمل زیادہ ہوا اور راہ لی۔

نقل ہے کہ حضرت نصیر الدین اودھے سے کہ میں نے اپنے پیر سلطان نظام الدین قدس سرہٗ سے سنا ہے کہ ایک روز ایک درویش گذری پوش حضرت شیخ المشائخ فرید الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا۔ شیخ نے اس کو کچھ دے دلا کر ٹال دیا۔ درویش کھڑا ہوا اور شانہ شانہ دان سے نکال کر جو شیخ کے مصلیٰ پر تھا کہا اے شیخ یہ شانہ مجھ کو دے چونکہ حضرت شیخ الاسلام کا وہی ایک شانہ تھا جواب نہ فرمایا۔ پھر اس درویش نے سخت آواز سے چلا کہ کہا کہ اے شیخ یہ شانہ مجھ کو دے۔ تجھ سے مجھ کو برکت حاصل ہو۔ بعد ازاں حضرت فرید الملتہ نے فرمایا کہ تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آب دان میں بہا دیا۔ پھر وہ درویش سفر کو گیا۔ قصبہ اجودھن کے نزدیک آب رواں ہے کہ اس کا بشارت نام ہے اور اب ۸۳۰ھ میں خشک دیکھا گیا۔ جب وہاں پہنچا خرقہ اتارا اور غسل کے واسطے پانی میں آیا۔ ایسا ڈوبا کہ اب تک ظاہر نہ ہوا۔

نقل ہے شیخ نصیر الدین اودھے سے کہ قصبہ اجودھن میں متصرف اس مقام کے قضات سے اتحاد رکھتا تھا اور ہمیشہ شیخ کے مریدوں کو کوستا تھا چنانچہ یہ خبر شیخ کو پہنچتی تھی مگر آپ ملتفت نہ ہوتے تھے۔ جب بہت رنجش گزری مولانا شہاب الدین آنحضرت کے بڑے لڑکے نے آپ سے عرض کی کہ یہ آپ کی بزرگی ہم کو یہی فائدہ دیتی ہے کہ رات دن متصرف کی رنجش سے غم اور غصہ میں رہتے ہیں۔ شیخ کے آگے عصا رکھی تھی۔ اٹھائی اور زمین پر ماری۔ اسی وقت متصرف مذکور کے درد شکم پیدا ہوا کہا ابھی مجھے شیخ کے دروازہ پر لے چلو۔ ہنوز نہ پہنچا تھا کہ جان نکل گئی۔

نقل ہے حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے قصبہ اجودھن میں ایک عامل تھا۔

لکھنے والا شاید والی اس حوالی کا عامل مذکور کو ستاتا تھا۔ ایک روز وہ عامل شیخ کامل حضرت فرید الدین کے پاس آیا اور شفاعت چاہی کہ والی مذکور مجھ کو ہمیشہ ستاتا ہے اور ہر طرح کے ظلم سے باز نہیں آتا۔ حضرت شیخ نے ایک خادم اس والی کے پاس بھیجا اور ظاہر کیا کہ اس درویش سے محترز رہ احسان ہوگا وہ نہ مانا اور اس سے زیادہ ستایا پھر وہ عامل آیا اور عرض کی کہ وہ نہیں سنتا اور زیادہ ستاتا ہے۔

حضرت شیخ نے اس نویسندہ سے فرمایا کہ میں نے تیری شفاعت کی ہے وہ نہیں سنتا۔ شاید کسی مظلوم کی تجھ سے شفاعت کی ہوگی تو نے بھی نہ سنا ہوگا۔ وہ اٹھا اور حضرت شیخ سے فاتحہ کی درخواست کی کہ میں آج سے کسی کو نہ ستاؤں گا تا امکان خدمت کروں گا اور مجھ سے اگر کوئی دشمن بھی منت کرے گا منہ نہ پھیروں گا۔ اسی زمانہ میں والی نے عامل کو خلعت اور گھوڑا بخشا اور خدمت میں حضرت ملک المشائخ کے پہنچ کر تائب ہوا۔

نقل ہے حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ایک جوان اجودھن کی طرف دہلی سے متوجہ ہوا کہ حضرت فرید الدین کی خدمت میں پہنچ کر تائب ہو اور شرف ارادت سے مشرف ہو۔ اثنائے راہ میں ایک ڈومنی خوبصورت اس کو ملی اور اس کی قیدی ہوگئی کہ اس سے تعلق ہو۔ اس جوان کی جو نیت صادق تھی۔ اس کی طرف التفات نہ کی یہاں تک کہ ایک منزل میں ایسا اتفاق پڑا کہ وہ جوان اور وہ فاسقہ دونوں ایک گردوں پر سوار ہوئے۔ مطربہ مذکور نزدیک اس جوان کے آئی اور بیٹھی اس طرح کہ دونوں میں کچھ حجاب نہ رہا۔ مطربہ مذکور غمزہ اور کرشمہ میں لائی۔ اس میں کچھ اس جان کے دل میں میل کیا۔ آہستہ اس کی طرف ہاتھ دراز کیا۔

اسی حال میں ایک مرد کو دیکھا پیدا ہوا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا شیخ کی خدمت میں توبہ اور ارادت کی نیت سے جاتا ہے اور دل فسق پر لاتا ہے اور غائب ہوگیا۔ اس جوان نے جب یہ دیکھا رو پڑا اور متنبہ ہوگیا۔

جب خدمت میں حضرت سلطان المشائخ کے پہنچا اوّل بات جو اس جوان سے آپ نے فرمائی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تجھ کو اس روز کو مطربہ سے تو نے میل کیا۔ اپنے فضل

سے بچایا بعد اس کے اس کو ارادت سے مشرف کیا۔

حضرت سلطان نظام الدین سے نقل ہے کہ حضرت اولیاء فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ اس کو محمد شاہ غوری کہتے تھے۔ مرد صادق تھا۔ اہل صلاح ایک وقت حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں پہنچا اور مضطرب اور متحیر اور متفکر تھا۔ حضرت فرید الملۃ والدین نے پوچھا کہ اے محمد شاہ تجھ کو کیا حال پیش آیا ہے کہ ایسا پریشان ہے۔ اس نے عرض کی کہ ایک حقیقی بھائی رکھتا ہوں وہ بیمار ہے۔ ایک رمق اس میں باقی ہے جو آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ کیا عجب ہے کہ تمام ہو گیا ہو۔ اس کے سبب سے دل بے تاب ہو گیا ہے۔

حضرت سلطان المشائخ فرید الملۃ والدین نے فرمایا کہ اے محمد شاہ جیسا تو اس وقت متحیر اور رنجیدہ ہے میں تمام عمر حق کی محبت میں اسی طرح کر رہا ہوں اور کسی سے اظہار نہیں کرتا پھر اس کی طرف اشارہ کیا کہ گھر میں جا۔ تیرا بھائی انشاء اللہ صحت پائے گا۔

اسی وقت محمد شاہ غوری حضرت کے پاس سے اٹھا اور گھر آیا دیکھا کہ بھائی کھانا کھاتا ہے گویا اس کو کوئی بیماری اور دکھ نہ پہنچا ہو۔

شیخ نصیر الدین سے سنا گیا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین کو ایک زحمت اور دکھ سخت پیش آیا چنانچہ اشتہا کلیتہً جاتی رہی۔ چند روز حضرت نے نہ کھایا نہ پیا۔ فرزند اور مرید اور معتقد جمع ہو گئے اور اطباء کو بلایا۔ جب انہوں نے نبض دیکھی تو کہا ہم کو نبض اور قارورہ کی دلیل سے کوئی بیماری معلوم نہیں ہوتی۔ ہر چند غور کیا مگر کچھ معلوم نہ ہوا کہ حضرت کو کیا بیماری ہے۔ ناچار واپس چلے گئے۔ دوسرے روز اور زیادتی ہوئی۔ چنانچہ یاروں کو بلایا۔ حضرت شیخ نظام الدین فرماتے ہیں کہ میں بھی اس جماعت میں حاضر تھا۔ حضرت نے مجھ کو اور شیخ بدر الدین سلیمان کو کہ آپ کے لڑکے تھے بلایا ہم گئے اور ہر ایک مشغول تھے۔ اسی رات شیخ بدر الدین نے خواب میں دیکھا کہ ایک پیر مرد کہتا ہے کہ تمہارے باپ کے واسطے سحر کیا ہے اور شیخ بدر الدین نے اس پیر سے پوچھا کس

نے بتایا گیا کہ شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے کیا ہے۔ یہ ایک اجودھن میں تھا کہ اس کو شہاب سحر کہتے تھے۔ سحر میں مشہور تھا بعد ازاں شیخ بدرالدین نے خواب میں اس پیر مرد سے پوچھا کہ اس کی کیا تدبیر ہے اور کس طرح یہ سحر دفع ہوگا۔

فرمایا کہ ایک شخص شہاب الدین کی تربت پر جائے اور بیٹھے اور چند کلمہ اس نے خواب میں بتائے کہ ان کی اس کی گور پر پڑھے چنانچہ شیخ بدرالدین نے ان کلمات کو خواب میں یاد کرے اور وہ یہ تھے۔

ایها المقبور المبتلے اعلم بان ابنك قد سحرو اذى فقل لهٔ كف باسهٔ عناو الا يلحق به مالحق بنا ۔

معنی یہ ہیں کہ جو کوئی قبر میں کیا گیا ہے اور آزمایا گیا جان کہ بدرستے کہ تیرے لڑکے نے سحر کیا ہے اور ایذا پہنچائی ہے پس اس سے کہ تا کہ باز رکھے اس سحر کے خوف کو ہم سے وگرنہ ملے گی وہ چیز کہ ملی ہے ہم سب جب دن ہوا۔ شیخ نظام الدین نے یاروں کے ساتھ کہ اشارہ سے حضرت شیخ کے مشغول تھے۔ حضرت شیخ بدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ آگے حضرت فریدالدین کے جا کر کہا اور صورت حال ظاہر کی کہ بدرالدین نے ایسا خواب دیکھا ہے۔

حضرت شیخ المشائخ نے نظام الدین قدس سرہٗ کو آگے بلایا اور اشارہ فرمایا کہ ان کلمات کو یاد کرلو اور جاؤ تربت شہاب الدین ساحر کی آدمیوں سے پوچھو اور تربت کے سر پر بیٹھو اور یہ کلمات پڑھو۔ حضرت شیخ نظام الدین اشارہ پا کر گئے اور تربت شہاب ساحر کی پوچھی۔ مشہور تھی ہر ایک نے نشان دیا اور سر پر اسی تربت کے بیٹھ کر یہ کلمات پڑھے اور ہاتھ زمین پر مارا اور اس نے اس کی تربت کی زمین کو گچ کیا تھا۔ اس تربت کے سر پر تھوڑی مٹی تھی۔ اس پر ہاتھ مارا بیگمان مٹی دور ہوئی۔ چنانچہ گور اس مٹی کے نیچے ظاہر ہوئی۔ زیادہ کھودی اسوقت تک کہ ان کا ہاتھ گیا۔ شیخ مذکور فرماتے ہیں کہ جب وہ مٹی دور ہوئی میرا ہاتھ نیچے گیا۔ میں نے زیادہ اہتمام کیا ایک چیز میرے ہاتھ میں آئی۔ اس کو باہر نکالا ایک صورت آٹے کی بنائی تھی۔ سوئیاں اس میں چبھی تھیں۔ اور بال گھوڑے کی دم

کے اس پر مضبوط بندھے تھے وہ صورت حضرت سلطان المشائخ فرید الدین کے پاس لے گیا۔

حضرت شیخ نے اشارہ فرمایا کہ ان سوئیوں کو نکالو۔ اور بال جو بندھے ہیں کھول دو جونہی سوئی میں نکالتا تھا بیماری کم ہوتی تھی اور آرام ملتا تھا۔ یہاں تک کہ جملہ سوئیاں نکال لیں اور بال کھولے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت شیخ کو صحت ہوئی۔ بعدازاں فرمایا کہ اس صورت کو توڑ دو۔ اور جاری پانی میں ڈالو ویسا ہی کیا۔

جب یہ بات قصبہ اجودھن کے معلوم ہوئی تو جس ساحر سے یہ حرکت وجود میں آئی تھی اس کو باندھ کر حضرت کے پاس بھیجا اور ظاہر کیا کہ البتہ یہ شخص مار ڈالنے کے لائق ہے۔ حضرت کیا حکم فرماتے ہیں۔ اس پر عمل کیا جائے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جب میرے حق میں خدا تعالیٰ نے صحت بخشی ہے میں بھی اس کے شکرانہ میں عفو کرتا ہوں تو بھی تعرض نہ کر۔

نقل ہے حضرت سلطان نظام الدین سے کہ میں جس زمانے میں حضرت شیخ کی خدمت میں تھا اس وقت پانچ درویش حضرت کی خدمت میں آئے۔ بہت سخت مزاج اور کشادہ دہن تھے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت کے آگے اٹھے اور یہ کہا کہ ہم اس قدر بساط عالم میں پھرے کوئی درویش جیسا کہ چاہیے نہ پایا۔ مگر چند مدعی کہ آپ کو درویش مشہور کیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ فرید الدین نے فرمایا کہ تھوڑی دیر درویشوں کے آگے بیٹھو تم کو درویشی میں ہٹ ہے مگر روانہ ہوئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہاں جب سے جاؤ جنگل کی راہ مت جاؤ۔ دوسری راہ جاؤ۔ جہاں تک آبادی واقع ہے اور دل پریشان جو رکھتے ہیں۔ حضرت کے کلام پر میل نہ کیا اور روانہ ہوئے۔ حضرت نے ایک کو پیچھے دوڑایا کہ تلاش کرے کس راہ سے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جس کو دوڑایا تھا وہ ایسی خبر لایا کہ وہ جنگل کی راہ گئے۔ حضرت نے جب یہ خبر سنی بہت روئے اور فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

اتنے میں خبر آئی کہ پانچوں کو لو نے مارا اور ایک جگہ پانچوں ہلاک ہوئے پانچوں

کنویں پر پہنچے اور پانی پیا۔ اسی جگہ دم دے دیا۔

نقل ہے حضرت نظام الدین سے ایک وقت ایک طالب علم نصیرالدین نام خدمت میں شیخ الاسلام فرید الدین کے پہنچا۔ تجارت کی نیت رکھتا تھا۔ غرور اور رعونت سے خالی نہ تھا۔ یہ فکر تھا کہ بال بڑھائے ہیں کہ ایک جوگی جماعت خانہ میں پہنچا۔ طالب علم نے اس سے پوچھا کہ بال کس چیز سے بڑھتے ہیں۔ حضرت نظام الدین فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس سے یہ کلام سنا کہ بال بڑھنے کے واسطے جوگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے مجھ کو کراہت ہوئی۔ اس واسطے کہ طالب علم کو چاہئے کہ خدمت میں شیخ المشائخ کے آئے اور نسبت رعونت درازی مو کے کہ تحت کل شعر خنابتہ حدیث واقع ہے جوگی کی طرف توجہ کرتا ہے۔

القصہ اسی ہنگام میں خواجہ وجیہہ الدین حضرت خواجہ معین الدین کے لڑکے خدمت میں بابا فرید الدین کے پہنچے اور بیعت چاہی اور سر منڈوانے کی عرض کی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں روٹی کا ٹکڑا تمہارے خانوادہ سے بھیک مانگ کر لایا ہوں۔ ادب نہیں کہ تم کو مرید کروں۔ خواجہ وجیہہ الدین نے سر زمین پر رکھا۔ اور عاجزی کی اور کہا اے خداوند مثل تمہارے اس زمانہ میں کہاں پائیں کہ اس کی خدمت میں جائیں اور حاصل کریں البتہ میں یہ در نہیں چھوڑوں گا۔ جب فرید الملتہ نے اس درجہ الحاح دیکھا شرف ارادت قبول کیا اور خرقہ خاص کی خلعت سے نوازش فرمائی اور سر منڈوا دیا۔ اس وقت نصیرالدین طالب علم جو درازی مو کی قید میں مقید تھا۔ اس نے بھی بیعت کی اور سر منڈوایا اور سرمایہ مالی جو تجارت کی نیت سے رکھتا تھا۔ درویشوں پر خرچ کیا اور درویشی اختیار فرمائی۔

نقل ہے کہ ایک وقت ان کا جامہ پھٹا اور میلا تھا۔ ایک مرد لباس آگے لایا اس کو پہنا اور فوراً اتارا۔ اور شیخ نجیب الدین متوکل کو دیا اور فرمایا کہ میں جو ذوق اس جامہ میں رکھتا تھا اس میں نہیں رکھتا ہوں۔

نقل ہے کہ سلطان العارفین برہان العاشقین شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک روز راہ میں عبور واقع ہوا ایک عزیز فریاد کرتا تھا کہ الجوع الجوع۔ یہ آواز کان میں

پہنچی۔ فرمایا کہ آؤ وہ آیا۔ آستین مبارک اٹھائی اور فرمایا کہ کون سے کھانے پر تیرا دل راغب ہے۔ اس نے کہا یخنی پر فرمایا کھا اس نے ہاتھ دراز کیا۔ آستین مبارک میں دیکھا کہ تکلف میں دستر خوان بچھا ہے۔ وہاں سے یخنی نکالی اور کھائی۔ حضرت جس راہ میں تشریف فرماتے تھے چلے گئے۔ بعد ایک مدت کے ایک روز وضو کرتے تھے کہ وہی عزیز خدمت میں پہنچا۔ دیکھا قدرے وضو کا پانی اس پر چھڑکا اور فرمایا۔ سبحان اللہ اس شخص نے بتیس برس ایزد تعالیٰ کی راہ میں ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا پھر نفس اس پر غالب آیا۔ حاجت سری سے ہلاک ہوا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ رہا ہوا اور اپنے مجاہدہ اور ریاضت پر لوٹ آیا۔

نقل ہے حضرت نصیر الدین محمود سے خیر المجالس میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت سلطان فرید الدین اپنے حجرہ میں مشغول تھے۔ ناگاہ ایک قلندر پہنچا اور حجرہ کے دروازہ پر کملی بچھائی تھی کہ حضرت شیخ اس پر بیٹھتے۔ اس پر بیٹھا حضرت شیخ بدرالدین اسحاق حاضر تھے۔ قدرے کھانا لائے اور قلندر کے آگے رکھا جب کھانے سے فارغ ہوا مولانا بدرالدین سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ شیخ کو دیکھوں۔ مولانا نے جواب دیا کہ حضرت حق سے مشغول ہیں۔ کسی کی مجال نہیں ہے کہ ایسے وقت میں حجرہ میں آئے۔ اور خبر کرے۔ اسی وقت قلندر نے بھنگ نکالی اور کونڈے میں ڈالی اور گھوٹنے لگا چنانچہ اس کے قطرے حضرت شیخ کی کملی پر گرے۔ شیخ بدرالدین آگے ہوئے اور قلندر کے پاس آئے اور کہا اے درویش حد سے بے ادبی نہ کرنا چاہئے یہاں سے اٹھ اور گوشہ میں جا۔ قلندر رنجیدہ ہوا اور کونڈی اٹھائی کہ بدرالدین کے مارے حضرت سلطان فرید الدین جو حجرہ خاص میں مشغول تھے۔ یہ معنی نور باطن سے معلوم کر کے جلد حجرہ سے دوڑے اور قلندر کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اس کو مجھے بخش دے۔ قلندر نے کہا درویش ہاتھ نہیں اٹھاتے اور جب اٹھایا تو نیچے نہیں لاتے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس دیوار پر مار۔ قلندر نے کچکول دیوار پر ماری۔ چنانچہ وہ دیوار گر پڑی۔ قلندر نے سر نیچے کیا اور چلا گیا۔ بعدہٗ وہ حضرت شیخ نے مولانا بدرالدین سے فرمایا کہ عام لباس میں خاص بھی ہوتے ہیں یہ گھاس وہ کھونٹا تھا۔ وہ نہ تھی

جو قلندر کام میں لاتے ہیں شاید آزمائش کو آیا ہوگا۔

اور نیز شیخ نصیر الدین اودھے سے نقل ہے سیر الاولیاء میں کہ ایک وقت شیخ الشیوخ قدس سرہٗ کی انگشت پر سانپ نے کاٹا کچھ علاج نہ کیا اور حق سے مشغول ہوئے اس غلبہ میں عرق جسم سے جاری ہوا۔ زہر نے اثر نہ کیا۔

اسی کتاب میں نقل ہے کہ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ہم اجودھن میں گئے اور سرسہ کے جنگل میں ہم کو ایک سانپ نے کاٹا جس کی صحبت میں ہم جاتے تھے اس نے اس جگہ کو باندھ دیا زہر فرو ہو گیا اور اچھا ہو گیا۔ جب ہم اجودھن پہنچے بے وقت تھا دروازے بند تھے۔ یاروں نے کہا کہ حصار سے کود چلو۔ میں نے دیکھا کہ حصار سے ہر طرف راہ ہوگئی۔

القصہ سب یار اوپر گئے۔ میں ڈرتا تھا۔ میرا ہاتھ پکڑا اور اوپر لے گئے۔ جب صبح ہوئی شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں ہم گئے۔ سب کو پوچھا مجھ سے کچھ نہ کہا۔ تھوڑی دیر ہوئی فرمایا کہ سانپ کا کاٹا باقی ہے۔ حصار کو ٹاپ آیا ہے۔

نصیر الدین محمود روایت کرتے ہیں کہ بعد کاٹنے سانپ کے سرسہ کی حدود میں نور باطن سے شیخ شیوخ العالم کو روشن ہوا۔ براہ تعجیل سواری بھیجی کہ سلطان المشائخ کو سوار کریں اور لا دیں۔ وہی کیا سواری پر سوار کر کے لائے۔

نقل ہے کہ قصبہ اجودھن کے پاس مقدار چار فرسنگ کے ایک قصبہ ہے وہاں مربی قتال سخت حال ایک حاکم تھا۔ ایک باز رکھتا تھا چرز گیر اور کلنگ انداز۔ ترک مذکور باز کو بہت دوست رکھتا تھا۔ امیر شکار کے سپرد کیا تھا اور تاکید کی تھی کہ ہرگز ہرگز اس باز کو سوائے میرے خان کے دوسرے جانور پر نہ اڑانا۔ شاید اڑے اور پھر نہ آئے۔ اگر میرا حکم پاس نہ رکھے گا تو جینے سے ہاتھ دھونا۔ اتفاقاً وہ میر شکار یاروں اور ہمسایوں کے ساتھ پھرتا تھا۔ ناگاہ چند کلنگ جاتے تھے یاروں نے خوشامد کی کہ یہ کلنگ مفت چلے تو باز رکھتا ہے۔ ان پر ڈال کہ کباب کریں۔ میر شکار نے یاروں کو جواب دیا کہ میرے صاحب نے تاکید کی ہے کہ جب تک میں نہ ہوں ہرگز اس باز کو کسی جانور پر نہ چھوڑنا مبادا غائب ہو۔ اور وہ

ترکی بے باک اور غصہ ناک اگر باز نہ آیا تو مجھ کو اور میرے زن و فرزند کو ہلاک کر دے گا۔ یاروں نے کہا ہم دس بارہ سوار ہیں اور گھوڑے رکھتے ہیں۔ ہم نہیں چھوڑیں گے کہ باز غائب ہو۔

القصہ بہت الحاح کیا۔ میر شکار نے باز کھولا اور کلنگوں پر اڑایا۔ ناگاہ کلنگ ایک طرف گئے اور باز دوسری طرف پرواز کر گیا۔ زمان زمان بلند ہوتا تھا یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گیا۔ ہر ایک یار اس کی تلاش میں دوڑا اور متفرق ہوئے اور یہ میر شکار روتا ہوا اور کپڑے پھاڑتا ہوا احوالی قصبہ اجودھن میں پہنچا اور اسی حال سے سلطان المشائخ فریدالدین کی خدمت میں آیا۔ جب حضرت شیخ کو دیکھا آہ ماری ...... اور ماتم زدوں کی طرح زار زار رویا۔ حضرت شیخ نے مہربانی سے اپنے سامنے بٹھلایا اور پوچھا کہ اس قدر زاری اور حواری کیوں ہے۔ اس نے باز کا قصہ بیان کیا کہ اے مخدوم ترک قتال بدحال نے مجھ کو باز سونپا تھا اور وصیت کی تھی اور بے حد تاکید تھی۔ اس باز کو میری غیبت میں پرواز نہ دینا۔ میرے چند یاروں نے مزاحمت کی۔ ان کی الحاح کے سبب میں نے اڑایا۔ وہ نظر سے غائب ہو گیا اور گم ہو گیا۔ اب تحقیق جانتا ہوں کہ اگر باز نہ دوں گا تو میرے فرزندوں کو اور مجھ کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ میں نے قبول کیا کہ اسپ اور لباس چھوڑ دوں اور ترک تجرید کر کے چلا جاؤں اور گوشہ لوں لیکن شک نہیں کہ وہ ترک فرزندوں اور میرے متعلقینوں کو خاک سیاہ کر دے گا۔ حضرت نے جب یہ بات سنی کھانا منگایا اور فرمایا کہ اسے کھاؤ۔ شاید خدا تعالیٰ تیری خاطر جمع کر دے اور باز کو دے دے۔ میر شکار مذکور نے نوالہ توڑ کر منہ میں ڈالا۔ چنانچہ خشکی سے نہ اتر سکا البتہ حال میر شکار کا جب شیخ نے اس اضطراب میں پایا۔ اس کا ہاتھ پکڑا کہ وہ تیر باز حصار کے کنگرہ پر بیٹھا ہے جا پکڑ لے۔ میر شکار نے جب باز دیکھا سر حضرت کی خاک پا پر رکھا۔ اور باز کو پکڑا اور شکرانہ کرتا پھر شیخ کی خدمت میں آیا اور گھوڑا سواری کا پیش کیا۔ حضرت شیخ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ تجھ کو چاہیے کہ گھوڑے پر سوار ہو اور گھر جا اور باز اس کے مالک کو دے اور گھوڑا بیچ اور نصف مال اس کا میرے آگے لا تو مبلغ اس کی قیمت کے قیمت میں برابر پڑیں اور حق برادری کا

مجھ میں اور تجھ میں درست ہو۔ اور ترک مذکور نے باز کا گم ہونا کچھ سنا تھا۔ اور بازدار کے فرزندوں سے تعرض کیا۔ ناگہاں دوسرے روز میر شکار معہ باز کے پہنچا۔ اس کے مالک نے جب باز دیکھا میر شکار کو بلایا اور قصہ گم ہونے کا پوچھا۔ اس نے اپنا تمام ماجرا کہا اور کرامت حضرت شیخ المشائخ کی ادا کی۔ ترک نے جب قصہ تمام سنا کہ سبحان اللہ شیخ فریدالدین مسعود ایسے بزرگ ہیں کہ تو نے دیکھا چاہیئے کہ جلد جا اور ایک بوری زر کی میری طرف سے شکرانہ پہنچا۔ اور میرے واسطے حضرت سے دعا کی التماس کر۔ بعدازاں میر شکار نے عرض کیا کہ اے خداوند مجھ کو ان کی خدمت میں پھر جانا ہے کیونکہ جب میں نے کرامت دیکھی اپنا گھوڑا شکرانہ میں پیش کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ گھوڑا میں نے تجھ کو بخشا۔ اس کی نصف قیمت لاؤ۔ پس وہ فتوح کہ میرے ہاتھ حضرت کی خدمت میں بھیجی جائے مجھ کو بھی نصف قیمت اسپ کی خدمت میں پہنچانا چاہیئے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ مگر وہ ترک اس سے پہلے حضرت سے عقیدہ نہیں رکھتا تھا۔ آخرالامر خلعت اور ارادت سے مشرف ہوا اور ایک خدا پرستوں سے ہوا اور میر شکار بھی انہی ایام میں مرید ہوا۔ اور ترک اور تجرید کی اور ملازم رہا۔

نقل ہے کہ ایک وقت ایک عورت آپ کے حرم سے خدمت میں آئی اور کہا اے خواجہ آج فلاں لڑکا بسبب بھوک کے ہلاکت کو پہنچا ہے۔

شیخ نے فرمایا مسعود بندہ کیا کرے۔ اگر تقدیر حق ہے جہان سے سفر کرے رسی ایک پاؤں میں باندھ کر باہر ڈال دو۔

نقل ہے نصیرالدین اودھے رحمتہ اللہ علیہ سے کہ قصبہ اجودھن کی حدود میں ایک گاؤں تھا۔ اس میں ایک مسلمان تیلی رہتا تھا۔ ناگاہ اس گاؤں کو کسی سبب دیپالپور نے داروغہ نے تاراج کیا اور تمام وہاں کے آدمیوں کو قید میں ڈال دیا۔ روغنگیر کی ایک عورت تھی نہایت صاحب جمال۔ اس کو اس عورت سے بڑی محبت تھی اور وہ عورت بھی اس غارت گری میں کسی کے ہاتھ لگی تھی اور غائب ہو گئی تھی۔ ہر چند اس تیلی نے روتے پیٹتے تلاش کیا۔ نشان نہ پایا ہزار غم و درد سے حضرت سلطان المشائخ فریدالدین قدس سرہ کے

حضور میں آیا اور نہایت اپنا حال خراب کیا۔ حضرت شیخ نے کچھ تامل فرمایا اور اشارہ کیا کہ کھانا لاؤ اور اس کے آگے رکھو۔ تیلی مذکور جو اپنا حال خراب اور جگر کباب رکھتا تھا ہاتھ کھانے پر لے گیا۔ ایک ہی نوالہ کھایا تھا کہ حضرت نے فرمایا وہ حق تعالیٰ قادر ہے کہ تیری خاطر جمع کرے اور وہ عورت تجھ کو پہنچا دے۔ روغنگیر نے جب یہ سنا کچھ تسکین پائی۔ لیکن غم کلیتہً رفع نہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ روز رہ دیکھ کر پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ ناچار اس نے رہنا اختیار کیا۔ تیسرے روز نویسندہ کو قصبہ اجودھن میں گرفتار کر کے لائے۔ وہ شاید متصرف جگہ کا تھا کہ وہاں تعلق اس امیر سے رکھتا تھا کہ جس نے گاؤں تاراج کیا تھا۔ القصہ اس نویسندہ نے اپنے محافظوں پر الحاح کی کہ اگر مجھ کو خدمت میں شیخ فریدالحق کے لے چلو تو ایک عمدہ شے تم کو دوں گا۔ سب محافظوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کو حضرت شیخ کی خدمت میں لائے۔ نویسندہ نے اپنا حال ظاہر کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جو اس مقطع نے تجھ کو مقید اور مسلسل فرمایا ہے اگر شفقت بے حد اور عنایت بعید فرما دے تو مجھ کو کیا شکرانہ بھیجے گا۔ قبول کر نویسندہ نے عرض کی کہ جو نقد اور اسباب رکھتا ہوں۔ شکرانہ خدمت میں لاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ شکرانہ بھی تجھ کو بخشا وہ داروغہ جانے سے چھوڑ دے گا اور خلعت فاخرہ نوازے گا اور گاؤں بھی تجھ کو بخشے گا۔ عہد کر کہ وہ عورت اس روغنگیر کو بخشے گا۔ نویسندہ نے صدقِ دل سے قبول کیا۔ روغنگیر سے کہا کہ اٹھ میرے برابر آؤ کہ ایسا کروں کہ اشارہ حضرت شیخ کا ہے۔ روغنگیر مذکور اس بات سے رویا اور عرض کی۔

کہ اے شیخ المشائخ ابھی میرے پاس ایسی چیز ہے کہ آٹھ کنیزک خوب خریدوں لیکن میں فریفتہ اور خراب اپنی عورت کا ہوں کہ اس کی جدائی سے دل ریش ہوں۔

حضرت نے فرمایا تو اس کے برابر جا اور دیکھ کہ خدائے تعالیٰ پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے۔ روغنگیر مذکور حضرت شیخ کے اشارہ سے اس کے برابر گیا اور اس کے پاس متفکر اور متحیر بیٹھا اور اس نویسندہ کو اس داروغہ کے آگے لے گئے۔ جس نے مقید کیا تھا بمجرد دیکھنے کے حضرت شیخ کے برکت سے دل مہربان ہوا اور ایک عمدہ گھوڑا اور خلعت عطا کیا

اور اس کے گھر روانہ کیا اور عقب سے وہ کنیزک صاحب جمال برقعہ پوش بھیجی۔ کہ یہ بھی انعام اور عنایت میری تجھ کو ہے جب وہ عورت اس کے وثاق کے پاس پہنچی اپنے شوہر کو دیکھا برقعہ چہرہ سے اتار ڈالا اور اس کی طرف دوڑی۔ اس روغنگیر نے بھی پہچانا اور سر پاؤں پر رکھا۔ نویسندہ حیران ہو گیا۔ روغنگیر کو اپنے سامنے بلایا اور ہاتھ کنیزک کا پکڑا اور اس کو سونپ دیا۔ روغنگیر مذکور نے اس کا حال ظاہر کیا کہ یہ میری عورت ہے۔ حضرت شیخ فریدالملت والدین کی عنایت اور کرامت سے معہ عورت کے خدمت میں ملک المشائخ کے آیا اور مرید ہوا۔

اور اس درویش نے ایک نسخہ لکھا ہوا پایا ہے کہ حضرت شیخ گنج شکر آپ کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت اپنے پیر دستگیر کی ملازمت میں دہلی میں رہتے تھے اس وقت آپ کے رہنے کی جگہ نزدیک دروازہ غربی برج کے پہلو میں متعین تھی جو لوگ جانتے ہیں وہاں اب بھی جاتے ہیں اور دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ القصہ برسات کا موسم تھا اور مینہ برستا تھا۔ چنانچہ تمام راستہ کیچڑ سے گھرا تھا۔ حضرت شیخ کو سات روز گزرے تھے کہ روزہ طے کا افطار نہ کیا تھا۔ کسی قدر ضعف پیدا ہو گیا تھا۔ چاہا کہ خدمت میں حضرت قطب الملۃ کے آویں نعلین چوبین پہنتے تھے۔ اثنائے راہ میں پاؤں پھسلا۔ زمین سے گرے منہ سے اللہ کہا منہ میں مٹی چلی گئی۔ تمام شکر ہو گئی۔ وہاں سے اٹھے اور خدمت میں حضرت قطب الملۃ والدین کے سر زمین پر رکھا اور بیٹھے حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا بابا فریدالدین مسعود مٹی کا ٹکڑا جو تیرے منہ میں جا کر شکر ہو گیا۔ عجب نہیں ہے کہ حضرت حق تبارک وتعالیٰ نے تیرے وجود کو گنج شکر کیا ہے۔ ہمیشہ شیریں رہے گا۔

حضرت شیخ فریدالدین سر زمین پر لائے اور حق تعالیٰ کا شکرانہ ادا کیا۔ جب وہاں سے پھرے جہاں پہنچے۔ آدمیوں سے آواز سنی کہتے تھے حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر آتے ہیں اور اس درویش نے بیت اللہ کے قصد کے زمانہ میں جب قصبہ اجودھن میں پہنچا یہی بات شیخ محمد سے کہ صاحب سجادہ تھے ایسا ہی سنا۔

نقل ہے گلشن اولیا سے کہ جب حضرت قطب العالم کو شکر کے ساتھ بہت میل تھا۔

جب یہ چھوٹے تھے آپ کو روزہ نماز نماز سکھاتی تھیں اور ہمیشہ جائے نماز میں گرہ باندھ کر شکر رکھ دیتی تھیں جب آپ نماز ادا کرتے تھے اس گرہ کو دیتی تھیں۔ ہمیشہ یہی طریقہ تھا۔ ایک روز...... ایک میزبان کے گھر تھیں شکر بھول گئیں لیکن حضرت شیخ نے نماز ادا کی اور مصلیٰ کے نیچے دیکھا بے بہا شکر نکلی۔ جب حضرت کی والدہ کو یاد آیا لونڈی سے فرمایا جا مسعود سے کہہ کر آؤ نماز پڑھ۔ شیخ نے فرمایا کہ دوسری بار نماز نہیں پڑھوں گا پوچھا کیوں؟ کہا جب والدہ کے سامنے نماز پڑھتا ہوں تھوڑی شکر مصلیٰ کے نیچے پاتا ہوں۔ آج میں نے علیحدہ نماز ادا کی۔ بہت شکر پائی۔ کنیزک نے یہ واقعہ بی بی سے کہا حضرت بی بی متعجب ہوئیں۔ اور شکرانہ حق کا بجالائیں بعض کہتے ہیں کہ اس سبب سے گنج شکر لقب ہوا۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ عبادت میں مشغول ہوتے تھے اور اپنے نفس کو ریاضت میں صرف کرتے تھے۔ ایک وقت ان کے نفس نے آرزو طعام کی فرمایا میں تم کو خاک دوں اور خاک کی طرف ہاتھ بڑھایا شکر بن کر دست مبارک میں پہنچی۔ جب ایسا کرتے تھے شکر ہاتھ میں آتی تھی۔ اس سبب سے گنج شکر سے ملقب ہوئے۔

بعض کہتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا اور آپ کی گرد نعلین مبارک عرش کا تاج ہوئی۔ مقام قاب قوسین اور ادنیٰ میں جگہ لی تو آپ کے روبرو ہزار طبق شکر لائے۔ فرمان ہوا کہ اس شکر کو نوش فرمائیے کہ آپ کی امت میں ایک عارف پیدا ہوگا۔ یہ اس کے خزینہ گنجینہ سے ہے اور سب یاروں کے لئے لے جائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی۔ اور بقیہ کو برد پاک میں باندھا۔ اور یاروں کے پاس لائے سب نے کھائی۔ اس سبب سے شکر گنج لقب ہے۔

مصنف نسخہ گلشن اولیاء کہتا ہے کہ ہمارے پیر اچھی طرح اس وجہ کو بیان فرما کر کہتے تھے کہ فلاں حضرت قطب العالم کے وجود کے ظہور سے پہلے سات سو برس مشائخ سلف نے حضرت گنج شکر کی خبر کی تھی کہ ایک ایسا شیخ زمین پر پیدا ہوگا۔

نقل ہے کہ سلطان الاولیاء حضرت نظام الملۃ والدین سے کہ میں ایک روز خدمت میں حضرت ملک المشائخ فرید الملۃ والدین کے حاضر تھا۔ فرماتے تھے کہ میں خدمت میں

حضرت سلطان العارفین قطب الدین بختیار الدین اوشی قدس سرہٗ کے ملازم تھا۔ ایک روز حضرت سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو ایک چلہ خدمت میں کروں۔ حضرت خواجہ قطب الدین نے فرمایا کہ بابا حاجت نہیں ہے کہ خلوت میں بیٹھے اور چلہ کرے۔ اس کام سے بہت شہرت ہو گی۔ ہمارے پیروں کی عادت ایسی نہ تھی۔ ان کی جلوت خلوت میں تھی۔ میں نے اس قدر جواب کہا کہ حضرت شیخ وقت موجود ہے۔ شہرت کی نیت دل میں راہ نہ پاء گی۔ حضرت قطب الدین ساکت ہوئے اور جواب سے ملتفت نہ ہوئے۔ اس وقت میں نے جانا کہ مجھ سے بڑی بے ادبی ہوئی کہ خلاف حکم حبیب ہوا۔ بہت استغفار کی اور ابھی پریشان ہوں اور قیامت تک یہ پریشانی اور شرمندگی مجھ سے دور نہ ہو گی۔

منقول ہے کہ جب انہوں نے چاہا کہ مجاہدہ کریں اس بات میں حضرت قطب الدین سے عرض کی خواجہ نے فرمایا کہ طے کر آپ نے طے کیا۔ تین روز کچھ نہ کھایا۔ تیسرے روز افطار کے وقت ایک شخص چند نان آگے لایا جانا کہ غیب سے ہیں۔ ان سے افطار کیا۔ طبیعت نے متلی کے سبب قے کر دیا اور یہ بات خدمت میں حضرت پیر کے عرض کی۔ فرمایا کہ بعد تین روز کے خماری جانے سے افطار کر۔ عنایت الٰہی تیرے ساتھ ہے کہ وہ طعام تیرے معدہ میں رہا۔ اب جا تین روزہ طے کر اور جو غیب سے پہنچے اس سے افطار کر تین روز طے کیا جب وقت طعام ہوا کچھ پیدا نہ ہوا۔ ایک پہر رات گزری۔ ضعف غالب ہوا۔ نفس نے حرارت سے جلنا شروع کیا۔ دست مبارک زمین پر لے جا کر چند کنکریاں اٹھائیں اور منہ میں ڈالیں۔ وہ شکر ہو گئیں جب یہ دیکھا دل میں کہا۔ مبادا یہ بھی شکر نہ ہو۔ نکال ڈالیں پھر مشغول حق ہوئے۔ آدھی رات گزری ضعف غالب ہوا۔ چند کنکریاں اور اٹھائیں اور منہ میں ڈالیں وہ بھی شکر ہو گئیں۔ اس طرح تین بار تک یہ کرامت معائنہ کی۔ پھر تحقیق جان لیا کہ یہ بات حق کی طرف سے ہے۔ جب دن ہوا خدمت میں حضرت خواجہ قطب الدین کے گئے فرمایا کہ اچھا کیا جو اس سے افطار کیا وہ غیب سے تھیں۔ اور تو مثل شکر کے شیریں رہے گا۔ اس روز سے گنج شکر کہتے ہیں اور یہ بھی معروف اور مشہور ہے کہ آنحضرت کی زبان مبارک کی برکت سے ہے۔

نقل ہے حضرت سلطان الاولیاء نظام الملۃ والدین قدس سرہٗ سے کہ میں ایک اور خدمت میں سلطان المشائخ فرید الدین قدس سرہٗ کے بیٹھا تھا۔ مولانا بدرالدین اسحاق اور مولانا جمال الدین ہانسوی بھی حاضر تھے۔ حضرت شیخ کا ایک مرید تھا مولانا محمد نام۔ وہ ملتان سے پہنچا۔ حضرت شیخ نے کھانا مانگا۔ اور خود صائم تھے۔ جب کھانا آیا اپنے حضور میں ہماری طرف اشارہ کیا کہ کھانا چاہیئے اس وقت میں کہ کھانا کھچڑی تھا۔ ماش اور برنج سے پکا تھا۔ اس وقت دل میں مولانا محمد ملتانی کے گزرا۔ اگر سفرہ ہوتا بہتر ہوتا۔ حضرت شیخ کو کشف سے معلوم ہوا۔ طبق طعام کے آس پاس انگشت مبارک سے خط مدور کھینچا۔ فرمایا مولانا محمد اگر سفرہ طعام نہیں ہے تو اس مدور خط کو سفرہ مان اور طعام کھا۔

نقل ہے کہ حضرت سلطان الاولیاء سے کہ حضرت سلطان فرید الدین کا روزہ دوام ہوتا تھا۔ اس حد پر کہ اگر عارضہ رکھتے یا قصد کرتے ہرگز افطار نہ فرماتے بیشتر روزہ کا افطار شیرینی تھا۔ تھوڑا مویز شربت کے پیالہ میں ڈالتے۔ اور اس شربت سے وقت افطار کے حاضرین کو ارشاد فرماتے کہ کسی کو یہ سعادت محروم نہ کرے اور دو روٹی چرب کم سیر سے بعد افطار کے شربت ان کے آگے رکھتے اور ایک روٹی سے تہائی یا کم یا کچھ زیادہ کھاتے۔ اور باقی حاضرین کو دیتے۔ بعد ازاں باستغراق تمام نماز عشاء تک مستغرق اور مشغول رہتے۔

نقل ہے کہ ابتداء میں جب قصبہ اجودھن میں متوطن ہوئے۔ باوجود عیال اور فرزندوں کے مثل پیلو اور ڈیلہ کے کہ وہاں جنگل میں اگتا ہے۔ قانع ہوتے آخر الحال میں وسعت ہوئی اور فتوحات پہنچنے لگے۔ ان میں مجاوروں اور مسافروں کا حصہ فرماتے تھے۔ اور خود وہی نبات کھاتے تھے اور ناصر الدین بادشاہ دہلی کے وقت میں کہ خدا تعالیٰ کے اولیاء میں سے تھا۔ بعض بطرف اُچ اور ملتان کے متوجہ ہوئے تھے۔ جب طرف قصبہ اجودھن کے نزول فرمایا۔ خدمت میں حضرت سلطان المشائخ فرید الملۃ والدین کے پہنچا۔ اس زمانہ میں سلطان غیاث الدین بلبن الخان خطاب رکھتا تھا۔ وہ بھی برابر سلطان مذکور رحمۃ اللہ علیہ کے تھا۔ سلطان مثال چار روپیہ کلاں کے اور حوالی خطہ دیپالپور کے کچھ

نقد لایا تھا جب حضرت سلطان المشائخ کے آگے رکھا۔ شیخ نے الخان سے پوچھا میرے کہ یہ کیا ہے کہ میرے آگے رکھا ہے؟

الخان نے عرض کی کہ سلطان نے حضرت شیخ کے واسطے چار گاؤں آباد واسطے معاش فرزندوں کے توقیع مرقب کیا ہے۔ اور کچھ نقد خانقاہ کے درویشوں کے واسطے لایا ہے۔ اگر قبول ہو تو سبب سعادت اور سرور خاطر کا ہو سکتا ہے۔ حضرت شیخ قدس نے فرمایا کہ یہ نقد درویشوں کے واسطے ہے۔ قبول کرنا چاہئے ان کو تقسیم کر دیں گے اور وہ مثال مواضع کے اٹھا لو جس کو زیادہ طالب اور راغب جانو اس کو پہنچا دو یہ فرمایا اور رخصت کیا۔

نقل ہے کہ سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ جس زمانہ میں میں اودھن میں تھا آپ کے جسم مبارک میں بہت تکسیر واقع ہوا۔ چنانچہ مجھ کو اور مولانا بدر الدین اسحاق اور مولانا جمیل الدین ہانسوی اور درویش علی بہاری کو اشارہ فرمایا۔ کہ جاؤ میری صحت کے واسطے فلاں گورستان میں مشغول ہو ہم آپ کے اشارہ سے گورستان میں گئے اور رات وہاں مشغول ہوئے۔ علی الصبح خدمت میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ گھٹنے پر کملی سیاہ ڈال کر تکیہ کیا تھا اور عصا کہ حضرت خلاصۃ المشائخ قطب الملۃ والدین سے پائی تھی کنار میں تھی۔ ہر بار دست مبارک اس عصا پر لے جاتے تھے اور منہ پر پھیرتے تھے۔ جب ہم کو دیکھا پوچھا کہ اس گورستان میں تم مشغول رہے ہو۔ ہم نے سر زمین پر رکھا اور عرض کی کہ وہاں مشغول تھے۔ فرمایا کہ تمہاری دعا سے کچھ اثر صحت کا معلوم ہوا ہم چپ رہے۔ شیخ علی بہاری ہمارے آگے کھڑے تھے۔ اس نے کہا کہ ہم ناقص ہیں اور دعا ناقص کی کامل کے حق میں اثر نہیں کرتی۔ یہ بات آنجناب کی سمع مبارک میں نہ پہنچی۔ ہم نے یہی بات بلند آواز سے کہی۔ جو درویش علی مذکور نے کہی تھی۔ حضرت شیخ نے جب مجھ سے بات سنی مجھ کو نزدیک بلایا اور عصا کہ کنار میں تھی مجھ کو بخشی اور فرمایا کہ مولانا نظام الدین میں نے جو خدائے تعالیٰ سے چاہا ہے کہ تو جو خدا تعالیٰ سے چاہے گا پائے گا۔ ہم نے سر زمین پر رکھا اور لوٹ آئے اور یہ بھی لوٹے اور مجھ سے ملے اور مبارکباد دی اور میں نے پھر سوچا کہ جب حضرت شیخ نے میرے حق میں یہ دعا فرمائی کہ میں نے خدا تعالیٰ سے چاہا

ہے کہ تو جو چاہے گا پائے گا اور بیشک شیخ کی دعا حق تعالیٰ کے یہاں قبول ہے پس بہتر ہے کہ میں آج کی رات حضرت کی صحت کی دعا میں مشغول ہوں کہ قبول ہوگی۔ تمام رات آپ کی صحت کی دعا میں مشغول رہا چنانچہ آخر رات میں انشراح تمام مجھ پر ظاہر ہوا چنانچہ مجھ کو یقین ہوا کہ یہ دعا میری حضرت کے حق میں قبول ہوئی۔

علی الصبح شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ دیکھا کہ مصلیٰ پر قبلہ رو بفراغ بیٹھے ہیں۔ بمجرد میرے دیکھنے کے فرمایا کہ درویش نظام الدین میں نے جو دعا کی وہ بھی قبول ہوئی۔ میں نے جب اشارہ سنا سر زمین پر رکھا اور وہی مصلیٰ جس پر رونق افروز تھے عطا فرمایا۔

نقل ہے کہ سیر الاولیاء سے ایک وقت شیخ الشیوخ عالم فرید الحق والدین قدس سرہٗ نے چاہا کہ خط شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا کو لکھیں کاغذ اور قلم دست مبارک میں لیا اور تامل میں ہوئے کہ کیا خطاب شیخ کو لکھوں۔ دل میں گزارنا کہ جو خطاب شیخ کا لوح محفوظ پر ہو لکھیں۔ اسی حال میں سر مبارک اوپر کیا اور آسمان کی طرف دیکھا کہ لکھا ہے۔

"شیخ بہاءُ الدین زکریا"

بعدہٗ یہی خطاب مکرم اس کاغذ میں لکھا اور فرمایا کہ تحقیق وہ ایک ہے اور اولیاء سے۔

نقل ہے کہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ عالم فرید الحق والدین قدس سرہٗ کو ایک مرض پیدا ہوا چاہا قدم چلیں اور عصا مبارک کے ساتھ چلے۔ جب چند قدم چلے عصا ہاتھ سے ڈال دی چنانچہ اثر پشیمانی کا پیشانی مبارک میں دیکھا گیا۔ فرمایا کہ مجھ کو عتاب کیا کہ غیر پر بھروسہ کیا۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ سے فوائد الفوائد میں کہ جس وقت حضرت سلطان المشائخ فرید الدین نور الیقین سے خطہ ہانسی میں آئے تھے اور قصبہ اجودھن میں سکونت فرمائی۔ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی والدہ مبارک کے بلانے کو قصبہ کھوتوال میں بھیجا کہ ان کو قصبہ اجودھن میں لائے۔ دونوں قصبوں میں کچھ فاصلہ ہے اور بہت جنگل ہے اور پانی نہیں ملتا ہے۔ شیخ نجیب الدین کے پاس ایک سواری تھی اس پر ان عفیفہ روزگار کو سوار کیا اور قصبہ اجودھن کو چلے۔ جب نصف راہ طے ہوئی۔

حضرت نے والدہ کو ایک درخت کے نیچے بٹھلا دیا اور خود سواری پر سوار ہو کر پانی ڈھونڈھنے چلے۔ پھر جب اس درخت کے پاس آئے حضرت نے والدہ کو وہاں نہ پایا۔ بہت ہر طرف دوڑے کچھ نشان اور اثر نہ ملا عاجز اور سرگشتہ قصبہ اجودھن میں خدمت میں شیخ فریدالدین کے پہنچے اور صورت حال ظاہر کی۔

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ صدقہ فقراء کو دو اور مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ مدت مدید کے بعد حضرت شیخ المشائخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ کا گزر اس جنگل میں ہوا جہاں آپ کی والدہ گم ہو گئی تھی جب اس درخت کے پاس جہاں بٹھلایا تھا پہنچے دل میں سوچا کہ ان نواحی کے گرد پر پھیریں شاید کہ کچھ ہڈیوں کا نشان مل جائے۔

اتفاقاً ایک جگہ پہنچے کہ وہاں ایک جگہ ہڈیاں پڑی تھیں۔ حضرت کو یقین ہوا کہ یہ ہڈیاں ہماری والدہ کی ہیں۔ شاید کہ ان کو بھیڑیا بھیڑیے نے مار ڈالا اور وہ تمام ہڈیاں جمع کیں اور خریطہ میں ڈالیں پھر حضرت شیخ المشائخ گنج شکر قدس سرہٗ کی خدمت میں لائے۔ اور قصہ ہڈیوں کا اور خریطہ میں ڈال کر حضرت سلطان کی خدمت میں لانے کا عرض کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ خریطہ ہمارے سامنے لاؤ اور کھولو۔ تمام ہڈیاں ہمارے مصلّٰی پر ڈالو۔ حضرت شیخ نجیب الدین وہ خریطہ لائے۔ جب خریطہ کا منہ کھولا۔ کوئی ہڈی اس میں نہ تھی۔ حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین نے فرمایا کہ یہ حکایت عجائبات روزگار میں سے ہے۔

اور نیز حضرت نظام الدین سے نقل ہے کہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یوسف ہانسوی یاران سابق سے تھے اور ایک وقت وہ اُچ سے آیا۔ شیخ الشیوخ نے پوچھا کس کو دیکھا کہا فلاں آدمی ایسے ایسے مشغول ہیں اور فلاں ایسے مقید ہیں۔ شیخ الشیوخ عالم کو رغبت ہوئی کہ ان کو دیکھیں۔ وضو کرنے کے بہانے اٹھے اور دیر تک نہ آئے۔ مسجد کے اندر اوپر اور نیچے تلاش کیا شیخ کو نہ پایا۔ بعد زماں کے خواجہ پیدا ہوئے۔ یوسف نے پوچھا کہ خدمت خواجہ کہاں تھے۔ فرمایا کہ اُچ کے خلق کی جو تو نے صفت بیان کی تھی ہم کو ملنے کی رغبت ہوئی۔ اُچ گئے تھے سب کو دیکھا دو کانیں کی ہیں اور بیٹھے کندہ پزی کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ سیر العارفین سے کہ جب سلطان العاشقین قطب الملۃ والدین نے رحلت فرمائی شیخ بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کہ آنحضرت کے خلیفہ ہیں۔ شہر دہلی میں تھے۔ ملک نظام الدین خریطہ دار نے شیخ مذکور کے واسطے خانقاہ بنائی۔ اور شیخ بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں جلوس فرمایا۔ چنانچہ نظام الدین مذکور نے اسباب نعمت اور دعوت کے مہیا کئے۔ شیخ کی خدمت اور رعایت بواجبی کرتا تھا۔ دیر نہ گزری کہ نظام الدین خریطہ دار کو شیخ بدر الدین غزنوی کے ساتھ قصور اور فتور ظاہر ہوا چنانچہ شیخ مشارٌالیہ نے حضرت فرید الدین کو رقعہ لکھا اور یہ ابیات درج فرمائے۔

فریدالدین ملت باد بزرگ   کہ بادش در کرامت زندگانی

دریغا خاطر گر جمعداری   نمدحش کردمے۔ گوہر فشانی

اور معروض کیا کہ ایک شخص نے دیوان کے عہدہ داروں سے میرے واسطے خانقاہ بنائی تھی۔ اور درویشوں کی خدمت اور تفقد حال کو نعمت اور دعوت مہیا کرتا تھا اب اس کو حساب میں پکڑا۔ اس واسطے خاطر بہت پریشان ہے ملتمس ہوں کہ دعا سے استمداد فرمائیں تاکہ اس کو خلاصی ہو اور درویشوں کا کاروبار سامان میں لادے۔ امید ہے کہ ملتفت ہوں گے۔ والسلام

حضرت شیخ فرید الملّۃ نے اندک سر ہلایا اور جواب میں رقعہ عزیز الوجود کے لکھا۔ اس کے مطالعہ سے فرصت ہوئی جو لکھا تھا۔ ظاہر کیا تحقیق جو شخص اپنے پیروں کی روش پر نہیں چلتا۔ اس کو ایسی ہی ضرورت پیش آتی ہے کہ غم سے اس کو آسودگی نہیں ملتی۔ ہمارے پیروں سے کون تھا جس نے خانقاہ اپنے واسطے بنا فرمائی اور اس میں جلوس کیا یہاں تک کہ شیخ بدر الدین رحمتہ اللہ علیہ مرید اور خلیفہ حضرت سلطان المشائخ قطب الدین قدس سرہٗ کے تھے اور روش اور ان کی عادت اور ان کے پیر خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کی نہ تھی کہ خانقاہ بنا دیں اور دکانیں آراستہ کریں بلکہ جس جگہ پہنچتے تھے قصد گمنامی اور بے نشانی اور نابودی کا کرتے تھے۔ اور حضرت شیخ بدر الدین فرزند ہی غزنوی تھے۔ وہاں سے قصد ملازمت حضرت سلطان المشائخ کا کیا جب دہلی پہنچے شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔

اوران کا دہلی میں ایک داماد تھا۔ کریم الدین ان کا لقب نویسندگی کرتے تھے۔ آخر میں وہ بھی بسر قدیم میں حضرت قطب الدین کے لایا۔ اور ترک اور تجرید کی۔

ایک روز حضرت سلطان المشائخ فریدالدین جب اپنے پیر کی خدمت میں دہلی تھے۔ ایک روز بدرالدین کی ملاقات کو گئے۔ پرانی کملی پر بیٹھے تھے۔ اٹھے اور حضرت شیخ فریدالدین سے ملے۔ کچھ ماحضر نہ تھا کہ آگے لاتے۔ خواجہ کریم الدین مذکور سے کہ کملی پر بیٹھے تھے کہا کہ جاؤ بازار میں بیچو اور شوربا روٹی لاؤ تاکہ کھائیں۔ خواجہ کریم الدین ان کے اشارہ سے کملی اٹھا کر بازار گئے جاتے وقت شیخ بدرالدین نے آواز دی کہ اس کملی کو درویشانہ بیچنا۔ اس وقت حضرت فریدالدین نے شیخ بدرالدین سے فرمایا کہ درویشانہ بیچنے کے کیا معنی ہیں؟

شیخ بدرالدین نے تبسم سے کہا کہ درویشانہ وہ ہے کہ جس قیمت میں چاہے خریدے مضائقہ نہیں۔

نقل ہے کہ سلطان الاولیاء نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ ایک روز میں شیخ فریدالدین کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک تار آپ کے محاسن مبارک سے جدا ہوا۔ میں نے فوراً اٹھالیا اور عرض کیا اگر حکم ہو اس کو تعویذ بنالوں۔ فرمایا اچھا ہے۔ آخرالامر کاغذ میں لپیٹا اور دستار میں رکھا جب اجودھن سے دہلی پہنچا جس کو بیماری پیش آتی اسی تعویذ کو میں دیتا تھا۔ بشرطیکہ بعد صحت واپس کردے چنانچہ جس کو دیا صحت پائی یہاں تک کہ تمام شہر میں شہرت پائی۔ میں اس تعویذ کو ایک طاق میں حجرہ کے رکھتا تھا جس کو حاجت ہوتی تھی دیتا تھا۔ شہر میں میرا ایک سچا دوست تھا۔ اس کو تاج الدین بینائی کہتے تھے ایک چھوٹا لڑکا بہت پیارا رکھتا تھا ناگاہ بیمار ہوگیا۔ وہ بینائی میرے پاس آیا اور تعویذ مانگا۔ میں حجرے کے اندر گیا جس طاق میں رکھتا تھا بہت ڈھونڈا نہ پایا اور دوسرے طاقوں میں ڈھونڈا کہ شاید رکھ دیا ہو مگر نہ ملا چنانچہ وہ دوست رنجیدہ واپس چلا گیا۔ اور اس کا لڑکا اسی بیماری میں رحمت حق سے ملا۔ چند ماہ بعد دوسرا شخص آیا اور تعویذ مانگا میں اٹھا اللہ تعالیٰ کے فرمان سے اسی طاق میں ملا۔ اس کو دیا اس کی حاجت ادا ہوئی۔ اس کا جو جانے والا تھا.

تعویذ پیدا نہ ہوا۔

نقل ہے کہ سلطان الاولیاء نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ حضرت سلطان المشائخ فریدالدین کو شیخ شہاب الدین سے بہت اعتقاد اور ارتباط تھا جب نسخہ عوارف کا پڑھاتے یوں ادا کرتے کہ سننے والے کو طاقت اور ہوش نہ رہتی چنانچہ میں نے کچھ باب اس کتاب کے شیخ کے آگے گزارے۔ آپ کے طرز بیان پر مجھ کو ایک حالت پیدا ہوتی تھی کہ اگر اس حال میں کوئی مرجائے تو دولت حاصل ہووے۔ ایک دن کہ نسخہ عوارف میرے سبق فرمانے کے واسطے حاضر لائے اسی روز سلطان المشائخ کے لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام شہاب الدین میں نے رکھا۔

آپ ہی سے نقل ہے سیر الاولیاء سے کہ خواجہ احمد سیوستانی آنحضرت گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مریدان سابق سے تھے۔ انہوں نے کہا میں پانی واسطے وضو اور غسل شیخ الشیوخ العالم کے پہنچاتا تھا۔ ایک روز میری پشت نے درد شروع کیا۔ پانی لانے کے واسطے مجھ کو بلایا۔ میں نے کہا میری پشت درد کرتی ہے نہیں لاسکتا۔ شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ میرے آگے اس کو لاؤ۔ جب میں گیا شفقت سے بلایا اور کہا پشت خم کر۔ میں نے خم کی۔ آپ نے دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ جاؤ پانی لاؤ۔ اس وقت سے کہ ایام جوانی تھی اس وقت تک کہ قریب سو برس کے ہوئے۔ ہرگز میری پشت نے درد نہ کیا اور بافراط پانی لاتا ہوں۔

خواجہ احمد فرماتے ہیں کہ ایک بار شیخ الشیوخ نے اپنا جامۂ مبارک دھونے کے واسطے فرمایا۔ میں اس کو پانی کے کنارے لایا اور دھویا اور شیخ کی خدمت میں لے گیا فرمایا کہ جا ایک بار اور دھو۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس فرمان میں کچھ مقصود ہوگا شاید مجھ سے کچھ قصور دھونے میں ہوا ہو۔ میں نے سوچا یاد آیا کہ میں نے اوّل جامہ دھویا پھر وضو کیا ادب یہ تھا کہ اول وضو کرتا اس بار میں نے اول وضو کیا اور دوگانہ پڑھا۔ اور جامہ باحتیاط تمام دھویا اور خدمت میں لے گیا۔ اس مرتبہ بھی فرمایا کہ ایک بار اور دھو اب زیادہ حیرت ہوئی کہ احتیاط بھی بجالایا لیکن فرمان جو ہوا ہے ضرور کوئی قصور ہوا ہوگا۔ جب میں نے فکر کی۔

اس مرتبہ خشک کرنے کو درختوں کی شاخوں پر ڈالا تھا کہ اس پر اور شاخیں تھیں اور طیور بیٹھے تھے۔ احتمال ہوا کہ ان طیور سے کچھ جدا ہو کر گرا ہو گا۔ اس بار سو کھانے کو میں نے جنگل میں ڈالا جب پھر لے گیا قبول کیا۔

نقل ہے کہ شیخ فریدالدین کا ایک مرید تھا بہت سچے اعتقاد کا اس کو...... محمد نیشا پوری کہتے تھے۔ اس سے میں نے سنا ہے اس زمانہ میں کہ ولایت گجرات سے دہلی آتا تھا۔ میرے ساتھ دو تین آدمی سے زیادہ نہ تھے اور کچھ ہتھیار بھی نہ رکھتا تھا جب جنگل میں پہنچا کہ آبادی وہاں سے دور تھی۔ اس درمیان میں میں نے دیکھا کہ چند ننگی تلواریں مقابل میں پیدا ہوئیں چنانچہ ہم میں ڈر غالب ہوا۔ فوراً ہم نے کہا۔

"یا شیخ فریدالدین حاضر باش"

بمجرد اس بات کے بندوں نے تلوار ہاتھ سے ڈال دی اور ایک بارگی کہا کہ ہم کو امان دو اور بخشو نہ معلوم حضرت شیخ فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے کیا کیا ہو۔

نقل ہے حضرت نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ ایک دانشمند تھا۔ ضیاؤالدین لقب جامع مسجد دہلی کے منارہ کے نیچے پڑھا کرتا تھا۔ اس سے میں نے سنا کہ ابتداء حال میں ایک وقت میں شیخ فریدالدین کی خدمت میں مشرف ہوا۔ ان ایام میں منقول اور معقول سے کچھ نہ پڑھا تھا حساب سیکھتا تھا اور جزدان بغل میں تھا۔ سوچا کہ اگر حضرت شیخ مجھ سے علم فقہ اور دیگر علوم سے پوچھیں گے کیا کہوں گا۔ البتہ شرمندہ ہوں گا جونہی خدمت میں آیا اور سر زمین پر رکھا اور بیٹھا۔ حضرت شیخ نے روئے مبارک میری طرف کیا اور فرمایا تنقیح حیاط کی کیا ہے۔ میں خوش ہوا اور اس کے بیان میں شروع کیا اور نفی اور اثبات کہ اس میں میان واقع ہوا ہے۔ عرض کی کہ کمال کشف تھا جو پڑھا تھا وہی پوچھا۔

نقل ہے کہ حضرت ملک المشائخ فریدالدین نے اس بیت پر توجہ فرمائی اور دیر تک مستغرق اسی حال کے رہے۔

نظامی ایں چہ اسرار است کرز خاطر بردن دادی
کلسے سرش نمید اند زباں درکش زباں درکش

جب خودی میں ہوتے تھے یہی فرماتے تھے۔

کسے سرش نمی داند زباں درکش زماں درکش

نقل ہے کہ شیخ نظام الدین سے ایک روز شیخ المشائخ نجیب الدین متوکل نے خدمت میں سلطان العارفین فریدالدین کے عرض کی کہ آدمیوں میں یوں مشہور ہے کہ حضرت شیخ بعد نماز کے سر سجدہ میں رکھتے ہیں۔ یارب یارب کہتے ہیں اور عالم غیب سے لبیک سنتے ہیں۔ فرمایا الا رجان مقدمة الکون ۔ پھر شیخ نجیب الدین نے عرض کی کہ اکثر آدمی بھی کہتے ہیں کہ خواجہ خضر آپ کی خدمت میں اکثر آتے ہیں۔ فرمایا کہ خیر باز۔ حضرت شیخ مشارٌ الیہ نے عرض کی کہ کہتے ہیں کہ اوتاد اور ابدال آپ کی صحبت میں اکثر پہنچے ہیں۔ اس سے بھی انکار کیا اور فرمایا نجیب الدین تو ہی مرد ابدال ہے۔

اور نیز حضرت نظام الدین سے نقل ہے سیر العارفین سے ایک مرد تھا اس کو شمس تبریزی دبیر کہتے تھے۔ خطہ سنام میں رہتا تھا۔ وہاں سے اجودھن آیا اور حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہوا۔ اور ملازمت کی مداومت کی۔ تواریخ ایک نسخہ ہے علم سلوک میں شیخ حمید الدین ناگوری کی تصنیف سے حضرت شیخ نے پڑھنا شروع کیا۔ اور یہ شمس دبیر شاعر تھا۔ ایک مطول قصیدہ مدح مین حضرت شیخ کے لکھا تھا۔ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے اجازت فرمائی وہ کھڑا ہوا اور قصیدہ پڑھا۔ بعد اتمام کے حضرت شیخ نے فرمایا کہ بیٹھ جا اور پھر پڑھ چنانچہ پھر پڑھا۔ حضرت سلطان نے واسطے مرمت خاطر کے اس کو بربط استحسان فرمایا کہا کیا چاہتا ہے۔ اے شمس دبیر عرض کی کہ عسرت اور محتاجی ہے۔ اور بوڑھی ماں ہے۔ اس کی پرورش میں رہتا ہوں۔ حضرت شیخ نظر فرماویں کہ تھوڑی فراغت ہو۔ فرمایا کہ جا شکرانہ لاؤ۔ البتہ حضرت شیخ جس کو شکرانہ کا اشارہ کرتے یقیناً وہ کام نکلتا۔ شمس مذکور نے پچاس جیتل حضرت کے آگے رکھے اور خود باستمداد فاتحہ کھڑا ہوا۔ حضرت شیخ نے وہ دراہم بھی فقراء کو دیئے۔ فاتحہ اس کے حق میں فرمائی۔ چنانچہ تھوڑے زمانہ میں بڑا مال و منال اس کو ملا۔ سلطان شمس الدین کا وزیر ہو گیا۔

سلطان نظام الدین قدس سرہٗ سے نقل ہے سیر العارفین سے کہ حضرت گنج شکر جس

مقام میں کہ بیٹھے تھے بارہا خارج از نماز سجدہ کرتے۔ ایک بار حجرہ میں تھے میری کسی طرح نظر پڑی گئی۔ میں نے دیکھا کہ ہر بار کھڑے ہوتے اور سجدہ میں جاتے ع

از بہرم تو میرم از برائے تو حیاتم

حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ایک متعلم تھا حمید نام طغرل کی ملازمت میں کہ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کو بنگالہ کا داروغہ کیا تھا۔ ایک روز یہ حمید اس کے آگے کھڑا تھا۔ اس کو ایک صورت لطیف پرنور نے منہ دکھایا اور کہا کہ اے حمید تو مرد ہے۔ امی علم ہو کر جاہل بنا کیوں کھڑا ہے۔ حمید مذکور نے تمیز کیا۔ دوسرے روز حمید مذکور طغرل کے آگے کھڑا تھا پھر وہی صورت پیش آئی اور وہی بات کہی۔ حمید کو رہنے کی طاقت نہ رہی ہاں سے اجودھن چلا۔

جب شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ منہ خاک آستانہ پر ملا۔ حضرت شیخ نے فرمایا اے مولانا حمید دیکھا کہ کس صورت سے یہاں لایا ہوں۔ اس وقت مولانا مذکور نے ترک تجرید کی اور بیعت سے مشرف ہوا۔ اور خلافت کا خرقہ پہنا کبھی تذکیر کہتا۔ چنانچہ نظام الدین نے فرمایا ہے کہ میں اس کی تذکیر بہت سنتا تھا۔ نتیجے اچھے رکھتا تھا۔ سننے والوں کو حال سے لے جاتا تھا چنانچہ حضرت سلطان المشائخ فریدالدین نے فرمایا۔ اے مولانا حمید اس زمانہ میں تو روشن ستارہ ہو گیا مگر ستارہ کی آفتاب کے آگے چمک نہیں ہوتی۔ تو قصبہ اندیںنہ میں رہ کر قصبہ دہلی کے نزدیک ہے اور خلق خدا کو نفع پہنچا۔ مولانا حمید کھڑا ہو گیا اور سر زمین پر رکھا اور عرض کی کہ اے خداوندا اے شکستہ نواز مجھ کو عنایت کر کے رخصت فرمایئے کہ حضرت رسالت کی زیارت سے مشرف ہوں اور بیت میں اس کے گرد پھر کر آب زمزم سے وضو کروں۔ حضرت شیخ مشارٌ الیہ نے فاتحہ پڑھی اور رخصت فرمایا چنانچہ پھر اس کا پتہ نہ ملا۔

نیز آپ سے منقول ہے سیر العارفین سے اُچ اور ملتان کی طرف ایک بادشاہ پاک اعتقاد تھا۔ اور مولانا عارف نامی نماز میں اس کی امامت کرتے تھے۔ قضارا مولانا مذکور نے ارادہ شہر کا کیا۔ اور اپنے صاحب سے رخصت لی۔ اور اس بادشاہ کو حضرت گنج شکر کی

خدمت میں غائبانہ اتحاد اور اعتقاد تھا۔ مقدار دو سوٹکہ سفید کی مولانا مذکور کے سپرد کی کہ جب اجودھن پہنچو۔ حضرت فریدالدین کے آگے رکھنا اور میری طرف سے نیاز عرض کرنا اور فاتحہ کی مدد چاہنا۔

القصہ جب عارف مذکور اجودھن پہنچا۔ دل میں سوچا کہ دو سوٹکہ کے آدھے میں بچا لوں اور نصف شیخ کو دوں کیونکہ بادشاہ نے مجھ کو خط نہیں دیا ہے کہ خیانت ظاہر ہو۔ آخر جب خدمت میں پہنچا سوٹکہ بغل سے نکالے اور حضرت کے آگے رکھے کہ فلاں ملک آپ کا معتقد ہے۔ اس نے سوٹکہ شکرانہ دیئے ہیں قبول فرمائیے۔ بعد ازیں حضرت شیخ نے تبسم فرمایا کہ مولانا عارف برادری کا حق تو نے اس درویش پر درست کیا کہ شکرانہ کے نقد کو آدھوں آدھ کرلیا۔ عارف مذکور شرمندہ ہوا کہا ہمت مولانا مغلوب کی اہل سلوک کی ہمت کے برابر نہیں ہے اور دو سوٹکہ سفید آگے رکھے۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا یہ تمہی کو دیئے تاکہ برادری میں نقصان نہ ہو۔ مولانا عارف مذکور نے جب کشف سے دیکھا جو اسباب اور نقد تھا۔ حضرت کے درویشوں پر ایثار کیا اور مرید ہوا اور عبادت میں مشغول ہوا اندک ایام میں خلافت کا خرقہ پایا۔ اور واصلانِ حق سے ہوا۔ چنانچہ حضرت شیخ نے اس کو ولایت سیستان کی عنایت کر کے تعین فرمایا تاکہ وہاں کے لوگوں کو اس سے حصہ کامل ملے۔ اور نیز سنا گیا ہے کہ حضرت مولانا بدرالدین اسحاق بن منہاج الدین بخاری علم معقول اور منقول میں مستثنیٰ تھے۔ شہر دہلی میں مدرسہ عمری میں درس فرماتے تھے اور درویشوں سے اعتقاد نہ تھا چنانچہ ان کو چند مسئلہ مشکل پیش آئے۔ معاصروں میں سے کسی کو نہ پایا کہ ان کو حل کرنے شہر دہلی سے بخارا کا قصد کیا۔ جب اجودھن پہنچے۔ ہمراہی خدمت میں حضرت فریدالدین کے گئے۔ مولانا بدرالدین سے کہا کہ خوب ہو جو تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ مولانا مذکور نے جواب دیا تم جاؤ میں نے ایسے شیخ بہت دیکھے ہیں۔ ان کی صحبت میں تضیع اوقات ہوتی ہے۔

مصاحب لے گئے جب خدمت میں شیخ کے پہنچے اور تھوڑی دیر ٹھہرے حضرت نے توجہ مولانا بدرالدین اسحاق کی طرف فرمائی اور تمام مشکلات اور نکات جو ان کے دل میں

تھے۔ بیان فرمائے اور انواع انواع کے معانی ظاہر کیے۔ مولانا مذکور آپ کی تقریر دل پذیر کے اسیر ہو گئے اور مرید ہوئے اور قصد بخارا ترک کر کے رات دن آپ کی خدمت میں رہے اور ہر زماں فیض حاصل کیا۔ اور ہر روز لکڑیوں کا بوجھ حضرت کے مطبخ میں لاتے تھے۔ آخر الامر حضرت شیخ عاجزہ مبارکہ کے ساتھ ان کا نکاح کر کے آبادی سے مشرف کیا وہ بھی ایک واصلان حق سے ہوئے۔

افضل الفواد سے منقول ہے کہ حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ مولانا بدرالدین اسحاق نے حکایۃً کہا کہ میں ایک وقت حضرت شیخ الاسلام فریدالحق والدین کے ساتھ سفر میں تھا۔ شیخ کی خدمت میں آب وہاب کے کنارے پہنچے وہاں کشتی نہ تھی کہ عبور کریں۔ میری طرف دیکھا کہ میری اور اپنی نعلین لے۔ میں نے ہاتھ میں نعلین لیں اور کہا آؤ تاکہ اتر چلیں جب میں نزدیک پہنچا کہا آگے دیکھ میں نے آگے دیکھا کہ اپنے آپ کو اور شیخ کو گزار پر کھڑا پایا۔ اس قدر دہشت شیخ کی مؤثر ہوئی کہ کچھ نہ کہہ سکا۔ ایسے ہی منزل میں پہنچا کہ جگہ اچھی تھی۔ وہ حال میں نے عرض کیا۔ فرمایا سورہ مزمل ہم نے پڑھی۔ اور تیرے اور اپنے اوپر دم کی راہ پیدا ہو گئی۔ پار ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی لڑائیاں اس سورۃ کی قوت سے فتح کیں اور درۂ خیبر کو اکھاڑ دیا۔

شیخ نصیرالدین محمود اودہی سے منقول ہے کہ حضرت سلطان المحققین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ نہایت کمال میں اس کو مولانا داؤد اودھی کہتے تھے بارہا اس کے اوصاف حضرت سلطان نظام الدین مجلس میں فرماتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ میں اور مولانا داؤد حضرت فریدالملۃ والدین سے دہلی کی طرف باہم رخصت ہوئے۔ ایک جگہ قصبہ اجودھن سے باہر آئے اور دونوں پیادہ تھے وہ راہ میں تیز اور مجھ سے زیادہ چلتے تھے۔ اور نماز میں مشغول ہوتے تھے جب تک کہ میں ان کے پاس نہ پہنچوں۔ جب میں ان کو نماز میں پاتا آگے چلا جاتا تھا۔ مقدار دو کروہ کے اور نماز میں مشغول ہوتا تھا۔ ناگاہ وہ پہنچتے اور مجھ کو نماز میں دیکھ کر حسب عادت آگے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں ان کے

آگے پہنچتا اور دوگانہ میں مشغول ہوتا اور ایک دو قدم ان سے آگے چلتا اور اس راہ میں ایک بڑا جنگل تھا۔ راہ گزشتہ پانی کی طلب میں اٹھتے اور میں سیدھا جاتا اور ایسے جنگل اور بیابان میں راہ غلط نہ کرتا۔ اور وہ گاؤں میں نزدیک قصبہ ردولی کے ساکن ہوتا اور کبھی کبھی خطہ اودھ میں بھی آتا۔ اور میں نے بھی اس کو دیکھا تھا۔

نیز اس سے حکایت فرمائی کہ اودھ میں ایک بزاز تھا نور الدین لقب ایک بار اس کا لڑکا بیمار ہوا اور سخت بیماری دیکھی۔ چنانچہ نور الدین مذکور نے اس کی زندگی سے ہاتھ دھوئے۔ اور وہ نور الدین بزاز خدمت میں مولانا داؤد کے ساتھ اعتقاد اور اتحاد تمام رکھتا تھا۔ مولانا مذکور کے آگے گیا اور لڑکے کی بیماری کی صورت بیان کی۔ مولانا رحمتہ اللہ علیہ تھوڑی دیر تامل میں ہوئے اور نور الدین مذکور سے کہا کہ اگر تیرا لڑکا ابھی صحت پائے مجھ کو اپنے مال سے کیا شکرانہ دو گے۔ اس نے کہا جو آپ فرمائیں حاضر کروں۔ مولانا داؤد نے فرمایا کہ ثلث مال بعد صحت کے مجھ کو دے تاکہ فقراء کو دوں۔

خواجہ نور الدین نے قبول کیا۔ مولانا داؤد اسی وقت لڑکے کے پاس آئے لڑکا اٹھ بیٹھا۔ جیسے کوئی مرض نہ تھا۔ خواجہ نور الدین نے نصف مال دیا اور مولانا نے گھر تک پہنچنے پر وہ مال فقراء کو بخشا چنانچہ ایک جیتل اس کا اپنے حق پر خرچ نہ کیا۔

افضل الفواد سے منقول ہے کہ سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ ایک وقت شیخ الاسلام فرید بیٹھے تھے کہ سات درویش آئے اور ہر ایک نے ان میں سے اپنے دل میں کھانا تجویز کیا۔ حضرت خواجہ نے جو جس نے دل میں کہا تھا ان کے آگے رکھا جو کہ غرض آزمائش کی تھی۔ بندگی کے معتقد ہوئے۔

اسی کتاب میں منقول ہے کہ سلطان الاولیاء نے شیخ فرید الحق والدین کی بزرگی میں ایک حکایت فرمائی کہ ایک وقت چند نفر مسافر شیخ الاسلام کی خدمت میں کسی مقام سے آئے تھے اور بطریق امتحان کے سوال کرتے تھے۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ شیخ کی قوت کمال کس حد تک ہے۔ حضرت خواجہ نے فوراً دونوں ہاتھ لکڑیوں کے بوجھ پر جو آگے پڑا تھا مارے اور فرمایا کہ اگر کہوں تو سب زر ہو جائیں۔ اسی وقت وہ زر ہو گئیں۔

نقل ہے کہ حضرت نظام الدین سے کہ حضرت فرید الدین دوپہر کے وقت گھر سے باہر آئے۔ میں اور مولانا بدر الدین اسحاق اور مولانا جمال الدین ہانسوی حاضر تھے۔ حضرت شیخ دیوار کے سایہ تلے کھڑے ہوئے اور ایک مرید تھا یوسف نام وہ بھی ظاہر ہوا اور شیخ کے روبرو کھڑا ہوا اور جلد زبان کلام کو کھولی کہ مجھ کو اتنے برس خدمت کرتے ہوئے گزرے کوئی نعمت نہ پائی اور بہت سے آدمی نعمت اور خلافت لے گئے اور حضرت کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور اطراف وجوانب میں متعین ہو گئے اور مرید کرتے ہیں مگر میں ہر روز خدمت کرتا ہوں۔ خوری اور خرابی کھینچتا ہوں چنانچہ ان کمالات سے مجھ کو بہت کراہت ہوتی ہے لیکن ادب سے کہہ نہیں سکتا۔

سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ اے درویش! ہر شخص نعمت حسب قابلیت کے پاتا ہے۔ ہمارا کچھ قصور نہیں۔ تجھ کو قابلیت چاہئے تو اس دولت سے مشرف ہو۔ اس اثناء میں ایک لڑکا چار برس کا شاید شیخ کے رشتہ سے نکلا۔ گھر سے نکلا اور شیخ کی طرف مائل ہوا اس وقت ہم اور حضرت شیخ بیٹھے تھے اس کے مقابل میں ایک تو وہ خشت کا تھا۔ شاید دیوار کے واسطے لائے تھے۔ حضرت نے اس طفل کو اشارہ کیا کہ ایک خشت اس میں سے میرے واسطے لائے تا کہ میں اس پر بیٹھوں۔ طفل مذکور دوڑا اور ایک خشت اچھی سر پر رکھ کر اٹھا لیا۔ حضرت اس پر بیٹھے پھر فرمایا کہ ایک مولانا نظام الدین کو لاؤ وہ گیا اور اچھی خشت اور راست لایا اور میرے آگے رکھی۔ پھر اشارہ کیا ایک مولانا جمال الدین کو لادو۔ وہ بھی درست اور راست لایا اور مولانا جمال الدین کے آگے رکھی پھر فرمایا کہ ایک مولانا بدر الدین کو لا دو چنانچہ وہ بھی خشت درست لایا اور آگے رکھی۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایک یوسف کے واسطے لاؤ۔ وہ یوسف ہمارے درمیان کھڑے تھے۔ وہ طفل گیا اور تو وہ خشت کے نزدیک کھڑا ہو کر اور ان اینٹوں کو اوپر نیچے کر کے آدھی اینٹ بلکہ اس سے بھی کم لایا۔ اور یوسف کے آگے رکھی چنانچہ سب یار متعجب اور حیران ہوئے۔

بعد ازاں حضرت شیخ الاسلام نے یوسف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے یوسف میں کیا کروں۔ جو حکم اللہ سبحانہٗ کا بندوں کے حق میں کیا ہے وہی ہوتا ہے جب تیرا نصیب

اوروں کے برابر نہ ہو۔ کیا ہو سکے یہ خدا تعالیٰ کا حصہ ہے جو دے اس پر راضی اور شاکر رہنا چاہئے اور کلمہ شکایت کا نہ لانا چاہئے۔

نقل ہے شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے خیر المجالس میں مرقوم ہے کہ میں اجودھن میں تھا نویسندہ سے ایک بھائی کو حال پیدا ہوا نوکری چھوڑ دی اور اپنے فرزند دوسرے بھائی کو دے دیئے۔ اور خدمت میں شیخ الاسلام فرید الدین کے ارادت لایا اور عبادت میں مشغول ہوا۔ اس کا بھائی اس کے فرزندوں کی نگرانی کرتا تھا بلکہ اس سے بہتر۔ الغرض چند روز کے بعد اس کو بیماری ہوئی چنانچہ تجہیز و تکفین کا سامان کر لیا۔ اور اوپر چادر ڈال دی۔ یہ بھائی زار وزار رویا۔ اور شیخ کی خدمت میں آیا اور آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ کہا ایک بھائی تھا اس کی قوت تھی وہ میرے فرزندوں کی تربیت کرتا تھا بلکہ مجھ سے بہتر پہنچاتا تھا اگر وہ مر جائے گا تو میرے بچے کس کا دامن پکڑیں گے۔ اور قوت کو پریشان ہوں گے اور عبادت کا مزا مجھ کو میسر نہ ہوگا۔ بعد ازاں حضرت شیخ زید الدین نے اس کو پاس بلایا اور فرمایا دیکھ تیرے بھائی نے اب صحت پائی اور کھانا کھاتا ہے۔

یہ سن کر وہ خدمت شیخ سے گھر میں آیا۔ دیکھا کہ بھائی اچھا بیٹھا ہے۔ اس وقت شیخ نے اس سے کہا کہ اے فلاں تو اس وقت جیسا دردمند مجھ سے ملا میں خدائے تعالیٰ کی محبت میں ایسا ہی رہتا ہوں لیکن کسی سے نہیں کہتا۔ اس بات سے اس کو حال پیدا ہوا۔ بعد ازاں فرمایا کہ درویشی وہ راہ ہے کہ جب تک مجاہدہ نہ کریں کچھ نہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہم اپنی راہ بتاتے ہیں۔ اوّل مجاہدہ بعد مشاہدہ۔

پھر یہ آیت پڑھی: مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۔ جو مجاہدہ کرتے ہیں وہ اپنے نفس کے واسطے کرتے ہیں اور آخرت میں ان کے درجات کی ترقی ہوتی ہے پھر فرمایا سالہا کی خدمت شیخ الاسلام فرید الدین کی ہے۔ خدمت شیخ نظام کی بارہا فرمائی ہے جس زمانہ میں ڈیلا اور کریل شیخ خود کھاتے تھے ہم کو عید کا روز ہوتا تھا جس دن ڈیلا اور کریل

ہوتا تھا۔ شیخ اور آپ کے سب یار کھاتے تھے اور جب ڈیلا اور کریل نہ ہوتا تھا۔ زنبیل کوٹ دیتے تھے۔ شیخ نظام الدین نے چند بار زنبیل لوٹائی اور زبان پر لائے ہیں کہ اسی طرح خون کھا کر جگہ پر پہنچے ہیں۔ الحمد للہ رب العلمین۔

نقل ہے کہ سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ مکرر شیخ فریدالدین کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ یہ بات کہتے تھے اور بے ہوش ہو جاتے تھے۔ جو آنکھ بغیر خدائے تعالیٰ کے دیکھے اندھی بہتر ہے اور جو زبان کہ ذکر حق میں مستغرق نہیں ہے گنگ بہتر اور جو کان حق کی بات نہ سنے بہرا بہتر۔ اور جو تن خدا تعالیٰ کی خدمت میں نہیں ہے وہ مردہ بہتر۔

اور بھی چند کلمات حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے کہ شیخ نظام الدین اولیاء کے خط کے لکھے ہوئے ملے ہیں لکھے جاتے ہیں۔

چار چیز کا سات سو پیر طبقات سے سوال کیا سب نے ایک جواب فرمایا وہ یہ ہیں۔

آدمیوں میں عقلمند کون ہے؟ فرمایا گناہ کا چھوڑ دینے والا۔

آدمیوں میں ایسا کون ہے؟ فرمایا جو کسی چیز سے متغیر نہ ہو۔

آدمیوں میں غنی تر کون ہے؟ فرمایا قناعت کرنے والا۔

آدمیوں میں بہت محتاج کون ہے؟ فرمایا قناعت ترک کرنے والا۔

فرمان انّ اللّٰہ یستحی من العبد ان یرفع الیہ یدیہ ویردھا خائبین تحقیق اللہ تعالیٰ اس بندہ سے شرم کرتا ہے جو اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اس کو محروم پھیرے۔

فرمایا اگر ہے غم نہیں ہے اور اگر نہیں ہے غم نہیں ہے۔ فرمایا نامرادی کا دن مردوں کی شب معراج ہے۔ فرمایا اپنے گرم کام کو آدمیوں کے کہنے سے سرد نہ کرنا چاہیے۔ فرمایا شیخ جلال الدین نے کہا ہے۔

الکلام مسکن القلوب ۔ یعنی کلام اللہ تعالیٰ کا دل کا تسکین دینے والا ہے۔

اول ایکلام واٰخرہ الکان اللّٰہ فقلہ والا فاسکت ۔ کلام کا اوّل اور آخر اگر خدا تعالیٰ کے واسطے ہو تو اس کو کہہ ورنہ چپ رہ۔

فرمایا جب فقیر کپڑوں میں ہو جانے کے کفن پہنتا ہے۔ فرمایا ایک جذبہ حق کے

جذبات سے دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

فرمایا حضور علیہ السلام نے خوشخبری ہو اس شخص کو کہ دوسروں کے عیب پر اپنا عیب دیکھے۔ فرمایا صوفی سے ہر شے صاف ہوتی ہے۔ اور کسی شے سے مکدر نہیں ہوتا۔ فرمایا اگر تم بڑے درجہ پر پہنچنا چاہو تو بنائے ملوک کی طرف التفات مت کرو۔

دوشنبہ شم دل جزینم گرفت اندیشۂ یار نازنینم گرفت
گفتم بسرو دیدن روم بروری تو اشکم بدوید آستینم بگرفت

نقل ہے کہ حضرت فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے اکثر اجمیر آتے تھے اور حضرت خواجہ کی اجازت سے دربار میں خانقاہ کے نیچے کے حجرہ میں کہ مسجد کے گنبد کے قریب ہے۔ مشغول ہوتے تھے اور طرح طرح کے فیض حاصل کرتے تھے بعد تحصیل کمالات اور برکت باطن اور حصول معاملات عالی کی خدمت میں خواجہ قطب الدین کے رہتے تھے اور پابوسی سے مشرف ہوتے تھے۔

نقل ہے شیخ الدین اودھے سے خیرالمجالس میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ نظام الدین نے حکایت فرمائی کہ ہمارے خواجہ' خواجہ فریدالدین بعد انتقال شیخ قطب الدین کے شہر میں آئے۔ اس زمانہ میں شیخ بدرالدین غزنوی شہر میں تھے۔ وہ خلیفہ شیخ قطب الدین کے تھے۔ خلق ان کو متبرک جانتی تھی اور دعوت کرتی تھی اور ہمارے خواجہ کو ہر بار بلاتے تھے۔ حضرت شیخ نے ایک بار دل میں کہا کہ اے مسعود تو اپنا شکم شیرینی اور نعمت ہائے چرب سے موٹا کرتا ہے خدا کو کب پہنچے گا یہ کہا اور کسی کو رخصت نہ کیا اور ویسے ہی ہانسی کو روانہ ہوئے اور وہاں بھی نہ ٹھہرے کیونکہ معتقد بہت تھے۔ اجودھن گئے آدمی وہاں کے سخت تھے۔ دل سے کہا یہیں رہو اور فراغت سے مشغول ہو۔ کل کریل اور ڈیلہ اور پیلو کھائیں گے۔ جب خواجہ نے ایسا مجاہدہ اور ریاضت اختیار کی تو ہمارے خواجہ اور شیخ بدرالدین غزنوی میں اسی قدر فرق ہوا کہ جیسے آسمان اور زمین میں الحمد للہ رب العالمین۔

نقل ہے کہ آپ کے آگے سماع کے مباح ہونے کی بابت کہ علماء کا اختلاف ہے عرض کی کہ فرمایا سبحان اللہ ایک جل کر خاک ہو گیا اور دوسرا ابھی اختلاف میں ہے اور

فرمایا۔

الافته فی التدبیر والسلامة فی التسلیم ۔ یعنی تدبیر میں آفت ہے اور تسلیم میں سلامتی ہے اور فرمایا کہ علماء اشراف آدمی ہیں اور فقراء اشراف آدمیوں میں اشراف ہیں۔ اور فرمایا فقیر علماء ایسا ہے جیسے چودھویں رات کا چاند ستاروں میں اور فرمایا ارذل الناس سے وہ ہے جو کھانے پینے میں مشغول رہے۔

نقل ہے کہ ایک آدمی نے شیخ فریدالدین کی خدمت میں عرض کی کہ سلطان غیاث الدین بلبن کو ایک سفارش نامہ لکھ دیجئے۔ شیخ نے لکھا میں نے قضیہ خدا تعالیٰ کے سپرد کیا پھر تمہاری اگر اس کو کچھ دو گے تو دینے والا خدا ہے اور تم مشکور ہو گے اور اگر نہ دو گے تو مانع خدا ہے اور تم معذور ہو گے۔

خیر المجالس شیخ نصیر الدین سے نقل ہے کہ میں نے شیخ نظام الدین سے حکایت نعمت پانے کی پوچھی کہ آپ نے شیخ فریدالدین سے کس طرح نعمت پائی۔ زبان مبارک سے فرما دیجئے فرمایا کہ اس کی حکایت دو طرح ہے۔ خلق ایک طرح کی حکایت کرتی ہے شیخ فریدالدین کشتی میں سوار تھے اور سب یار سوتے تھے۔ شیخ نے آواز دی شیخ نظام الدین بیدار تھے۔ کہا حاضر ہوا شیخ نے فرمایا نظام الدین اپنے لڑکے کو نعمت دے۔ خدا تعالیٰ تجھ کو دینا چاہتا ہے۔ بعد ازاں شیخ نے نعمت جاری کی۔

دوسری نوع فرمائی کہ ایک روز بدرالدین اسحاق سے کہہ گئے تھے۔ مجھ سے کہا کہ میرے حجرہ کے آگے میری جگہ بیٹھ جانا۔ یعنی اگر فریدالدین بلائیں جواب دے دینا میں بیٹھا تھا۔ میں نے آواز سنی یہ دو بیت تھے۔ یقین سے میں نے جانا کہ شیخ بلاتے ہیں۔

خواہم کہ ہمیشہ درہوائے توزیم　　خاکے شوم بزیر پائے توزیم
مقصود من بندہ بکونین توئی　　از بہر تو میرم از برائے توزیم

میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے نظام یہی وقت ہے اندر جاؤں پھر میں نے کہا یہ وقت دوسرا ہے مخل نہ ہونا چاہیے۔ پھر میں نے کہا یہ اور وقت ہے اگر اچھا وقت ہو گا نعمت مل جائے گی۔ اور اگر نہ ہو گا۔ وہ معاف کرنے والے معاف کر دیں گے۔ یہ میں نے کہا

اور ایک ہاتھ ایک کواڑ پر اور دوسرا دوسرے پر آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر گیا اور سرزمین پر رکھا۔ شیخ پس پشت ہاتھ رکھے ہوئے قبلہ کی طرف جاتے تھے اور تواجد کرتے تھے اور آتے تھے اور پھر جاتے تھے۔ اور یہ بیت پڑھتے تھے۔

مقصود من بندہ بکونین توئی

از بہر تو میرم از برائے توزیم

شیخ نے فرمایا کیا مانگتا ہے مانگ شیخ نظام الدین نے کہا خواجہ چاہتا ہوں۔ شیخ فریدالدین نے فرمایا میں نے دیا۔

شیخ فرماتے ہیں اس وقت جو میں نے چاہا تھا' اسی وقت اس کا اثر میں نے پایا۔ بعدازاں شیخ نے فرمایا کہ برسوں میں پشیمان رہا کہ کیوں اس وقت میں نے حق سے نہ مانگا کہ میری موت سماع میں ہو۔ بندہ نے عرض کی کہ کیا مرتبہ اور قرب ہوگا۔ سماع کا تضرب میں کہ آپ تمنا کرتے تھے۔ خواجہ نے یہ بیت پڑھا۔

رقص آن نبود کہ ہر زماں برخیزے

نقل ہے فوائد الفواد سے کہ شیخ فریدالدین کے لڑکے کا نظام الدین لقب تھا۔ شیخ اس کو سب لڑکوں سے زیادہ دوست رکھتے تھے اور شیخ کی خدمت میں بہت گستاخ تھا۔ اس پر بھی جو کہتا تھا اس کو دوست رکھتے تھے اور ہنستے تھے اور رنجیدہ نہیں ہوتے تھے۔ الغرض یہ لڑکا ایک وقت سفر کو گیا تھا۔ بعد چند روز کے ایک کے ہاتھ خدمت میں شیخ الاسلام کے کہہ کر بھیجا۔ اس نے شیخ کی خدمت میں عرض کی کہ مخدوم زادہ نظام الدین نے سلام پہنچایا ہے۔ شیخ نے کہا کس کو کہتا ہے پھر اس مرد نے کہا مخدوم زادہ نظام الدین نے شیخ ایسے ہی پوچھتے تھے یہاں تک کہ اس مرد نے کہا تمہارے لڑکے شیخ نظام الدین نے شیخ نے فرمایا ہاں اچھا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا دیکھ ان کا استغراق حق کی یاد میں کیسا تھا کہ اپنے لڑکے کو اس قدر تعریف اور سمجھانے سے سمجھا۔

نقل ہے شیخ فریدالدین سے ملفوظ راحت القلوب میں جو حضرت سلطان المشائخ نے جمع کیا ہے لکھا ہے۔ بتاریخ دسویں روز پنجشنبہ ماہ رمضان المبارک ۶۵۵ھ میں دولت

پابوسی میسر ہوئی۔ عزیزان اہل صفہ حاضر تھے۔ کلام ماہ رمضان میں ہوتا تھا۔ فرمایا کہ ماہ رمضان مبارک مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ابلیس لعین کو قید کرتے ہیں تا کہ اس کے شر سے سب مومن روزہ میں محفوظ رہیں اور سب رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں اور اس ماہ ہر رات ہر روزہ دار پر ایک فرشتہ رحمت کے طبق لے کر آسمان سے آتا ہے۔ اور فرمان رب العزت سے نازل ہوتا ہے کہ جب مومن روزہ افطار کریں یہ طبق رحمت ان پر نثار کروں۔ پھر فرمایا کہ روزہ رکھنا ایک سر ہے۔ بندہ اور مولا کے درمیان میں اور ہر عبادت کا بدلہ ہے لیکن روزہ کا ثواب سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس واسطے کہ حق سبحانہٗ فرماتا ہے کہ روزہ سر ہے اور میں جانتا ہوں کہ ثواب کیا دوں گا۔

بعدازاں فرمایا کہ اس مہینہ کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول حصہ کا نام دہر رحمت ہے۔ دوسرے دہر مغفرت اور تیسری قسم کا دہر آزادی۔ پس اول زمانہ میں تمام رحمت اور برکت ہے کہ آسمان سے بندوں پر نازل ہوتی ہے اور دوسرے میں بخشش ہے۔ اس تیسرے زمانہ میں کوئی ساعت لحظہ نہیں ہے کہ جملہ مسلمانوں کو دوزخ سے آزاد نہ کرے اور خدا تعالیٰ نے قلم چلایا ہے کہ تیسرے زمانہ میں سب روزہ داروں کو دوزخ سے نجات دوں گا اور آزاد کروں گا۔ پھر فرمایا کہ جو ماہ رمضان کے آنے سے خوش ہوتا ہے کسی وقت اس کو غم ناک نہیں کرتا۔ اور کیجیو اور خیر روزے کیجیو اور جو رمضان کے جانے سے رنجیدہ ہو۔ خدائے عزوجل اس کو دونوں جہان میں خوشی دے کہ کسی وقت غم ناک نہ ہو۔

بعدازاں فرمایا کہ ماہ مبارک کے روزہ رکھنے میں ثواب یک سالہ ہر روزہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھتے ہیں اور اسی قدر بدی دور کرتے ہیں۔ بعدازاں فرمایا کہ شب قدر کوئی نہیں پاتا مگر آخر عشرہ ماہ مبارک میں کہ ستائیسویں شب شب قدر ہے اور اسی رات میں غافل نہ ہوتا کہ اس کی سعادت سے محروم نہ رہے۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ وہ مرد کہ ان کو اس ماہ میں ہر رات اس زمانہ آخر سے شب قدر ہے اور نعمت اس رات کی اس میں مرکب ہے۔ پس مقام یا راحت ہے شب قدر جو یہ آدمی اس دولت پر پہنچتا ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ بزرگ خواجگان ان راتوں میں رمضان کی ہر رات ختم قرآن تراویح میں کیا ہے۔ اس جگہ فرمایا کہ وہ مرد ہیں کہ ان کو اس ماہ میں ہر رات اس دیر اخیر سے شب قدر ہے اور نعمت اس شب کی ان میں مرکب ہے کہ حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ ہر رات تراویح میں دو ختم کرتے چنانچہ تمام ماہ میں ساٹھ قرآن ہوتے۔

بعدازاں فرمایا ایک وقت دعا گو غزنی کی طرف مسافر تھا مسجد امام حداوی میں اترا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ شیخ عبداللہ باختری نام اس مسجد میں امام تھے کہ ہر رات تین ختم قرآن تراویح میں کرتے تھے چنانچہ میں نے بھی ان کے پیچھے یہ سعادت حاصل کی۔ اس وقت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے چشم پُرآب کی اور فرمایا جب تک اس کام میں ایسا نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے ہرگز مقام کو نہیں پہنچتا کیونکہ اس تمام ماہ میں ریاضت اور مجاہدہ آیا ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے ستر سال عبادت کی اور کچھ نہ چاہا۔ تب دخل پایا پھر بھی آواز آئی کہ ہنوز دنیا کی آلائش ہے۔ جب تک وہ دور نہیں کرے گا نہ آسکے گا کہا الٰہی کچھ نہیں رکھتا۔ آواز آئی کہ اپنے گرد دیکھ۔ جب نظر کی کوزہ تھا۔ جب اس کو پھینک دیا تب مراد کو پہنچے۔ اس حرف پر شیخ الاسلام نے پھر چشم پُرآب کی اور ہائے ہائے روئے اور کہا خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کوزہ خامی سے بار نہ پایا۔ یہ آدمی اس قدر علائق کے ساتھ ہرگز بار نہ پائیں گے۔

بعدازاں حاضرین کی طرف منہ کیا اور فرمایا۔ اب ماہ رمضان آ پہنچا کوئی ہے کہ نماز میں ہمارے ساتھ موافقت کرے کہ ہر رات تراویح میں ایک قرآن ختم کریں۔ سب حاضرین منہ زمین پر لائے اور متکفل ہوئے اور کہا زہے سعادت۔

بعدازاں شیخ الاسلام ہر رات تراویح میں دو ختم قرآن اور دس سیپارہ زیادہ پڑھتے تھے۔ ایک پہر رات باقی رہے فراغ حاصل کرتے۔ اس ماہ میں دعا گو بھی برابر ان سے نیاز پاتا تھا۔

بعدازاں سخن کشف وکرامات میں بڑھا فرمایا کہ شیخ جمال اُچ اور بندہ ایک وقت ایک جگہ تھے۔ اور وہ درویش صاحب نعمت تھا۔ چند نفر قلندروں کے طائفہ کے انہیں

شاخیں کمر میں لگائے آئے اور سلام ہیبت کے ساتھ کیا۔ اور شیخ جمال الدین کے آستانہ میں بیٹھے اور یہ قلندر سخت سخن کہتے تھے۔ شیخ جمال الدین ماحضر طعام آگے لائے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں دہی کی خواہش ہے۔ اس روز دولت خانہ میں دہی نہ تھا۔ انہوں نے برعکس طلب کی۔ شیخ جمال الدین نے میرا منہ دیکھا اور میں نے ان کو دیکھا۔ میں نے کہا لب آب ہے کہ تمہارے جماعت خانہ کی طرف جاتا ہے۔ وہاں ان کے حوالہ کرو کہ جاؤ جس قدر دہی چاہو لے لو۔ شیخ جمال الدین نے منہ ان کی طرف کیا اور کہا کہ پانی کے کنارے پر جاؤ جس قدر دہی کی حاجت ہے لے لو۔ یہ بات درویشوں کو ناگوار گزری۔

الغرض اٹھے جب لب آب پہنچے دیکھا کہ تمام پانی دہی ہو گیا ہے جس قدر چاہا کھایا اور لیا۔ بعدازاں اسی محل میں فرمایا۔ ایک بزرگ سے جمال الدین نے فرمایا کہ دوسرے وقت ایک مرد حج سے آیا اور کہا میں حج میں تھا۔ تم کو طواف کرتے دیکھا تھا۔ شیخ جمال الدین اس پر چلائے کہ اے درویش حکایت اس مرد کی ایسی فاش نہیں کرتے ہیں جب کہ مردانِ خدا زیر گلیم ہیں۔ کعبہ اس کے آگے ہے اگر مردان خدا چاہیں تو ایک پل میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جائیں اور پھر لوٹ آئیں۔ اسی درمیان میں اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا آنکھ بند کر۔ اس نے آپ کو اور شیخ کو کوہ قاف پر دیکھا۔ اس فرشتہ کے پاس جو اس کا موکل ہے اور اسی وقت آپ کو اور شیخ کو اپنے مقام پر پایا۔ اقرار کیا اور یہ بھی کہا ہے کہ سچ ہے کہ خدا کے مردوں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ بعدازاں شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شیخ جمال الدین اُچ کو کسی نے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا جب نماز کا وقت آتا تھا غائب ہو جاتے تھے۔ آخر معلوم ہوا کہ کعبہ میں مکیوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اسی لحظہ آجاتے ہیں بعدازاں شیخ الاسلام یہی فرماتے تھے کہ ایک جوگی پریشان مجاہدہ کیے ہوئے خدمت میں آیا اور دیر تک سر رکھے رہا۔ جب شیخ کی نظر اس پر پڑی۔ ہیبت کے ساتھ کہا کہ سر اٹھاؤ۔ جوگی نے سر اٹھایا اور ہاتھ آگے کیا اور کھڑا ہو گیا۔

شیخ الاسلام نے پوچھا کہ کہاں کا ہے۔ اور کیوں آیا۔ جوگی نے کچھ نہ کہا۔ جب دو تین بار پوچھا۔ اس وقت جوگی نے آہستہ کہا کہ شیخ جیو کے ڈر نے ایسا اثر کیا ہے کہ بات

نہیں نکلتی۔ بعدازاں شیخ نے دعا مانگی کہ یہ جوگی دعویٰ سے ہمارے پاس آیا تھا جب اس نے منہ زمین پر رکھا دل میں گزرا کہ اس کا منہ زمین پر سخت ہو ہر چند اٹھائے نہ اٹھ سکے۔ اگر یہ جوگی اپنے دعوے سے باز نہ آتا قیامت تک ایسے ہی پڑا رہتا۔ بعدازاں فرمایا اے جوگی تو نے جوگ میں اپنے آپ کو کہاں تک پہنچایا۔ جوگی نے کہا جوگ کی کمالیت یہ ہے کہ تھوڑے سے اڑ جائے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا اچھا اڑ ہم دیکھیں گے۔

جوگی بیٹھا تھا فوراً ہوا میں گیا۔ شیخ الاسلام نے جب یہ دیکھا نعلین جو آگے پڑی تھیں دونوں کو پرتاب کیا۔ اللہ کے فرمان سے اڑیں اور جوگی کے سر پر پہنچیں۔ جس طرف وہ جاتا تھا نعلین اسی طرف پہنچتی تھیں اور مارتی تھیں چنانچہ جوگی کو زمین پر لے آئیں۔ جوگی حضرت شیخ کے پاؤں پڑا اور اقرار کیا اور کہا کہ جس کی نعلین کا یہ رتبہ ہو وہ کیسا ہوگا اور فوراً مسلمان ہوا اور ایک واصلان حق سے ہوا۔

بعدازاں جوگی اسی محل میں حکایت روز اور کیفیت ماہ کی آغاز کی کہ نیک بیٹے جو عالم میں پیدا نہیں ہوتے۔ اس سبب سے کہ مباشرت کرنا نہیں جانتے ہیں اور مباشرت کرنے میں دن مقرر ہے کہ اس دن اگر مباشرت کرے با جلال امید ہے کہ فرزند نیک پیدا ہو۔ الغرض تمام کیفیت کہی۔ اس دعاگو نے یاد کی بعد ایک زمانے کے کیفیت شیخ الاسلام سے عرض کی۔ تبسم فرمایا اور کہا مولانا نظام الدین تو نے خود سیکھا ہے لیکن تجھ کو کام نہ آئے گا۔ جو کام آئے اسی پر چھوڑ۔

ایک شخص کمبل پہنے بیت المقدس کی جانب سے شیخ الاسلام کے پاس آیا۔ سر جھکا لیا فرمایا کہ بیٹھ۔ ہر بار مسافر تیز نظر سے دیکھتا تھا شیخ الاسلام سر نیچے کرتے تھے۔ بعد زمانہ کے اٹھا اور اپنا سر قدم پر حضرت شیخ کے ڈالا اور کہا۔ اے مخدوم میں نے تم کو بیت المقدس میں دیکھا ہے کہ جھاڑو دیتے تھے جب میں نے پوچھا تم کون ہو۔ تو تم نے کہا میں فرید مسعود اجودھنی ہوں۔ شیخ الاسلام نے کہا ایسے ہی ہے لیکن تم نے کیا وعدہ کیا تھا کہ کسی سے نہ کہوں گا۔ شاید وہ بھول گئے وہ از حد شرمندہ ہوا۔

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے عزیز! مردانِ خدا ہر جگہ ہیں۔ جہاں ہیں وہیں بیت

المقدس ہے بلکہ وہاں عرش ہے اور کرسی ہے۔ اور جو خدائے تعالیٰ کی پیدائش میں ہے موجود ہے۔ شیخ الاسلام نے اس پر آواز ماری کہ آنکھ بند کر اور کھول۔ جب اس نے آنکھ کھولی جو شیخ کی زبان سے نکلا تھا اپنے آگے موجود دیکھا۔ نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گیا جب ہوش ہوا۔ اقرار کیا اور شیخ سے بیعت کی۔ آپ نے کلاہ دے کر سیستان کی ولایت اس کو بخشی۔ وہ وہاں گیا پھر بھی اس مسافر سے معلوم ہوا کہ شیخ ہر روز ایک دفعہ بیت المقدس میں جھاڑو دیتے ہیں اور آ جاتے ہیں۔

بعدازاں یہی اپنے احوال کی حکایت کی کہ بیس سال عالم فکر میں رہا کہ کسی وقت نہیں بیٹھتا تھا اور کھڑا رہتا تھا۔ چنانچہ خون کی نہریں مثل پانی کی نہروں کے میرے پاؤں سے جاری ہو گئی تھیں اور مجھ کو یاد نہیں آتا کہ اس وقت میں نے اپنے نفس کو سیراب کیا ہو اور سیر ہو کر کھانا کھایا ہو۔ الغرض اتنے میں ایک درویش آیا کہ اس کو شہاب الدین غزنوی کہتے تھے۔ شیخ الاسلام کے مریدوں سے تھا۔ منہ زمین پر لایا۔ فرمان ہوا بیٹھ۔ وہ بیٹھا اس کے ہاتھ حاکم نے سو دینار خدمت میں شیخ الاسلام کے بھیجے تھے۔ اس نے پچاس دینار اپنے واسطے رکھے اور پچاس خدمت میں گزارے۔ حضرت شیخ نے تبسم فرمایا کہ شہاب الدین اچھی قسمت کی برادرانہ لیکن درویشوں کو یہ بات اچھی نہیں۔

شہاب الدین از حد شرمندہ ہوا اور وہ پچاس دینار کمر میں موجود تھے شیخ کے آگے رکھے۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر اس طرح تم کو ترغیب نہ کرتا تو خیرہ ہوتا اور ہرگز مردوں کے مقصد نہ پہنچتا۔ اور وہ دینار بھی اس کو دیئے اور فرمایا از سرنو غسل کر کہ تجھ کو بیعت کروں۔ تیری بیعت میں خلل تھا۔ اب جا جس کو چاہے کلاہ دے کہ تیرا کام پورا ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

فوائد الفواد سے نقل ہے کہ سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ سے میں نے سنا ہے کہ ایک وقت شیخ ابوسعید ابوالخیر راہ میں جاتے تھے ایک مرید ان کے آگے آیا اور شیخ کے زانوں چومے۔ شیخ نے فرمایا کمتر مرید نے پاؤں شیخ کا چوما۔ پھر فرمایا کمتر مرید نے زانو آپ کا چوما۔ پھر فرمایا اس میں کیا میں نے تجھ کو کہا کمتر سے مقصود

میرا اپنا بوسہ نہ تھا تو جتنا نیچے چومتا تیرا کام بالا ہوتا۔

اسی کتاب میں نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا بعد نقل شیخ الاسلام فریدالدین کے کہ مجھ کو حج کا اشتیاق بڑا غالب ہوا۔ میں نے کہا شیخ کی زیارت کو چلوں۔ جب شیخ کی زیارت کو گیا میرا مقصود وہاں حاصل ہوا زیادتی کے ساتھ۔ دوسری بار پھر یہ خوشی ہوئی۔ پھر شیخ کی زیارت کو گیا اور مقصود حاصل کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز آنحضرت ایک شہر میں آئے۔ ایک ضعیفہ کو دیکھا کہ روتی ہے پوچھا اس نے ایک واقعہ بیان کیا کہ میں ایک لڑکا رکھتی تھی۔ حاکم شہر نے اس کو ناحق سولی دے دی۔ حضرت نے فرمایا وہ سولی کہاں ہے۔ اس ضعیفہ نے راستہ سولی کے مکان کا بتایا۔ بمجرد دیکھنے کے نظر آنحضرت کی اس مصلوب پر پڑی اور دست مبارک سے اس کا لہو پونچھا۔ باذن اللہ تعالیٰ زندہ ہوا۔ وہ زندہ ہمراہ آنحضرت کے اپنے پاؤں ہمارے گھر آیا۔

اس اثناء میں فرمایا کہ "الصوفی یحیی" کے یہی معنی ہیں۔ اور اس مرتبہ میں اس صفت سے متصف ہوتا ہے۔ تخلق باخلاق الٰہی حق سبحانہٗ تعالیٰ کے مقبولوں کو میسر ہے۔ واللّٰہُ المستعان۔

نقل ہے کہ ملک المشائخ والعلماء شیخ حسین چشتی النبی الاسلام سے کہ حضرت شیخ الاسلام اور حضرت بہاؤالدین زکریا اور سید جلال الدین بخاری اور شہباز قلندر تمام سیر میں تھے۔ ناگاہ ایک شہر میں عبور ہوا کہ تمام آدمی وہاں کے خوشی میں مشغول تھے مگر ایک بڑھیا تنگ دلی سے روتی تھی۔ آنحضرت نے کرم فرما کر اس بڑھیا کا حال پوچھا کہ بخلاف تمام شہر کے تو اس قدر غم غصہ کیوں کھاتی ہے۔ اوّل اس نے انکار کیا پھر عرض کیا کہ اے خاصۂ خدا اور محرم حرم کبریا تمام عمر میں میرے ایک لڑکا تھا۔ گویا پیری کا ذخیرہ وہی تھا۔ ایک مدت سے گم ہے اور پتہ نہیں ملتا اگر آپ کی توجہ سے اس کا دیدار نصیب ہو تو کیا بہتر ہے۔ ان مشائخ نے اس پر مہربانی فرمائی اور سیر روحانی میں مشغول ہوئے۔ بعض نے سیر آسمان کی اور بعض نے زمین کی اور بعض نے بر کی اور بعض نے بحر کی۔ اور آنحضرت نے سیر جزائر اور اعماق میں مصروف ہوئے۔ بعد بہت تلاش کے تھوڑی دیر

میں سب نے خالی ہاتھ رجوع کیا۔ آنحضرت نے بعد دیر کے مراجعت پائی اور ماں کے حوالہ کیا۔ اس نے از سرنو زندگی پائی۔

یاران طریقت نے پوچھا کہ ہم جلدی آئے آپ کی دیر کا کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ اس لڑکے کی کیفیت ایسی تھی کہ وہ کشتی پر سوار تھا۔ ناگاہ کشتی تباہ ہوئی اس کو مچھلی نگل گئی۔ بعد سات روز کے پنیال کر کے دریا میں ڈالا اور اس کے اجزاء دریا میں ڈوب گئے ہم نے سب اجزاء جمع کر کے شکم ماہی میں ڈالے جب اس نے اپنے پیٹ سے نکالا۔ باذن اللہ تعالیٰ زندہ ہو گیا۔ ہم ہمراہ لے آئے۔

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ جب حضرت خواجہ اکرام وسردار مشائخ عظام خواجہ معین الدین سنجری دہلی پہنچے اور یہ خبر قطب جہاں خواجہ قطب الدین نے سنی استقبال کیا۔ حضرت شیخ فرید ہمراہ نہ ہوئے۔ عام بیان میں یوں ہے کہ حضرت شیخ فرید سے کہا کہ اے فرید بڑے خواجہ آئے ہیں تم بھی استقبال کو آؤ گے جواب دیا ایک دل رکھتا ہوں۔ اس کو آپ کے آستانہ پر خرچ کیا۔ دوسرا دل نہیں رکھتا کہ آگے لے جاؤں۔ لیکن صحیح یہ ہے قطب العالم گنج شکر اس سبب سے نہ گئے کہ ادب اپنے مرکز پر قرار نہ پکڑے گا۔ اس واسطے کہ اگر ادب نہ کروں گا اچھا نہ ہوگا کیونکہ پیر کے پیر ہیں۔ الغرض جب خواجہ قطب الدین خواجہ کلاں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو خواجہ بزرگ نے پوچھا کہ مولانا مسعود کیوں نہیں آتا۔ حضرت خواجہ نے التماس کی کہ فقیر خبر سن کر فوراً چلا آیا۔ حضرت خواجہ کلاں نے فرمایا وہ نہیں آتا ہے۔ جب حضرت خواجہ نے نزول فرمایا تو کہا اے قطب الدین آؤ مسعود کی طرف چلیں۔ دونوں خواجہ شیخ مسعود کے پاس آئے۔ شیخ حجرہ میں تھے۔ خواجہ قطب الدین نے آواز فرمائی کہ اے مسعود خواجہ کلاں تشریف لائے ہیں۔ شیخ فرید حجرے کے اندر سے دوڑے۔ پائے مبارک چومے بعدہ خواجہ کلاں نے خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ مسعود کو آج ہم نعمت دیں گے۔ انہوں نے کہا جو کچھ اشارہ ہے پھر حضرت خواجہ کلاں نے شیخ فریدالدین کو درمیان میں کھڑا کیا۔ قبلہ رو اور خود الٹی طرف کھڑے ہوئے اور خواجہ قطب الدین کو سیدھی طرف کھڑا کیا اور خواجہ قطب الدین نے

فرمایا کہ جو نعمت میں نے معین الدین سے پائی وہ فرید مسعود کو دی۔ خواجہ قطب الدین نے یوں ہی کہا۔ بعدۂ حضرت خواجہ کلاں نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے پیر دستگیر خواجہ عثمان ہارونی نے ہمارے واسطے نعمت عنایت کی۔ چار سو اولیاء اس وقت موجود تھے۔ حضرت حق سبحانہٗ کا فرمان ان اولیاء کو ہوا کہ تم بھی اپنی نعمت معین الدین کو دو۔ ان سب نے بھی عطا کی۔ اب جو کچھ مجھ کو اپنے پیر اور ان اولیاء سے پہنچا ہے۔ سب فرید الدین مسعود کو میں نے دیا۔ وہی مراتب علیہ اور مکارم جلیہ جو حضرت قطب العالم شیخ فرید الدین گنج شکر رکھتے تھے۔

چو در خدمت لبے بردند شاں رنج   رسانید ند دست خویش بر رنج

بہر عضو بودگر صد زبانم   نیاید وصف شاں اندر بیانم

سراج الہدایت سے نقل ہے کہ جو ملفوظ حضرت قطب عالمیاں مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کے ہیں کہ ایک وقت شیخ جلال الدین تبریزی واسطے ملاقات شیخ فرید الدین قدس سرہٗ کے آئے تھے اور ایک انار لائے تھے۔ شیخ فرید الدین نے انار کے حصہ کئے اور ایک دانہ اپنا حصہ رومال میں باندھ کر رکھا۔ وقت افطار کے شیخ فرید الدین نے وہ دانہ کھایا۔ اس قدر ذوق پیدا ہوا کہ اندازہ نہ تھا شیخ نے دل میں کہا اگر میں جانتا کہ اس انار میں ایسا مزا ہوگا تو نہ بانٹتا۔ سوچا کہ ناگاہ شیخ قطب الدین سے ملاقات ہوئی۔ شیخ قطب الدین نے کہنا شروع کیا کہ اے بابا فرید الدین اس انار کا حاصل وہی دانہ تھا۔ وہ تمہارے نصیب میں ہوا۔ اور چند مناقب شیخ الاسلام فرید الدین کے مخدوم جہانیاں شیخ حسام الدین سے منقول ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بار شیخ نظام الدین خدمت شیخ فرید الدین کی کرتے تھے اور کپڑے شیخ نظام الدین کے بہت پھٹ گئے تھے۔ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ ناگاہ ایک یار کے ساتھ کہ ایک جگہ تعلیم کرتے تھے ملاقات ہوئی۔ دیکھ کر بے مزہ ہوا فرمایا کہ اے مولانا نظام الدین کہاں رہتے ہو۔ شیخ نظام الدین نے کہا شیخ المشائخ فرید الدین کی خدمت میں رہتا ہوں۔ اس یار نے کہا عجب شیخ ہیں کہ تجھ سے متعلم کو اس حالت میں رکھا ہے۔ اس مرد نے شیخ فرید الدین

کی شان میں بہت بے ادبی کی۔

جب شیخ نظام الدین شیخ فریدالدین کی خانقاہ میں آئے۔ شیخ فرید نے نور باطن سے تمام کیفیت معلوم کی۔ اور کہا کہ اے بابا نظام الدین اگر تم کو کسی دوست آشنا سے ملاقات ہو تم کیا کہتے ہو۔

شیخ نظام الدین نے پھر وہی کہا۔ شیخ فریدالدین نے ایک مصرع پڑھا۔

ترا سلامت باد مراگو نساری

بعدہٗ شیخ فریدالدین نے پھر فرمایا۔

اے بابا نظام الدین ایک خوان سر پر رکھ اور واسطے متعلم کے لے جا۔ شیخ نظام الدین بحکم اشارت شیخ فریدالدین طعام سر پر رکھ کر لے گئے۔ جب متعلم نے دیکھا بہت حیران ہوا۔ اٹھا اور خوان سر سے شیخ نظام الدین کے اتارا اور کہا خدائے تعالیٰ رحمت کرے اس شیخ پر کہ تجھ کو ایسا صاف کیا ہے کہ تجھ میں نفسانیت نہ رہی۔ بعد طعام کے فارغ ہوا اور کہا آؤ مولانا نظام الدین تمہارے شیخ کی ملاقات کریں۔ اس متعلم نے جو ملاقات شیخ فریدالدین کی کی فوراً ارادت بجالایا اور بندہ ہوا۔ نقل ہے مخدوم جہانیاں قدس سرہ العزیز سے۔

سراج الہدایت میں مرقوم ہے کہ ایک بار شیخ فریدالدین مسافر تھے۔ ایک آواز کانوں میں آئی۔ ناگاہ شور پیدا ہوا کیا دیکھتے ہیں ہر طرف خلق جمع ہوا کرتی ہے۔ بعدہٗ شیخ نے دیکھا کہ ایک مرد ناک کٹا خون چکیدہ پیدا ہوا۔ ناگاہ بت خانہ میں آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد نکلا تو اس کی ناک سلامت تھی۔ شیخ فریدالدین نے پہچانا کہ یہ شیطان ہے۔ صورت بدل لی ہے۔ شیخ نے کہا اے ملعون کیا کرتا ہے۔ شیطان نے کہا اے شیخ تنہا بہشت میں جاؤ گے۔ شیخ نے کہا خیر اپنے تابعین کے ساتھ۔ شیطان نے کہا میں تنہا دوزخ میں جاؤں یا کافر کہ میری تابع میں۔ کہا یہ خط اجودھن میں پہنچا۔ فی الحال خط لے کر گیا۔ اور اجودھن میں شیخ زادوں کو دیا جب شیخ زادوں نے تاریخ پڑھی کہا اے شیطان تو کہاں۔ شیطان نے تمام کیفیت بیان کی۔ مکتوب کا جواب شیخ زادوں نے لکھا اور شیطان کو دیا۔ اس نے

شیخ کو پہنچا دیا۔

نقل ہے اسی کتاب سے کہ ایک وقت ایک ڈبہ شیخ بہاؤالدین سے گم ہو گیا تھا۔ شیخ بہاؤالدین کنیزک کو مارتے تھے۔ مطرب آگے گیا اور اس نے کہا کہ میں اجودھن جاتا ہوں۔ شیخ بہاؤالدین نے کہا اس چندرہ کو میری دعا پہنچانا۔ وہ مطرب اتفاقاً اجودھن میں گیا اور شیخ فریدالدین سے کہا کہ بہاؤالدین نے سلام دعا پہنچایا ہے۔ شیخ فریدالدین نے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا جو کہ شیخ بہاؤالدین نے کہا ہے چندرہ کو میرا دعا اور سلام پہنچانا۔ شیخ فریدالدین نے فرمایا خودکوری کنیزکوں کو لت کراتا ہے اور ڈبہ نہیں دیکھتا۔ میں یہاں رہ کر دیکھتا ہوں۔ فلاں پلنگ کے پایہ کے نیچے ہے خود وہاں سے نہیں دیکھتا ہے اندھا ہے اور مجھ کو چندرہ کہتا ہے۔ بعدہٗ شیخ فریدالدین نے مطرب سے کہا جو کچھ تجھ کو قسمت کا ہے میں دوں گا تو لوٹ جا اور ملتان جا۔ مطرب ملتان میں گیا اور تمام کیفیت شیخ بہاؤالدین سے بیان کی۔ اور کہا کہ ڈبہ پایہ کے نیچے شیخ فریدالدین نے کہا ہے وہیں پایا۔ شیخ بہاؤالدین شرمندہ ہوئے۔

نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں لکھا ہے کہ قافلہ شکرتری لادے ہوئے لئے جاتا تھا۔ ناگاہ شیخ فریدالدین سے ملاقات ہوئی۔ شیخ فریدالدین نے پوچھا کیا لادا۔ بطریق تمسخر کے کہا ماش ہے۔ شیخ نے کہا ماش ہو گی کہ قافلہ چلا گیا اور اترا کیا دیکھا کہ سب ماش ہو گئے۔ حیران ہو گئے۔ ایک بوڑھا آیا پوچھا آیا تمہاری کسی درویش سے ملاقات ہوئی کہا ہاں اسی کے دل کی گرانی ہے۔ پھر لاد کر اسی راہ سے گئے ایسا ہی کیا۔ ناگاہ شیخ فرید سے ملاقات ہوئی۔ شیخ نے پوچھا کیا لادا ہے۔ کہا شکر شیخ نے کہا ہاں شکر ہو گی۔ بعدہٗ چلے گئے۔ اس روز سے شیخ فریدالدین کو گنج شکر کہتے ہیں۔

اور قصہ معروف اور مشہور ہے کہ سوداگر شکرتری لادے لئے جاتا تھا۔ آنحضرت نے پوچھا کہ ان بوروں میں کیا ہے۔ اس نے کہا کہ نمک ہے۔ فرمایا نمک ہو گا جب وہ اترا دیکھا کہ نمک ہو گیا ہے۔ پھر حضرت کو تلاش کیا اور سعادت قدم بوسی پائی۔ اور بہت خوشامد کی۔ فرمایا ان میں کیا لادا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شکرتری ہے ویسا ہی ظہور ہوا۔

چنانچہ خانخاناں مرحوم لکھتا ہے۔

گنج شکر چناں ہنر برو بخیر

کو از شکر نمک کندوز نمک شکر

مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں نقل ہے کہ ایک وقت حبشی خدمت میں شیخ فریدالدین کے آیا تھا۔ اس نے کہا اے فریدالدین میرے فرزند نہیں ہے مجھ کو فرزند دے۔ شیخ نے کہا ایک دیا۔ دو دیئے۔ تین دیئے۔ سات تک کہے۔ شیخ کے آگے ایک متعلم تھا۔ وہ حیران ہوا کہ شیخ کیا کہتے ہیں۔ متعلم کی طاقت نہ رہی۔ کہا اے شیخ یہ خدائی کا دعویٰ ہے نہ شیخی۔ شیخ چپ رہے کچھ نہ کہا۔ بعد مدت کے وہ حبشی ساتوں لڑکوں کے ساتھ آیا۔ متعلم حیران ہو گیا۔ بعدہٗ شیخ فریدالدین نے اس متعلم سے جواب کہا اے مولانا بندہ مسعود نے چالیس برس ہوئے کہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا کیا۔ آج چالیس برس ہیں کہ بندہ کے دل پر گزرتا ہے اور زبان سے نکلتا ہے وہ خدا تعالیٰ کرتا ہے۔ وہ متعلم پاؤں پر گر پڑا۔ اور مرید ہوا دوسرے وقت پر فرماتے ہیں اور شیخ فریدالدین نے کہا اے بابا شیخ فریدالدین تیرے گھر میں دھاوا باجے۔ پھر شیخ نے کہا اگر باجے مشرق سے مغرب تک باجے۔ آج بھی ایسا ہی دیکھا گیا ہے کہ چاروں طرف عالم میں شیخ فریدالدین کا شور ہے۔

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں کہ ایک درویش بیت المقدس سے واسطے قدم بوسی شیخ فریدالدین کے آیا۔ شیخ نے پوچھا اے درویش کہاں سے آتا ہے۔ اس درویش نے کہا بیت المقدس سے آتا ہوں۔ تمہارے ساتھ روز بیت المقدس میں وقت جاروب کشی کے ملاقات ہوتی تھی۔ شیخ فریدالدین نے غصہ کیا۔ اے نامرد راز مردوں کا فاش نہ کرنا چاہئے۔ شیخ فریدالدین نے ہاتھ اس کا پکڑا۔ اسی عالم میں آپ کو دیکھا اس حد تک کہ فرشتہ جو کوہ قاف میں ہے اس کو بھی دیکھا۔ شیخ نے کہا آنکھ کھول۔ اس نے کھولی۔ آپ کو اپنی جگہ پر پھیر دیکھا۔ حیران ہو گیا اور واپس چلا گیا۔

دوسرے وقت فرماتے ہیں کہ شیخ فریدالدین دوسری نماز کا وضو کرتے تھے۔ وقت

وضو کے بدھنہ یعنی آفتابہ زمین پر مارا وہ ٹوٹ گیا۔ حاضرین حیران ہوئے بعد مدت کے ایک مرد پیدا ہوا۔ اس نے کہا کہ میں ملتان سے آتا تھا۔ شیر ملا کہ مجھ کو کھا لے۔ شیخ فریدالدین نے ایک نعرہ مارا اور شیر کو بدھنہ سے مارا۔ وہ اس کے سر پر لگا شیر لوٹ گیا۔ میں خلاص ہو گیا تو معلوم ہوا کہ یہ ایک راز تھا۔

نقل ہے کہ سلطان العارفین شیخ فریدالدین کو راہ میں عبود واقع ہوا۔ اس وقت ایک عزیز کو بہت بھوک لگی تھی۔ آپ نے آستین اٹھا دی اور فرمایا کہ جو کھنا چاہئے کہا اس نے دیکھا کہ بڑا دسترخوان بچھا ہے۔ وہاں سے طعام نکالا اور کھایا۔ حضرت چلے گئے بعد مدت کے ایک روز وضو کرتے تھے۔ وہی عزیز آیا دیکھا قدرے وضو کا پانی اس پر چھڑکا اور فرمایا سبحان اللہ اس شخص نے بتیس برس ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا اور نفس پر غالب آیا اور حاجت بشری میں ہلاک ہوا۔ الحمد للہ کہ اب نفس سے رہا ہوا۔ اور مجاہدہ نے عود کیا۔ سبحان اللہ کیا کشف اور کرامت شیخ کی تھی۔ ہر ایک کا ک یہ مقام نہیں ہے۔ کیا خوب کہا ہے ؎

اسرارِ محبت راہر دل نہ بود قابل

دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

اسرار الاولیاء کہ ملفوظ قطب العالم شیخ فریدالدین کی ہے۔ شیخ بدرالدین اسحاق نے جمع کی ہے۔ اس سے نقل ہے کہ بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش امام محمد طاہر غزالی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک بار حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو احوال پیدا ہوا۔ اس حال میں حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ بیرون مدینہ ایک باغ تھا۔ اس میں ایک کنواں تھا وہاں تشریف لے گئے۔ اور پائے مبارک کنوئیں میں لٹکا کر بیٹھے۔ اپنے عالم احوال میں متغیر تھے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے۔ اس سے فرمایا اگر کوئی اصحاب سے آئے مجھ کو خبر کرنا اور اس کو نہ آنے دینا۔

اتنے میں امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب آئے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان کی خبر خدمت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کی۔ فرمایا کہ آویں۔ وہ آئے حکم ہوا کہ سیدھی طرف بیٹھو۔ وہ بیٹھے تھوڑی دیر ہوئی کہ

امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خبر کی۔ حکم ہوا آؤ اور فرمایا کہ الٹی جانب بیٹھو۔ وہ بیٹھے دیر تک یونہی بیٹھے رہے۔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام احوال میں ویسے ہی مشغول تھے۔ اس وقت فرمایا کہ اے یارو جیسا احوال میں ہم ایک جگہ ہیں۔ ممات میں بھی ایک جگہ ہوں گے۔ یار اٹھے اور منہ زمین پر رکھا کہ الحمدللہ۔

بعدازاں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس وقت بہشت میرے آگے رکھا ہے۔ اس کا تماشا کرتے تھے۔ ایک محل دیکھا ایک دانہ مروارید کا اور چار محل اور بنائے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ قصر کس کے ہیں۔ کہا ایک آپ کا اور چار آپ کے یاروں کے۔ اس سبب سے خوشی سے میں نہیں سماتا۔ تب میں نے تم سے یہ بات کہی کہ سب وقت ایک جگہ رہیں گے۔

بعدازاں شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ نے فرمایا کہ اے درویش احوال یوں ہے جس وقت صاحب سِرّ کسی چیز میں فرو ہوتا ہے۔ اس میں مستغرق رہتا ہے۔ اس وقت فرمایا جب اے درویش کوئی سر اسرار سے معلوم ہو البتہ اس وقت کوئی چیز اسرار دوست کے کشف دکھاتی ہے چنانچہ یہ خبر برادرم شیخ زکریا کو پہنچی ان کو ناپسند ہوئی۔ فوراً دعا گو کو لکھا کہ اے درویش یہ کیا نادانی ہے کہ تو کرتا ہے حالانکہ یہ اہل اسرار کے نزدیک نہیں ہے۔ جو اب لکھا کہ اے برادر کام گفتگو سے گزر کیا۔ اور دریا سینہ کا دوست کے اسرار سے مالا مال ہوا۔ ذرہ جگہ نہ رہی کہ اس میں سمائے پس جو عالم اسرار سے متجلی ہوتا ہے جب دخل نہیں رہتا۔ بضرورت اس کا کشف کیا جاتا ہے اور راز باہر نکالا جاتا ہے۔

پس اے برادرم ہر چند رمز کا نکالنا نہیں چاہتا مگر نہیں رہ سکا۔ کیا کروں جب اس درویش کے نامہ جواب خدمت میں پہنچا۔ سر نیچے کیا کہ پارہ کام کا مقدار سے پہنچایا۔ جونہی شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ وہ رات دن مصلیٰ پر پڑے رہے جب ہوش میں آئے۔ کھڑے ہوئے اور منہ آسمان کی طرف کیا اور یہ شعر زبان پر لائے۔

آنانکہ در ہوائے تو شیدا نشستہ اند | از جملہ کس ندید تنہا نشستہ اند
خودرافدائے نام تو اے دوست کسواند | گاہے فتادہ گہ بڑیا نشستہ اند
در عالم تفکر بردل نہادہ اند | آن عاشقاں زمہر توشید نشستہ اند

بعدازاں فرمایا کہ اے فقیر ایک آنے والا ایک وقت ملتان سے آیا اور کہا کہ بہاؤالدین زکریا کی خدمت میں تھا۔ ان کو ایک وقت پیدا ہوا کہ اپنی خانقاہ سے نکل آئے اور کہا آواز دو کہ جو شیخ بہاؤالدین زکریا کو دیکھے قیامت کے روز اس کا میں ضامن ہوں جو دوزخ میں جائے۔ اس وقت مسلمان جمع ہوئے اور روبرو آئے اور منہ دیکھا کہ شیخ بہاؤالدین زکریا قسم کھاتے ہیں کہ قیامت کے روز دوزخ میں نہ جاؤں گا۔ مجھ سے ستر میں کہا ہے کہ اے درویش زکریا جو آج تیرا منہ دیکھے گا۔ کل دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔

جونہی یہ حکایت تمام کی۔ دعا گو کو ایک وقت پیدا ہوا۔ اور کہا کہ اے درویش اگر بہاؤالدین زکریا نے یہ بات کہی دعا گو بھی قسم کھاتا ہے کہ جس نے دنیا میں مسلمانوں سے میرا ہاتھ پکڑا ہوگا یا جو میرے گھر میں ہو اس کا ہاتھ پکڑا ہوگا یا میرے فرزندوں کے ہاتھ پر مصافحہ کیا ہوگا۔ یا میرے مریدوں کا ہاتھ پکڑا ہوگا یا جو میرے گھر میں ہو اس کا ہاتھ پکڑا ہوگا۔ آتش دوزخ اس پر حرام ہے۔ اس واسطے میرے پیر شیخ قطب الاسلام نے یہ بات کہی تھی کہ فرید تجھ کو حق سبحانہٗ نے یہ درجہ دیا ہے کہ جس نے تیرا ہاتھ یا تیرے مریدوں کا ہاتھ یہ یا تیرے فرزندوں کا ہاتھ پکڑا ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔ اس کی جگہ بہشت میں ہے۔ اس وقت سے ہر روز ہزار بار میرے سر میں یہ نذر کرتے ہیں کہ شیخ فرید اجودھنی نیک بخت ہوا ہے جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی۔ عالم تحیر میں پڑے اور سات دن رات سکر میں مشغول ہوئے کہ حاجت کھانے اور پینے کی نہ رہی۔ جب عالم صحو میں آئے اور طاعت میں مشغول ہوئے۔ عجب سعادت اور شوکت حضرت سلطان الاولیاء شیخ فرید گنج شکر کی ہے کہ لائق اس مقام پر ہر ایک نہیں ہے وہ شخص جس نے شوکت سے یہ کہا۔

اسرارِ محبت راہر دل نہ بود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔ دستخط خاص حضرت قطب العالم سیدنا بدر الدین اسحٰق سے نقل ہے اور تحصیل مکتوب مولانا پاکپٹن میں جمال حجام میراثی موروثی شیخ محمد صاحب سجادہ حضرت گنج شکر کی ہے۔ میں نے پایا اور شیخ مشارٌ الیہ سے نقل ہے کہ جمال مذکور کے دادا کھکھو خدمت میں حضرت شیخ فرید کے تھے اور آپ کی نذر میں مقبول ہوئے تھے جب اعتقاد پاک کھکھو کا آنحضرت نے دیکھا اس کے لئے مولانا بدرالدین اسحٰق سے مکتوب لکھوا کر دیا۔ نقل یہ ہے:

کہ بعضے از احوال کہ قطب العالم سلطان المشائخ والاولیاء سراج السالکین برہان العارفین شمس الطریقت بدر الحقیقت شیخ شیوخ عالم فرید الحق والشرع والدین قدس سرہٗ العزیز اس طرح سے ہے جب قطب العالم کو عشق جلالی کام میں کمال ہوا۔ اور دنیا سے گوشہ قبول کیا۔ جنگل میں پڑے ایک روز پیاسے ہوئے۔ اسی فکر میں تھے کہ دو ہرن غیب سے پیدا ہوئے اور بر سر چاہ آئے اور کھڑے ہوئے بحکم قادر کمال پانی انتہا سے کنارہ تک پہنچا۔ ہرنوں نے پانی پیا۔ بندگی شیخ بھی دوڑے۔ پانی نیچے ہوگیا۔ شیخ نے مناجات کی کہ الٰہی میں آہوؤں سے بھی بدتر ہوں۔ حکم ہوا کہ اے فرید تو نے ڈول رسی ڈھونڈی۔ یہ میری امید پر آئے۔ اور دوسری فکر نہ کی۔ شیخ کمال محبت میں ہوئے۔ اور فوراً کوزہ توڑ ڈالا اور اسی چاہ میں چلہ معکوس کھینچا کہ چالیس دن کو ایک شمار کیا اور سر نیچے اور پاؤں اوپر کہ خون اور ریم ناک سے جاری ہوا۔ جب چلہ تمام ہوا۔ شیخ کے نفس نے قوت انسان کی طلب کی۔ شیخ نے کہا کہ ابھی رہزن اور سرکش باقی ہے۔ روح کی تابع نہیں ہوا ہے۔ فی الحال ہاتھ اوپر کیا اور ایک پتھر لیا اور منہ میں ڈالا مزہ شیریں پایا چاہا کہ منہ سے دور کریں اور ایک چلہ اور کریں۔ آواز غیب سے سنی کہ اے فرید تیرا خطاب ہم نے گنج شکر کیا۔ جو کوئی تیرے یہ پانچ نام ایک لاکھ بار چالیس دن میں ورد کرے گا جو حاجت ہو ہم روا کریں گے۔ وہ نام یہ ہیں:

خواجہ فرید، مولانا فرید، درویش فرید، حاجی فرید، شیخ فرید، اعتقاد سے پڑھے۔ انشاء اللہ مقصود پورا ہوگا۔

الغرض جب چلہ سے فارغ ہوئے نیت پیر کی ارادت کی خاطر میں گزری۔ شیخ بہاؤالدین اور شیخ فریدالدین دونوں بہ نیت ارادت طرف شیخ شہاب الدین سہروردی کے روانہ ہوئے۔ پستان شیخ شہاب الدین کے بہت بڑے تھے۔ شیخ فرید کی خاطر میں گزرا پستان مثل پستان عورت کے ہیں۔ شیخ شہاب الدین نے شیخ بہاؤالدین کو مرید کیا اور شیخ فریدالدین سے فرمایا کہ تمہارا پیر خواجہ قطب الدین دہلی میں ہے۔ جب چند مدت پر زہد کیا۔ بعدہٗ دہلی آئے اور لوٹتے ہوئے ملتان سے ہو کر آئے۔ جب ملتان میں آئے شیخ بہاؤالدین سے ملاقات کی۔ شیخ بہاؤالدین سے پوچھا کہ اے بھائی شیخ فریدالدین ہم اور تم دونوں ایک جگہ زہد میں مشغول تھے کیا سبب کہ ہم کو شیخ شہاب الدین نے ارادت عنایت کی اور تم کو خواجہ قطب الدین کی طرف بشارت دی۔ آؤ اپنے درمیان مرتبہ اور مقامات کی آزمائش کریں۔ شیخ بہاؤالدین نے ظرف شیخ فریدالدین کے اشارہ کیا کہ شیخ نیا کرسی رکھتے تھے بیٹھنے کے واسطے۔ مشہور ہے کہ شیخ شہاب الدین نے بہت سے موتی اس میں چن کر نگاہ کیے تھے۔ درویشوں کے خرچ کے واسطے۔ الغرض نظر شیخ فریدالدین شیخ بہاؤالدین کی کرسی پر پڑی۔ شیخ فرید نے اشارہ کیا کرسی اڑ گئی۔ اور نظر سے غائب ہو گئی۔ مقامات ایک دوسرے کے معلوم ہوئے۔

الغرض آپس میں مصافحہ کیا۔ شیخ دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ چند مدت میں دہلی پہنچے۔ پوچھا کہ خواجہ قطب الدین کس طرح ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اوّل روز خواجہ بچوں کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ اور یہ نشان ہے کہ تاج زریں مرصع یاقوت اور جواہر زمرد سے سر پر رکھتے ہیں اور وقت نماز ظہر کے مسجد میں یہ نشانی سفید ریش کے بیٹھے ہوں گے۔ علم خدائے تعالیٰ کا بیان کرتے ہیں۔ شیخ فرید نے اوّل روز دیکھا کہ اسی صفت میں بازی کرتے ہیں بچوں کے ساتھ۔ پائے بوسی میسر نہ ہوئی۔ پھر وقت نماز ظہر کے مسجد میں حاضر ہوئے دیکھا کہ خواجہ قطب الدین موجود ہیں اور بیٹھے ہیں۔ سفید ریش علم خدائے

تعالیٰ کا بیان کرتے ہیں۔

شیخ فرید آگے جا کر دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ نظر خواجہ قطب الدین کی شیخ فرید پر پڑی۔ فرمایا آؤ اے فرید اچھا یہ کوزہ اٹھا میرے آگے لاؤ۔ شیخ جلد گئے اور ہاتھ کوزہ پر ڈالا ہر چند زور کرتے تھے اٹھا نہ سکتے تھے۔ خواجہ قطب الدین نے فرمایا اے فریدالدین یہ شہاب الدین کی کرسی نہیں ہے کہ تو نے آسمان پر پہنچا دی۔ مجھ کو جب بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا دیکھا و لیکن تم نے سوچا کہ ہمارا پیر ابھی بچہ ہے اور جب شہاب الدین کے آگے گیا تو شیخ کے پستان کا عیب دل میں گزرانا۔ ابھی تیرا اعتقاد پیری اور مریدی کے حق میں نہیں پہنچا۔

شیخ فرید بہت شرمندہ ہوئے۔ اور عجز بیان کیا۔ چنانچہ حضرت خواجہ نے فرمایا آؤ ہماری خدمت میں رہو۔ پھر تجھ کو مرید کریں گے۔ جب شیخ فریدالدین اپنے پیر کی خدمت میں رہے۔ ایک بار حضرت خواجہ قطب الدین کو غسل کی حاجت ہوئی۔ حجرہ عریف سے نکلے شیخ فرید سے فرمایا کہ اے فرید پانی گرم کر۔ یہ کہہ کر اندر چلے گئے۔ حضرت شیخ تلاش میں لکڑیوں کے گئے لیکن نہ ملیں۔ چارپائی حضرت شیخ کی پڑی رہتی تھی۔ اس کو توڑا اور سامان جلانے کا کیا۔ بعدہٗ آگ کی تلاش ہوئی نہ ملی۔ آگ کی طلب میں گئے۔ چپ راست دیکھا ایک جگہ روشنی دیکھی۔ آگ کے واسطے پہنچے ایک شخص کا گھر تھا۔ آئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی سوتا ہے اور اس کی عورت چرخہ چلاتی ہے وہ عورت خوبصورت تھی شیخ کی طرف دیکھا۔ شیخ نے کہا اے بہن ہم کو آگ دے۔

یہ بات سن کر اس کا دل جلا کہ لفظ محرمیت کا مراد کا مانع ہے۔ عورت نے کہا میری آگ بے بہا نہیں ہے۔ شیخ نے کہا کیا چاہتی ہے۔ آپ کی آنکھیں جو سرمہ گیں تھیں۔ اس نے کہا اگر ایک آنکھ دے دے تو آگ لے۔ شیخ نے آنکھ نکال لی اور اس کو دے دی۔ اور آگ لے کر روانہ ہوئے۔

وہ عورت متحیر ہوئی اور شوہر کو جگایا۔ اور کہا یہ واقعہ ہے۔ وہ مرد آنکھ کو ہاتھ میں لے کر پیچھے سے آیا۔ دیکھا کہ شیخ روضہ میں حضرت کے آئے ہیں۔ وہ بھی عقب سے آیا۔

حضرت شیخ نے آگ جلائی اور پانی گرم کیا بعد دیر کے خواجہ باہر آئے فرمایا پانی گرم ہے۔ حضرت شیخ پانی آگے لائے خواجہ نے غسل کیا۔ جب نظر شیخ کی طرف ڈالی خون دیکھا۔ پوچھا اے فرید یہ خون کیسا ہے؟ شیخ نے عرض کی کہ کچھ نہیں ہے۔ بعدۂ خواجہ اندر چلے گئے۔ وہ آدمی آنکھ لئے پیچھے پہنچا۔ اور التماس کی کہ اے، خواجہ یہ اس آدمی کی آنکھ ہے کہ نکال کر آگ کی قیمت دے کر لایا ہے۔ حضرت خواجہ نے شیخ کو طلب کیا اور کہا اے فرید آنکھ کیوں نکالی۔ عرض کی یہ آنکھ ایک آنکھ ہے۔ اگر ہزار ہوں حضرت کے کام میں خرچ کروں۔

بعدۂ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ آنکھ کو اس کی جگہ رکھ دو۔ شیخ نے حدقہ میں رکھ دی۔ راست اور درست ہو گئی لیکن کچھ کم بیٹھی۔ اس وقت بیعت سے مشرف کیا اور جو نعمت پیر سے پائی تھی۔ فرید کو دی۔ جب حضرت خواجہ قطب الدین نے دیکھا کہ کمال صدق پہنچا ہے۔ اشارہ فرمایا کہ اے فرید جا تیرا مقام خطہ اجودھن ہے۔ جب وہاں پہنچے گا تجھے بچے پتھر ماریں گے۔ شیخ فرید اجودھن آئے اور چاہ پر واسطے وضو کے بیٹھے۔ کھکھو حجام پیدا ہوا۔ شیخ کی حجامت کی۔ اسی وقت سے شیخ فرید کی نظر میں مقبول ہوا۔ جب شیخ خطہ اجودھن میں آئے ساکنانِ شہر اوّل پھولبان۔ اور سرسکولیاں اور دہکیاں اور جھکر والیاں اور چند گھر قصاب کے بھی تھے لیکن ایک جوگی کے معتقد تھے کہ کبھی خالی نہیں ہوتا تھا مگر ان سے۔

جب شیخ فرید پیدا ہوئے گھر جوگی کا خالی ہوا۔ فی الحال جوگی نے اپنے تمام آدمی قہر سے شیخ کی طرف بھیجے۔ شیخ نماز میں مشغول تھے۔ یہ آئے اور باادب تمام بیٹھے۔ طاقت دم مارنے کی لا سکے۔ جوگی نے اور آدمی بھیجا۔ وہ بھی اسی طریق دم نہ مار سکا اور ساتھی بھیجے وہ بھی طاقت نہ لائے۔ جوگی خود آیا اور شیخ سے کہا کہ مجھے کچھ دکھلاؤ۔ یا میں دکھلاؤں۔

شیخ نے کہا دکھلاؤ۔ جوگی نے فوراً اپنی چھڑی اور چوب کو پرواز کیا اور آپ بھی اڑا۔ اس چوب پر جوگی پاؤں پر پاؤں رکھ کر بیٹھا۔ تمام عالم دیکھنے لگا شیخ نے غیب سے آواز سنی کہ اگر کفش چپ کو اشارہ کرو تو جوگی کی جان بچے اور اگر راست کو اشارہ کرو بے جان

ہو۔

شیخ اہل ترس اور مہربان دل تھے۔ کفش چپ کو اشارہ کیا وہ اڑی اور سر پر جوگی کے پڑی۔ یہاں تک کہ زمین پر گر گیا اور شیخ سے امان چاہی۔

شیخ نے جوگی کو مسلمان کیا اور اس کا نام پیر کمال رکھا۔ چند مدت میں ملازم رہ کر رخصت ہوا۔ شیخ نے اسے دریائے قہر کی طرف بھیجا کہ اب تک اس کے فرزند وہاں ہیں اور قطب عالم کا لنگر دیتے ہیں۔ یتیم اور غریب اور بے کس کو اور صاحب وقت ویسے ہی ہیں۔ اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ سطر میں تحریر پاس رکھتے ہیں کہ کلاہ داری اور سر تراشی اور کار خیر اور ختنہ کھکھو حجام کو عنایت ہوا ہے۔ دو اور مشغل رکھیں کہ جو تعدی کرے ہمارے فرزندوں اور مریدوں سے اس سے رنجیدہ ہو۔ اس پر اس کی اولاد کو مزاحمت نہ کریں کہ ہمارا ساختہ ہے۔ اس باب میں زیادہ تاکید جانیں۔ ۳ تاریخ ماہ ذی الحجہ ۶۴۰ھ ہجری۔

تعداد اسامی فرزندانِ حضرت قطب العالم گنج شکر قدس سرہٗ

نام آپ کے فرزندوں کے شیخ شہاب الدین گنج علم اور شیخ بدر الدین اور شیخ نظام الدین اور شیخ یعقوب اور شیخ عبداللہ اور شیخ نصر اللہ اور حضرت سید السادات منبع البرکات آل طٰہٰ و یٰسین بر سید المرسلین۔ شیخ بدر الدین اسحاق داماد شیخ فرید الدین گنج شکر کے ہیں۔

ذکر ازواج آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

گلشن اولیاء سے مرقوم ہے آنحضرت کے تین حرم تھے۔ ایک عصمت پناہ بی بی ہزبرہ دختر سلطان غیاث الدین بلبن۔ دوسری شارو۔ تیسری سکر کہ دونوں کنیزک بی بی مذکور کی تھیں کہ باب کی گھر سے لائی تھیں۔ قصہ ان کا اس طریق سے ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبن دہلی کا بادشاہ تھا۔ ایک روز حضرت گنج شکر فرید الدین کی پائے بوس کو پہنچا۔ آپ کی صورت مبارک دیکھی۔ تھوڑی دیر کے بعد دل میں سوچا کہ میں ان کی نظر مبارک سے بخشا گیا لیکن میری عورتیں باہر نہیں نکلتی ہیں اگر قطب العالم قدم رنجہ فرمادیں تو وہ بخشی جائیں۔ چونکہ اعتقاد اس کا بوجہ احسن تھا اس کی عرض حضرت نے قبول فرمائی اور اس کے مکان پر نزولِ اجلاس فرمایا۔ سلطان تمام مستورات کو یکا یک روبرو لایا۔ سلطان کی لڑکی

بھی دور کھڑی دیکھتی تھی۔ آنحضرت علیہ الرحمتہ نے اس کی طرف دیکھا۔ سلطان سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون تھی؟ اس نے عرض کی کہ بندہ کی لڑکی ہے۔ حضرت خاموش ہو گئے۔ سلطان کے گھر سے نکل کر مسکن پر تشریف لائے۔

سلطان عاقل اور دانا تھا یہ بات سمجھ کر وزیر کو بلایا کہ حضرت قطب العالم نے وقت دیکھنے مستورات کے کچھ نہ فرمایا لڑکی کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکی کون ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کچھ میل رکھتے ہیں۔ تو جا کر عرض کر کہ غیاث الدین عرض کرتا ہے کہ اگر حضرت کی خاطر شریف میں آئے تو لڑکی وضو کے واسطے قبول فرما دیں۔

جب وزیر حضور میں قطب عالم کے گیا اور یہ بات عرض کی۔ فرمایا ہاں مجھ کو خداوند تعالیٰ کا فرمان ہوا ہے کہ نکاح کر۔ میں اسی فکر میں تھا۔ کہ کہاں حکم ہوتا ہے جب بادشاہ نے مستورات کو میری نظر سے گزارا۔ میں نے لوح محفوظ پر نظر کی دیکھا کہ اس لڑکی کو میرے نام پر لکھا ہے۔ اس سبب سے میں نے پوچھا تھا۔ وزیر نے جا کر یہ واقعہ عرض کیا۔ بادشاہ نے کار خیر کی تدبیر کی۔

الغرض جب قطب عالم کو درگاہ باری سے حکم ہوا کہ عقد کر تو آپ نے عرض کی کہ اے خداوند میرے دل کو اپنی محبت سے قاصر کرتا تھا۔ اور دوسری طرف مائل فرمان آیا کہ میرے حبیب کی دوستی کے سبب سے کار خیر کر پھر قطب عالم نے عرض کی۔ الٰہی مجھ کو معافی دے۔ فرمان ہوا کہ اس میں مصلحت ہے کہ تجھ سے جو اولاد ہوگی ان کی برکت سے زمین قرار پکڑے گی لاچار ہو کر قبول کیا۔

القصہ جب وہ چاند سورج کے نزدیک ہوا یعنی نکاح ہوا اور زہرہ قطب سے ملی۔ حضرت شیخ نے واسطے جلوس کے اقدام کیا۔ جب قریب اس کے پہنچے کہ بستر شاہانہ پر قعود فرمائیں۔ حضرت نے اس محاش دنیاوی پر قدم نہ رکھا۔ قریب اس کی چارپائی کے مصلیٰ ڈالا۔ بی بی مسند شاہانہ سے اتریں سلام کیا۔ تمام رات قطب العالم وہیں بیٹھے رہے صبح کو چلے گئے۔ تین روز یہی معاملہ رہا۔ بعد تین روز کے بی بی نے حضرت قطب العالم سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ آپ میرے بستر سے پرہیز فرماتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا کہ دنیاوی لباس سے مجھ کو کیا کام۔ عرض کی جو رضا ہو وہی کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ درویشانہ کپڑے میں لاؤں۔ ان کو پہنو اور لباس دنیاوی دور کرو اور فقر کو آباد کرو۔

بی بی نے کہا بہت اچھا۔ اس وقت قطب العالم وہاں سے اٹھے۔ اور یاروں کے مجمع میں پہنچے۔ فرمایا کہ اے یارو تم میں سے کوئی ہے کہ ایک جامہ ٹاٹ کا پیدا کرے میرے مردم خانہ کے واسطے۔ اس سے پہلے کسی کو یاروں سے خبر نہ تھی۔ شیخ محمود موزہ دوز نے عرض کی کہ میں لاتا ہوں۔ وہ جا کر لائے فرمایا کہ آزار کو کبود کرلو۔ ویسا ہی کیا۔ حضرت نے اس جفت کو وہ جوڑا پہنایا مال ومنال زر وزیور اور لباس شاہی سب فقر کو دے دیئے۔ سلطان نے اسی قدر اور بھیجا۔ پھر ان بی بی نے فقرا کو دے دیا۔ تین سو لونڈیاں کہ سلطان نے بی بی کو دی تھیں۔ ان کو حضرت قطب العالم کی نظر سے اعادہ کیا کہ اگر کوئی قابل خدمت کے رکھ لیں۔

اس وقت قطب العالم نے ان دو کنیزوں کو ارشاد فرمایا کہ ان کو رکھو اور سب کو واپس کردو۔ ان میں سے ایک کا نام شارو تھا اور دوسری کا نام سکر۔ الغرض جب سلطان ہر بار متاع دنیاوی اپنی لڑکی کے واسطے اور آپ کی خدمت کے واسطے کچھ بھیجتا تھا آپ کو پسند نہیں آتا تھا۔ اور بی بی بھی بیزار تھیں۔ خدمت میں قطب عالم کے عرض کی کہ جب تک ہم اس شہر میں رہیں گے۔ سلطان ہمیشہ ہم کو پریشانی دے گا۔ بہتر ہے کہ اس شہر کو چھوڑ دیں اور دوسرے شہر کو چلیں۔ حضرت قطب عالم کو یہ بات بہت پسند آئی اور دہلی سے اجودھن تشریف لائے۔ اور اپنی جگہ نجیب الدین متوکل کو چھوڑا۔ یہ سبب دہلی کے ترک کرنے کا تھا۔

اور دوسری روایت یوں ہے کہ آنخضرت کی دو بیبیاں تھیں۔ ایک یہ بی بی ہربز دختر سلطان غیاث الدین بلبن کہ ان کا قصہ لکھا گیا ہے۔ دوسری شیخ نصر اللہ کی ماں بی بی ام کلثوم۔ جب یہ بیوہ ہوئیں اس کے بعد قطب العالم اپنے نکاح میں لائے اور شیخ نصر اللہ اپنی ماں کے ہمراہ آنخضرت کے ربیبہ تھے۔ اور روایت صحیح یہی ہے۔ جان آنخضرت کے

آٹھ فرزند تھے۔ پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں کہ یہ بی بی ہر بزہ دختر غیاث الدین بلبن سے پیدا ہوئے تھے۔ تفصیل یہ ہے۔

اوّل شیخ شہاب الدین گنج العلم۔ دوسرے شیخ بدر الدین سلمان صاحب سجادہ تیسرے نظام الدین شہید، چوتھے شیخ یعقوب، پانچویں شیخ عبداللہ کہ یہ بچپن میں فوت ہوئے۔ اور لڑکیاں اوّل حضرت بی بی فاطمہ۔ دوسری بی بی مستورہ۔ تیسری بی بی شریفہ اور شیخ نصر اللہ حضرت قطب العالم کے متبنٰے تھے۔ آنحضرت شیخ نصر اللہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ضعیف روایت یہ ہے کہ دختر سلطان غیاث الدین سے چھ فرزند تھے۔ اوّل لڑکے شیخ شہاب الدین قدس سرہ۔ دوسرے شیخ نظام الدین۔ تیسرے شیخ بدر الدین۔ اور تین لڑکیاں کہ ان کے نام اوپر لکھے گئے ہیں اور شارو سے شیخ نصر اللہ اور سکر سے شیخ یعقوب اور شیخ عبداللہ تھے۔ یہ روایت ضعیف ہے اور اوّل بہت صحیح ہے کہ آٹھوں فرزند دختر غیاث الدین سے متولد ہوئے اور شیخ نصر اللہ متبنٰے تھے۔

ذکر اولاد اور احوال بعض کا اُن فرزندوں سے کہ زیادہ تفصیل سے مذکور ہوگا

فقیر نے اپنے والد بزرگوار پیر دستگیر شیخ مودود محمد چشتی سے بے واسطہ سنا ہے کہ حضرت گنج شکر قدس سرہٗ جب زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً سے مشرف ہوئے۔ بعد زیارت حج اور آستانہ بوسی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بجانب حجرہ کہ اب تک مکہ میں گنج شکر کے نام سے مشہور ہے اور ہمیشہ مقفل رہتا ہے اور اس حجرہ کے باب میں حضرت نے فرمایا تھا کہ کسی وقت ہمارا صاحب سجادہ اس کو کھولے گا۔ متوجہ ہوئے۔ اس وقت تک اس کو کسی نے نہ کھولا تھا کہ جس وقت آپ پہنچے قوت باطن سے اس کو کھولا اور گرد طواف فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں ان کی خاطر میں گزرا کہ اس شہر کے کوہستان میں بسر کروں تا کہ عجائبات قدرت الٰہی دیکھو۔ جب سیر کے واسطے آئے تو اثنائے سیر بعض دیہات بھی نظر پڑے کہ وہاں خوبصورت عمارتیں بنائی تھیں اور عجیب شہر آباد کیا تھا۔ وہاں نزول فرمایا اور ان آدمیوں سے پوچھا کہ تم کس قوم کے ہو؟

انہوں نے عرض کی کہ فرزندان گنج شکر سے ہیں۔ پھر پوچھا کہ کس لڑکے کی نسل سے۔ جواب دیا کہ جن کو تم کہتے ہو ان میں سے کسی کی نسل سے ہم نہیں۔ ہمارا قصہ عجیب وغریب ہے وہ یہ ہے کہ

ایک بار سیر میں حضرت کا گزر یہاں ہوا ہم نے آپ کے آنے کو غنیمت جان کر ضیافت کی۔ ہمارے قبیلہ کی لڑکی جمیلۂ دہر تھے۔ آنحضرت کے طہارت کرتے وقت اس کی نظر آپ پر پڑی۔ اس لڑکی نے یہ آرزو کی کہ بہت اچھا ہوتا اگر اس مسافر کی زوجیت سے میری خوبصورت لڑکی پیدا ہوتی کشور حسن کی بادشاہ ہوتی۔ بمجرد اس خطرہ کے وہ جمیلہ حاملہ ہوئی۔ جب چند روز گزرے آنحضرت کو سفر کا اتفاق ہوا جب حمل کے چار پانچ ماہ گزرے قوم میں بیٹھ کر اٹھی۔ سب حیران ہو کر تہدید تمام اس جملہ کو معرض عتاب میں لائے کہ یہ بات خراب تھی کہ تجھ سے ظاہر ہوئی۔ ہمارے ناموس کو تو نے برباد کیا۔ اس نے قسم کھائی کہ میں نے کوئی کام نامرضی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کیا۔ آدمیوں نے کہا کہ یہ حرکت اس مسافر کی ہے۔ بعد چھ ماہ کے حضرت گنج شکر کا پھر اتفاق اس شہر میں ہوا۔

اس قبیلہ کے آدمیوں نے بہت عتاب کیا کہ اس قسم کا فعل ہمارے قبیلہ میں سرزد ہوا۔ سوائے تیرے کوئی نہیں ہے۔ حضرت ہر چند دفع کرتے تھے مگر کوئی نہیں مانتا تھا بالآخر فرمایا دختر سے پوچھو کہ کبھی اس کے دل میں خطرہ گزرا تھا۔ قوم نے پوچھا اس جمیلہ نے سب کا حال بیان کیا قوم نے نہ مانا۔ اور کہا کہ کرامت پھر دکھلاؤ تو قبول کریں۔ آپ نے بہت انکار کیا۔ ناچار تسکین کرانی پڑی۔

فرمایا کیا چاہتے ہو کہ ہم جنگل جائیں اور شکر برسنا چاہیں اگر برس جائے تو قصہ حمل کا سچا ہے ورنہ جھوٹا۔

القصہ جب جنگل میں آئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ کیا عجب ہے اس آفریدگار سے جس نے بے واسطہ شوہر باکرہ کو حاملہ کر دیا اگر وہ آسمان سے شکر بھی برسائے۔ بمجرد کہنے آنحضرت کے شکر برسی اور گنج گنج ہوئے۔ اس روز سے آپ کا لقب گنج شکر ہوا اور

ہم حضرت کی اس نظر کی اولاد ہیں پھر کہا کہ حضرت پاک پٹن میں آنحضرت کی صلبی اولاد سے ایک صاحب سجادہ شیخ تاج الدین محمود ہیں۔ حضرت شیخ تاج الدین کے خادموں نے فرمایا کہ وہ صاحب سجادہ فقیر ہے۔ وہ آدمی اس معنی کو غنیمت جان کر تین ماہ تک مہمان داری کے شرف سے مشرف ہوئے اور بعض ان سے مرید ہوئے اور بعض نے خلافت حاصل کی۔

ذکر شمار خلفاء قطب العالم رحمتہ اللہ علیہ

سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ آنحضرت کے دس ہزار خلیفہ زمین پر تھے اور اٹھار ہزار دریا میں اور پانچ سو چالیس اور دو سو ہوا میں اور چار سو چوتھے آسمان پر۔ اور سات ہزار پہاڑ میں ہیں اور چودہ ہزار ساتویں آسمان پر خلیفہ ہیں اور غیب اللہ میں سات سو خلیفہ ہیں۔ اور ہزار جو زمین پر ہیں۔ ان میں سے بائیس بہت بزرگ اور معروف مشہور ہیں کہ جن کی بزرگی کی شرح شمار نہیں ہوسکتی۔ ان کے نام یہ ہیں:۔

اوّل بندگی حضرت شہاب الدین بن گنج شکر دوسرے بندگی حضرت شیخ یعقوب بن گنج شکر، تیسرے بندگی حضرت شیخ بدر الدین گنج شکر، چوتھے بندگی حضرت شیخ نظام الدین بن گنج شکر، پانچویں بندگی شیخ نصیر اللہ بن متبنیٰ آنحضرت، چھٹے جمال الدین ہانسی، ساتویں سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی بدایونی، آٹھویں شیخ بدر الدین اسحاق داماد حضرت گنج شکر کے، نائیں شیخ نجیب الدین متوکل برادر حضرت کے، دسویں شیخ محمد سراج، گیارھویں علی شکر ریز، بارھویں دھنی قدس سرہ، تیرھویں شیخ علی شکر یار، چودھویں شیخ زکریا، پندرھویں شیخ زین دین دمشقی، سولھویں شیخ بابا دھار، سترھویں جمال کابلی، اٹھارھویں شیخ جلال الدین، انیسویں شیخ صدر دیوانہ، بیسویں شیخ المشائخ قدوۃ السالکین سید العاشقین علی احمد صابر خواہرزادہ حضرت گنج شکر کے اکیس شیخ رکن الدین قدست اسرار ہم اجمعین۔ انزل علینا من برکاتھم۔

سیر الاولیاء سے منقول ہے کہ جملہ اکیس خلیفہ مذکور میں دس خلیفے ایسے ہیں کہ ان میں اور آنحضرت میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

اوّل شیخ جمال ہانسوی۔ دوسرے سلطان الاولیاء نظام الدین محبوب الٰہی بدایونی، تیسرے شیخ محمد سراج، چوتھے شیخ علی شکردیز، پانچویں شیخ دھنی، چھٹے علی شکرباراں، ساتویں شیخ زکریا سندی، آٹھویں شیخ زید الدین دمشقی، نویں بابا دھارو، دسویں شیخ جمال کابلی قدست اسرارہم۔

ذکر مناقب شیخ المشائخ برہان العاشقین مخدوم شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین سے نقل ہے سیر الاولیاء میں ہے کہ مجھ کو اور جمال الدین ہانسوی اور خواجہ شمس الدین دبیر اور ایک جماعت یاروں کو ایک جگہ اتفاق مراجعت کا ہوا۔ حضرت قطب العالم سے شیخ جمال الدین نے وقت رخصت وصیت چاہی اور اہل ارادت کا یہ ادب ہے کہ جب سفر کے ارادے سے اپنے شیخ سے رخصت ہوتے ہیں۔ وصیت چاہتے ہیں اگر شیخ نے قبل سوال کے وصیت کی فہوالمراد۔ ورنہ درخواست کرتے ہیں۔ شیخ شیوخ العالم نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا یہی وصیت ہے کہ فلاں کو اور اشارہ میری طرف کیا۔ اس مصاحبت میں خوش رکھنا مقصود توئی دگر بہانہ است۔

شیخ جمال الدین حسب وصیت مہربانی فرماتے تھے اور خواجہ شمس الدین دبیر کہ معدن لطافت اور کان ظرافت تھے۔ یہاں تک کہ ایک گروہ کے پاس پہنچے۔ شیخ جمال الدین کے دوستداروں سے عزیزان میراں نام حاکم اس موضع کا تھا۔ اس نے یاروں کے آنے کو سعادت جانا۔ استقبال کیا۔ شیخ جمال الدین اور سب یار اپنی منزل پر اترے اور کھانے عمدہ آگے لائے۔ شیخ جمال الدین نے فرمایا بہت نادر میزبانی کی۔ اب ہم کو جانے کی اجازت دیجئے۔ اس نے کہا کہ اس وقت اجازت دیں گے کہ بارش ہو۔ ان ایام میں بارش کا امکان ہوگیا۔ خلق قحط کی بلا میں مبتلا تھی۔ شیخ جمال الدین نے دیکھا اور کچھ نہ کہا۔ باطن کے معاملہ میں متوجہ تھے۔ شیخ کے دل میں ابھی خیال نہ ہوا تھا کہ خوب بارش ہوئی اور تمام حوالی سیراب ہوگئے۔

صبح کو ہر ایک خوش خوش آگے آیا اور یاروں اور شیخ جمال الدین کے واسطے گھوڑے

بار گیر لائے۔ چنانچہ وہاں سے ہانسی تک سوار آئے۔ میرا گھوڑا بدلگام اور سرکش تھا۔ یار آگے گئے اور میں تنہا رہ گیا۔ بہت مشقت اٹھائی اور بے طاقت ہو گیا۔ گھوڑے سے اترا۔ صفرا غالب ہو گیا۔ بے ہوش ہوا اس حال میں میں نے شیخ الشیوخ فریدالدین کی یاد کی۔ اور نام زبان پر لانے لگا جب ہوش میں آیا مجھ پر شوق طاری ہوا۔ اور بہت راحت ملی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم بھی ان کی یاد میں جائے گا ع

خوش آں رفیق کہ بریادت رود جاں

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں اجودھن جاتا تھا۔ ہانسی میں پہنچا۔ شیخ جمال الدین نے مجھ سے کہا کہ میری طرف سے خدمت میں شیخ شیوخ عالم کے عرضداشت کرنا کہ خرچ میں تکلیف ہے۔ دعا میرے کام میں فرمایئے۔ جب میں خدمت میں پہنچا آپ کا یہ پیغام کہا۔ فرمایا اس سے کہو کہ جب ولایت کسی کو دی جاتی ہے اس کو اس ولایت کی استحالت واجب ہے۔ شیخ نصیرالدین محمود سے سوال کیا کہ استحالت ملوک دنیا کی معلوم ہے۔ استحالت ملوک آخرت کی توجہ قلب الی اللہ ہے۔ ہر وجہ سے مشغول اور کرامت شیخ جمال الدین کی مشہور ہے۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے لیکن مقصود انبیاء کا بھی ہے نہ اولیاء کا ورنہ یہی مقام اس بزرگ کا اور جواب شیخ شیوخ عالم کا دلیل ہے۔

منقول ہے کہ شیخ جمال الدین ہانسوی کی کنیزک تھی۔ نہایت صالحہ شیخ جمال الدین کی عرضداشتیں خدمت میں شیخ شیوخ عالم کے لاتی اور شیخ شیوخ عالم اس کو ایمان والوں کی ماں کہتے ہیں۔ ایک روز شیخ شیوخ نے فرمایا کہ مادر مومنان ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔ عرض کی کہ خواجہ نے جس روز سے کہ بندگی شیخ شیوخ نے پیوند کیا ہے۔ کانوں اور اسباب اور شغل خطاب کو چھوڑ دیا۔ بہت تکلیفیں اور بلا کھینچتا ہے۔ شیخ الشیوخ اس کے سننے سے بہت خوش ہوئے۔ فرمایا الحمد للہ خوش رہتا ہے۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک بار سردی کی ہوا میں میں خدمت میں شیخ جمال ہانسوی کے بیٹھا تھا۔ اس درمیان میں شیخ جمال الدین نے یہ نظم پڑھی۔

باروغن گاؤ اندریں روز خنک   نیکو باشد ہریسہ ونان تنک

میں نے کہا کہ ذکر الغائب اور پوشیدہ ہنسا۔ فرمایا اول تمہارے واسطے میں نے موجود کی ہے تو کہتا ہوں۔ بعدہ جو کچھ فرمایا مجلس میں حاضر لائے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی نے شیخ ابوبکر طوسی حیدری کے ساتھ پانی کے کنارے پر جو متصل اغریب کے ہے ایک خانقاہ نہایت عمدہ وہاں بنی ہے آرام کیا۔ وہ ایک درویش عزیز تھا۔ اس کا معاملہ حیدریوں کے ساتھ بہت سا نہ تھا اور علیحدہ تھا۔ الغرض درمیان شیخ جمال الدین اور ابوبکر طوسی کے محبت تھی۔ اس واسطے کہ مولانا حسام الدین اندپی شیخ القضاۃ وخطباء کے تھی۔ اور یہ مولانا حسام الدین شیخ جمال الدین کی خدمت میں ارادت رکھتے تھے۔ ان ایام میں کہ شیخ جمال الدین شیخ الاسلام حضرت قطب الدین کی زیارت کو شہر میں آتے۔ شیخ ابوبکر طوسی سے ملاقات کرتے تھے اور مولانا حسام الدین شیخ جمال الدین کے آنے کو غنیمت جانتے تھے اور ضیافت کرتے تھے۔

الغرض شیخ جمال الدین ہانسی سے آتے تھے۔ مولانا حسام الدین نے استقبال کیا۔ شیخ ابوبکر طوسی نے مولانا حسام الدین سے کہا کہ شیخ جمال الدین سے کہ میں حج کو جاتا ہوں۔ الغرض جب مولانا حسام الدین آب وہندہ کے وضو کرنے کو پہنچے۔ اس کنارہ پر شیخ جمال الدین پہنچے تھے۔ اور اس کنارے مولانا حسام الدین اور آب دہندہ درمیان تھی۔ شیخ جمال الدین نے مولانا حسام الدین سے بآواز پوچھا کہ وہ یار شنید ہمارا کیسا ہے یعنی ابوبکر طوسی، مولانا حسام الدین نے کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ اور یہ بیت کہو پیچھے سے میں بھی آتا ہوں۔

اے یار ترا سرم نثار اولیٰ تر | یکسر چہ بود بلک ہزار اولیٰ تر
درغار وطن سازد جو بوبکرؓ زانکہ | بوبکر محمدی بغار اولیٰ تر

شیخ قطب الدین منور نواسہ جمال الدین ہانسوی سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ جس روز یہ حدیث پاک القبر رضة من ریاض الجنة او حضرة النیران شیخ جمال الدین نے سنی ہے۔ یعنی ''قبر ایک باغ ہے جنت کے باغوں سے یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں سے'' نہایت رنجیدہ ہوتے تھے اور اس کے ڈر سے بہت بے قرار رہتے تھے۔

جب رحمت الٰہی کے جوار میں ملے یا اور عزیز بھی بسبب اس معنی کے خلق سے بے قرار رہتے تھے۔ان کا حال قبر میں کیسا ہوگا۔

الغرض بعد چند روز کے چاہا کہ ان کی قبر پر گنبد بنا دیں۔کھودا جب لحد کے نزدیک پہنچے دیکھا بہشتی خرفہ روئے مبارک سے قبلہ کی طرف ظاہر ہوا کہ اس سے بہشت کی خوشبو آتی تھی۔اسی وقت وہاں سے دور ہو گئے اور جگہ کو سماد کیا۔سلطان المشائخ نے فرمایا مولانا جمال الدین ہانسوی کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا۔فرمایا کہ جب مجھے گور میں رکھا۔عذاب کا فرشتہ آیا اور اس کے پیچھے دوسرا فرشتہ آیا۔فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا حکم پہنچا کہ وہ ہم کو دو رکعت صلوٰۃ الروح کہ نماز شام کی سنت کے متصل پڑھتا تھا۔اور آیۃ الکرسی متصل فرض کے پڑھتا تھا۔اس کے سبب سے ہم نے بخش دیا۔

سیر الاولیاء سے منقول ہے کہ جب مخدوم شیخ جمال الدین نے انتقال کیا مادر مومناں کہ ان کی خادمہ تھی۔مصلا اور عصا شیخ جمال الدین کا جو شیخ سے پایا تھا۔برہان الدین صوفی شیخ جمال الدین کے لڑکے جو شیخ قطب الدین منور کے باپ تھے۔عالم صغر میں تھے۔شیخ شیوخ عالم کی خدمت میں اس مصلا اور عصا کی رحمت سے اور نعمت کے سبب سے کہ شیخ جمال الدین کے رواں کی تھی۔مولانا برہان الدین صوفی کو بخشی اور فرمایا جیسا کہ جمال الدین ہمارے محبوں سے تھا۔تو بھی ہمارا محب ہے اور یہ فرمایا کہ چندگاہ مولانا نظام الدین کی خدمت میں رہ۔اس محل میں مادر مومناں نے شیخ شیوخ عالم کی خدمت میں عرض کی کہ ہزمان ہندوی کہ خواجہ بالا یعنی چھوٹا ہے اس بار گراں کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔شیخ شیوخ عالم نے فرمایا کہ اے مادر مومناں پونیوں کا چاند بھی باں ہوتا ہے۔چودھویں رات کا چاند اوّل چھوٹا ہوتا ہے۔درجہ بدرجہ پہنچتا ہے۔

الغرض مولانا برہان الدین مرتبہ کمال کو پہنچے اور شیخ شیوخ کی برکت سے مشائخ کبار کے اوصاف ان میں جمع ہوئے۔ایک مرید نہ کرتے اور صاف اعتقاد سے خدمت میں سلطان المشائخ کے ہانسی سے آتے تھے۔حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ان کے لئے جماعت خانہ میں کھٹ بناؤ۔عاجزی کے اوصاف کا خاصہ ان میں تھا۔بسبب ترک

ادب کے جماعت خانہ میں کھٹ پر نہیں لیٹتے تھے۔ اور جب سلطان المشائخ کی خدمت میں جاتے تھے۔ اوّل پاکیزہ جامہ اپنا عود اور عطریات سے معطر کر لیتے تھے۔ اگرچہ ایک دن میں چند بار طلب ہوتے۔ اس کی حکمت اس بزرگ سے پوچھی۔ فرمایا جب کسی بزرگ کی خدمت میں جائیں اچھے کپڑے پہن کر جائیں اور اس بزرگ کا جمال باکمال تھا۔ ظاہر آراستہ اور باطن معمور رکھتے تھے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا برہان الدین کے بھائی کا بڑا لڑکا شیخ جمال الدین ہانسوی کا دیوانہ ہو گیا تھا لیکن جو میں نے اس سے سنا ہے وہ ہزار ہوشیار سے نہیں سنا ہے کہتا تھا العلم حجاب الاکبر میں نے جانا کہ یہ معنوی دیوانہ ہے۔ یہ حدیث میں نے اس سے پوچھی۔ جواب دیا کہ علم حق کا غیر ہے اور جو حق کا غیر ہے وہ حجاب ہے۔

ذکر مناقب سلطان الاولیا محبوب الٰہی نظام الملۃ والدین احمد محمد بدایونی قدس سرہ العزیز

گلشن اولیاء سے نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ علوم دینی کے درس میں مقید تھے۔ چنانچہ بدایوں میں علم کی تحصیل کرتے تھے۔ ایک روز کتاب ہاتھ میں لئے استاد کی طرف جاتے تھے۔ اثناء راہ میں ایک عورت نہایت صاحب جمال کھڑی دیکھی۔ وہیں عاشق ہو کر کھڑے رہ گئے۔ نہ طاقت گفتار۔ نہ قدرت رفتار۔ کتاب ہاتھ سے گر پڑی۔ القصہ چند یار ہمراہ تھے متعجب ہوئے۔ ہر چند کوشش کی بات نہ کی لیکن ہزار حیلہ سے گھر پہنچایا۔ خویش و عزیز جمع ہو کر نصیحت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تم نے اس قدر علم پڑھا ہے اور علماء زمانہ سے ہوئے ہو۔ تمام لوگ تم سے امیدواری فضل اور فیض اور نصیحت کی رکھتے ہیں کچھ کرو کہ تم سے نفع لیں اور کہا کہ دہلی میں بادشاہ چاہتا ہے کہ قاضی نصب کرے وہاں جاؤ اور قاضی بنو۔

آخر باکراہ تمام کہنے سے دہلی آئے اور سلطان سے ملاقات کی۔ سلطان نے علماء کو جمع کیا اور بحث کرائی۔ اور حضرت سلطان سب پر غالب آئے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور انعام فرمایا مجلس سے اٹھا۔ آپ کے والد جب آپ شکم مادر میں تھے وفات پا چکے تھے۔

ان کی وفات کی حقیقت یہ تھی کہ دو روز متواتر ان کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ لڑکے اور شوہر کے ساتھ کہ دونوں ہوں ایک جگہ نہیں سکتی ہو۔ ایک لے لو۔ تیسری بار خواب دیکھ کر لڑکا قبول کیا۔ شوہر نے انتقال فرمایا۔

القصہ ایک روز شیخ حضرت خواجہ قطب الدین کے آستانہ بوسی کو پہنچے اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں ایک مجذوب رہتا تھا۔ جب شیخ نظام الدین وہاں پہنچے تھوڑی دیر کھڑے ہوئے کہ میرے باب میں عہدہ قضا کی بابت کچھ زبان سے نکلے۔ اس مجذوب نے فوراً کہا کہ نظام الدین تو قاضی بننا چاہتا ہے۔ میں تجھ کو دین کا بادشاہ دیکھتا ہوں۔ اس بات سے بہت متفکر ہوئے۔ گھر آئے اور یاروں اور عزیزوں سے کہا کہ ہم فقیر ہوں گے۔ سب نے ملامت شروع کی اور طرح طرح کی نصیحت کی۔ حضرت نے چند ٹکہ یاروں کو دیئے کہ جاؤ اور سیر کرو۔ سب تماشے کو گئے۔ شیخ نے کتابوں کو جمع کر کے پانی میں ڈبو دیا۔ اور آپ کو دوسرے حال میں نہ پایا۔ یار آئے کیا دیکھتے ہیں کہ دوسرا سامان ہے۔ سمجھا کہ یہ ہماری قید سے نکلے۔ بعدۂ شیخ نے ان سے کہا کہ مجھ کو مرید کرا دو۔

اس وقت دہلی میں اولیائے عظام سے شیخ نجیب الدین متوکل تھے۔ حضرت قطب العالم شیخ فرید گنج شکر کے بھائی۔ سب نے کہا ان کو مرید کرا دیں۔ شیخ نجیب الدین کے پاس لے گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت قطب العالم زندہ ہیں میں یہ گستاخی نہیں کر سکتا۔ اور یہ سوچی کہ ان سے کہوں گا کہ حضرت قطب العالم کے پاس لے جاؤ تو یہ کہیں گے کہ اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ اس وقت یہ فرمایا کہ اس زمانہ میں دو مشائخ بے مثل ہیں۔ ایک غوث الاعظم حضرت بہاؤ الدین زکریا دوسرے قطب العالم فرید الدین گنج شکر ایک کے پاس لے جا کر مرید کرا دو۔

بعدۂ شیخ نظام الدین طرف قبلہ حاجات روانہ ہوئے۔ جب ہانسی پہنچے تو آگے راہ میں امن نہ تھا۔ وہاں ٹھہرے جب آدمی وہاں جمع ہوئے تو وہاں سے چل دیئے۔ ان کے ہمراہ ایک آدمی راہ کا پیر اس قافلہ میں جاتا تھا جہاں یہ آدمی بیٹھتا تھا اور بھی بیٹھتے تھے اور جب یہ چلتا تھا اور بھی چلتے تھے۔ شیخ نظام الدین نے اس کی ہمراہی قبول کی۔ اور اس کے

تابع ہوئے اور راہ چلتے تھے۔ وہ آدمی ایک جگہ کھڑا ہوا اور زبان کھولی کہ حضرت پیر دستگیر میرے شفیع ہو اور جلد شیخ نظام الدین نے پوچھا کہ کس سے کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ قطب عالم شیخ فرید گنج شکر کو یاد کرتا ہوں اور ان سے چاہتا ہوں اس وقت سے ان کی خواہش اور زیادہ ہوئی۔

جب مقام سرسے میں پہنچے۔ شیخ کے دل میں ٹھہرا کہ تیز قدم ہو کر اجودھن پہنچوں۔ یا درمیان ہتھیز کے ہو کر ملتان پہنچوں۔ چند قدم سر سے چلتے تھے اور لوٹتے تھے۔ ایک طرف کو دل نے آرام قبول نہ کیا۔ تین روز اسی طرح کیا۔ بعدۂ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ شیخ نظام الدین کو اجودھن لے جا۔ اس وقت اس کو یقین ہوا اور اجودھن کی راہ میں آئے۔ اور قطب العالم کے پاس پہنچے۔ اور جمال با کمال دیکھا پاؤں چومے اور سر زمین پر رکھا۔

حضرت قطب العالم نے فرمایا سر اٹھاؤ۔ سلطان المشائخ نے عرض کی کہ کچھ دل میں رکھتا ہوں۔ لیکن خوف سے نہیں کہہ سکتا۔ فرمایا جو تیرے دل میں ہے اس سے زیادہ ہے۔ **امــا لـكل داخل دهشتـه** کہا اس وقت شیخ نے سر اٹھایا حضرت قطب العالم نے کلاہ چہار ترکی اپنے سر سے اتار کر شیخ کو دی اور مرید کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ

مولانا نظام الدین ہم کو اس سے پہلے فرمان تھا کہ نظام الدین بدایونی آتا ہے ہندوستان کی ولایت اس کے سپرد کرنا۔

اب بموجب فرمان کے یہ ولایت ہندوستان تیرے سپرد کرتا ہوں۔ بعدۂ حضرت شیخ کا آرام گاہ فرمایا۔ شیخ وہاں اترے وہاں بھی یار تھے۔ بعد ازاں مولانا بدر الدین اسحاق کو حکم ہوا کہ ایک چارپائی شیخ نظام الدین کے پاس لے جاؤ کہ اس پر سوویں۔ مولانا چارپائی لے گئے اور کہا کہ حضرت قطب العالم نے یہ چارپائی آپ کو عطا فرمائی۔

شیخ نے عرض کی کہ چند اولیاء اللہ یہاں ہیں میری کیا طاقت ہے کہ چارپائی کے اوپر سوؤں۔ مولانا نے جا کر حضرت قطب العالم سے عرض کی۔ اس وقت شیخ نے چارپائی کو لوٹا دیا کہ اس کی بان د زمین سے ملے اور حسب فرمان اس پر بیٹھے۔ مخدوم مولانا گئے اور

اس واقعہ کو قطب العالم کے عرض میں پہنچایا۔ حضرت قطب العالم نے مولانا سے فرمایا ہمارا کہا نہیں کرتے اور اپنی مراد چاہتے ہو۔ اس وقت شیخ نے بضرورت چارپائی اس کی اور اس پر بیٹھے یار متعجب اور متحیر ہوئے کہ اول روز ہی ان پر اس قدر نوازش فرمائی۔ بعدازاں چودہ سال قطب العالم کی خدمت میں رہے اور مطبخ کرتے تھے۔

ایک روز چند سیر موٹھ فتوح آئے۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ پکاؤ۔ شیخ نظام الدین نے لے کر پکائے۔ بعض یاروں نے شیخ سے کہا کہ نمک بھی ڈالنا چاہئے۔ شیخ نے ان کی خاطر سے ایک دانگ نمک قرض لے کر ڈالا جب کھانا موجود ہوا حضرت قطب العالم کو خبر کی۔ فرمایا کہ حصے کرلو اور جو میرا حصہ ہو میرے سامنے لاؤ۔ بعدہ چند دانہ موٹھ کے قطب العالم کے حصے کے آگے لا کر رکھے۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ اس طعام سے اسراف کی بو آتی ہے۔ شیخ نے عرض کی کہ نمک قرض لے کر ڈالا تھا فرمایا کہ اب ایسا نہ کرنا۔ جس طعام میں اسراف ہو نہ کھانا چاہئے۔ اس کو آگے سے دور کیا اور ایک روز قطب عالم نے فرمایا کہ میں نے چاہا تھا کہ کسی کو ہند کی ولایت پر متعین کروں۔ فرمان پہنچا کہ نظام الدین آتا ہے۔ اس کو سونپو۔ سبحان اللہ کیا ذات ملک الصفات منبع البرکات تھے۔

گلشن اولیاء سے نقل ہے کہ ایک شخص حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں سے ہمیشہ پوچھا کرتا تھا کہ پیری کیا ہے اور مریدی کیا ہے؟ شیخ کچھ جواب نہیں فرماتے تھے۔ ایک روز اسی مرید کو مغرب کی طرف جانے کا اشارہ کیا اس مرد مرید نے کچھ نہ پوچھا اور اس طرف کو چلا گیا۔ تمام روز سیر کرتا تھا اور رات کو آرام کرتا تھا۔ چند روز متواتر چلا یہاں تک کہ دہلی سے لاہور پہنچا۔ لاہور کا حاکم تلاش میں تھا کہ کوئی شیخ نظام الدین کے مریدوں سے ملے تو اس کو سو اشرفی دوں۔ حاکم نے نذر کی تھی۔

جب یہ مرد لاہور پہنچا آدمیوں نے اس سے پوچھا اور حاکم کو خبر دی کہ ایک مرید شیخ نظام الدین کا آیا ہے۔ اس نے اس کو بلایا اور سو اشرفی دیں اور کہا حضرت کے آگے لے جا کہ میں نے نذر کی تھی۔ وہ مرد لے کر پھرا اور دہلی کو چلا۔

اثناء راہ میں ایک عورت قحبہ صاحب جمال تھی اس پر عاشق ہو گیا۔ دن تمام شدت میں گزرا اور رات کو اس کے گھر پہنچا اور وصال طلب کیا۔ اس عورت نے کہا کہ یہ دامنی جو میں اوڑھے ہوئے ہوں جس قدر اس کے نقش ہیں جو ہر نقش پر زر رکھے وہ میری مصاحبت میں بستر پر آئے۔ اس نے کہا کہ میں سو اشرفی رکھتا ہوں۔ ہمیانی کھولی اور شمشاد بالا کے آگے رکھی اور جانبین سے ارادہ تباہی کا ہوا۔ ولقد همت بدوهم بهالَا اَنْ رَّاٰیَ برهان ربّه برہان پیر دستگیر کا دیکھئے کہ اس کے ایسا طمانچہ مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر گرا۔ وہ عورت متحیر ہوئی جب تھوڑی دیر بعد ہوشیار ہوا اس فاحشہ نے پوچھا کہ کیا تھا کہا پیر دستگیر سے مجھ کو یہ سزا نمودار ہوئی۔ وہاں سے بھاگا اور توبہ کی۔ اس عورت نے بھی توبہ کی۔ اور اس مرد کے ہمراہ ملازمت میں حضرت شیخ کے پہنچے اور قدم چومے۔ اس مرد نے سو اشرفی آگے رکھیں۔ شیخ نے وہ اشرفیاں ان کو دے دیں اور دونوں کا نکاح کر دیا۔
اس وقت سلطان المشائخ نے اس سے فرمایا کہ مریدی وہ تھی جو تو ہمارے حکم سے فوراً چلا گیا اور پیری وہ تھی کہ کار ناشائستہ سے ہم نے تجھ کو باز رکھا۔ من بعد سخن شیخ شرف الدین پانی پتی سے ہوا درمیان میں اس شخص نے قطب العالم سے پوچھا کہ شرف الدین کس کے مرید تھے۔ فرمایا کہ مرید سلطان المشائخ شیخ نظام الدین کے۔ بندہ نے عرض کی کہ ان ارادت کی کیفیت کیا تھی کہ مشہور نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک وقت خاطر شریف میں شیخ شرف الدین کے گزرا کہ کسی سے مرید ہوؤں کہ آسمان سے تصرف رکھتا ہو۔ قصد کیا اوّل آسمان پر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ بوریا بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر وہاں سے پھرے۔ دوسرے روز دوسرے آسمان پر گئے۔ پھر یہی دیکھا۔ تیسرے روز تیسرے آسمان پر گئے وہی دیکھا چوتھے روز چوتھے آسمان پر گئے۔ دیکھا کہ حضرت بوریے پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک مصلّیٰ سفید بچھا ہوا ہے اور خالی پڑا ہے۔
پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ کہا کہ یہ نور قطب عالم کا ہے۔ پوچھا وہ کہاں ہیں؟ کہا ابھی عالم میں ان کا وجود نہیں آیا ہے کہا کہ جب عالم میں وجود آ جائے گا تو اس مصلّیٰ پر نماز پڑھیں گے۔

شیخ شرف الدین پھرے اور پانچوں روز پانچویں آسمان پر گئے۔ دیکھا کہ حضرت شیخ بوریے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور چھٹے روز چھٹے آسمان پر گئے وہی دیکھا۔ ساتویں روز ساتویں آسمان پر گئے۔ وہاں بھی دیکھا کہ حضرت شیخ بوریے پر نماز پڑھتے ہیں اور ایک مصلیٰ سفید خالی پڑا ہے۔ پوچھا کس کا ہے؟ کہا شیخ بدیع الدین کا ہے المعروف شاہ مدار۔ کہا وہ کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ وجود ظاہری ابھی نہیں پایا ہے۔ جب موجود ہوں گے۔ اس مصلیٰ پر نماز پڑھیں گے۔ پھر شیخ شرف الدین پھرے۔ دوسرے روز آگے گئے۔ ستر ہزار حجاب ظلماتی طے کیے۔ وہاں دیکھا کہ سلطان المشائخ سفید مصلیٰ بچھائے نماز پڑھتے ہیں۔ اور الٹی طرف ایک صف کے فرق سے شیخ رکن الدین ابوالفتح نواسہ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے نماز ادا کرتے ہیں۔ شیخ شرف الدین نے یہ دیکھا۔ وہاں سے بھی پھرے۔ پھر ستر ہزار حجاب نورانی طے کیے دیکھا کہ سلطان المشائخ نظام الدین تنہا کھڑے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہاں سے پھرے۔

دوسرے روز آ کر احوال حقیقت سلطان المشائخ سے عرض کی اور ارادت چاہی۔ سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ تم بھی وہ جنگل دیکھ آئے ہو اور اس منزل میں پہنچے ہو تم کو کس بات کی حاجت ہے۔ پھر شیخ شرف الدین نے اپنے لڑکے کو سلطان المشائخ کے پاس بھیجا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا وہی جواب تھا جو کہا گیا پھر شیخ شرف الدین نے التماس کی کہ یہ بیس حجاب نور کے جو رہے تھے۔ وہاں بوسیلہ پیر کے گزر نہیں ہے۔ اس وقت سلطان مشائخ نے فرمایا کہ میں عصر کے وقت دریا کے کنارے جب جاؤں گا۔ وہاں بیعت کروں گا جب وقت آیا سلطان المشائخ گئے اور کلاہ سر سے اتاری اور پانی پر رکھ دی۔ کلاہ غائب ہو گئی چند یار جو ہمراہ تھے متعجب ہوئے۔ بعد ازاں سلطان المشائخ نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈالا اور شجرہ پڑھا اور شیخ شرف الدین کو یاد کیا۔ خواجہ خسرو علیہ الرحمہ نے اس واقعہ کو پوچھا۔ فرمایا کہ یوں واقعہ تھا اور قصہ تمام کیا۔

نقل ہے سید السادات مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہٗ سے سراج الہدایۃ میں ہے کہ شیخ نظام الدین پیدا ہوئے۔ ایک منجم ہمسایہ تھا۔ وہ گھر سے نکلا اور دروازے پر بیٹھا اور

کہا یہ بچہ بزرگ ہوگا۔ ایک نے کہا گماشتہ ہوگا۔ خیر بزرگ ہوگا۔ ایک نے کہا بادشاہ ہو گا کہا خیر بزرگ ہوگا۔ کسی نے کہا ملک ہوگا کہا خیر بزرگ ہوگا۔ منجم نے کہا بادشاہی کا تاج اس کے پاؤں کے تلے دیکھتا ہوں۔ ہر سر سے برتر ہوگا۔ اور کہا کہ یہ بچہ درویش بزرگ ہوگا۔ بادشاہ اس کے دروازے پر آئیں گے اور گرویدہ ہوں گے۔ اس حکایت سے حاضرین کو مزہ پیدا ہوا۔

نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایۃ میں کہ بندگی شیخ معین الدین کو مرد غیب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا کہ اے شیخ معین شہر میں شور کیا ڈالا ہے۔ کہا میں نے مرد غیب نے کہا خیر باز شیخ معین الدین نے کہا شیخ قطب الدین سے۔ مرد غیب نے کہا خیر باز شیخ نے کہا فرید الدین مرد غیب نے کہا خیر باز۔ شیخ نے کہا شیخ نظام الدین سے مرد غیب نے کہا برہان الشیخ معین الدین شیخ نے کہا مجھ کو معذور رکھو۔ مجھ سے چوتھا محل ہے مرد غیب نے کہا تمہارے فرزندوں سے یہ سب تم سے رہے عظمت شیخ نظام الدین کی کہ حاضرین کو ذوق ہوا۔

نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایۃ میں کہ شیخ فرید الدین کا طریقہ تھا کہ جس کو خلافت نامہ دیتے فرماتے کہ جاؤ شیخ جمال الدین کے پاس۔ وہ شیخ جمال الدین کے پاس جاتا تھا۔ شیخ جمال الدین کسی کو پھیر دیتے تھے اور بعض کو مسلم رکھتے تھے۔ جب شیخ نظام الدین کو خلافت نامہ دیا۔ اشارہ کیا کہ جمال کے پاس جاؤ۔ شیخ نظام الدین گئے اور خلافت نامہ پیش کیا۔ شیخ جمال الدین نے پڑھا اور خادم سے کہا دوات قلم لاؤ۔ خادم لایا شیخ جمال الدین نے یہ بیت اس پر لکھے

ہزاراں دُرود اور ہزاراں سپاس — کہ گوہر سپردہ بگو ہر شناس

بعدہٗ شیخ جمال الدین نے شیخ نظام الدین سے کہا کہ ایک ہمارے لڑکوں میں سے تمہارے پاس پہنچے گا۔ اس پر شفقت ظاہری کرنا چاہئے۔ بعد چند وقت کے شیخ قطب الدین ہانسوی نواسہ شیخ جمال الدین شیخ نظام الدین کے پاس آئے اور ارادت کی۔ دوسرے وقت فرماتے تھے کہ مولانا وجیہہ الدین کو مشکل پڑی۔ خواجہ خضر علیہ السلام سے

حل کی اور کہا کہ اے خواجہ اگر مجھ کو کوئی مشکل ہو تو تم نے کہاں ملاقات ہو گی۔ کہا میں شیخ نظام الدین کے مطبخ رہتا ہوں۔ مولانا حیران ہوئے۔ ان ایام میں مولانا کی شیخ نظام الدین محبت نہ تھی۔ آخر ارادت لا کر بندہ ہوئے۔

نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الھدایۃ میں کہ ایک روز شیخ نظام الدین کا خادم آگے آیا اور عرض کی کہ لنگر کے واسطے کچھ نہیں ہے۔ شیخ نے کہا جاؤ قرض لو۔ خادم نے کہا جس بقال سے لیتا ہوں کہیں گیا ہے۔ شیخ نے کہا پس ہمارے صوفی بے افطار رہیں گے۔ خادم نے کہا ہاں امیر خسرو بیٹھے تھے۔ ٹکہ زر کا آگے شیخ نظام الدین کے رکھا۔ شیخ نے کہا یہ ٹکہ زر کا کہاں سے ہے۔ امیر خسرو نے کہا شیخ سے ٹکہ زر کا رکھا ہوا پایا تھا۔ کفن کی نیت سے رکھا تھا۔ اپنے کلاہ میں رکھتا تھا۔ آپ نے کہا اے خسرو لے لو۔ امیر خسرو نے لے لیا اور ٹوپی میں رکھ لیا۔ شیخ نظام الدین نے نماز ادا کی۔ خادم آگے آیا اور کہا کہ خضر خاں کی عورت نے کھانا بھیجا ہے۔ اس نے نیت کی تھی کہ اگر میری مراد بر آئے ہزار زر قرض کے شیخ نظام الدین کی خدمت میں بھیجوں گی۔ اے لالہ تم نے کہا تھا کہ ہمارے صوفی افطار نہ کریں گے۔ اب لو خادم نے ٹکہ زر کا نکالا اور قرض حجرہ میں لے گیا جب افطار ہوا شیخ نظام الدین نے امیر خسرو سے کہا تم بعد افطار کے توقف کرنا۔ گھر میں جانا مصلحت نہیں ہے۔ امیر خسرو حسب ارشاد ٹھہر گئے۔ بعد عشاء کے امیر خسرو کو بلایا۔ امیر خسرو نکلے نزدیک ایک غار تھا تاریک۔ شیخ اور امیر خسرو دونوں غار کے اندر گئے ایک شہر دیکھا امیر خسرو حیران ہوئے۔ شیخ نظام الدین و امیر خسرو بازار گئے۔ تمام خلق شیخ کے پاؤں پر گرتی اور خدمت کرتی تھی۔

امیر خسرو نے اس شہر کے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ شہر کون سا ہے۔ اس نے کہا اے امیر خسرو شیخ نظام الدین کے برابر رہتا ہے اور نہیں جانتا کہ کون سا شہر ہے۔ امیر خسرو نے کہا میں نہیں جانتا۔

اس مرد نے کہا یہ وہ شہر ہے کہ اس کا حاصل شیخ نظام الدین کی کندوری میں خرچ ہوتا ہے۔ بعدہٗ شیخ نظام الدین وہاں سے پھرے۔ شیخ نے کہا اے امیر خسرو ہم کو خدائے

تعالیٰ غیب سے روزی پہنچاتا ہے۔ امیر خسرو شرمندہ ہوئے اور پاؤں پر گرے اور کہا اے شیخ معاف کیجئے۔ شیخ نظام الدین نے کہا میں نے بخشا۔

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایۃ میں کہ ایک بار ایک شخص نے شیخ نظام الدین سے عرض کی کہ جب ذکر شیخ کا ہوتا ہے۔ شیخ رکن الدین مولانا نظام الدین کہتے ہیں۔ شیخ نظام الدین نے کہا میں کیا کروں۔ عرش پر شیخ رکن الدین کو مخدوم شیخ رکن الدین کو لکھا ہے۔ میں کیسے خلاف کروں۔ اس نے کہا شیخ رکن الدین آپ کو کیوں مولانا کہتے ہیں۔ شیخ نظام الدین نے کہا جس جگہ کہ نام مجھ ضعیف کا لکھا ہے اگر شیخ رکن الدین دیکھتے ہیں یہی کہتے ہیں۔ جو لکھا ہے مخدوم جہاں حسام الدین نے اس اثناء میں کہا کہ شیخ نظام الدین کو قطب کر کے لکھا ہے۔ ایک بار نزدیک وفات کے شیخ نظام الدین نے دو وصیت کی تھی۔ ایک یہ کہ میرے جنازے کی نماز کی امامت شیخ رکن الدین کریں۔ دوسرے یہ کہ میرے جنازہ کے آگے مطرب سرود کہیں۔ ناگاہ شیخ رکن الدین دہلی سے آئے اور امامت کی۔ بعدہ جنازہ اٹھایا مطرب چاہتے تھے کہ سرود کہیں۔ شیخ رکن الدین نے منع کیا کہ فتنہ قائم ہوگا۔

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں کہ ایک دن شیخ نظام الدین نے دروازے کے کواڑ دے دیئے تھے اور کہا کہ کوئی گھر میں نہ آئے۔ امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے خبر پائی کہ آج ایسا حکم ہوا ہے شیخ کے دروازے کے آگے آئے۔ کوئی دروازہ نہیں کھولتا تھا۔ امیر خسرو درخانہ کی دیوار کی طرف کہ حضرت شیخ مشغول تھے آئے شیخ کیا دیکھتے ہیں کہ امیر خسرو کھڑا ہے۔ شیخ نے تفتی شروع کی۔ یاروں نے آواز شیخ کی تفتی کی سنی۔ آپس میں کہا کہ شاید کوئی اندر آیا ہو۔ تختہ در کا کھول دیا اور آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ امیر خسرو کھڑے ہیں یاروں نے کہا کہ امیر خسرو باہر کھڑے ہیں۔ اس پر شفقت بہت ہے۔ امیر خسرو گیا اور شیخ کے پاؤں پر گرا کہ معاف کیجئے مجھ سے جرات ہوئی ہے۔ شیخ نے کہا کہ معاف کیا سر اٹھاؤ۔ امیر خسرو نے کہا کہ سر نہ اٹھاؤں گا جب تک شیخ نہ فرمائیں کہ کیا کرتے ہو۔ پھر تفتی شروع کی۔ یاروں نے کہا کہ امیر کا اعتقاد معلوم ہوا سر نہ اٹھائے گا

جب تک شیخ بیان نہ کریں گے۔ شیخ نے کہا کہ میرے سر میں کہا کہ اے نظام الدین جو نعمتیں کہ ہم نے تجھے آخرت میں رکھی ہیں ان کو دیکھ۔ میں سجدہ میں پڑا میرے آگے پیش کرتے تھے حور ایسے اور قصور ایسے اور باغ ایسے اور نہریں ایسی اور دیگر نعمتیں پیش کرتے تھے۔ امیر خسرو نے کہا کہ شیخ کا کیا خطاب ہوا۔ فرمان ہوا کہ شیخ ملکی از ملوک بہشت۔ پھر امیر خسرو نے کہا اے شیخ مجھ کو شغل بتایئے کہ شیخ کے پاس رہوں۔

فرمایا اے خسرو تو عمل دار ہوگا۔ اب سر اٹھا۔ امیر خسرو خوش ہوئے اور پھرے اس کو علم باطنی کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ ممتاز علو دینوی سکرات موت میں تھے۔ ایک مرید نے کہا کہ بار خدایا ہمارے پیر کو بہشت روزی کر خواجہ نے آنکھ کھولی اور کہا کہ اے نامرد برسیں ہوئیں کہ شرق اور عرب بہشت پیش کرتے ہیں میں اس کو گوشہ چشم سے نہیں دیکھتا۔ اب خود کیونکر جاؤں۔

نقل ہے کہ خرقہ درویشی کے گلیم کا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں پایا تھا۔ براہ شجر پیران چشت شیخ فریدالدین کو پہنچایا تھا اور حضرت نے اپنے پیر کے اشارہ سے شیخ نظام الدین کو عطا فرمایا اور شیخ نظام الدین نے وقت رحلت کے بحکم اشارہ پیران شیخ نصیرالدین محمود اودھے کو عنایت کیا۔

منقول ہے کہ انہوں نے بوقت رحلت کے وصیت فرمائی کہ اس خرقہ مبارک کو ہماری قبر کے سرہانے رکھ دینا۔ اس سبب سے کہ ایک طیور آیا ہے مبادا ادب اس خرقہ کا جیسا کہ چاہئے کوئی نہ کر سکے۔ حاضرین نے یونہی حسب وصیت کام کیا۔ سبحان اللہ تعالیٰ زہے عظمت اور کرامت شیخ نظام الدین احمد محمد بدایونی قدس سرہٗ العزیز کے اس مقام کے لائق ہر ایک نہیں ہے۔ کیا اچھا کہا ہے جس نے یہ موتی اُگلے ہیں۔

اسرار محبت ہر دل نہ بود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

حضرت کا وصال اٹھارہویں ماہ ربیع الثانی روز چہارشنبہ میں ہوا۔

ذکر مناقب شیخ المشائخ نصیر الحق والشرع والدین محمد اودھے چراغ دہلوی قدس سرہ العزیز

سید السادات شیخ جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہٗ سے سراج الہدایۃ میں نقل ہے کہ ایک وقت شیخ نظام الدین کی مجلس میں ایک شخص نے عرض کی کہ آپ کے خلفاء میں بزرگ کون ہے۔ شیخ نے سکوت فرمایا۔ بعد تھوڑی دیر کے فرمایا نصیر الدین محمود کہ نسخہ اصل کے موافق ہے۔ وہ مرد چپ رہا اور آگے ذکر نہ کیا۔

نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایۃ میں ایک بار شیخ نظام الدین کے آگے برادر شیخ نصیر الدین نے عرض کی کہ برادر ضعیف مولانا نصیر الدین محمود نزدیک ہے کہ تلف کیا جائے۔ بندگی شیخ نظام الدین نے کہا کہ کس سبب سے تلف کیا جائے۔ برادر مولانا نصیر الدین نے کہا کہ افطار مولانا نصیر الدین کا تمہارے دین پر پہنچا ہے۔ خادم شیخ نظام الدین کا کھڑا تھا کہا برادر مولانا راست کہتا ہے۔ خادم نے کہا کھانا کہ کندوری میں آگے مولانا نصیر الدین کے رکھتا ہوں۔ پھر ویسا ہی اٹھالیتا ہوں۔ وقت افطار کے شیخ نظام الدین نے شیخ نصیر الدین کو بلایا۔ دو قرص معہ سری اور دو سیر حلوا دیا اور کہا کہ سب کھا جا۔ شیخ نصیر الدین کہتے تھے مجھ کو دشوار ہوا چونکہ میں ضعیف ہو گیا تھا کہ کیونکر کھاؤں گا پھر شیخ نصیر الدین کے دل سے گزرا کہ زبان مبارک سے نکلا ہے سب کھا۔

طشت شیخ نظام الدین کے پاس رکھا۔ بعد ہر دوگانہ ایک لقمہ کھاتا تھا۔ آخر شب تک دونوں قرص اور حلوا کھالیا۔ شیخ نظام الدین کی ولایت کی برکت سے کچھ نہ ہوا۔

نقل ہے کہ جب شیخ نصیر الدین کے اٹھارہ چھریاں ماریں۔ کسی نے کہا کس سبب سے ماری ہیں۔ شیخ نصیر الدین نے کہا مجھ کو مار سکتے کہ مجھ سے رات مسواک فوت ہوئی تھی۔ اس شومی سے مارا ہے کوئی مرد کہتا ہے اے نصیر الدین مسواک تو نے فوت کی۔ مخدوم جہانیاں اس حکایت کے اثناء میں فرماتے تھے کہ اولیاء خدا کو ایک مسح کی ترک سے پکڑ لیتے ہیں جیسا کہ دوسروں کو ترک فرض سے گرفتار کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بار قاضی فخر الدین بجنوری واسطے ملاقات شیخ نصیر الدین کے

آئے۔ قاضی فخر الدین نے کہا اے مخدوم یہ ظالم تم سے کیا چاہتا ہے۔ شیخ نصیر الدین نے کہا کہ اے مولانا مجھ سے وہی چاہتا ہے جو شیخ نظام الدین سے دیکھا ہے۔ احمق اس قدر نہیں جانتا کہ مرد زمانہ کے اندازہ پر اٹھتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک بار سلطان محمد حاکم شیخ نصیر الدین کو ستاتا تھا۔ مخدوم قاضی فخر الدین نے جب سنا ہندوستان سے بے ذوق ہو کر گئے اور شیخ نصیر الدین سے ملاقات کی۔ قاضی فخر الدین نے کہا اے مخدوم اس کے کام میں ظالم نہ ہوں گے۔ الغرض اس کو سزا دینا چاہی۔ شیخ نے فرمایا اے مولانا فخر الدین ایک رات بشریت کے کام میں تھے۔ ناگاہ آخر شب مجھ کو خواب آئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قطب العالم شیخ نظام الدین فرماتے ہیں۔ اے مولانا نصیر الدین سلطان محمد کھینچا گیا ہے۔ میں نے دعا کو ہاتھ اٹھایا اور غضب سے شیخ نظام الدین کے ڈرتا تھا۔ دعائے بدنہ کی شیخ حسام الدین نے اثنائے حکایت میں فرمایا کہ سلطان محمد اعتقاد رکھتا تھا۔

نقل ہے کہ شیخ نظام الدین بھانجے شیخ نصیر الدین کے کہتے تھے۔ ایک بار میں بعد نماز عشاء کے شیخ کے پاس آیا۔ ناگاہ آدھی رات کے قریب ایک مرد شیخ کی ملاقات کو آیا تھا میں گیا تا کہ شیخ کو خبر کر دوں کیا دیکھتا ہوں کہ بوریا میں بلندی چاہتا ہے۔ میرے دل میں گزرا شاید بوریے کے نیچے شیخ ہوں۔ جب بوریا اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ غلطیدہ ہیں۔ شیخ اٹھے اور کہا مولانا زین الدین کہتا ہے کہ میرے دل میں گزرا کہ فقران علم بوریا اوپر کھینچتے ہیں تو بھی ایک ساعت میری موافقت کی خاطر بوریا اوڑھ تا کہ قیامت کے دن اجر فقیر کا پائے۔ شیخ زین الدین حیران ہو گئے۔

نقل ہے کہ جامع العلوم ملفوظ حضرت مخدوم جہانیاں تصنیف سید علاؤ الدین سے بتاریخ ۲۲ رمضان المبارک روز دوشنبہ بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ رکن الدین کے اوصاف میں ذکر ہو رہا تھا شیخ نصیر نے فرمایا دعا گو مدینہ مبارک میں روضہ مقدسہ حضرت نبی صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام کہتا تھا۔ شیخ مدینہ عبداللہ مطری رحمتہ اللہ علیہ دعا گو کا ہاتھ پکڑ کر طرف پایانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور کہا یہاں سلام پڑھ کہ وہ

مقام شیخ رکن الدین اور شیخ نصیرالدین کا ہے۔ وہاں انہوں نے سلام پڑھا پھر بعد اس کے خانہ کعبہ میں نزدیک مصلیٰ شیخ محمود نصیرالدین کے عبداللہ یافعی شیخ مکہ نے دعا گو سے کہا اور دوسری جگہ بتائی۔ دعا گو دونوں مصلوں کے پیچھے مشغول ہوا۔ ان کے مصلوں پر قدم نہ رکھا۔ میری کیا مجال تھی جو ایسا کرتا۔ شیخ عبداللہ یافعی اور دیگر مشائخ نے مجھ کو دعا دی کہ اب نگاہ رکھ۔ بعدازاں دونوں کے پیچھے میں مشغول ہوا۔ شیخ رکن الدین نے وفات پائی تھی اور شیخ نصیرالدین زندہ تھے۔ ایک رات شیخ نصیرالدین کو میں نے دیکھا۔ مجھ سے منع فرمایا کہ میری حیات میں کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اسی طرح جمعہ اور پیر کی رات کو حاضر ہوتے تھے۔

فرمایا کہ کتاب ہے کل من صحبة له ولاية يكون ليلة الجمعة وليلة الاثنين فى المكة المباركة والمدينة المشرف

یعنی جس کو صحبت صحو سنت کی ہو وہ جمعہ اور پیر کی رات مکہ اور مدینہ منورہ میں جاتا ہے اور پھر آتا ہے۔

پھر میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا میری اولاد بہ صحبت ولایت لکھ۔ سید عنقریب ہے۔

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے جامع العلوم میں کہ شیخ نصیرالدین نے وفات پائی۔ ماہ رمضان المبارک میں دعا گو چلہ میں معتکف تھا۔ اسی روز شیخ عبداللہ مطر گزرے اور میرے پاس آئے مسجد کے حجرہ میں اور سلام کیا۔ میں نے پہچانا کہ شیخ عبداللہ مطری ہیں۔ میں نے اکرام کیا اور جواب سلام کا دیا۔ شیخ جو فارسی نہیں جانتے تھے عربی زبان میں کہا۔ هات الشيخ قطب الهند اليوم وانا جى فى الصلوٰة جنازة وانت معتكف اغلق الباب وصل صلوٰة الجنازة ولا تخرج والا اذهب بك ۔ یعنی شیخ مدینہ نے کہا آج قطب الہند نے انتقال فرمایا یعنی شیخ نصیرالدین نے اور میں مدینہ سے آتا ہوں ان کے جنازہ کی نماز کے واسطے اور تم معتکف ہو باہر آنا روا نہیں ورنہ میں تم کو لے جاتا۔ دروازہ بند کرلو اور نماز جنازہ ادا کرو۔ اور خود جا کر نماز جنازہ ادا کی۔

وفات شیخ نصیر الدین کی بتاریخ ۱۵ ماہ رمضان المبارک کو ہوئی۔ سبحان اللہ زہے کرامت اور عظمت مریدان شیخ فریدالحق والدین کی کہ لائق اسرار اور مقام کے ہر کوئی نہیں ہے۔

اسرار محبت راہر دل نبود قابل
درنیست بہر دریار زنیست بہر کانے

ذکر ولادت اور وفات شیخ الاسلام والمسلمین، سراج المحققین برہان العاشقین ملک المشائخ شیخ شیوخ العالم فریدالدین گنج شکر قدس سرہ العزیز

میں نے حضرت والد بزرگوار پیر دستگیر شیخ مودود چشتی بدایونی سے سنا ہے کہ آپ ۳۰ شب شعبان کو پیدا ہوئے۔ شام کو جب مطلع صاف نہ تھا۔ رمضان المبارک کے واسطے لوگ متردد تھے باتفاق مجبور شہر کی خلائق آنحضرت کے والد بزرگوار شیخ جمال الدین سلیمان کے پاس جمع ہوئے اور عرض کی کہ کل کے روزہ میں شک ہے اور گواہی بھی نہیں ہوئی ہے۔ حضرت کیا فرماتے ہیں کہا آج کی رات اس فقیر کے گھر فرزند تولد ہوا ہے اگر وہ سعادت مند بعد طلوع صبح صادق کے دودھ پیئے گا تو جان لیا جائے گا کہ کل رمضان المبارک نہیں ہے۔ ورنہ بتحقیق رمضان المبارک ہے۔

جب صبح صادق ہوئی تو آنحضرت نے یعنی گنج شکر رضی اللہ عنہ نے دودھ نہ لیا۔ اسی طرح تمام رمضان گزارا اور خلائق دودھ نہ لینے سے روزہ رکھتی رہی۔ پھر دوسری جگہ سے گواہی پہنچی کہ اسی روز غرہ ماہ رمضان المبارک کا تھا۔ دوسرے ماہ رمضان المبارک کو بھی اسی طرح دودھ نہ لینے سے جانا۔

نقل ہے کہ سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الحق والدین فرماتے تھے کہ شیخ الشیوخ قدس سرہٗ کو سختی چلہ کی ہوئی کہ اس سبب سے نقل فرمائی۔ سلطان المشائخ سے سوال کیا کہ تم وقت پر حاضر تھے۔ آپ نے چشم پرآب کی اور فرمایا کہ آخیر ماہ شوال میں مجھ کو دہلی بھیج دیا تھا اور آپ کی نقل پانچویں محرم کی تھی۔ وقت رحلت کے مجھ کو یاد کیا۔ لوگوں نے کہا دہلی میں ہیں اور گنج شکر بھی وقت رحلت قطب المشائخ کے حاضر نہ تھے۔ ہانسی تھے۔

سلطان المشائخ یہ حکایت فرماتے تھے اور روتے تھے۔ چنانچہ سب حاضرین بھی روتے تھے اور فرماتے تھے کہ پانچویں شب ماہ محرم کو شیخ پر رحمت غالب ہوئی۔ عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی۔ بعدازاں بے ہوش ہوئے۔ بعد ساعت کے پھر ہوش آیا۔ پوچھا کہ نماز میں نے پڑھ لی ہے۔ سب نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ ایک بار اور ادا کر لوں۔ کیا جانے کہ کیا ہو۔ دوسری بار ادا کی پھر بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا پوچھا کہ میں نے نماز ادا کر لی ہے۔ عرض کیا کہ دو بار ادا کی۔ فرمایا ایک بار اور ادا کر لوں۔ کیا جانے میسر ہو یا نہ ہو۔ تیسری بار پھر ادا کی۔

سیر العارفین میں مذکور ہے کہ بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا کہ مولانا نظام الدین دہلی میں ہے۔ میں بھی وقت رحلت اپنے خواجہ کے حاضر نہ تھا اور آہستہ بدرالدین اسحاق کے کان میں فرمایا کہ میری نقل کے بعد میرا جامہ جو حضرت قطب الملۃ والدین سے ملا ہے نظام الدین کو پہنچانا۔ یہ فرمایا اور پانی واسطے تجدید وضو کے طلب کیا اور وضو کر کے دوگانہ ادا کیا اور سجدہ میں گئے چنانچہ اسی سجدہ میں رحلت فرمائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ط

نقل ہے سلطان المشائخ سے کہ جب قطب العالم رحمت حق سے ملے آسمان سے آواز آئی کہ دوست دوست سے مل گیا۔ اور اپنے مقام کو پہنچا جونہی حضرت سلطان المشائخ اس حرف پر پہنچے ایسا روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔ اور آپ کے اصحاب روئے اور یہ بیت پڑھا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

سیر الاولیاء سے نقل ہے اس کتاب کا مصنف اپنے والد سید مبارک ابن سید محمد کرمانی کیمیا عدار سے کہتا ہے کہ جب شیخ گنج شکر رحمت حق سے ملے اور مقام مقصد صدق میں قرار پایا غسل دیا اور جنازہ پر ڈالنے کی چادر مانگی۔ میری والدہ کہتی تھیں کہ مجھ کو یاد ہے کہ سید محمد کرمانی اس بندہ کے دادا جلدی سے گھر میں آئے اور ایک چادر لے گئے۔

وہ اوپر شیخ گنج شکر کے ڈالی۔ اور آپ کے فرزندوں کا یہ اتفاق تھا کہ اجودھن کے حصار کے باہر جہاں شیدا ہیں۔ وہاں دفن کریں۔ اس نیت سے حصار کے باہر لائے اسی اثناء میں خواجہ نظام الدین آپ کے پسر کے ہمراہ سلطان غیاث الدین بلبن کے قصہ بے تابی میں تھے اور قصہ ان کے پہنچنے کا یوں تھا کہ

انہوں نے موضع مذکور میں خواب دیکھا کہ حضرت شیخ مجھ کو اپنی خدمت میں بلاتے ہیں۔ اس کی صبح کو خواجہ نظام الدین رخصت ہوئے۔ اور اجودھن کو روانہ ہوئے۔ اتفاق سے اسی رات شیخ نے نقل فرمائی۔ اجودھن پہنچے لیکن دروازہ حصار کا بند تھا۔ رات کو حصار سے باہر رہے۔ اس رات کو شیخ نے رحلت فرمائی اور کہتے تھے نظام الدین آیا لیکن کیا فائدہ کہ ملاقات نہ ہوئی۔ اٹھے اندر حصار کے آویں۔ دروازہ کے نزدیک پہنچے تھے کہ جنازہ شیخ کا باہر لائے۔

الغرض بھائیوں سے پوچھا کہ کہاں دفن کرو گے۔ سب نے کہا کہ حصار کے باہر شہیدوں کے نزدیک کیونکہ حضرت شیخ اکثر وہاں مشغول رہتے تھے۔ اور مروع مقام ہے۔ خواجہ نظام الدین نے کہا کہ اگر تم شیخ کو حصار کے باہر دفن کرو گے تمہارا کوئی اعتبار نہ کرے گا جو شیخ کی زیارت کو آئے گا سب باہر زیارت کریں اور چلے جائیں گے۔ پھر نماز جنازہ بھی باہر ادا کی۔ اور باتفاق اس عاشق مولا کو پھر اندر حصار کے لائے اور اس مقام میں کہ اب مدفون ہیں دفن کیا۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک مرد خدمت میں شیخ گنج شکر کے آیا۔ اور کہا اگر فرمان ہو حجرہ مسکینوں کے واسطے جو باہر سے پانی اور لکڑی لاتے ہیں خشت سے بناؤں۔ شیخ نے فرمایا کہ سات برس سے مسعود بندہ نے نیت کی ہے کہ اینٹ پر اینٹ رکھے۔

القصہ اس مرد نے شیخ کی اولاد کو آمادہ کیا کہ حجرہ میں ویسا ہی ہوا لیکن بعد نقل شیخ کے حجرہ کو خراب کیا اور روضہ متبرکہ ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ واسطے لحد شیخ الشیوخ العالم کی خشت خام کی حاجت ہوئی۔ جو موجود نہ تھی۔ گھر میں شیخ کے خشت خام لائے تھے وہ لحد میں لگی۔ طیب اللہ مرقدہٗ وجعل خطیرۃ القدس مثواہ۔

سلطان المشائخ سے پوچھا کہ عمر شیخ گنج شکر کی کتنی تھی۔ فرمایا پچانوے سال اور نقل کے وقت یہ سخن فرماتے تھے یَا حَیُّ یا قیُّوم ۔

وفات شریف حضرت کی ۶۶۴ھ میں واقع ہے۔ پانچویں محرم روز سہ شنبہ۔ چنانچہ بعض نے غرہ تاریخ لکھی ہے۔

۱ فرید عصری ۲ اولیائے خدا

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اوّل شیخ سعد الدین حمویہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی اور تین سال بعد بہاؤالدین ذکریا نے۔ اور پھر بعد تین سال کے شیخ شیوخ عالم فرید الحق والشرع والدین گنج شکر قدس سرہٗ نے بعد تین سال کے ابوالغیث یمنی نے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ اچھا وقت کہ یہ پانچ بزرگوار حیات تھے۔ شیخ گنج شکر، شیخ ابوالغیث یمنی، شیخ سیف الدین باخرزی، شیخ سعد الدین حمویہ، شیخ بہاؤالدین زکریا قدس اللہ ارواحہم اجمعین۔

شیخ عالم فرید ملت و دین ‏ ‏ شیخ ابوالغیث و شیخ سیف الدین

شیخ سعد حمویہ شیخ الوقت ‏ ‏ شیخ صاحب نفس بہاؤالدین

بود ہر پنج پیر ہر دُر یک پر

ہر یکے بادشاہ دنیا و دین

عجب مقام اور احترام گنج شکر کا تھا کہ اس کے لائق ہر کوئی نہیں۔

اسرار محبت را ہر دل نہ بود قابل

دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۹۹) نودونہ نام بندگی حضرت قطب العالم شیخ السموات والارض فرید الحق والشرع والدین قدس سرہٗ العزیز کے جس مہم کے واسطے پڑھے۔ خدائے تعالیٰ آسان کرے۔

یا سلطان المشائخ – یاسلطان الاولیاء – یاقطب الاقطاب – یامخدوم اوّل و آخر – یالسان الحق – یامعشوق الحق – یا قبول الدرین یا مخدوم جہانگیر یا شیخ الشیوخ العالم – یاشیخ شمس العارفین – یاشیخ سراج المواحدین – یاسلطان الاتقیا – یاشیخ تاج الاصفیاء – یاشیخ سید الشاکرین – یاشیخ سُلطان الفاتحین – یاشیخ سُلطان المجاہدین – یاشیخ الطاہرین – یاشیخ الاطہرین – یاشیخ الفاضلین – یاشیخ المفضلین – یاشیخ الشافین – یاشیخ الراشدین – یاشیخ المساکین – یاشیخ الصادقین – یاشیخ المصدقین – یاشیخ الزاہدین – یاشیخ المتقین – یاحضرت گنج شکر چشتی – یاشیخ شمع العالمین – یاشیخ الادرعین – یاشیخ الکبرین – یا شیخ الروفین – یا شیخ الراکعین – یا شیخ الساجدین – یا شیخ الصابرین – یاشیخ المنورین – یاشیخ المقربین – یاشیخ الواصلین – یاشیخ المخلقین – یاشیخ المسعود – یاشیخ بہان العاشقین – یاشیخ المعشوقین – یاشیخ بدرالحق – یاشیخ علماء الحق – یاشیخ معین الحق – یاشیخ عین الحق – یاشیخ حق حق – یاشیخ حیاء الحق – یاشیخ ضیاء الحق – یاشیخ صاحب – کشف و کرامت – یاشیخ غیاث الوصف – و شیخ ولدادم – یاحضرت شیخ فریدالدین مسعود اجودھنی – یاشیخ الغلمین – یاشیخ الآخرین – یاشیخ المحبوبین یاشیخ العظمت – یاشیخ درویشن المکئین – یاسلطان المتوکلین – یاشیخ الاسلام والمسلمین – یاشیخ المؤمنین – یاشیخ العاکفین – یاشیخ المطلوبین – یاشیخ المخصوص – یاشیخ المهدین – یاشیخ الثقلین – یاشیخ الکونین – یاشیخ الاطہرین – یاشیخ الاکبرین –

یاشیخ الافضلین– یاشیخ الاسعدین– یاشیخ الاعلیین– یاشیخ الھادین– یاشیخ الفاتحین– یاشیخ الشارعین– یاسید المساکین– یاشیخ المقبولین– یاشیخ الاخیار– یاشیخ انجبا– یاشیخ الکبریا– یاشیخ البلغایا– یاشیخ قبول سبحانی– یاشیخ بحر حقانی– یاشیخ صاحب الذوق– یاشیخ غائب الشوق– یاشیخ قمر الانوار– یاشیخ قدوۃ الابرار– یاشیخ السموات والارضین– یاشیخ بری– یاشیخ بحری– یاشیخ الامام– یاشیخ الاھام– یاشیخ بدر الطریقۃ– یاشیخ برھان الحقیقۃ– یاشیخ سلطان المجاھدین– یاشیخ ملک السالکین– یاشیخ یحیی ویمیت– یاشیخ غوث الاعظم– اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یاقاضی الحاجات یاشیخ فریدالحق والشرع والدین مسعود اجودھنی قدس اللّٰہ سرہٗ العزیز– اقض حاجتی بحرمۃ النبی واٰلہٖ الامجاد واصحابہ الاخیار

الکبار اجمعین برحمتک یاالرحم الراحمین یاغوث

الاعظم اغثنی وامدونی فی قضاء حاجتی یاشیخ فریدالدین

اقض حاجۃ العبد المذنب بحرمۃ النبی واٰلہٖ واصحابہٖ وبحرمۃ خواجگان چشت اھل بھشت برحمتک یاارحم الراحمین ۔ اٰمین اٰمین اٰمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٰھی بحرمۃ شیخ فریدقدس اللّٰہ سرہٗ العزیز خواجہ فریدمولانا فریددرویش فریدمسکین فریدحاجی فریدقاضی غازی فریدسیاح فریدشاہ فریدبابا فریدحسنی فریداجودھنی فریدقطب العالم فریدشکر گنج فریدصاحب فریدخادم فریدمخدوم فریدمنفقر

فریدمفتخر فریدولی فریدسخی فریدحسب اللہ فریدمقبول اللہ
فریدنوراللہ فریدناراللہ فریدشیخ اللہ فریدرحمہ اللہ فریدکرم
اللہ فریدولی اللہ فریدنظراللہ فریدحجۃ اللہ فریدفضل اللہ
فریداولیاء اللہ فرید محیط اللہ واصل اللہ فرید عبداللہ فرید سر ار
فرید روح اللہ فریدصبغۃ اللہ فریدلفظ اللہ فریدصنعۃ اللہ
فریداولیا فریداتقیا فریداصفیا فریدشیخ یحیی ویمیت فریدشیخ
الاسلام فریدفقیر فریدغریب فریدمتوکل فریدمتکمل
فریدمتحمل فریدعابد فریدزاہد فریدھادی فریدمہدی
فریدموحد فریدموجد فریدعالم فریدعامل فریدصابر فریدشاکر
فریدعاشق فریدعزیز فریدصادق فریدعارف فریدصافی
فریدصوفی فریدخالص فریدمخلص فریدشاہ جہان فریدشیخ
الزمان فریدقطب الاقطاب فریدغوث فریدمغیث الحق فریدمحقق
فریدمدقق فریدمرشد فریدخوند کارجہان فریدخواجہ جہان
فریدحجۃ الحق فریدفریدالحق فریدمتقی فریدمتدین فریدمجتہد
فریدحاجی الحرمین فریدامام الثقلین فریدشیخ الاعظم فریدپیر
پیران فریدغوث الثقلین فریدشیخ الثقلین فریداوّل فریدآخر
فریدظاہر فریدباطن فریدنصیر الدین فریدفریدالدین فریدمحبوب
الحق فریدبرفریدبحر فریدخشکی فریدتری فریدمتبحر
فریدسلطان فریدبرہان فریدخواجہ فریدخواجۂ عالم فریدسلطان
المشائخ فریدشیخ الشیوخ العالم فریدنظام الدین فرید کمال
الدین فریدجمال الدین فریدبدرالدین فریدمحرم اسرار فریدمنبع
اثار سُبحانی فریدواصل فریدفاضل فریدناصر فریدحافظ
فریدسالک فریدمالک فرید کامل فریدحامد فریدحق فریدوکیل

فریدکبیر فریدحمید فریدمحمود فریدمقصود فریدقاصد فریدموجود فریدمسعود فریدم فریدقدم فریدهردم فریدفریدالدین فریدفریدالدهر فریدفریدالحق فریدشکر گنج مسعود اجودهنی فریدمعشوق اللّٰہ فریدغوث اللّٰہ فریدغوث الدهر فریدسراج المحققین فریدبرهان العاشقین فریدمحیط العارفین فریدشیخ الاسلام والمسلمین فریدشمس العالمین فریدخالق العادت فریدمحی القلوب العادات فریدغوث الاعظم فریدمرصع العلوم السالکین فریدصاحب الولایات فریدوارث العالم فریدقطب الحق والشرع والدین فریداللهم اغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین ۔

حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز زبان دربار سے فرماتے ہیں۔

پیر من پیرپست مولانا فرید
مثل او در دہر مولانا فرید

اسی باب میں امیر خسرو علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

گرز بہر ترک ترکم اوہ برتارک نہند
ترک تارک گیرم واما نگیرم ترک ترک

ایں بیت از زبان مبارک امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ۔

قصہ پیران ماچوں قصص الانبیا است
ذکر مرید ان اوتذکرۃ الاولیا ست

فصل ۴

بیان حسب اور نسب اور ازواج اور اولاد شیخ بدر الدین سلیمان گنج شکر صاحب سجادہ قدس اللہ سرہ العزیز کا

ذکر آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز

سیر الاولیاء سے منقول ہے کہ شیخ المشائخ طریقت آفتاب عالم حقیقت یعنی شیخ بدرالدین سلیمان بن شیخ الشیوخ عالم گنج شکر رحمتہ اللہ علیہما بعد وفات حضرت گنج شکر کے سجادہ نشین ہوئے۔ تمام بھائیوں کے اتفاق سے اور سب اہل ارادت حاضر تھے۔ مصنف سیر الاولیا کہتا ہے کہ میں نے اپنے والد سید مبارک محمد کرمانی سے سنا ہے کہ شیخ بدرالدین سلیمان سر منڈائے نہیں رہتے تھے۔ مانگ نکالتے تھے۔ مشائخ چشت کے طریق پر جو دست بیعت خلفاء چشت سے رکھتا۔ وہ طریق اس طرح تھا کہ جب چاہا کہ خواجہ قطب الدین چشتی کو باپ کے سجادہ پر چشت میں بٹھلا دیں اور خواجہ قطب الدین صغیر تھے۔ دوسرے اقربا اور بزرگ رضامند نہیں ہوتے تھے۔ اور خواجہ علی چشتی کہ چچا خواجہ قطب الدین کے تھے۔ سلطان غیاث الدین کے عہد میں شہر دہلی میں آئے تھے۔ بزرگانِ چشت نے دو خلفاء صاحب نعمت کو خاندان خلفاء چشت سے ایک خواجہ روز کی بوقت کم سنی ان کے نام مبارک کی تکبیر کہتے تھے۔ اللّٰہ اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہُ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہِ الحمد

دوسرے خواجہ غورک بوقت سنی ان کے نام مبارک کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے تھے۔ واسطے اس مصلحت اور کھولنے سجادہ کیفیت خاندان چشت کی کہ خواجہ قطب الدین کو دیتے ہیں۔ خدمت میں خواجہ علی کے دہلی میں روانہ کیا چنانچہ یہ حکایت مشہور ہے۔

الغرض یہ خلیفہ صاحب نعمت جب اجودھن میں پہنچا۔ شیخ الشیوخ عالم فریدالدین کو خبر ہوئی کہ یہ دو بزرگ خاندانِ چشت سے آئے ہیں۔ شیخ الشیوخ عالم نے استقبال کیا۔ بزرگ بزرگ کو تعظیم کے ساتھ اجودھن میں لایا اور ضیافتیں کیں۔ بعدہ مولانا شہاب الدین اور شیخ بدرالدین سلیمان کو نذر مبارک سے گزارنا۔ اور کہا کہ ان کو آپ کلاہ ارادت پہنائیے۔ ان بزرگوں نے کہا کہ ہماری کیا جگہ ہے کہ تجھ سے بادشاہ کی نظر میں کلاہ دیں۔ شیخ الشیوخ عالم نے فرمایا کہ ہم یہ نعمت تمہارے خاندان سے رکھتے ہیں۔ میرا مطلوب یہ ہے کہ کلاہ تمہارے ہاتھ سے پہنیں۔ بعدہٗ ان بزرگوں نے کہا کہ جب مخدوم معذور نہیں

رکھتا اور اشارہ ہوتا ہے کلاہ مخدوم اپنے دست مبارک سے کرے ہم کو دے۔

پس مولانا بدرالدین اسحاق نے بحکم اشارت شیخ الشیوخ عالم کے کلاہِ ان بزرگ کو دی اور ان بزرگوں نے اور سوائے پانچ روز کے کسی وجہ سے افطار نہ کرتے تھے اور آپ کا افطار ایک پہر رات تک ہوتا تھا۔ چند نان روغن کے ساتھ چکھیں چنانچہ ایک سیر کی آٹھ روٹیاں ہوتیں ان میں سے ہزار حیلہ سے کھاتے تھے ایک پیالہ دودھ کے ساتھ اور وقت افطار کے سوائے اس کھانے کے حلوہ اس وقت بڑے بڑے وقت سے اور روٹیاں آگے لے جاتے تھے۔ اس سے کچھ نہ کھاتے حلوے کی صحنک اس وقت کہ خلق سوتی تھی جس کو دل چاہتا بھیج دیتے تھے۔ درویشوں کی خارج کندوری کہ دو وقت جماعت خانہ میں ہوتی تھی اور خاص وعام کا اس سے حصہ ہوتا اور اگر شیخ شیوخ العالم کے موضہ میں آتے درویش اور محتاج ان کی سخاوت کے واسطے کھڑے ہوتے تھے جس صف پر ایثار شروع کرتے ہر ایک کو تیں مبلغ عنایت فرماتے اور چلے جاتے۔ اگر ایسا آتا کہ کچھ اس کو مل گیا ہو اور اپنے مقام سے علیحدہ ہو کر دوسری جگہ صف میں کھڑا ہوتا اور اپنے حال سے خبر کرتا کہ میں ایک بار لے چکا ہوں اس کو دو چند دیتے۔ اگرچہ چند مرتبہ اس نے ایسا کیا ہو زجر اور توبیخ نہ کرتے۔ مقصود شیخ کا یہ تھا تا کہ کوئی مناع اللخیر نہ ہو اور جو آدمی خدمت خاص میں مشغول رہتے اور جو طائفہ وضو کراتا اور جو کپڑے سیتی تھی اور دھوتی تھی کسی آدمی کی مجال نہ تھی کہ ان پر آسیب پہنچادے اور اگر کوئی زبردستی یا رنج پہنچاتا خانقاہ سے نکال دیتے تھے اور طہارت اور لطافت کی اس قدر کوشش تھی کہ حد سے مقبول۔

منقول ہے کہ شیخ رکن الدین نبیسہ شیخ بہاؤالدین زکریا شہر دہلی سے ملتان جاتے تھے۔ شیخ شیوخ العالم کی زیارت کو گئے جب روضہ متبرکہ سے نکلے شیخ علاؤالدین سے معانقہ ہوا اور شیخ علاؤالدین نے ملاقات کی۔ شیخ رکن الدین واسطے مصافحہ اور معانقہ کے گئے اور شیخ علاؤالدین کو گود میں لیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو ایسی طاقت بخشی ہے کہ کوئی نہیں جگہ سے ہلا سکتا لیکن مجھ کو چند نفر قرابت کے سبب سے کہ تعلق ان کے ساتھ دیا ہے کشاں لے جاتے ہیں۔ یہ سخن فرمایا اور باہم رخصت کی۔ جب شیخ علاؤالدین رحمتہ اللہ

علیہ اپنے مقام میں آئے۔ اسی وقت وہ جامہ اتار ڈالا اور غسل کیا۔ اور دوسرا جامہ پہنا اور سجادہ پر بیٹھے۔ یہ بات شیخ رکن الدین تک پہنچائی گئی اور کہا یہ کیا بزرگی ہے کہ آپ سے پاک نژاد کے معانقہ سے کیا۔

شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ تم مولانا علاؤ الدین کی قدر کیا جانو۔ وہ چاہتا ہے کہ جو ایسا کرتا ہے مجھ سے بوئے دنیا آتی ہے اور وہ آدمی میرا زندگی کرتا ہے اگر ظلم کے ہاتھ سے شیخ الشیوخ عالم کے روضہ میں آتا مجال نہ تھی کہ کسی مظلوم کو بزور وتعدی روضہ متبرکہ سے نکالتا اگرچہ بادشاہ وقت ہوتا۔ اس بادشاہ دین ودنیا کے خوف سے ڈرتا۔

نقل ہے کہ حضرت قطب العالم شیخ محمد بن شیخ ابراہیم بن شیخ فیض اللہ بن شیخ بندگی حضرت تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنج شکر قدس سرہٗ سے کہ جب حضرت سلطان محمد تغلق کہ اس کو ظالم کہتے تھے۔ ایک روز دہلی سے باہر آیا اور چاہا کہ پیروں کے خانوادوں سے مال لے اور پاک پٹن کے جوار میں پہنچا اور اپنے وکلاء کو شیخ علاؤ الدین موج دریا کی ملازمت میں بھیجا کہ سب خانوادوں نے مال دیا تم بھی دو۔ حضرت نے فرمایا کہ جو مال خانوادوں سے لے کر آئے ہو ہمارے آگے جمع کرو۔ اس کے بعد ہم بھی اپنی قدر کے موافق دیں گے۔

وکلاء مذکور نے شیخ کے حکم کے اشارہ پر اسی طرح سے کیا اور سلطان کے آگے گئے اور کیفیت بیان کی۔ بعد ازاں شیخ علاؤ الدین نے فقراء اور مساکین کو بلایا اور فرمایا کہ اے بندگانِ خدائے تعالیٰ یہ مال ان فقراء سے تمہارے نصیب میں تھا لو درویشوں نے حسب فرمودہ شیخ علاؤ الدین ایسا ہی کیا۔ اس روز سے آپ (آنحضرت) کا لقب موج دریا پڑ گیا جس راہ سے گزرتے تھے لوگ شیخ علاؤ الدین موج دریا کہتے تھے۔

جب یہ سمع میں سلطان محمد تغلق کے پہنچا۔ غضب میں ہوا اور لشکر اور شہانت شاہانہ کے ساتھ شیخ علاؤ الدین کی درگاہ میں پہنچا۔ جب دیکھا کہ شیخ شرع کے جادہ پر بیٹھے ہیں۔ سلطان مذکور بہت نزدیک ہوا۔ چاہا کہ حضرت شیخ سے مزاحم ہو حضرت نے اپنے دونوں آستین مبارک کو دراز کیا ان میں سے دو شیر نکلے چاہا کہ سلطان کو پھاڑ دیں۔ یہ

دیکھ کر اپنے فعل سے باز رہا اور سر حضرت شیخ کے پائے مبارک پر رکھا اور توبہ کی۔ آخر اس کی خوشامد سے حضرت شیخ نے شیروں سے فرمایا کہ اپنی جگہ چلے جاؤ۔ وہ بصورت گربہ ہو کر چلے گئے۔

سلطان مذکور نے ایک تسبیح قیمتی جواہرات کی نذر گزرانی۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہم کیا کریں ہم فقیر ہیں۔ واپس لے جاؤ۔ سلطان نے بہت منت سماجت کی۔ شیخ نے اس تسبیح کو خدام کے حوالے کر دیا اور سلطان سر زمین پر لا کر گر گیا۔ اس اثنا میں ایک پیرزن بے نور نے خدمت میں شیخ علاؤالدین کے عرض کیا کہ ہم بھوکے ہیں اور خراب حال رہتے ہیں۔ آج بادشاہ آیا تھا۔ کچھ فتوح گزرانی ہے۔ وہ ہمارا حصہ کرو۔ حضرت شیخ نے خادم کو بلایا اور فرمایا کہ وہ تسبیح جو سلطان نے نذر کی ہے لاؤ۔ جب وہ لائے تو شیخ نے پیرزن کو دے دی۔ اور فرمایا یہ تسبیح لے جا تیرا کام ہو جائے گا۔ اس پیرزن نے کہا اور بھی فتوح گزرانی ہوگی۔ فرمایا خیر یہی فتوح ہے لے اور جا آخر وہ پیرزن اس تسبیح کو بازار لے گئی۔

اس اثناء میں خبر سلطان کو پہنچی کہ اس تسبیح کو ایک بڑھیا بیچتی ہے۔ سلطان نے ایک آدمی بھیجا کہ اتنے ہزار ٹکے لے جاؤ اور بڑھیا کو دے کر تسبیح لا۔ جب وہ آدمی پہنچا اور چند ہزار ٹکے اس کو دیئے جانا کہ میں نے خوب قیمتی پائی۔ وہ تسبیح قیمتی تھی فوراً اس بڑھیا نے تسبیح بادشاہ کے آدمی کو دے دی۔ وہ سلطان کے پاس لے گیا اور سلطان نے لے کر اپنے گھر رکھی اور اپنا آدمی شیخ کی ملازمت میں بھیجا اور کہا کہ اس تسبیح کو ایک لحظہ عنایت فرمائیے۔ دیکھ کر پھر بھیج دوں گا۔

جب سلطان کا آدمی شیخ کی خدمت میں پہنچا اور یہ بات عرض کی۔ حضرت شیخ نے اشراق باطن سے جانا کہ ہم کو واسطے آزمانے کے سلطان نے آدمی بھیجا ہے۔ آخر الامر شیخ علاؤالدین نے اپنی نظر مبارک سلطان کے آدمی پر ڈالی اور فرمایا کہ حجرہ کے اندر جا اور اپنی تسبیح پہچان کر لے جا۔

وہ جب حجرہ کے اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی مثل بلکہ اس سے بہتر بہتر ہزار ہا

سونے کی کیلوں میں لٹکتی ہیں۔ حیران ہو گیا اور نکل کر شیخ کے پاؤں پر گرا اور جو دیکھا بادشاہ کے آگے جا کر عرض کیا جب سلطان نے یہ کرامت شیخ کی دیکھی ننگے پاؤں آیا اور الحاح وتضرع کیا اور پاک عقیدہ پیش کیا اور مرید ہوا اس روز سے ایک خدا کے پرستندوں سے ہوا۔ اور چند سال شیخ کی خدمت میں رہا۔ جب حضرت شیخ نے اس کی صلاح دیکھی۔ ایک رومال اپنا عنایت کیا اور فرمایا کہ جب نماز فجر کی کرے اس کے بعد اس رومال کو اپنی آنکھوں پر رکھ۔ بعض سرّ مخفی کہ اس پر تجھ کو دخل نہیں ہے حق سبحانہ کی عنایت سے مکشوف ہوں گے۔ اس کو عدل کے ساتھ پہنچانا۔

سلطان نے اس رومال مبارک سے ہزار ایسی کرنیاں کرنا شروع کیں۔ ایک روز سلطان تخت پر بیٹھا تھا۔ ایک بڑھیا کا لڑکا ایک عورت پر فریفتہ تھا جب وہ مری اس کو دفن کیا۔ وہ شخص اس جگہ کہ اس کو دفن کیا رات میں قبرستان کو گیا اور اس عورت کی قبر کھودی اور اس کے صندوق کو شگافتہ کیا اور اس کو نکالا اور اس کے ساتھ فعل ناپسندیدہ کرنا شروع کیا۔ عورت نے اپنا سیدھا ہاتھ آگے رکھا اس مرد نے اس کو کاٹ دیا۔ بعدازاں الٹا ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کو بھی کاٹ ڈالا۔ پھر فعل بد کیا۔ یہ معاملہ سلطان پر مکشوف ہوا۔ فی الفور اپنے آدمی دوڑائے کہ فلاں فلاں شہر میں جاؤ۔ اور اس شخص کو باندھ کر لاؤ۔

جب آدمی پہنچے اور دیکھا کہ ویسا ہی کیا ہے حیران ہو گئے۔ اس کو باندھ کر بادشاہ کے روبرو لائے۔ سلطان نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹو۔ ویسا ہی کیا۔ آخر اس کی ماں بادشاہ کے آگے آئی اور کہا کہ تو اپنے آپ کو عادت کہتا ہے اور ایسا ظلم کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے عدل کیا ہے اپنے لڑکے سے پوچھ سچ ہے یا جھوٹ۔ وہ بڑھیا اپنے لڑکے کے آگے گئی اور حال معلوم کیا اور پھر لوٹی۔ اس روز سے نام اس کا سلطان محمد تغلق عادل ہوا۔ بعدازاں سلطان مذکور خدمت میں شیخ علاؤالدین کے آیا اور عرض کی کہ میں خواہش رکھتا ہوں کہ ایک گنبد حضرت کے لئے بناؤں۔ حضرت نے فرمایا ابھی نہیں جب میں عالم فانی سے عالم باقی کے جاؤں جس کو توفیق ہوگی بنائے گا۔

سلطان رخصت ہوا اور دہلی کی طرف گیا بعد چند مدت کے حضرت شیخ رحمت حق

سے ملے اور یہ خبر سلطان محمد تغلق کو جو مرید تھا پہنچی فوراً اپنے دو غلام کو قبولا اور بشارتا نام تھا مقبرہ مقدسہ منورہ بنانے کو بھیجے کہ حضرت شیخ شیوخ کے جوار میں گنبد عالی راست کریں۔ حضرت شیخ کے دو بڑے لڑکے تھے صاحب عظمت اور کرامت بعد واقعہ کے شیخ کے اشارے سے حضرت معز الدین بجائے پدر شیخ فرید الحق والشرع والدین کے مقام میں بیٹھے اور شیخ علم الدین بھی ظاہر اور باطن آراستہ تھے۔ سماع میں ذوق تمام رکھتے تھے۔ حافظ کلام ربانی کے تھے۔ سلطان محمد تغلق بہت احترام کرتا تھا اور شیخ الاسلام ہندوستان کی بادشاہت کرتا تھا۔ وفات شیخ علاؤالدین موج دریا قدس سرہ العزیز کی غرہ ماہ شوال کی تھی۔ اور مدت خلافت پچاس سال تھی۔

خوشا وقتے وخورم روزگارے
کہ یارے برخوردار از وصل یارے

زہے عظمت اور کرامت کہ لائق ہر کوئی اس مقام کے نہیں ہے۔

اسرار محبت راہر دل نبود قابل
دُر نیست بہر دریا رنیست بہر کانے

ذِکر اولاد بندگی حضرت علاؤالحق والشرع والدین موج دریا کا

کہ بیٹے بندگی حضرت بدر الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔

ذِکر حسب صاحب سجادہ قدس سرہ العزیز کا

جاننا چاہئے کہ شیخ علاؤالدین کے دو لڑکے تھے۔ اوّل لڑکے شیخ معز الدین کہ شیخ فریدالدین کے سجادہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔ دوسرے شیخ علم الدین کہ ان کی اولاد ملک گجرات میں شیخ مسعود بن شیخ حسن بن شیخ بدھ بن شیخ حسین بن شیخ سلیمان بن شیخ داؤد بن اخوند بن شیخ بدھ بن بندگی حضرت شیخ رکن الدین کان شکر بن سلیمان بن حضرت شیخ علم الدین مذکور۔

ذکر حسب اور اولاد اور تاریخ وفات

بندگی حضرت شیخ معزالدین بن علاؤالدین قدس سرہٗ العزیز

میں نے زبان سے والد بزرگوار پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ مودود محمد چشتی بہدالوی سے سنا ہے کہ حضرت معزالدین بڑے لڑکے علاؤالدین کے ہیں اور خلیفہ عظام ہیں۔ سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ شیخ معزالدین کہ صاحب کرامات اور مقامات اور شیخ زادہ معظم اور مکرم علم کرامت اور متانت میں بہت تھے۔ جو سماع میں ان کا روئے مبارک دیکھتا تھا۔ تحقیق جانتا تھا کہ دودمان کرامت اور بزرگی سے ہیں اور شیخ معزالدین نے علم کی تحصیل مولانا کابلی کے آگے کی تھی اور دین دنیا میں خط کامل رکھتے تھے۔ اور بجائے پدر کے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والشرع والدین کے مقام میں بیٹھے اور سخاوت کا دروازہ خدائے تعالیٰ کے بندوں پر کھولا بعد چندروز کے سلطان محمد تغلق نے دہلی میں بلایا۔ بعد تعظیم اور تکریم بواجب کے فرمایا کہ ہمارے آگے امور مسالک کو پرداخت پر پہنچایا کہ والدین والملک تو امان بعدہٗ اس بادشاہ کی رائے ہوئی کہ گجرات کی دیار شیخ کے حوالہ کرے۔ شیخ معزالدین گجرات میں گئے۔ آخر کار تقدیر الٰہی ظالموں اور باغیوں کے ہاتھ سے شہادت پائی اور شیخ معزالدین نے پاک پٹن میں اپنے پیروں کے اشارہ سے شیخ شیوخ کے سجادہ پر لڑکے کو یعنی فاضل کو بٹھلا دیا۔ مرقعہ معزالدین کا گجرات میں ہے۔ اور آج تک ان کے روضہ کی برکت سے خلائق فیض اٹھاتی ہے اور ان کی نعش مبارک وہاں سے لاکر پاک پٹن میں شیخ علاؤالدین کے گنبد میں دفن کی ہے۔ تاریخ شہادت ۱۳ ماہ محرم ہے۔ مدت خلافت شیخ معزالدین کی ۱۶ سال۔ شیخ معزالدین مذکور کے دو لڑکے تھے۔ اوّل قطب العالم شیخ فضیل صاحب سجادہ دوسرے شیخ صدرالدین۔

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت شیخ فضیل قدس سرہ

والد بزرگوار شیخ مودود چشتی کی زبان سے سنا ہے کہ شیخ فضیل بڑے لڑکے خلیفہ شیخ معزالدین کے تھے۔ چنانچہ سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ شیخ زادہ معظم افضل الدین آج

بجائے اجداد کے شیخ شکر گنج کے مقام میں بیٹھے ہیں اور صورت اور سیرت آباء اور اجداد میں رعایت اس سجادہ معظم کی اور طریق اپنے سلف کا ادا کرتے ہیں اور نہایت مشغول اور نہایت برکت اور تجرید میں کوشش کی ہے اور مقبول قلوب ہوئے اور سخاوت کا دروازہ کھولا اور معتقد اس خاندان کرامت کے امیدوار ہیں کہ حق تعالیٰ ان کی برکت کار دینی اور دنیاوی برلاتا ہے۔

شیخ فضیل صاحب نعمت اور کرامت تھے جو آپ کی نظر مبارک میں آتا مقبول کونین ہوتا۔ آپ کی وفات ۲۹ ماہ رجب ہے۔ اور سترہ ۱۷ برس سجادہ خلافت پر بیٹھے۔ جب وقت شیخ کا آخر پہنچا۔ حضرت گنج شکر کی جانشینی اپنے لڑکے شیخ منور کے سپرد کی۔ شیخ فضیل کے دولڑکے تھے اوّل شیخ الاسلام شیخ منور صاحب سجادہ دوسرے شیخ سعدالدین۔

ذِکر حسب اور وفات اور مدت خلافت شیخ منور قدس سرہٗ

میں نے زبان سے اپنے پدر پیر دستگیر شیخ مودود محمد چشتی بہدالوی سے سنا ہے کہ شیخ منور پسر اور خلیفہ شیخ فضیل کے ہیں اور باعظمت اور کرامت تھے اور ان کی نظر مبارک بڑی نعمت تھی۔ جو نذر سے گزرتا مقبول ہوتا۔ شیخ منور بجائے اجداد کے شیخ شکر گنج کے سجادہ پر بیٹھے۔ اور رعایت حق بواجبی بجا لائے اور ترک اور تجرید میں بہت کوشش کی۔ جب وقت آخر ہوا جانشینی گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے لڑکے نورالدین کے سپرد کی۔ ۳ ماہ رجب کو وصال فرمایا مدت خلافت پچاس برس رہی۔

ذکر اولاد شیخ منور رحمۃ اللہ علیہ کا

ان کے پانچ لڑکے تھے۔ اوّل شیخ المشائخ شیخ نورالدین یونس دوسرے بندگی حضرت سراج المحققین برہان العاشقین شیخ بہاؤالدین صاحب سجادہ کہ ان کو سجادہ ان کے بھائی شیخ نورالدین سے ملا۔ تیسرے شیخ خوجو۔ چوتھے شیخ مجیدالدین پانچویں شیخ ابراہیم۔

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ نورالدین صاحب سجادہ

میں نے اپنے والد پیر دستگیر کی زبان سے سنا کہ شیخ نورالدین پسر اور خلیفہ حضرت شیخ منور رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ باعظمت اور ہیبت اور کرامت تھے اور صاحب وجد اور سماع۔ جس پر نظر ڈالتے ماسوائے اللہ سے دور رہتا۔ اور ہمیشہ مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ اور علائق دینوی سے فارغ تھے۔ اور اپنے اجداد کی جگہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ پر مقیم ہوئے۔ اور بواجب حق سجادگی بجا لائے۔ جب آخر وقت ہوا خدمت مقام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بادشاہ پیران اپنے بھائی شیخ بہاؤالدین ہارون کے سپرد کی اور رحمت حق سے ملے۔ مدت خلافت اٹھارہ سال ہے اور شیخ نورالدین کی اولاد نہیں تھی۔

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت واولاد شیخ بہاؤالدین ہارون قدس سرہٗ کا

میں نے اپنے دستگیر والد بزرگوار شیخ مودود چشتی کی زبان سے سنا کہ شیخ بہاؤالدین برادر اور خلیفہ شیخ نورالدین کے ہیں اور بڑے صاحب عظمت اور کرامت تھے۔ اپنے اجداد کے بجائے قائم مقام سجادہ کے ہوئے اور حق سجادگی بجا لائے۔ مجاہدہ اور ریاضت میں بہت کوشش فرماتے تھے اور حق سے مشغول رہتے تھے۔ اور خدمت سجادگی کی باشارت پیران شیخ احمد اپنے لڑکے کے سپرد کی تھی۔ اور رحلت فرمائی مدت شیخ بہاؤالدین کی ۲۲ سال ہے۔ شیخ بہاؤالدین کے دو لڑکے تھے ایک حجۃ الواصلین شیخ احمد صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ نعمت اللہ۔

ذکر حسب و تاریخ وفات و مدت خلافت و اولاد بندگی حضرت شیخ احمد قدس سرہٗ

میں نے اپنے پیر دستگیر والد ماجد کی زبانی سنا کہ حضرت شیخ احمد پسر اور خلیفہ شیخ بہاؤالدین کے ہیں۔ بڑے نامدار اور شیخ کبار سے تھے اور مقام میں حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مقیم ہوئے تھے۔ صاحب حال اور وجد تھے۔ اور ریاضت میں معروف اور مشہور اور ترک و تجرید میں مشغول جس پر توجہ فرماتے وہی ہوتا تھا۔ آخر وقت خدمت سجادہ کی اپنے لڑکے عطاء اللہ کے سپرد کی۔ بتاریخ ۸ ماہ ذی قعدہ وفات پائی۔ اور شیخ علاؤالدین کے گنبد میں دفن ہوئے۔ مدت سجادہ ۲۲ سال آپ کے چار لڑکے تھے۔ اوّل قطب الاولیائے شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ برہان تیسرے شیخ عزیز اللہ اور چوتھے شیخ بہاؤالدین۔

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ عطاء اللہ قدس سرہٗ

میں نے اپنے دستگیر والد بزرگوار شیخ مودود محمد چشتی بہدانوی کی زبان سے سنا ہے کہ شیخ عطاء اللہ پسر اور خلیفہ احمد کے تھے اور مشائخ کبار سے تھے اور صاحب کشف و کرامات تھے اور بجائے اجداد کے سجادہ نشین تھے۔ رعایت سجادگی بہت فرماتے تھے اور اپنے زمانہ میں مستثنٰی تھے۔ کرامات اور مقامات ان کے بہت معروف اور مشہور ہیں اور شہزادہ ریاضت اور مجاہدہ کا اطراف جوانب میں مشہور شہرہ سے آدمی ان کی زیارت کو آتے تھے جس پر نظر ڈالتے تھے منور کرتے تھے۔ جب دم آخریں پہنچا خدمت روضہ مطہرہ کی اپنے لڑکے شیخ محمد کے سپرد کی۔ بتاریخ ۷ جمادی الآخر انتقال فرمایا۔ شیخ علاؤالدین کے گنبد میں مدفون ہیں۔ ۱۷ سال خدمت کی اور شیخ عطاء اللہ مذکور کے دو لڑکے تھے۔ اوّل سلطان الاولیاء بدر الطریقت محمد صاحب سجادہ قطب الدین۔

ذِکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ محمد

یہ پسر اور خلیفہ شیخ عطاء اللہ کے ہیں۔ بڑے صاحب عظمت اور کرامت تھے اور بجائے اجداد کے سجادہ نشین ہوئے اور حق سجادگی بجا لائے۔ رات دن حق سے مشغول رہتے۔ اور جو ملتان فقراء پر تقسیم کرتے۔ آوازہ کرامت کا مشہور ہو گیا۔ چنانچہ کچھ سنا گیا ہے حضرت ضیاء الطریقت قطب العالم شیخ ابراہیم بن شیخ محمد سے ایک روز حضرت شیخ مذکور روضہ منورہ میں گنج قدس سرہٗ کے بیٹھے تھے کہ بابر بادشاہ ملباس قلندرانہ ولایت سے آیا اور دو آدمی امراء سے اسی لباس میں ہمراہ تھے۔ جب قطب العالم کی زیارت سے فارغ ہوئے۔ بعدازاں مصافحہ بندگی حضرت شیخ محمد سے کیا۔ حضرت شیخ نے نور باطن سے دریافت کیا اور کھانا طلب کیا اور بابر بادشاہ کے آگے رکھا اور بایکدیگر تناول فرماتے تھے اس وقت شیخ محمد نے فرمایا کہ سبحان اللہ مشہور ہے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجد و دہ فقیر در یک کلیم بخسپند۔ اور اب ہم دو بادشاہ ہم طبق ہیں آخر بادشاہ شیخ کے پاؤں پر گرا اور عرض کی کہ سوائے حضرت کے یہ راز دوسرا نہ جانے فرمایا خیر بادشاہی تجھ کو اور تیرے فرزندوں کو مبارک ہو جب حضرت شیخ کا وقت پہنچا خدمت مقام کی اپنے لڑکے شیخ ابراہیم کے سپرد کی۔ اور ۴ شوال کو وفات پائی۔ شیخ علاؤالدین کے گنبد میں دفن کیا۔ ۲۲ سال سجادہ نشینی کی اور شیخ محمد مذکور کے تین لڑکے تھے۔ اوّل سراج المحققین شیخ ابراہیم صاحب سجادہ دوسرے شیخ جلال الدین تیسرے شیخ خلیل۔

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ ابراہیم قدس سرہٗ

میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ابراہیم پسر اور خلیفہ شیخ محمد کے ہیں۔ بڑے نام دار اور مشائخ کبار اور صاحب اعتبار تھے اور ریاضت اور مشقت میں معروف تھے۔ بجائے اجداد صاحب سجاد ہوئے اور حق بواجب بجا لائے اور آپ کے مرید صاحب ولایت اور کرامت تھے۔ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بہت شہرت رکھتے

تھے چنانچہ سنا گیا ہے۔ حضرت ضیاء الطریقت قطب العالم شیخ محمد بن شیخ ابراہیم چشتی صاحب سجادہ حضرت گنج شکر سے کہ ایک رات ایک چور گھر میں شیخ ابراہیم بن شیخ محمد کے آیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نابینا ہو گیا اور کوری چشم سے باہر نہ جا سکتا تھا۔ جب شیخ نماز تہجد کے لئے اٹھے خادمہ سے فرمایا کہ پانی وضو کی تجدید کو لا۔ خادمہ حسب الحکم گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ چور اندھا ہوا کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ اگر روشنی آنکھ کی پاؤں پھر چوری نہ کروں گا اور مسلمان ہوں گا۔ یہ خبر شیخ کے کان میں پہنچی۔ فی الفور وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا۔ اور ہاتھ اٹھا کر درگاہ عزوجل میں دعا کی کہ ملکا بادشاہا یہ چور بینا ہو جائے خدا کے حکم سے چور بینا ہو گیا اور مسلمان ہوا اور بہت مدت خدمت میں رہا۔ اور ایک صالحوں سے ہوا۔

اور نیز فرمایا کہ ایک سوداگر آیا اور ایک واہ اس نے نذر گزرانی۔ بعد مدت کے سوال کیا کہ وہ واہ مجھ کو دیجئے یا اپنی کرامت دکھلایئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہم کچھ کرامت نہیں جانتے۔ کیا کہتا ہے بہتر ہے کہ اس بات سے باز آ۔ ہر چند شیخ نے منع کیا۔ وہ اپنے کہنے سے باز نہ آیا۔ آخر الامر حضرت شیخ نے ہاتھ پکڑا اور جماعت خانہ میں لے گئے اور فرمایا آؤ اپنی کرامت تجھ کو دکھلاؤں ہنوز یہ بات شیخ کی زبان سے پوری نہ ہونے پائی تھی کہ سوداگر کے تمام بدن میں آگ لگ گئی۔ ہر چند خوشامد کی کچھ نہ ہوا اور مر گیا۔

اگر کبھی امساک باران ہوتا۔ حضرت شیخ کلاہ کو سر سے اتارتے اور ہاتھ میں لے کر ہلاتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اطراف و جوانب میں مینہ برستا۔ جب وقت شیخ کا آخر ہوا جانشینی سجادہ کی اپنے لڑکے شیخ تاج الدین محمود کے سپرد کی۔ اور ۲۱ ماہ رجب کو رحمت حق سے ملے اور شیخ علاؤالدین موج دریا کے گنبد میں مدفون ہوئے اور شیخ ابراہیم مذکور کے دو بیٹے تھے۔ اوّل ضیاء الطریقت حاجی الحرمین شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ منور شہید۔

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ تاج الدین محمود قدس سرہٗ

شیخ فیض اللہ ان کے بڑے بیٹے صاحب سجادہ تھے۔ میں نے اپنے والد پیر دستگیر

زبان سے سنا ہے کہ شیخ تاج الدین بڑے لڑکے اور خلیفہ عظام شیخ ابراہیم بالا درجہ کے تھے اور شیخ باعظمت اور کرامت تھے۔ بجائے اپنے اجداد کے شیخ شیوخ العالم کے مقام پر بیٹھے اور رعایت سجادہ کی بواجبی بجالائے اور آنحضرت اپنی درویشی کو اکثر پوشیدہ رکھتے تھے۔ دو ہی کا لباس تھا اور نظر کیمیا اثر تھی جس پر نظر فرماتے منور کرتے اور آنحضرت کے خلفاء جاہ باصاحب عظمت تھے اور ہیں۔ مثل والد بزرگوار اس داعی کے یعنی شیخ مودود محمد چشتی اور شیخ الہداد گوالیری اور سید احمد گجراتی اور شیخ ابوالفتح پٹنی اور شیخ نظام الدین برادر حقیقی میرے دادا کے اور شیخ عبداللہ اور شیخ برہان الدین اور شیخ عین الدین پسران حضرت اور سید الہ داد پٹنی القصہ خلفاء آنحضرت کے اطراف وجوانب میں ہیں۔ حضرت شیخ ہمیشہ یادحق میں مستغرق رہتے تھے۔ اور ہمت اور شجاعت میں کمال تھے ان کے مناقب معروف اور مشہور ہیں۔

چنانچہ شیخ ابوالمعالی عباسی طوسی ساکن سلہار سے کہ صوبہ بہار میں داخل ہے سنا گیا ہے کہ بندگی حضرت قطب الاقطاب شیخ تاج الدین محمود بنگالہ کی طرف مسافر تھے۔ ناگاہ ان کا گزر بہار کے جوار میں ہوا۔ آنحضرت کے باردار کھانے کے واسطے شہر مذکور میں ہوگئے اور تمام شہر میں تلاش کیا۔ مرغ نہ پایا قاضی صیف الدین کے گھر میں تھا یعنی شیخ ابوالمعالی کے والد لیکن قاضی موجود نہ تھے۔ آنحضرت کے بارداروں نے قاضی نوکروں کی بہت خوشامد کی کہ قیمت لے کر مرغ دے دو۔ انہوں نے نہیں دیا اور کہا کہ ہم نہیں بیچنے کے۔ ہرچند خوشامد کی انہوں نے قبول نہ کیا۔

انہوں نے دوسری جگہ تلاش کیا کہ خرید کر لادیں جب رات ہوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب مرغیاں مرگئیں۔ آخر یہ خبر قاضی کو پہنچی۔ اپنے ملازموں سے تعرض کیا اور صبح کے وقت ننگے پاؤں شیخ کی طرف دوڑے۔ دیکھا کہ حضرت شیخ سوار ہو کر اور باز ہاتھ میں لے کر شکار کو جاتے ہیں۔ جب نظر مبارک حضرت شیخ کی قاضی پر پڑی فوراً شیخ نے فرمایا کہ قاضی سے قصور ہوا ہے۔ عفو کرنا چاہیے قاضی نے پاؤں پر گر کر عرض کی کہ بندہ سے بڑی تقصیر ہوئی ہے۔ اس کو عفو فرمایئے فرمایا جو تم سے ہوا ہے ہم نے عفو کیا۔

القصہ حضرت شیخ صاحب نے قاضی پر بہت مرحمت فرمائی اور خلافت کا خرقہ شیخ فریدالدین کی جانب سے عطا فرمایا اور اس ملک کو قاضی کی حمایت کو چھوڑا۔ شیخ ابوالمعالی فرماتے ہیں کہ چند بار گھر میں آگ لگ گئی لیکن شیخ کی برکت سے جس بقچہ میں لباس تھا اس پر دھواں بھی نہ پہنچا اور سب اشیاء جلیں اے عزیز سچ ہے کہ جو شرع کے سجادہ پر مستقیم ہے اس کا جامہ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے نہیں جلتا۔

میں نے پیر دستگیر اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ جب اکبر بادشاہ اکابر دین کے امتحان اور کرامت دیکھنے کے درپے ہوا۔ ایک بار شیخ تاج الدین محمود سے ملاقات ہوئی۔ آزمائش کرنے لگا اور یہ حیلہ ڈھونڈا کہ ایک اپنے خدمت گار کا جنازہ بنا کر بصورت مردہ کے تابوت میں رکھ کر آگے لے گیا اور اس سے کہہ دیا کہ جس وقت شیخ تکبیر کہیں تو جنازہ سے اٹھ بیٹھنا اور نماز کی درخواست کی۔ حضرت شیخ نے بہت منع کیا۔ آخر تکبیر نماز جنازہ کی کی۔ وہ شخص زندہ عالم بقا کو سدھار گیا۔ بادشاہ بہت اعتقاد لایا اور تعظیم اور احترام کیا۔

ایک دفعہ امتحان کی غرض سے بلی پکا کر اور سرپوش ڈھانک کر آپ کے آگے رکھی۔ آپ نے فرمایا کہ ایگربہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ اور جا گربہ زندہ ہوئی اور بھاگ گئی۔ بادشاہ کو بہت عقیدہ ہوا۔

اے برادر یہ مرتبہ تجلی و میت کا ہے۔ ہر ایک کو اس مقام کا محل نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرت شیخ نے اپنے پیروں کے اشارے سے اپنی جانشینی شیخ فیض اللہ کے سپرد کی۔ اور خلیفہ اور صاحب سجادہ کیا۔ یہ بڑے لڑکے شیخ کے تھے حق سجادہ کی بہت رعایت کی اور باپ کے قدم پر قدم رکھا جب یہ شیخ زادہ اعظم حضور میں حضرت شیخ کے بتاریخ ۲۵ ماہ ذی الحجہ ۱۰۱۸ھ رحمت حق سے ملے تو عمر شریف پچپن برس کی تھی۔ دو سال سجادہ نشینی کی حضرت شیخ نے خدمت سجادہ کی۔ شیخ ابراہیم پسر شیخ فیض اللہ کو اپنے پیران کے اشارہ سے عنایت فرمائی۔ شیخ ابراہیم صاحب وجد اور سماع تھے۔ اپنے اجداد کے قدم پر قدم رکھا۔ اور ہمیشہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ساتھ رہتے تھے۔ بعد چند روز کے شیخ تاج الدین محمود تاریخ ۱۷ ماہ صفر ۱۰۱۹ھ رحمت حق سے ملے۔ عمر شریف ۸۵ سال کی تھی۔ اور مدت خلافت ۶۷

سال تھی۔ شیخ فیض اللہ شیخ علاؤالدین موج دریا کے گنبد میں مدفون ہوئے اور شیخ تاج الدین محمود شیخ شیوخ عالم کے روضہ منورہ میں گنبد کے روبرو شیخ علاؤالدین موج دریا کے رہے۔ عظمت اور کرامت شیخ تاج الدین محمود اور شیخ فیض اللہ ان کے پسر بزرگ کی اور شیخ تاج الدین محمود کے پندرہ لڑکے اور پندرہ لڑکیاں تھیں۔

اوّل شیخ فیض اللہ۔ دوم شیخ فتح اللہ۔ سوم شیخ غضنفر علی۔ چہارم شیخ احمد قتال۔ پنجم شیخ امان اللہ۔ چھٹے شیخ عبدالواحد۔ ساتویں شیخ محمد مکی۔ آٹھویں شیخ عبداللہ۔ نانویں شیخ حسن محمد۔ دسویں شیخ کرم اللہ۔ گیارھویں شیخ برخوردار۔ بارھویں شیخ فرید محمد عرف کلاہ الدین۔ تیرھویں شیخ برہان الدین۔ چودھویں شیخ حسین۔ پندرھویں شیخ عین الدین۔ اور شیخ فیض اللہ بن شیخ تاج الدین محمود مذکور کے تین لڑکے تھے۔ اوّل شیخ ابراہیم صاحب سجادہ دوسرے شیخ عارف اور تیسرے شیخ چھجو۔

اکیس نام شیخ تاج الدین محمود چشتی قدس سرہ العزیز کے

جو باعتقاد درست پڑھے اس کی حاجت روا ہو۔

الٰهی بحُرمة مولانا شيخ محمود چشتي قدس سره العزيز . الٰهی بحُرمة مولانا مخدوم شيخ تاج الدين محمود چشتي . الٰهی بحرمةِ قطب الانام شيخ تاج الدين محمود چشتي . الٰهی بحرمة شيخ الاسلام والمسلمين شيخ تاج الدين محمُود چشتي . الٰهی بحرمة سراج المحققين شيخ تاج الدين محمُود چشتي . الٰهی بحرمة برهان العاشقين شيخ تاج الدين محمُود چشتي . الٰهی بحرمة شيخي شيخ تاج الدين محمُود چشتي . الٰهی بحرمة كامل المكمّل شيخ تاج الدين محمبود چشتي . الٰهی بحرمة متوكل شيخ تاج الدين محمُود چشتي . الٰهی بحرمة عالم العمل شيخ تاج الدين محمود چشتي . الٰهی بحرمة پيرانِ پير شيخ تاج الدين محمُود چشتي . الٰهی بحهة صاحب الولايات شيخ تاج الدين

محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة خارق العادات شیخ تاج الدین محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة درویش تاج الدین محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة متحمل تاج الدین محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة طالب الحق شیخ تاج الدین محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة صاحب السجادة شیخ تاج الدین محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة شیخ تاج الدین محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة حاجی الحرمین الشریفین تاج الدین محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة غریب شیخ تاج الدین محمود چشتی ۔ الٰہی بحرمة ضیاءُ الطریقت بُرهان الحقیقه والشرع والدین شیخ تاج الدین محمود چشتی قدس سرهٗ العزیز ۔

اور نامہائے متبرکہ مذکورہ بندہ کاتب الحروف نے جمع کئے ہیں۔

ذِکر حسب اور تاریخ وفات وولادت بندگی شیخ ابراہیم قدس سرہ العزیز

کاتب الحروف نے اپنے پیر دستگیر والد بزرگوار شیخ مودود محمد چشتی سے سنا کہ حضرت شیخ ابراہیم بن فیض اللہ بن بندگی حضرت شیخ تاج الدین محمود کے بڑے لڑکے اور خلیفہ شیخ ابراہیم کے ہیں۔ صاحب عظمت اور ہیبت ہیں۔ ہمیشہ مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہتے ہیں اور بجائے اپنے اجداد کے حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہوئے اور رعایت سجادہ کی خوب کی۔ جب آخر وقت پہنچا تو خدمت سجادہ کی اپنے حیات میں اپنے لڑکے ضیاء الطریقت شیخ محمد کو مرحمت فرمائی۔ اور بتاریخ ۱۸ ماہ محرم سنہ ۱۰۲۴ میں اس عالم سے انتقال فرمایا عمر آپ کی ۲۹ سال تھی اور مدفن آپ کا جوار میں حضرت شیخ کی قبر کے کیا۔ اور ۹ سال سجادہ نشینی کی اور شیخ ابراہیم کے پانچ لڑکے تھے۔ اوّل نصیر الدین شیخ محمد صاحب سجادہ نشین حضرت شکر گنج سلمہ اللہ تعالیٰ دوسرے شیخ اللہ بخش تیسرے شیخ غلام محمد چوتھے شیخ خواجہ پانچویں شیخ جان محمد۔

ذکر حسب بندگی حضرت شیخ محمد صاحب سجادہ

بتاریخ ۲۰ محرم ۱۰۲۴ھ سجادہ نشین ہوئے اور ہمیشہ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں سب خاندان کے دشمن مقہور ہوئے۔ للہ الحمد علی ذالک ہمت اور شجاعت آپ کی لکھنے کی قلم کو مجال نہیں۔ صورت اور سیرت آباد اور اجداد کی رکھتے ہیں اور مقبول دُعا ہیں اور سخاوت میں کشادہ پیشانی اور فراخ دست ہیں۔ اس خاندان کے معتقد امیدوار ہیں کہ حق سبحانہٗ ان شیخ زادہ کو سجادہ پر مستقیم رکھے آمین۔ زہے عظمت اور کرامت شیخ تاج الدین محمود اور حضرت شیخ فیض اللہ اور شیخ ابراہیم ادھم اور شیخ محمد کے لائق اس مقام کے ہر ایک نہیں ہے۔

اسرارِ محبت راہر دل نہ بود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

اور شیخ غضنفر علی ابن شیخ تاج الدین محمود مذکور کے چار لڑکے تھے۔ اوّل شیخ فرید محمد۔ دوسرے شیخ خلیل محمد۔ تیسرے شیخ جمال محمد۔ چوتھے شیخ عبدالحمید اور شیخ فرید محمد کے پانچ لڑکے تھے۔ اوّل خواجہ محمد دوسرے فرید تیسرے شیخ نتھا چوتھے شیخ جان محمد پانچویں شیخ ابوالمعالی اور شیخ امان ابن الشیخ تاج الدین محمود کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ نور محمد اور شیخ نور محمد کے ایک لڑکا شیخ صالح محمد اور شیخ عبدالواحد ابن شیخ تاج الدین محمود کے تین لڑکے تھے۔ اوّل شیخ ابوالمعالی۔ دوسرے شیخ فاضل محمد تیسرے شیخ صالح محمد اور شیخ فاضل محمد مذکور کے ایک لڑکا شیخ علاؤالدین اور شیخ عبداللہ بن شیخ تاج الدین محمود کے تین لڑکے۔ اوّل شیخ غلام فرید دوم شیخ غلام محمد سوم شیخ غلام علی اور شیخ حسین محمد بن شیخ تاج الدین محمود کے ایک لڑکا شیخ مراد محمد اور شیخ حسین محمد بن شیخ تاج الدین محمود سے گھر میں شیخ علاؤالدین ابن شیخ دادن بن شیخ جبہ بن شیخ برہان الدین بن شیخ احمد صاحب سجادہ مذکور کے ہے۔

دوسری دختر آنحضرت کے گھر میں شیخ الہ دین ابن شیخ عبدالوہاب ابن شیخ برخوردار ابن شیخ برہان الدین مذکور کے ہے۔ تیسری لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ معین الدین

بن شیخ عبدالوہاب مسطور کے ہے۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکا باسم شیخ برخوردار اور شیخ برخوردار کے ایک لڑکا باسم شیخ عارف محمد ہے۔ چوتھی لڑکی حضرت کے گھر میں شیخ فریدالدین شیخ عبدالوہاب مذکور کے ہے۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکا باسم پیر محمد ہوا۔ پانچویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ حبیب اللہ ابن شیخ عبدالوہاب مذکور کے ہے کہ اس عفیفہ سے چار لڑکے باسم شیخ بدرالدین اور شیخ صدرالدین اور شیخ فتح محمد اور شیخ بڈھا پیدا ہوئے۔ چھٹی لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ نظام الدین بن شیخ قیام الدین بن شیخ حافظ بن عیسیٰ بن شیخ ابوالفتح بن شیخ رکن الدین بن شیخ خوجو کہ اوپر مرقوم ہوئے ہو چکی ہے۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکا باسم شیخ شاہ محمد پیدا ہوا۔ ساتویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ قطب الدین ابن شیخ کمال ابن شیخ قطب الدین بن شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ مسطور سے ہے۔ اور آٹھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ محمد جمال ابن شیخ قطب الدین مذکور کی ہے۔ اس عفیفہ سے تین لڑکے باسم جمال الدین وکمال الدین وچھو پیدا ہوئے۔ نویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ قاسم ابن شیخ کمال مذکور کی ہے۔ دسویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ فضیل ابن شیخ کمال مذکور کے ہے۔ اس عفیفہ سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ گیارھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ خان محمد بن شیخ احمد ابن شیخ الہٰ بخش بن شیخ حافظ بن شیخ حسین مرقوم کے ہے۔ بارھویں لڑکی آنحضرت کے گھر شیخ منعم ابن شیخ محمد ابن شیخ یوسف ابن شیخ خلیل ابن شیخ محمد صاحب سجادہ مذکور کے ہے۔ تیرھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ احمد ابن شیخ معین الدین ابن شیخ عبدالوہاب نواسہ شیخ کمال ابن شیخ قطب الدین ابن شیخ عطاء اللہ سجادہ کے ہے۔ چودھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ علی محمد بن شیخ علاؤالدین بن شیخ وادن ابن شیخ حبیب ابن شیخ برہان الدین مذکور کے ہے اور شیخ مذکور نواسہ ملک تھراج کھوکھر کے ہیں تا کہ معلوم ہو اور گھر میں شیخ علی محمد کے اس عفیفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا شیخ فتح محمد نام۔ پندرھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں محمد مقیم ابن شیخ محمد ابن شیخ یوسف ابن شیخ خلیل ابن شیخ محمد صاحب سجادہ مذکور ہے۔ دوسری شیخ سعدالدین ابن شیخ فضیل صاحب سجادہ مذکور کہ اولاد آپ کی پاک پٹن میں بنام شیخ اعظم بن شیخ سلیمان شیخ

چاہ اور شیخ شہاب الدین وغیرہ ابن شیخ محمد بن شیخ زین العابدین اور دہلی میں بندگی حضرت حجۃ الواصلین شیخ علاؤالدین زندہ پیر اور شیخ المشائخ والاولیاء شیخ بدرالدین ابن شیخ المشائخ والاولیاء شیخ نورالدین ابن شیخ تاج الدین ابن شیخ المشائخ والاولیاء شیخ خوجو ابن بندگی حضرت قطب الاقطاب شیخ منور صاحب سجادہ مسطور کہ آنحضرت ایک اولیائے خدا اور مشائخ نام دار سے تھے کہ کرامات اور احوال ان کے مشہور اور معروف ہیں اور مرقد مبارک آنحضرت کا دہلی میں ہے کہ وہاں سے آدمی فیض یاب ہوتے ہیں اور شیخ علاؤالدین زندہ پیر ہیں۔ اولاد نہیں رکھتے تھے۔ وقت رحلت کے سجادہ اور جو نعمت آباؤ اجداد سے پہنچی تھی اپنے بھائی شیخ بدرالدین ابن شیخ نورالدین مذکور کو مرحمت فرمائی اور شیخ بدرالدین کے دو لڑکے تھے شیخ فضیل اور شیخ جندن نام شیخ فضیل شیخ علاؤالدین کے سجادہ کے شرف سے مشرف ہوئے اور شیخ فضیل دو لڑکے رکھتے تھے۔ شیخ زکریا صاحب شیخ آنحضرت کے اور حاجی عبدالصمد اور شیخ زکریا کے دو لڑکے تھے۔ شیخ احمد صاحب سجادہ آنحضرت کے اور شیخ محمود صاحب خلافت آنحضرت کے اور حاجی عبدالصمد مذکور کے تین لڑکے تھے۔ شیخ تاج الدین اور شیخ عبداللطیف اور شیخ بدر عالم نام۔ اور حضرت دہلی میں شیخ چندن ان کے ایک لڑکا باسم شیخ بدرالدین۔ ان کے پانچ لڑکے باسم شیخ قطب الدین و شیخ صدرالدین و شیخ مصطفیٰ صاحب سجادہ شیخ لادن کے اور شیخ بہاؤالدین اور شیخ محی الدین اور قطب الدین مذکور کی اولاد ایک دختر ہے اور صدرالدین مذکور کے دو لڑکے عبدالوہاب اور درویش محمد نام کہ ان کی اولاد نہ رہی اور شیخ مصطفیٰ کے تین لڑکے شیخ وجیہہ الدین اور شیخ اسماعیل ان کے صاحب سجادہ اور شیخ مرتضی اور شیخ بہاؤالدین مسطور کے ایک لڑکا شیخ لادن نام اور شیخ محی الدین کے دو لڑکے شیخ کمل اور بھلا اور دوسری اولاد شیخ شمس الدین ابن شیخ خوجو ابن شیخ منور صاحب سجادہ مرقوم کے حضرت دہلی میں اور بعض برہان پور صوبہ دکن میں بنام شیخ نظام خان ابن چشتی خان ابن شیخ یعقوب ابن شیخ احمد حاجی ابن شیخ برہان الدین ابن شیخ شمس الدین مذکور اور شیخ شعیب بن شیخ محمود ابن شیخ عبدالوہاب بن شیخ ہیبت ابن شیخ غیاث الدین ابن شیخ برہان الدین مرقوم دہلی میں شیخ

بہاؤالدین شیخ رکن الدین اور شیخ اسماعیل اور شیخ نور محمد اور شیخ نصیر الدین پسران شیخ ابو محمد بن ہیبت اور شیخ جان محمد بن شیخ عبدالوہاب بن شیخ ہیبت مذکور اجودھن عرف پاکپتن میں بنام شیر محمد بن شیخ بایزید بن شیخ قیام الدین ابن شیخ حافظ ابن شیخ عیس بن شیخ عبدالفتح ابن شیخ رکن الدین ابن شیخ خوجو ابن شیخ منور صاحب سجادہ مذکور اور شیخ خوجو مذکور ابن شیخ شاہ محمد ابن شیخ نظام الدین مذکور اور شیخ صدر الدین ابن شیخ قیام الدین مزبور اور شیخ جان محمد ابن شیخ احمد ابن شیخ اللہ بخش ابن شیخ حافظ عیسیٰ مسطور دوسرے شیخ نعمت اللہ ابن شیخ بہاؤالدین ابن شیخ منور صاحب سجادہ مرقوم کہ وہ پاک پٹن سے اور آگرہ میں سکونت کی تھی۔ کہ مرقد منوران کا وہیں ہے۔ ملتان میں جوان سے تین لڑکے ہوئے بڑے لڑکے شیخ فخر الدین اور منجھلے شیخ علی اور چھوٹے شیخ حسین اور شیخ فخر الدین مذکور نے موضع برہان پور میں اعمال پرگنہ خانوہ سرکاری آگرہ سے ہے۔ سکونت قبول کی کہ ان کا مرقد بھی وہیں ہے اور وہاں کے آدمی آپ کی زیارت سے برکات حاصل کرتے ہیں اور اولاد بھی ان کی وہیں ہے اور بعض دکن میں ہیں اور اولاد شیخ علی ابن شیخ نعمت اللہ مذکور کے موضع مراپور میں باسم شیخ پدی اور شیخ لعل اور شیخ خضر اور شیخ منور مشہور ہے۔ اور بیٹے شیخ عبدالمجید ابن شیخ محمد ابن شیخ عثمان کے شیخ علی مسطور اور شیخ خضر محمد اور شیخ عطاء اللہ بیٹے شیخ فیروز ابن شیخ جنید ابن شیخ عثمان مسطور کے اور عبداللطیف اور لعل اور حبیب اللہ بیٹے شیخ رکن الدین ابن شیخ گدائی ابن شیخ عثمان مذکور کے اور شیخ اعظم اور معظم بھی دو لڑکے شیخ بدن کے سریہ سے اور شیخ اولیاء اور شاہ محمد دو لڑکے بدن کے کہ بیٹے شیخ عبدالوہاب ابن شیخ حسین ابن شیخ نعمت اللہ مذکور کے ہیں۔ دختر شیخ قاسم کی کہ وہ لڑکی متبنے تھی اور شیخ چندن ابن شیخ جمال ابن شیخ حسین مذکور اور پاک پٹن میں اولاد شیخ برہان الدین صاحب سجادہ مسطور کے ہے اور شیخ برہان الدین کے چار لڑکے تھے۔ بنام شیخ برخوردار اور شیخ جیا اور شیخ موسیٰ اور شیخ بہاؤالدین۔

اور شیخ برخوردار کے ایک لڑکا تھا شیخ عبدالوہاب نام اور شیخ عبدالوہاب کے پانچ لڑکے تھے۔ اوّل شیخ اللہ دین دوسرے شیخ معین الدین تیسرے شیخ بہاؤالدین چوتھے شیخ

فیروز پانچویں شیخ حبیب اللہ۔

اور جیا مذکور کا ایک لڑکا تھا بنام شیخ علاؤالدین اور شیخ علاؤالدین کے دو لڑکے تھے۔ اوّل شیخ شریف محمد اور دوسرے شیخ علی محمد اور شیخ شریف محمد کے ایک لڑکا تھا باسم شیخ ککو اور شیخ علی محمد مذکور کے ایک لڑکا شیخ فتح محمد دوسرے شیخ غلام محمد ابن شیخ اللہ دین مذکور اور شیخ برخوردار اور شیخ یوسف محمد اور شیخ خوئن اور شیخ احمد ابن شیخ صدر الدین مسطور اور شیخ پیر محمد ابن شیخ فیروز مرقوم اور شیخ بدر الدین اور شیخ صدر الدین اور شیخ فتح محمد اور شیخ بڈھا ابن شیخ حبیب اللہ مذکور شیخ موسیٰ ابن شیخ برہان کے ایک لڑکی تھی۔ گھر میں شیخ بہاؤالدین ابن شیخ برہان کے کہ ان کی اولادیں شیخ معز الدین ابن شیخ بہاؤالدین مذکور ہیں اور گھر میں شیخ معز الدین مذکور کے شیخ عادل چشتی کی لڑکی تھی۔ بہن شیخ فیروز کی۔ کہ اس عفیفہ سے چار لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ لڑکے شیخ کرم اللہ اور شیخ محمد اور جملہ دختران شیخ ایک مسماۃ ہسپو گھر میں شیخ نظام الدین بن شیخ نصر الدین شہید کے کہ ان کی ایک لڑکی مسماۃ بسیا تھی اور شیخ کرم کے دو لڑکے اوّل شیخ اللہ داد دوسرے شیخ برہان اور شیخ تاج محمود اور شیخ حاجی محمد ابن شیخ خواجہ خضر ابن شیخ اولیاء ابن شیخ بہاؤالدین مرقوم اور شیخ بدر الدین ابن شیخ نظام الدین ابن شیخ بہاؤالدین مذکور اور شیخ باریدا ابن شیخ علاؤالدین ابن شیخ نظام الدین مسطور دوسرے شیخ قطب ابن شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ مرقوم کے تین لڑکے تھے۔ اوّل شیخ بدل دوم شیخ کمال سوم شیخ نصیر الدین اور شیخ کمال کے آٹھ لڑکے تھے۔

اوّل شیخ قطب الدین دوسرے شیخ علی، تیسرے عبدالرشید چوتھے شیخ جلال، پانچویں محمد حسن، چھٹے شیخ قاسم۔ ساتویں شیخ فضل اللہ اور آٹھویں خلیل دوسرے شیخ خلیل ابن شیخ محمد صاحب سجادہ مذکور کہ آپ کی اولاد جسی پور کنکھری بنام شیخ یوسف اور شیخ احمد ابن شیخ خلیل مذکور کے ہے اور شیخ یوسف کے ایک لڑکا تھا۔ بنام شیخ محمد اور شیخ محمد مذکور کے آٹھ لڑکے تھے۔

شیخ بدر الدین شیخ قطب الدین شیخ مصطفیٰ شیخ شاہ محمد شیخ عزیز اللہ، شیخ مجیب، شیخ منیب، شیخ مقیم اور شیخ احمد۔ ابن خلیل کے ایک لڑکا تھا شیخ علاؤالدین کہ اس کے دو لڑکے

تھے۔ شیخ امان اللہ اور شیخ معظم اور سارنگپور میں کہ ملک پابوہ میں ہے وہاں بنام شیخ سلطان کہ اولیائے خدا سے تھے اور گھر میں شیخ سلطان کے ہمشیرہ شیخ پھکھاری صاحب ولایت سارنگپور کی تھی۔ اور شیخ پھکھاری نسل سے حضرت گنج شکر کے ہوئے ہیں اور دختر شیخ سلطان مذکور کے عقد میں شیخ شجو انصاری کے ہے وہ ایک واصلانِ حق سے تھے۔ اور شیخ شجو پور کے لڑکے کے عقد میں شیخ نظام برادر شیخ فیروز چشتی ابن شیخ عادل کی ہے کہ شیخ نظام جد مادری بندہ کاتب الحروف کے ہوتے ہیں۔ شیخ صدرالدین اور شیخ نظام اولاد شیخ کبیر ابن شیخ دی ابن شیخ زین العابدین ابن شیخ زین الدین ابن شیخ نظام الدین ابن شیخ سعد الدین ابن شیخ فضیل صاحب سجادہ حضرت گنج شکر ہیں۔ دوسرے شیخ موسیٰ اور شہاب الدین اور شیخ محمد ابن شیخ اولیاء ابن شیخ زین العابدین اولاد دختری رکھتے ہیں۔ دوسری اولاد شیخ علاؤالدین ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کی بہت سی فقیر نے جو دیکھی ہے قلم میں لایا۔

ذکر بعض قوم کھوکھران وغیرہ کا کہ انہوں نے حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو لڑکیاں دی ہیں

جاننا چاہئے کہ سب اقوام سے کھوکھر قدیم مسلمان ہیں کہ عرب کی ولایت سے ان کے بزرگ آئے ہیں۔ اور نواحی پاک پٹن میں سکونت اور ملک گیری کی ہے۔ اب تک ویسے ہی اور اپنی لڑکیاں عقد میں اولاد بندگی حضرت شیخ علاؤالدین موج دریا ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن بندگی حضرت قطب العالم حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کے لاتے ہیں اور لاتے ہیں۔ بہ تفصیل ذیل اعتبار کریں۔

اوّل دختر شیخ شیخو ابن ملک برسنہ کھوکھر کی گھر میں شیخ محمد صاحب سجادہ کے تھی۔ دوسری لڑکی ملک کالو ابن ملک شیخو مذکور کی گھر میں شیخ ابراہیم صاحب سجادہ کے تھی اور لڑکی ملک جسرۃ ابن ملک ہریا کھوکھر کی گھر میں شیخ فیض اللہ صاحب سجادہ کے تھی۔ چوتھی لڑکی اسماعیل خان کھوکھر کی گھر میں شیخ محمد صاحب سجادہ ابن شیخ ابراہیم کے ہے۔ پانچویں لڑکی ملک بہراج ابن ملک کالو کھوکھر مذکور کی گھر میں شیخ غضنفر علی ابن شیخ تاج الدین محمود

صاحب سجادہ کے تھی۔ چھٹی لڑکی عمر خاں ابن شاہ منصور کھوکھر کی گھر میں شیخ محمد مکی ابن شیخ تاج الدین محمود کے ہے۔ ساتویں لڑکی ملک برسنہ ابن ملک جبروت مرقوم کی گھر میں شیخ عبداللہ ابن شیخ تاج الدین محمود کے ہے۔ آٹھویں لڑکی ملک عبداللہ ابن مولانا مبارک کھوکھر کی گھر میں شیخ جان محمد ابن شیخ احمد قتال ابن شیخ تاج الدین محمود کے ہے۔

نویں لڑکی ملک برسنہ ابن ملک جسرت مذکور کی گھر میں شیخ صدر الدین کے ہے۔ ابن شیخ حبیب اللہ دسویں لڑکی ملک تھراج ابن ملک کالو مسطور کی گھر میں شیخ علاؤالدین ابن شیخ وادن کے ہے۔ گیارھویں لڑکی بجلی خاں کی عرف سکی گھر شیخ برہان الدین ابن شیخ احمد صاحب سجادہ کے ہے۔

بارھویں لڑکی کھوکھر کی گھر میں شیخ کمال ابن شیخ قطب الدین کے ہے۔ تیرھویں لڑکی کھوکھر کی گھر میں شیخ قطب الدین ابن شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ کے ہے۔ چودھویں لڑکی کھوکھر کی گھر میں شیخ محمد شریف ابن شیخ علاؤالدین کے ہے۔

دھریان بھی اپنی لڑکیوں کی نسبت فرزندان شیخ علاؤالدین موج دریا قدس سرہٗ سے کرتے ہیں۔ اس طریق سے کہ اوّل لڑکی رائے تھراج ابن رائے لکھمی دھرمی کی گھر میں شیخ عبداللہ ابن شیخ تاج الدین محمود کے تھی اور بھٹیاں بھی اپنی لڑکیاں مخدوم زادوں کو دیتے تھے۔

اول لڑکی رائے سدھو ابن رائے اللہ داد بھٹی کی گھر میں شیخ جلال الدین ابن شیخ محمد صاحب سجادہ کے تھی۔ دوسری لڑکی بھٹی کے گھر میں شیخ قطب الدین ابن شیخ عطاء اللہ صاحب کے تھی۔ تیسری لڑکی بھٹی کے گھر میں شیخ کمال ابن شیخ قطب الدین مذکور کے تھی۔ چوتھی لڑکی رائے شہاب بھٹی کی گھر میں شیخ احمد ابن شیخ الٰہ بخش کے تھی۔ پانچویں لڑکی نصیر خاں بھٹی کی گھر میں شیخ الٰہ بخش ابن شیخ ابراہیم صاحب سجادہ کے ہے۔ اور دختران بینا راجپوت بھی گھر میں مخدوم زادوں کے آئی ہے۔

اوّل لڑکی رائے قطبہ ابن رائے محمد کی گھر میں شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ کے تھی۔ دوسری لڑکی شیخ مسی کی گھر میں شیخ بدن ابن شیخ قطب الدین ابن شیخ عطاء اللہ

صاحب سجادہ کے تھی۔ تیسری لڑکی شہباز خان ابن رائے قطبہ مذکور کی گھر میں شیخ احمد قتال ابن شیخ تاج الدین محمود کے گھر میں ہے جو اس ذرہ مذموم نے سنا نوک قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان اولاد بندگی حضرت شیخ محمد عرف ممن شہید ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن بندگی حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ العزیز

شیخ محمد مذکور کے دو لڑکے تھے۔ اوّل شیخ فیروز شاہ دوسرے خواجہ خضر کہ اولاد نہیں رکھتے تھے۔ اور شیخ فیروز شاہ کے تین لڑکے تھے۔ اوّل شیخ نورالدین دوسرے شیخ عبدالمالک تیسرے شیخ جلال کہ ان کی اولاد صحانہ میں کہ راہب کی طرف ہے۔ وہاں شیخ غازی ہے ابن شیخ لنکاہ ابن شیخ رحموں اور شیخ کمال ابن شیخ اللہ داد ابن شیخ نوتو ابن شیخ رحموں اور شیخ مذکور ہے اور مادی میں منسوب بشیخ شہاب الدین کہ نزدیک پاک پٹن کے ہے وہاں بنام شیخ پیر مبارک وغیرہ بن فیروز شاہ بن شہاب الدین مذکور اور شیخ ابراہیم ابن شیخ علی اکبر ابن شیخ یوسف ابن شیخ شہاب الدین مسطور اور شیخ معروف ابن شیخ داؤد ابن شیخ ارزانی اور شیخ تاج الدین وغیرہ قبول پور میں بندگی حضرت شیخ موسیٰ بن شیخ حسام الدین حاجی ابن شیخ نورالدین ابن شیخ فیروز شاہ بن شیخ محمد کہ صدر میں مذکور ہیں۔ اور اولاد شیخ موسیٰ کی مندوزی میں بنام شیخ قادر شاہ اور شیخ شیخو اور مجاہد شاہ اولاد شیخ علی اور شیخ علاول ابن شیخ ابا بکر اور شیخ فضل اللہ اور سعید خاں اولاد مرزا مشکور کی ابن میر بابا اور شیخ جنید اور شیخ سدھاری اولاد شیخ سراج الدین بن شیخ عبدالحمید بن شیخ سعد بن شیخ داؤد بن شیخ ابوالفتح بن شیخ موسیٰ مرقوم اور نکاح میں شیخ سراج الدین کے لڑکی شیخ نظام برادر حقیقی جد کاتب الحروف کی تھی۔

اور شیخ تاج الدین اور شیخ سلیمان اولاد شیخ امام الدین بن شیخ عبدالحمید بن شیخ سعید مسطور کے اور نکاح میں شیخ امام الدین کے بھی لڑکے شیخ نظام الدین مذکور کے تھے۔ دوسرے شیخ کمال بن شیخ فتح اللہ بن عبدالحمید بن شیخ سعید بن شیخ داؤد مذکور اور نکاح میں شیخ فضل اللہ کے پھوپھی کاتب الحروف کی ہے کہ وہ حقیقی بہن میرے چچا شیخ کمال بن شیخ

محمد ابن جد کاتب الحروف کی ہے۔

دوسرے شیخ فرید بن شیخ خلیل ان کے نکاح میں تھی۔ بہن شیخ کمال مذکور کی ہے اور شیخ زین بن شیخ معز الدین بن شیخ داؤد بن شیخ ابوالفتح ابن شیخ موسیٰ مرقوم اور زین کے نکاح میں لڑکی شیخ علم الدین ابن داؤد مسطور کی تھی اور شیخ علم الدین والد بزرگوار کاتب الحروف کے دادا ہیں اور شیخ زین مذکور کے اس عفیفہ سے دولڑکے وجود میں آئے۔ بنام شیخ ابوزید اور شیخ شہاب دوسرے شیخ کبیر بن شیخ صدر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ ابوالفتح مسطور اور شیخ صدر الدین کے نکاح میں شیخ داؤد کی لڑکی تھی کہ وہ عفیفہ کاتب الحروف کے دادا کی بہن تھی اور شیخ کبیر مذکور کے نکاح میں شیخ علم الدین مذکور کی لڑکی ہے۔ اس سے چارلڑکے پیدا ہوئے جن کا نام منصور اور شیخ عماد اور شیخ خداداد اور شیخ عبدالرحمٰن ہے اور ایک لڑکی اور تھی شیخ ابوالخیر بن شیخ سلیمان بن شیخ ابوالفتح مسطور اور شیخ برخوردار ابوالخیر کے نکاح میں شیخ علم الدین مرقوم کی لڑکی تھی کہ اس مسطورہ سے دولڑکے وجود میں آئے بنام شیخ اسحاق کے اور شیخ برخوردار۔

اور شیخ اسحاق کے ایک لڑکا تھا۔ عبدالہادی دوسرے خواجہ حبیب اور شیخ عبدالصمد اور شیخ حسام اور شیخ عبدالنبی اولاد شیخ نظام بن شیخ سلیمان مذکور کی شیخ عبدالنبی کے نکاح میں شیخ لکن چشتی سرہندی کی لڑکی تھی اور شیخ قطب اور شیخ چوہڑ اور شیخ غیاث الدین اور اولاد شیخ بہلول بن شیخ حسین بن شیخ جلال بن شیخ داؤد مذکور اور شیخ بہلول کے نکاح میں کاتب الحروف کے والد کے چچا کی لڑکی تھی اور شیخ آدم بن شیخ یعقوب بن شیخ حسن مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ حاجی بن لشکری انصاری کی لڑکی تھی جو بھانجے شیخ فیروز چشتی کے ہیں اور حاجی محمد مذکور کے نکاح میں کاتب الحروف کے دادا شیخ محمد کی لڑکی تھی۔ دوسرے شیخ قاضی فتح محمد مذکور اور شیخ بدر الدین وغیرہ اولاد شیخ سکندر بن شیخ حسن مسطور شیخ عبدالحمید بن قاضی فتح محمد مذکور اور شیخ صادق بن شیخ فیروز شاہ اور شیخ موسیٰ ابن شیخ قطب نسل سے شیخ گدائی کے ہیں کہ دومن مرقوم کی نسل سے ہیں۔

دوسرے شیخ شمس بن شیخ مظفر بن شیخ ابراہیم بن شیخ حسام الدین بن شیخ داؤد مرقوم

اور حامد اور تاجا پسران شیخ اللہ دین بن شرف بن برہان بن شیخ داؤد مسطور اور شیخ نصیب بن حمزہ بن جمال بن بدرالدین بن شیخ اسماعیل بن شیخ ابوالفتح مذکور اور تاج محمود بن شیخ محمد بن فضل بن جائیلدہ بن شیخ سلیمان بن شیخ ابوالفتح مذکور۔

دوسرے شیخ معروف کی اولاد ایک لڑکی ہے۔ اور بندہ میں بنام شیخ حسین بن شیخ عبدالکریم بن خواجہ بن الفتح مزبور موسوم ہے اور شیخوپورہ میں باسم صالح محمد بن شیخ زین العابدین بن مال اور بہاؤالدین اور بدرالدین ماں مذکور کی اولاد بہت ہے اور قطب پور میں بھی اولاد شیخ محمد ممن شہید مذکور کی ساکن ہے۔ مثل شیخ بہاؤالدین بن شیخ منور وغیرہ کے اور بدایوں میں شیخ زین العابدین اور شہباز خاں اور شیخ فتح خاں اولاد شیخ عبدالغنی بن شیخ نصراللہ بن شیخ سلیمان مسطور دختر شیخ سراج الدین سے اور شیخ عزیز اللہ اور خواجہ مودود اور پسران عبدالغنی مذکور دوسری زوجہ سے ہیں۔

اور شیخ زین العابدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکا شیخ یوسف نام ایک لڑکی اس کی اس سے اوّل پیدا ہوئی۔ بعد اس کے انتقال کے کاتب الحروف کے دادا کی لڑکی اس کے عقد میں آئی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا شیخ حسام الدین نام اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔

تیسرا لڑکا شیخ موسیٰ دوسری زوجہ سے ہے اور شیخ شہباز خاں کے چار لڑکے تھے۔ اور چند لڑکیاں شیخ حاجی کی لڑکی سے تین لڑکے بنام شیخ ...... شہاب خاں اور شیخ سلطان اور شیخ حسین اور پانچ لڑکیاں تھیں اور ایک لڑکا اور دو لڑکی دوسری زوجہ سے۔ اور شیخ چاندا بن شیخ شہاب خان مذکور اور شیخ فتح خان کے پانچ لڑکے تھے اور چند دختر۔

شیخ سلطان بن شیخ خضر کی لڑکی سے پیدا ہوئے۔ لڑکے بنام شیخ فرید اور شیخ تاج محمود وغیرہ۔ دوسرے شیخ سراج الدین فتح پور میں کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ نظام برادر شیخ کمال بن شیخ شہاب الدین چشتی کی ہے اور شیخ خلیل بھٹی بن شیخ داؤد کہ بنگالہ میں ہے۔ ان کے نکاح میں شیخ عبدالواحد اولاد شیخ فیروز چشتی کی ہے کہ اس عفیفہ سے دو لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ لڑکے شیخ نظام الدین اور شیخ بدرالدین دوسرے شیخ نور محمد ابن شیخ خلیل

مذکور دوسری منکوحہ سے ہیں اور شیخ محمد مرحوم کی بہت ہے۔ بعض پیران پٹن میں کہ گجرات میں ہے وہاں ساکن ہے اور بعض دوسرے شہر میں۔

ذکر اولاد شیخ محمود بن شیخ بدرالدین سلیمان بندگی حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنج شکر قدس اللہ سرہ العزیز

شیخ محمود نے بیعت اور خلافت اپنے والد بدرالدین سلیمان سے حاصل کی۔ اور ان کے دو لڑکے تھے۔ ایک شیخ داؤد کہ سجادہ نشین ہوئے۔ دوسرے شیخ نصیر الدین اور ایک لڑکی مسماۃ عزیزہ عرف سلیمہ کی ان کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ فضل اللہ اور شیخ داؤد کے دو لڑکے تھے۔ رفیع الدین صاحب سجادہ اور شیخ بہاؤالدین اور شیخ رفیع الدین کے تین لڑکے تھے۔ اوّل مخدوم زین چشتی کہ بیعت اور خلافت اپنے والد سے لی۔ دوسرے شیخ بازید۔ تیسرے نصر اللہ۔

اور شیخ زین کے پانچ لڑکے تھے۔ اوّل شیخ جہان شاہ صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ سلطان شاہ، تیسرے شیخ برہان الدین چوتھے شیخ معز الدین، پانچویں شیخ تاج الدین اور اولاد حضرت مخدوم شیخ کی بہدانی اور بدایوں اور مواکو پسر اور فتح پور اور سہرایوں میں بہت ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل تیسرے باب میں ذکر کی جائے گی۔

دوسرے شیخ بہاؤالدین ابن شیخ داؤد ابن شیخ محمود بن شیخ بدرالدین سلیمان بن شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور بہاؤالدین مذکور کے دو لڑکے ایک شیخ موسیٰ دوسرے شیخ علی اور ایک لڑکی بھی تھی کہ وہ عفیفہ بے اولاد رہی اور شیخ موسیٰ کے چار لڑکے تھے۔ شیخ فضل اللہ۔ شیخ نظام الدین اور کبیر الدین اور جتیاں اور شیخ محمود بن شیخ بدر الدین مذکور کے ایک لڑکی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اولاد نہیں ہے اور اولاد پسر شیخ محمود کی بہت ہے چنانچہ لکھی گئی اور لکھی جاتی ہے۔

اور پھر جناب اولاد شیخ بازید ابن شیخ خواجہ ابن شیخ خواجہ داؤد ابن شیخ محمود مرقوم ہے۔ بنام شیخ سلیمان اور شیخ نصر اللہ اور شیخ ابا بکر اولاد شیخ نعمت اللہ ابن شیخ ابراہیم بن شیخ شاہا بن شیخ خیرالدین بن شیخ بازید مذکور دوسرے شیخ حبیب اللہ عرف پیر بھلا بن شیخ

خیرالدین لڑکپن میں رحمت حق سے ہم آغوش ہوئے کہ بہت بزرگ تھے چنانچہ اس دیار کے آدمی اس مزار سے فیوض حاصل کرتے ہیں اور پیر بھلا مشہور ہیں۔

دوسرے باغ میں خیرالدین شیخ فیروز اور شیخ محمد اور حاجی اور شیخ عبداللطیف اولاد شیخ بایزید بن شیخ بہاؤالدین بن شیخ الہ داد مسطور اور نیز یہ حیات شیخ خواجہ اور شیخ باللہ اور شیخ محمد اور شیخ احمد وغیرہ اولاد شیخ نظام الدین مذکور۔ دوسرے شیخ نصراللہ برادر حقیقی مخدوم شیخ زین مذکور بن خواجہ رفیع الدین۔ شیخ نصراللہ کی ایک لڑکی تھی۔ فاطمہ نام کہ وہ کریم الدین کے نکاح میں تھی کہ وہ اعظم اولاد شیخ اعظم سعد حاجی مرقوم سے تھی کہ اس عفیفہ سے اولاد ہے اور اس کی اولاد کا ذکر پانچویں باب میں کیا جائے گا۔

اور غازی پور میں شیخ المشائخ والاولیاء شاہ ابوالفتح خواجہ شہاب الدین بن خواجہ ابوالفتح بن خواجہ فیروز بن شیخ کمال بن شیخ نصیرالدین بن شیخ محمود بن شیخ بدرالدین سلیمان بن حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور شاہ ابوالفتح مذکور اولیائے خدا اور مشائخ نام دار سے تھے اور خرقہ خلافت کا حضرت شیخ ابراہیم بالا راجہ جانشین حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا تھا اور ان کی مرقد شہر مذکور میں واقع ہے اور اولاد بھی وہاں ہے۔ بنام شیخ پھودہ اور صاحب سجادہ ان کی اور خواجہ خضر اور شیخ کمال اور شیخ نظام الدین لڑکے شیخ تاج الدین محمود بن شیخ محمد بن شاہ مذکور کے رمانیہ میں کہ قریب نمازی پور کے ہے باسم شیخ احمد تھے کہ ان کی ایک لڑکی ہے۔ اور سسرال میں خواجہ عثمان ہارون صاحب سجادہ تھے اور لڑکا شیخ صالح اور خواجہ معین الدین اور خواجہ قطب الدین اور شیخ جمال اور شیخ عبدالجلیل اور خواجہ عبدالعزیز ابن حضرت شیخ صالح ابن شاہ مزپور اور چونسہ میں شیخ عبدالوہاب اور شیخ ابوالحسن اور شیخ حبیب اللہ پسران شیخ عبدالواحد بن شاہ مرقوم اور تادہ میں شیخ حسین بن شاہ مسطور کے ایک لڑکی ہے۔

اور شیخ شہید ابن شاہ مرقوم کی اولاد نہ رہی اور شیخ تاج الدین بن شیخ بدرالدین سلیمان بن حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے چھ لڑکے تھے۔ شیخ احمد اور شیخ حسین اور شیخ محظوظ اور شیخ عبدالحفیظ اور شیخ سعدالدین اور شیخ حسین کہ ان کی اولاد نہیں ہے۔ اور

سوائے شیخ حسن کے پانچ لڑکے شیخ تاج الدین مذکور کی اولاد ہے۔

اس تفصیل سے اوّل مادی میں شاہ منصور ہیں وہاں بنام شیخ عبدالنبی بن شیخ احمد بن شاہ منصور بن شیخ ابراہیم اور شیخ پیر علی بن شیخ علی بن شیخ ابراہیم مذکور اور شیخ فتح محمد بن شیخ اولیاء بن شیخ شکرالدین بن شیخ ابوالخیر رہتے ہیں اور شیخ تاج الدین محمود بن حافظ اور عبدالمالک بن اسماعیل اور برخوردار بن جمال الدین اور شیخ ابا بکر بن یوسف اور کبیر بن عزیز اللہ بھی ہیں اور ہادی میں دوسرے کہ منسوب شیخ عمر ہے۔ وہاں بنام فیروز شاہ بن شیخ عبدالسلام بن شاہ محمد بن شیخ عمر مذکور اور شیخ بڈھا بن شیخ الٰہ بخش ابن شیخ اسماعیل ابن شیخ یوسف برادر شیخ عمر مرقوم کے اور شیخ عبدالرشید ابن شیخ ابا بکر بن شیخ علم الدین بن شیخ عمر مسطور اور خواجہ علی ابن شیخ یعقوب برادر حقیقی شیخ عمر مذکور کے اور شیخ منور ابن شیخ اسماعیل ابن شیخ یوسف مربوز اور شیخ رکن الدین ابن شیخ حسن ابن شیخ نعمت اللہ اور شیخ الٰہ داد ابن شاہ منصور ابن شیخ اسمٰعیل اور شیخ حسین ابن شیخ احمد اور شیخ عماد بن شیخ حسام الدین ابن داؤد شاہ بن شیخ عبدالصمد اور شیخ قاسم ابن شیخ داؤد بن شیخ بہاؤالدین اور شیخ جلال ابن شیخ بہاؤالدین ابن شیخ علم الدین اور سیالکوٹ چٹی میں شیخ صالح محمد ابن شیخ عبدالمجید اور عبدالفتاح ابن شیخ معروف ساکن ہیں اور حضرت دہلی میں شیخ ابوالفتح کہ اولیائے خدا اور مشائخ نام دار سے تھے اور خلافت کا خرقہ قطب الاولیاء شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنج شکر سے رکھتے تھے اور ان کی نسبت اول پٹن میں ہوئی تھی۔ بعدازاں دوسری نسبت قاضی عبدالستار ساکن فتح پور کے گھر کی نسل ابو مسلم سے ہیں ہوئی تھی۔ اس سے اولاد ہے۔

اور فتح پور میں شیخ تاج الدین عزیز نواب شیخ ابراہیم اور شیخ آدم کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ نظام الدین ابن شیخ شہاب الدین کی ہے اور آگرہ میں شیخ قطب الدین خلیفہ عبدالواحد اسلام اور وہ ابن شیخ حسین ابن شیخ نعمت اللہ مرقوم اور شیخ یوسف ابن فتح اللہ ابن رکن الدین ابن شیخ قاسم ابن شیخ داؤد ابن شیخ نظام اور شیخ معین الدین اور ابن شیخ عبدالغفور مادی مذکور میں رہتے ہیں۔

اور تلوارہ میں شیخ بہاؤ الدین ابن شیخ عبدالقادر ابن شیخ بہلول ابن شیخ نصیر الدین اور شیخ شریف محمد اور شاہ محمد پسران شیخ قطب الدین شیخ بہلول مزبور اور مادی میں تیسرے کہ منسوب شیخ شہاب الدین وہاں باسم تاج الدین اور رکن الدین اور بدر الدین اور حسین خان اور رحمت اللہ اور شریف محمد پسران شیخ عبدالمجید بن محمد اور بدایوں میں شیخ معین الدین بن عبدالحمید مذکور اور اس کی نسبت شیخ شہباز خان کے گھر ہوئی ہے۔ اور نیز مادی مرقوم میں شیخ صالح محمد ابن شیخ یٰسین ابن شیخ محمد شاہ مسطور اور شیخ عبدالرشید ابن سندی ابن علاؤ الدین اور شیخ اشرف ابن شیخ محمود ابن شیخ احمد متوطن ہیں۔ دوسرے حضرت پاک پٹن شیخ شہاب الدین اور سیالکوٹ چٹی میں شیخ آدم پسران خواجہ احمد ابن شیخ رحمت اللہ مشہور بہ پتنی اور شیخ بہاؤ الدین ابن شیخ سعد اللہ ابن رحمت اللہ مذکور اور شیخ امام دین ابن شیخ سلیمان ابن شیخ رفیع اللہ ابن شیخ رحمت اللہ ابن شیخ ابا بکر اور عبدالرحمٰن اور مبارک اور شیخ محمود پسران شیخ یوسف ابن شیخ ابا بکر مذکور اور شیخ الہ داد ابن شہاب کو ان کی نسبت شیخ نصیر الدین ابن شیخ کمال چشتی ساکن موکی ہوئی ہے اور اولاد شیخ تاج الدین ابن شیخ بدر الدین سلیمان ابن حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کی بہت ہے یعنی چناب پر اور بعضے چاہ ہاپر اور بعضے نواحی پٹن میں متوطن ہیں جو اپنے بزرگوں سے سنا اور دیکھا قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر اولاد بندگی حضرت شیخ مودود ابن شیخ بدر الدین سلیمان ابن حضرت گنج شکر قدس سرہ

جان کہ شیخ مودود کے چھ لڑکے شیخ خواجہ احمد اور خواجہ موسےٰ اور خواجہ محمد اور خواجہ عثمان اور خواجہ ظہیر الدین اور شیخ میاں کہ اولاد نہیں رکھتے تھے اور دو لڑکیاں بی بی قمرن اور بی بی عزت النساء اور پانچوں لڑکوں کی اولاد بہت ہے۔

چنانچہ شیخوپورہ میں حضرت حاجی نعمت اللہ کہ اولیاء نامدار سے تھے۔ دوسرے شیخ جلال اور شیخ ادریس اور شیخ نور محمد اور شیخ غازی اور شیخ حسن محمد اور شیخ خیرا شہر مذکور میں متوطن ہیں اور لودھانہ میں شیخ سلیمان ابن شیخ معروف ابن شیخ آدم ابن شیخ موسیٰ ابن شیخ

مودود مذکور کہ وہ اولیاء نامدار سے تھے اور ان کی اولاد بلدہ مسطور میں شیخ بہاؤالدین اور شیخ محمد وغیرہ۔

اور بعض آدمی کہتے ہیں کہ یہ شیخ سلیمان کی اولاد میں سے نہیں ہیں۔ محض غلط اور بہتان ہے۔ اگر یہ فرزندان شیخ سلیمان نہ ہو پس اور فرزند آنحضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ان سے کیوں نسبت رکھتے ہیں جب حضرت شیخ بہاؤالدین اور شیخ محمد حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ سلیم چشتی کہ ملازمت میں فتح پور میں آئے۔ حضرت نے دوبارہ ان کے ساتھ بہت التفات فرمایا۔

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی ہمارے برادر ہیں اور کچھ روزینہ نہیں رکھتے۔ چاہئے کہ ایک گاؤں اچھا ان کی مدد معاش کو مرحمت ہو۔ آخر الامر موضع شیخو پور میں اعمال پرگنہ لودہانہ ان کی معاش کو مرحمت ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرزندان حضرت شیخ سلیمان سے صحیح النسب ہیں۔

بیان اولاد شیخ بدرالدین مہتہ بن شیخ سلیمان چشتی مذکور کا

ان کے تین لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ شیخ شہاب الدین اور شیخ بہاؤالدین اور شیخ بایزید۔ اور لڑکیاں مسماۃ بی بی شربت اور بی بی جابلدہ اور شیخ بہاؤالدین کے دو لڑکے تھے اور ایک لڑکی۔ حضرت شیخ الاسلام شیخ سلیم چشتی اور شیخ موسیٰ اور بی بی فاطمہ۔

ذکر حسب اور نسب اور اولاد اور ولادت اور خلفاء اور وفات بندگی حضرت قطب العالم شیخ سلیمان مشہور شیخ سلیم ابن بہاؤالدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیاء کبار اور مشائخ نام دار سے تھے۔ حالات اور کرامات اور مجاہدات ان کے مشہور اور معروف ہیں اور والدہ بزرگوار آپ کی مسماۃ بی بی احمہ بنت، شیخ اکرام اللہ عثمانی دام عفتہا بہت بزرگ تھیں اور آنحضرت نے مسافرت عرب اور عجم کی بہت کی اور اکثر اولیاء خدا کو دیکھا اور فیض حاصل کیا۔ چنانچہ ۳۲ حج ادا کئے چونکہ قبل ولادت کے آپ

کی والدہ ماجدہ بلدہ لدھیانہ میں رہتی تھیں۔ وہاں سے بحکم الٰہی انتقال فرمایا اور دارالخلافت دہلی میں مشہور سرائے حضرت علاؤالدین زندہ پرست میں سکونت فرمائی چنانچہ وہ مسکین ہنوز موجود ہے۔ وہیں آپ کی ولادت ۸۸ھ میں ہوئی۔

نقل ہے کہ ولادت کے وقت جب آپ کا سر زمین پر آیا اور وہاں دانہ پیشانی مبارک پر چبھا اس کا اثر پیری تک باقی تھا۔ فرماتے تھے کہ اس دانہ کی تکلیف کو یاد رکھتا ہوں۔ میں نے چاہا کہ ہاتھ سے دور کروں پھر سوچا کہ اگر ایسا کروں گا تو عالم میں فتنہ برپا ہو جائے گا۔

جب آپ کی عمر نو سال کی ہوئی۔ آنحضرت کے والدین دہلی سے سکیری آئے اور یہ وطن اختیار فرمایا اس اثناء میں ماں باپ دونوں جنت کو چل بسے۔ شیخ المشائخ شیخ موسیٰ آپ کے بھائی تربیت فرماتے تھے جب آپ کی بزرگی کے نشان آپ کی پیشانی پر ظاہر پاتے تھے اور اولاد نہ رکھتے تھے۔ تربیت میں کوشش بلیغ فرماتے تھے اور ایک گھڑی جدا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جاذبہ الٰہی دامنگیر ہوا اور الہام ہونے لگا کہ اپنے ظاہر اور باطن کے کمال کا سبب پیدا کرو۔ برادر بزرگوار سے سفر کی اجازت طلب فرمائی۔ ہر چند مبالغہ کیا مگر نہ مانا۔

آخر کار برادر بزرگوار نے کہا کہ ہم اولاد نہیں رکھتے ہیں۔ اپنی تسکین خاطر کو ہم نے تمہاری فرزندی میں لیا ہے ہم نہیں چاہتے کہ تم ہم سے جدا ہو مگر جب حق سبحانہ کے فضل سے ہمارے فرزند ہو اس وقت تمہارے سفر سے راضی ہوں گے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ دو فرزند تم سے متولد ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت اس وقت سن شریف آنحضرت کا چودہ برس کا تھا اور مجاہدے بہت کئے تھے۔

چنانچہ بعض راتوں درخت پر دفع خواب کرتے تھے اور صبح کرتے مراقب رہتے تھے۔ اس مجاہدہ کے اثنا میں خارق عجیبہ ظاہر ہوتے تھے۔ ان کے دیکھنے سے نسبت عقیدت مردم خویش وبیگانہ کی مضبوطی پکڑتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ بعد ولادت فرزندان کے آپ نے جو وعدہ کیا تھا آپ مسافر ہوئے۔ اوّل سرہند میں قیام فرمایا اور ملک العلماء شیخ

مجد الدین سے علوم ظاہری حاصل کئے اور اکثر قصبہ بدالی شیخاں میں کہ تین کوس سرہند سے ہے واسطے زیارت اور استمداد کے آنا جانا فرماتے تھے۔ مسجد میں ملک الاولیاء مخدوم شیخ زین الدین چشتی قدس سرہٗ کے پیوستہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ شوق زیارت حرمین شریفین کا زیادہ ہوا اور اٹھارہ برس کی عمر میں قصد بیت اللہ کا مصمم کر کے سفر کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ متعدد حج ادا کئے اور تیس برس عربستان میں سیر فرمائی اور انواع فوائد حاصل فرما کر اعزہ عزت کو تکمیل کیا۔

اور اثنائے سیر میں شیخ ابراہیم قدس سرہٗ سے بیعت کی چنانچہ بہت جلد فیض حاصل کیا اور اجازت لے کر رخصت ہوئے۔ اور خرقہ خلافت اور مثال پایا اور یہ سبب حیرانی مریدوں کا ہوا۔ کہ ہم برسوں سے کوشش کرتے ہیں ہنوز مطلب کی بو بھی نہیں پاتے۔ اور یہ تھوڑے زمانہ میں اس دولت سے بافیض ہوئے۔

حضرت شیخ نے نور باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ تم ہم سے فیض کی درخواست کرتے ہو اور وہ حصول استعداد اور وقت پر موقوف ہے اور آپ کے ہم اجابت دار تھے۔ چنانچہ مدت سے انتظار آپ کے آنے کا رکھتے تھے اور خلفاء آنحضرت کے عرب میں بہت مشہور ہوئے ہیں۔ مثل سید محمود مغربی اور شیخ محمود شامی اور رجب چلپی روضہ متبرکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے متولی اور اشرف عرب سب پر معتقد آنحضرت کے باخلاص ہوئے ہیں۔

نقل ہے کہ اکثر آنحضرت عرب میں سیر اور طیر رہتے تھے۔ اور عجائب اور غرائب کا تماشا کرتے تھے اور وہاں کے بزرگ فیض پہنچاتے تھے اور اس نواحی کے بعض مشائخ سے فیض لیتے تھے۔ اور موسم حج میں حاضر ہوتے تھے۔ بعد ازاں بحکم رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں آئے جب بغداد میں نزول فرمایا حضرت امام اعظم صوفی ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی زیارت سے شرف حاصل کیا۔ اوّل حضرت غوث الثقلین نے امیر صاحب سجادہ کو بشارت فرمائی کہ ہمارا خاص خرقہ خلافت۔ کے ساتھ شیخ حسین

ہندی کو مرحمت کر جب دن ہوا ان صاحب سجادہ نے خرقہ اور مثال بحکم عالی سپرد کیا۔ جب آنحضرت نے چند مدت بغداد میں سکونت کی۔ باطن سے حضرت غوث قدس سرہٗ کے فیض لیتے رہے۔ بعد رخصت کے ہندوستان میں آئے۔

اس اثناء میں بدو ملے کہ غوث الثقلین معتقد تھے۔ ان کو جبہ ملنا ناخوش آیا۔ حضرت کو پکڑا کہ تیرے پاس جبہ غوث الثقلین کا ہے۔ ہم کو دے اور جا۔ حضرت شیخ نے اس کو اتارا وہ ایسا گم ہوا کہ بدوؤں نے ہر چند تلاش کیا اس کا اثر بھی نہ ملا۔

حضرت شیخ نے فرمایا جہاں پاؤ لے لو۔ حیران اور متعجب ہوئے جانا کہ یہ آدمی بزرگ ہے۔ القصہ پاؤں پر گرے اور توبہ اور استغفار کی کہ ہمارا مقصود صرف زیارت کا ہے۔ حضرت شیخ نے کہا دکھلاتے ہیں۔ اوّل سیدھی آستین ظاہر ہوئی پھر الٹی پھر گریبان پھر تمام جبہ آپ کے وجود پر ظاہر ہو گیا کہ وہ زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور بہت الحاح اور زاری کی کہ آپ چند روز ہماری مہمانی قبول فرمایئے چونکہ ازل سے وہ تائب ہونے والے تھے حضرت شیخ چند روز وہاں رہے اور وہ تائب اور مرید ہوئے۔ پھر حضرت شیخ وہاں سے ہندوستان داخل ہوئے اور زیارت سے پیران چشت اہل بہشت کی مشرف ہوئے اور استفاضہ اور استمداد کیا۔

جب شیخوں کی بھدانی پہنچے ڈھائی سال حضرت شیخ مخدوم زین چشتی کی مسجد میں معتکف رہے اور فیض باطن حاصل کیا اور اکثر مزار متبرکہ کی زیارت کو آتے تھے۔ ایک بار زبان سے فرمایا کہ زبدۃ السالکین شیخ زین چشتی بہت بزرگ تھے اور تفرید اور ترک بے انتہا رکھتے تھے۔ چنانچہ بادشاہ وقت جو ان کا مرید تھا ایک بار ایک خوان موتیوں کا بھرا خدمت میں نذر لایا۔ فرمایا کہ طالبانِ دنیا کو دے دو کہ ہمارے خزانے میں اس قسم کے دانے بہت پڑے ہیں اور بعد ازاں فتح پور تشریف ارزانی فرمائی۔

فتح پور کے پہاڑ پر سوائے شیر اور پلنگ کے دوسرا نہ تھا۔ اس کے اوپر مسکن مقرر کیا اور اس ویران جنگل کو آباد کیا اور بعد چند مدت کے تاہل واقع ہوا اور اولاد ہوئی چنانچہ ذکر ان کا آگے لکھا جائے گا۔

جب آپ کی مشیخت کا آوازہ اطراف و جوانب میں پہنچا۔ آدمی زیارت کو آتے تھے۔ اور فیض حاصل کرتے تھے اور مرید ہوتے تھے۔ آپ کے خلفاء بے شمار ہوئے۔ آنحضرت خرقہ خلافت کا شیخ ابراہیم قدس سرہٗ سے رکھتے تھے اور وہ اپنے والد شیخ محمد سے اور وہ اپنے والد شیخ احمد سے اور وہ اپنے والد شیخ اسحاق سے اور وہ اپنے والد شیخ محمد سے اور وہ اپنے والد خواجہ فضیل عیاض سے اور وہ اپنے پیر خواجہ عبدالواحد زید سے اور وہ رئیس المحققین خواجہ حسن بصری سے اور وہ اپنے پیر امیر المومنین امام المحققین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اور وہ جناب خواجہٗ کائنات خلاصۂ موجودات خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔

اور نیز آنحضرت نے خرقہ خلافت کا نعمت کے ساتھ طرف سے حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے اباؤاجداد سے پایا تھا۔ اور اکثر حضرت گنج شکر آپ کو بعض چیز کا حکم فرماتے تھے اور نیز خرقہ خلافت کا طرف سے حضرت محبوب سبحانی مندمحی الدین عبدالقادر جیلانی کے صاحب سجادہ سے پہنچا۔ خرقہ بالا مرقوم ہوا کہ وہ جبہ متبرکہ کہ سفید صوف کا ہے اور اب تک گھر میں شیخ فضل اللہ ابن علاؤالدین بن شیخ بدرالدین ابن حضرت شیخ الاسلام کے موجود ہے اور نیز آنحضرت نے خرقہ خلافت کا خواجہ بہاؤالدین نقشبند اور خواجہ احرار قدس سرہٗ سے پایا کہ صحبت سے خواجہ اسمٰعیل شیروانی کے ملا تھا۔ بہت بزرگ تھے اور بواسطہ خلیفہ عظام خواجہ احرار کے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ الاسلام اور یہ ایک حجرہ میں ۲۰ سال ہے اور فیض حاصل کیئے اور آنحضرت قتال خلافت کا بدایوں کی طرف سے بھی رکھتے تھے کہ وہ سلسلۂ مسطور کے جاری کرنے کا حکم نہ تھا۔ چنانچہ بعض خلفاء نے بواسطہ قتال بدویوں کے عرض فرمایا کہ خیر جو شخص قتال دیتا ہے کہ سلسلہ جاری ہو یہ پوشیدہ ہے مجھ کو اجازت نہیں ہے کہ اس سلسلہ کو جاری کروں اور اکثر آپ کے خلفاء عربستان میں سوائے ہندوستان کے بہت ہیں چنانچہ بعض کی شرح کروں گا۔

حضرت حجۃ الواصلین شیخ فتح اللہ سنبلی اور شیخ کمال الوری صاحبزادہ آنحضرت کے اور شیخ طٰہٰ گجراتی اور شیخ محمد سروانی حضرت پٹن میں شیخ محمد بخاری اور شیخ سید جیود دہلوی اور

شیخ کبیر شیخ عبدالغفوری اسرائیل سارنگ پوری اور شیخ محمد غوری اور شیخ حسین بن شیخ ابراہیم چشتی بداوانی اور شیخ والی ابن شیخ یوسف چشتی ساکن قصبہ مو اور شیخ حماد بن شیخ معروف چشتی ساکن گوالیر اور شیخ یعقوب کشمیری اور شیخ رکن الدین ابن شیخ عجائب کہ نسل قاضی ابومسلم سے ہیں اور شیخ حاجی حسین خادم محرم راز بن شیخ عبدالکریم کہ نسل قاضی ابومسلم سے ہیں۔

اور شیخ بھکاری اور شیخ سدھاری بن اسرائیل اور سید حسین اور شیخ عبدالواحد ساکن دہلی اور شیخ جلال حافظ امام اور شیخ ابراہیم صوفی سرہندی اور وہ لوگ کہ جنہوں نے ان اعزہ سے فیض پایا ہے بہت ہیں چنانچہ شیخ عبدالواحد ساکن آگرہ خلیفہ شیخ فتح اللہ مذکور اور اس کی تفصیل طول رکھتی ہے اور نظر آنحضرت کی نعمت تھی جس پر نظر ڈالتے تھے منور کرتے تھے اور جو مرید ہوتا تھا مقبول درگاہ ہوتا تھا۔ بعد اس کے پھر جب حضرت کو شوق زیارت حرمین شریفین کا ہوا اور پہلے خشکی کا سفر کر چکے تھے اس دفعہ تری کی راہ اختیار کی اور حجۃ السالکین شیخ کبیر کو واسطے درست کرنے جہاز کے پہلے روانہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں تم جلد سورت میں پہنچو اور جہاز راست کرو تا کہ ہر فقیر اور محتاج کہ حج جانا چاہئے بلا مؤنث کے پہنچ سکے۔ خلاصہ یہ کہ یہ سورت کو گئے اور جہاز راست کیا اور عرض داشت لکھی اور یہ بیت تحریر کیا۔

سر شکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد تما شا کن
بیادر کشتی چشم نشین وسیر دریا کن

جب یہ عرضداشت پہنچی آپ بہت خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ جہاز پر پہنچے اور شیخ کبیر کو رخصت فرمایا۔ ہر چند ہمراہی کے واسطے کہا تسلی فرمائی کہ ارادہ اللہ یونہی ہے کہ تم اس سفر میں ہمراہ نہ ہو۔ فی الجملہ رخصت ہو کہ سارنگپور آئے۔ اس زمانہ میں وہاں عام وبا تھی۔ سکان شہر نے شہر سے باہر جا کر ان کا استقبال کیا اور اضطراب ظاہر کیا کہ شاید آپ کے قدموں کی برکت سے شہر نجات پائے۔ انہوں نے بعد توجہ کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شہر کو اس وبا سے نجات بخشتا ہے لیکن ہم اس دارالفنات سے رحلت کریں گے۔

چنانچہ بعد چند روز کے انتقال فرمایا اور زحمت وبا کی ہر طرف سے دور ہوئی۔ جب حضرت شیخ مکہ پہنچے دس سال وہاں امامت فرمائی۔ وقت شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ مکرمہ جاتے تھے اور وہاں زیارت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرف اور ممتاز ہوتے تھے اور اکثر وہاں معتکف رہتے تھے۔ اور موسم حج میں مکہ معظمہ آتے تھے اور حج ادا کرتے تھے۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ اب یہاں سے ہندوستان نہ جاؤں کہ میری مٹی آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر پائے مبارک رہے اور سنن اکثر بجالاتے تھے۔

آخر الامر ایک رات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اے شیخ سلیم ہندی تو ہندوستان میں پھر جا اور فتح پور میں ساکن ہو کہ وہاں اکثر آدمیوں کو فیض پہنچنے والا ہے اور خلیفہ وقت تیرا تابعدار ہوگا اور جو تو خواہش رکھتا ہے تجھ کو عطا کی اور اپنی قبر کی زمین کا حصہ وہاں پائے گا۔

جب ایسا حکم عالی صادر ہوا وہاں بخوشی مراجعت فرمائی اور فتح پور تشریف لائے۔ فرزند اور خویش اور مرید پابوسی مشرف ہوئے اور پہلے اس سے جو آپ مکہ مبارک میں تھے اور جو مردم قبیلہ سے فتح پور کی دارالخلافت میں خلاف مرضی وقوع میں آتا تھا۔ نور باطن سے معلوم کر کے وہاں نامہ لکھتے تھے۔ ان کو بہت تعجب ہوتا تھا کہ کس طرح مغیبات پر اطلاع ہوئی۔ واسطے اخفائے حال کے کبھی فرماتے تھے کہ قطب الاقطاب شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سے مجھ کو خبر پہنچاتے ہیں جب آخر مرتبہ تشریف لائے یاروں سے فرمایا کہ ان دو باتوں سے ایک چاہتا ہوں کہ اختیار کروں یا ترک طعام یا سکوت دائم۔ تمہاری صلاح کس امر کی ہے؟

سب نے عرض کیا[1] کہ جس سے فیض کا دروازہ بند ہوتا ہے اور ہم محروم رہیں گے اور مایہ کار بندگانِ خدا کا بیکار رہے گا۔ اتفاق ترک طعام پر ہوا چنانچہ آخر عمر تک کھانے کی طرف میل نہ کیا اور اکثر روزہ طے رکھتے تھے۔ کبھی سات روز کے اور کبھی بارہ روز کے بعد وہ کھانا کہ جس میں گوشت اور غلہ نہ ہوتا افطار کرتے تھے۔

---

[1] سکوت دائم

القصہ خبر تشریف لانے کی خلافت پناہ ظل اللہ تعالیٰ جلال الدین محمد اکبر شاہ غازی کو پہنچی کہ ایسا قطب الاقطاب فتح پور میں طالع ہوا ہے جس پر توجہ کرتا ہے منور کرتا ہے اور رجوع کار لاتا ہے۔ مقصد کو پہنچتا ہے۔ اس وقت خلیفہ عصر اولاد نہ رکھتا تھا۔ اس مطلب میں اکثر بزرگان دین کی خدمت میں آتا اور خوشامد کرتا لیکن یہی فرماتے تھے کہ تم کو شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ تسلی دے گا۔ آخر بادشاہ نے ایک چیز کی دل میں نیت کی اور فتح پور پہنچ کر آستانہ بوسی سے مشرف ہوا۔ جو نیت تھی حضرت نے اشراق باطن سے معلوم کیا اور ظاہر فرمایا بادشاہ کا اس روز سے زیادہ عقیدہ ہوا اور دارالخلافت آگرہ سے فتح پور واسطے ملاقات آنحضرت کے آتا جاتا۔ التماس پسر کی کی۔ حضرت شیخ نے تبسم فرمایا کہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ قادر ہے۔ شاید تمہاری دلجمعی کر دے اور اولاد عطا فرمائے۔

بعد مدت کے کرم الٰہی سے اور توجہ آنحضرت خلافت پناہی سے ابوالمظفر نور دین جہانگیر بادشاہ پشت پدر سے رحم مادر میں آیا۔ خلیفہ عصر نے قرار دیا کہ مہد علیا بیگم جیو جب تک لڑکا پیدا نہ ہو حضرت شیخ کے گھر میں رہیں۔ بعد خوشامد کے حضرت نے قبول فرمایا اور اکثر آنحضرت فرماتے تھے کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ بعض آدمی یہ سن کر متعجب ہوئے اور کہتے تھے شاید لڑکی پیدا ہو جب شیخ سنتے تھے اور فرماتے تھے یہ بات بندہ نہیں کہتا تھا۔ ارادہ الٰہی سے لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔

اس اثناء میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے کرم سے جہانگیر بادشاہ پیدا ہوئے۔ اور حضرت شیخ خوش ہوئے اور یہ خبر اکبر بادشاہ کو پہنچی۔ ایسا خوش ہوا کہ پھولا نہ سماتا تھا اور جن لوگوں نے خبر پہنچائی تھی ان کو منصب اور انعام سے سرفراز کیا۔ چاہتا تھا کہ اسی وقت فتح پور پہنچے۔ آخرش ایسا قرار پایا کہ بعد چند روز کے بادشاہ شہزادہ کو فتح پور میں دیکھے۔ جب ساعت نیک آئی بادشاہ نے آپ کو فتح پور پہنچایا اور شیخ سے ملاقات کی اور شہزادہ کو دیکھا بہت خوش ہوا اور خاص وعام کو انعام بخشا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضرت شیخ نے شہزادہ کا نام سلیم رکھا۔

نقل ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ شہزادہ کا نام اس واسطے سلیم رکھا تھا کہ حق سبحانہٗ

وتعالیٰ نے اس کے پیدا ہونے کے باب میں فقیر کی دعا قبول فرمائی۔ بہتر ہے کہ ہم نام ہو۔ اور خوندکار روم بھی اسی نام سے مسمیٰ ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ان کو بھی بادشاہ عظیم ان کا کرتا ہے۔

نقل ہے کہ مسجد عالی کی عمارت سے پہلے فتح پور کے دارالخلافت میں پندرہ سال زبان سے فرمایا تھا کہ اس کے اوپر بڑی حویلی بنائے۔ یہاں آبادی کی ایسی کثرت ہوگی کہ ذراسی جگہ بہت قیمت میں آئے گی۔ ان آدمیوں نے درندوں کے خوف سے وسیع حویلیاں نہ بنائیں اور یہ پہاڑ بڑا خوفناک تھا۔ درندوں کے خوف سے دروازے بند رہتے تھے۔ جب اکبر بادشاہ نے نزول اجلاس فرمایا اور جہانگیر بادشاہ کا تولد ہوا بڑے بڑے محل بن گئے۔

چنانچہ ایک روز محلوں کے دیکھنے کو آنحضرت تشریف لے گئے اور اپنے یاروں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہاڑ پر عمارت بننے والی تھی مجھ کو دکھلائی گئی تھی۔ اس واسطے ان محلوں میں آیا ہوں کہ آیا یہ عمارت ویسی ہی ہے کہ اس کے غیر لیکن ایسا ظاہر ہوا کہ جو عمارت مجھ کو دکھلائی تھی اس کے غیر تھی اور اس عمارت کی طرح کے رو میں ہے۔ چنانچہ جس طرح کی دکھلائی ویسا ہی وقوع میں آیا۔

نقل ہے کہ شیخ برہان الدین ابن شیخ خضر بن شیخ نصر اللہ چشتی بداؤنی کہتے تھے کہ ایک وقت شیخ الاسلام کی آستانہ بوسی سے میں مشرف تھا۔ آنحضرت جہاں مسجد ترتیب فرماتے تھے تشریف رکھتے تھے اور کیفیت مسجد بننے کی بیان فرماتے تھے۔ اور طول وعرض تقریر میں لاتے تھے۔ میرے دل میں خطرہ گزرا کہ اس ترتیب سے مسجد بننا محال ہے۔ آنحضرت نے اشراق باطن سے دریافت کر کے فرمایا کہ اے شیخ برہان الدین ہم خود نہیں کہتے ہیں۔ اس مسجد کی بنیاد مجھے دکھائی ہے اور فرمائی ہے اظہار کرتا ہوں۔ میں خاموش رہا جب رات ہوئی مجھ کو اسی شب مسجد بنی ہوئی خواب میں دکھلائی۔ اس کی صبح کو جا کر میں پاؤں پر گرا اور معذرت کی۔ مجھ پر بہت رحمت مبذول فرمائی۔

نقل ہے کہ ۹۷۹ھ ہجری میں جب غرۂ ماہ رمضان کا آیا۔ حضرت معتکف ہوئے

اور رمضان المبارک کے عشرۂ آخر میں آپ کے نکسیر پیدا ہوا آخر رات کہ شب پنجشنبہ ۲۹ ماہ مذکور کی تھی۔ اہل بیت اور دونوں فرزندان شیخ احمد اور بدرالدین اور بعض خلفاء حاضر تھے۔ اور درمیان خلفاء اور اہل بیت کے پردہ کھینچا تھا۔ مستورات نے عرض کی کہ ہم کو بعد اپنے کس کو سونپتے ہو اور کون ہمارے حال کا پرساں اور اس مقام کا خادم ہوگا۔ فرمایا جو بردباری بارگراں اس سنگ بے نمک کی کرے۔ سب نے باتفاق عرض کی کہ شیخ بدرالدین خاص اس کام کو ہے۔ آنحضرت نے شیخ بدرالدین کو پاس بلایا اور وصیتیں فرمائیں اور شرف سجادہ سے مشرف کیا۔ باوجودیکہ شیخ احمد بڑے اور آراستہ پیراستہ تھے لیکن آنحضرت نے نظر کیمیا اثر سے التفات فرما کر کہا کہ خدمت جانشینی کی شیخ بدرالدین سے تعلق رکھتی ہے۔ اور شیخ احمد پر بھی شفقت ارزانی فرمائی اور شیخ بدرالدین آنحضرت کے قدم بقدم چلتے جاتے تھے جیسا کہ حضرت گنج شکر نے باوجود پسر کلاں شیخ شہاب الدین گنج العلم کے سجادہ بدرالدین پسر خورد کو مرحمت فرمایا۔

سچ ہے کیوں نہ ہو فرزند اور مرید وہ خلف ہے کہ پیروں اور بزرگوں کے قدم پر قدم رکھے اور جیسا حضرت نے کہا ہو بجالائے کہ قیامت کے روز روبرو بزرگوں کے شرمندہ نہ ہو۔

القصہ شیخ الاسلام نے ذکر حق میں استقبال کیا اور قریب ایک پہر رات کے فِی مِقْعَدِ صِدْقٍ مُقْتَدِر پہنچے اور اکثر نے اجلہ مقتدر سے حاجی حرمین الشریفین شیخ عبدالنبی و مخدوم الملک وغیرہما اور خلیفہ عصر نے نماز جنازہ ادا کی اور جنازہ کے ایک پائے پر خلیفہ عصر تھا۔ رات میں آنحضرت دفن ہوئے عمر شریف پچانوے سال کی تھی اکیس نام آنحضرت کے بندہ (کاتب الحروف) نے جمع کیے ہیں جو کوئی باعتقاد پڑھے ہر حاجت دینی اور دنیوی برآئے بمنہٖ وکمال کرمہٖ وہ یہ ہیں۔

الٰهی بحرمة سُلطان الفقراء مولانا شیخ الاسلام چشتی قدس سرهٗ

الٰهی بحرمة قطب الاولیاء مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرهٗ الٰهی بحرمة غوث الاتقیا مولانا حضرت شیخ الاسلام

چشتی قدس سرہ الٰہی بحرمۃ اکمل المکلمین مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ الٰہی بحرمۃ قدوۃ المحققین والمجاہدین حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ الٰہی بحرمۃ زبدۃ العارفین والمجتہدین مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ الٰہی بحرمۃ حجۃ العارفین مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ سراج السالکین مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ بُرہان المتقین مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ تاج العارفین مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہ العزیز الٰہی بحرمۃ مفتاح الجنان العالمین مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ انیس السالکین مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ دلیل المتقین مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ معشوق العاشقین مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ بدر الزاہدین مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بخرمۃ نقادۃ العابدین مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ ناصر الحق والشرع والدین مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ حاجی الحرمین الشریفین مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ عماد الحقیقۃ مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ ہادیٔ الطریقہ مولانا حضرۃ شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز الٰہی بحرمۃ بحہ المعرفۃ مولانا حضرۃ شیخ

الاسلام چشتی قدس سرہٗ العزیز زہے عظمت اور کرامت حضرت شیخ الاسلام کی کہ لائق اس مقام کے ہر کوئی نہیں۔ اور تاریخ وفات آنحضرت کی شیخ باباجی نے کہی ہے "زخود فانی بحق باقی" اور نیز کہا ہے۔

اسرار محبت راہر دل نہ بود قابل

دُر نیست بہر دریا ز رنیست بہر کانے

جان کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قطب العارفین تاج الاصفیاء برہان الاتقیا غوث الزاہدین شمس العارفین بندگی حضرت قطب العالم حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ العزیز ابن شیخ المشائخ شیخ بہاؤالدین ابن شیخ بدرالدین مہتہ ابن شیخ سلیمان کہ ان کا ذکر مسطور ہوا۔ اولیائے خدا اور شیخ کبار سے تھے۔ کرامات اور ریاضاتِ ان کی معروف اور مشہور ہیں اور آپ کے بائیس فرزند تھے۔ آٹھ پسر اور چودہ دختر۔ پسران شیخ محمود اور شیخ احمد اور شیخ بدرالدین کہ شرف سجادہ سے مشرف تھے۔ اور شیخ تاج الدین اور شیخ نصراللہ اور شیخ محمود اور شیخ معروف اور شیخ منور قدس ارواحہم اجمعین۔

اور لڑکیاں بی بی مریم اور بی بی خدیجہ اور بی بی فاطمہ اور بی بی عائشہ بزرگ اور بی بی عائشہ خورد اور بی بی زیبا اور بی بی سائراں اور بی بی خدیجہ اور بی بی رقیہ اور بی بی رابعہ۔ اور چار لڑکیوں نے بچپنی ہی میں وفات پائی۔ ان کے نام معلوم نہیں اور اولاد ہر ایک پسر حضرت کی یہ ہے۔ شیخ محمد کہ ان کے نکاح میں شیخ سلیمان کی لڑکی تھی۔ جو قاضی مسلم کی اولاد سے تھی۔ مسماۃ عظمت بی بی کہ ان سے ایک لڑکا شیخ خواجہ اسمٰعیل کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ احمد ابن حضرت شیخ الاسلام مسماۃ ام کلثوم تھی۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی کہ وہ نکاح میں شیخ قاسم المطلب نواب محتشم خاں کے تھی کہ اس سے اولاد پیدا ہی نہ ہوئی۔ دوسرے شیخ احمد ابن حضرت شیخ الاسلام کہ ان کے عقد میں لڑکی نواب شیخ ابراہیم کی تھی۔ مسماۃ بی بی نبی کہ اس سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے بایزید الملقب بہ نواب معظم خاں کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ ابوالفضل کی تھی۔ بی بی صالحہ کہ اس کے چار لڑکے اور ایک دختر تھی۔ لڑکے شیخ عبدالہادی کی اور شیخ عبدالصمد الملقب بنواب مکرم

خاں اور شیخ عبدالسلام اور شیخ محی الدین اور شیخ عبدالہادی کی اولاد نہیں ہے۔ باقی تین لڑکے معظم خاں مذکور کی اولاد رکھتے تھے اور شیخ محمود ابن شیخ احمد مزبور کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ رکن کہ اس کے ایک لڑکی تھی کہ وہ عقد میں شیخ عبدالرحمٰن پھوپھی زادہ کاتب الحروف کی تھی اور شیخ بدرالدین ابن شیخ الاسلام کہ ان کے عقد میں شیخ کمال الوری ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ مہتہ ابن شیخ سلیمان کی لڑکی تھی۔ بی بی مریم نام کہ اس کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک شیخ علاؤالدین مذکور الملقب بہ نواب اسلام خاں کہ شیخ الاسلام سجادہ نشین تھے۔

دوسرے شیخ قاسم الملقب بہ نواب محتشم خاں شیخ علاؤالدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں بنام شیخ فضل اللہ الملقب بنواب اکرام خاں کہ شیخ الاسلام کے سجادہ نشین ہوئے۔ دوسرے شیخ مودود اور شیخ معظم اور پسران قاسم شیخ محمد و شیخ فرید و شیخ احمد و شیخ افضل و شیخ منور اور لڑکے حضرت شیخ الاسلام کے لڑکپن میں وفات پا گئے ان سے اولاد نہیں ہے۔ دوسرے شیخ محمود ابن بندگی حضرت شیخ موسیٰ برادر حقیقی شیخ الاسلام ابن شیخ بہاؤالدین کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں پسران اوّل مرحوم و مغفور نواب شیخ ابراہیم دوسرے شیخ فصیل لڑکیاں بی بی سکینہ اور بی بی بائی جیو اور نواب شیخ ابراہیم کہ ان کے چار لڑکے اور تیرہ لڑکیاں تھیں۔ شیخ خلیل اور شیخ ابوالخیر اور شیخ یعقوب اور شیخ مودود اور شیخ خلیل کے نکاح میں شیخ عبداللہ چشتی ساکن الور کی لڑکی ہے کہ اس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ فضل اللہ اور شیخ یحییٰ اور شیخ محی الدین اور دوسرے شیخ داؤد ابن شیخ خلیل مذکور اور چند لڑکیاں دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور حضرت عرفان آگاہ شیخ ابوالخیر ابن نواب شیخ ابراہیم مرقوم کے عقد میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کی لڑکی ہے۔ بی بی خدیجہ کہ اس سے چند لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئے۔ لڑکوں نے عہد بچپن میں وفات پائی اور لڑکیاں زندہ ہیں کہ ان کی بہت اولاد ہے۔

دوسرے شیخ عنایت اللہ اور فتح اللہ اولاد شیخ ابوالخیر مسطور کی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ مودود اور شیخ یعقوب لڑکے شیخ نواب ابراہیم کی اولاد نہیں رکھتے۔ جملہ دختران مذکور سے ایک شخص منصور کے نکاح میں ہے کہ قاضی ابومسلم کی نسل سے ہیں۔ بی بی عائشہ نام

کہ اس سے سوائے تین لڑکیوں کی اولاد نہیں ہے اور اس عفیفہ کی جملہ لڑکیوں سے دو لڑکیاں اولاد رکھتی ہیں۔ دوسرے شیخ فضل اللہ بن موسیٰ مذکور کہ ان سے عقد میں شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ بی بی مریم نام کہ اس سے چار لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکے شیخ حسین عرف شیخ حسنو ولی شیخ ولی اور شیخ شعیب اور شیخ فضل اور وہ دختر مسماۃ بی بی زینب شاہ عبداللطیف کے عقد میں تھی۔ اس کی اولاد نہیں ہے اور شیخ ولی اور شیخ شعیب کی اولاد دختری ہے اور شیخ حسنو کے تین لڑکے تھے۔ شیخ محمود اور شیخ حبیب اللہ اور شیخ طٰہٰ اولاد نہیں رکھتے تھے۔ دوسرے شیخ افضل مذکور کی اولاد نہیں ہے۔ بی بی سکینہ بنت شیخ موسیٰ مرقوم کہ وہ نکاح میں شیخ لاوں چھکر والے کے تھی۔ اس کے تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکوں کے نام شیخ فتح اللہ اور شیخ رزق اللہ اور شیخ عبدالصمد اور لڑکی بی بی خونجائی اور شیخ فتح اللہ کے تین لڑکے تھے۔ بنام شیخ عبداللہ اور شیخ لطف اللہ اور شیخ آدم اور شیخ رزق اللہ کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں بنام شیخ نصر اللہ کہ اس کا شرف الدین اور اس کا لڑکا حاجی محمد اور ایک لڑکی ان سب سے نکاح میں میراں سید محمد دہلوی کے تھے کہ اس سے اولاد ہے۔ دوسری لڑکی نکاح میں شیخ فرید کے کہ قاضی ابومسلم کی نسل سے تھے۔ کہ اس کی اولاد ایک لڑکی ہے اور شیخ عبدالصمد مذکور کہ اس کے تین لڑکے بنام شیخ احمد اور ولن اور شرف سریہ سے ہے اور بی بی خونجائی مذکور نکاح میں شیخ بھکاری اور شیخ عبدالوہاب کے تھی کہ نسل میں قاضی ابومسلم کے تھی۔ اس کی اولاد ایک لڑکی ہے۔ دوسرے الور میں شیخ کمال ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ متہ مرقوم کہ واصلانِ حق سے تھے کہ انہوں نے خرقۂ خلافت پیرانِ چشت اہل بہشت بندگی حضرت شیخ علاؤالدین زندہ پیر سے پایا تھا۔ بعدازاں جب خدمت حضرت شیخ الاسلام کی کی انہوں نے بھی اپنے خرقہ سے مشرف کیا۔

اور ان کے نکاح میں لڑکی شیخ جیا چشتی کی تھی کہ اس عفیفہ سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں وجود میں آئیں۔ لڑکے باسم شیخ اسمٰعیل کہ ان کے نکاح میں بڑی لڑکی قاضی ابومسلم کی نسل سے تھی۔ بی بی مرضع کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ موسیٰ محمد اور شیخ احمد اور شیخ الاسلام محمد اور شیخ ظاہر محمد دوسرے شیخ اسحاق اور شیخ شکر اور شیخ معروب اور امین

محمد اور سعید محمد اور صالح محمد وغیرہ فرزندان شیخ اسمٰعیل مذکور اور چند لڑکے دوسری زوجہ سے ہیں اور شیخ مودود عرف چشتی خان بن شیخ کمال مذکور کے ان کے عقد میں شیخ محی الدین کی لڑکی۔ قاضی ابومسلم کی نسل سے مسماۃ بی بی چانونی کہ اس عفیفہ سے دو لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں بنام شیخ شریف محمد و شیخ یوسف محمد۔ شیخ شریف محمد کے دو لڑکے عبداللطیف اور شیخ ابراہیم اور شیخ یوسف محمد کی اولاد سے دوسری ایک لڑکی دختران شیخ کمال مذکور سے کہ نکاح میں شیخ المشائخ شیخ بدرالدین ابن قطب العالم حضرت شیخ الاسلام چشتی کی تھی۔ بی بی مریم کہ اس سے بہت اولاد ہے چنانچہ اوپر لکھی گئی ہے۔

دوسری لڑکی نکاح میں شیخ اسمٰعیل بن شیخ الہ داد بن شیخ فضیل کی کہ حضرت گنج شکر کی نسل سے ہیں۔ بی بی منجھلی کہ اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں بنام شیخ یعقوب لاولد اور شیخ ولی محمد کہ ان سے اولاد ہے اور دختران شیخ اسماعیل سے ایک نکاح میں شیخ آدم بن شیخ حسین کے ہے نسل قاضی ابومسلم سے ہے کہ اس سے ایک لڑکا شیخ یوسف محمد ہے اور دوسری لڑکی نکاح میں شیخ ابوسعید ابن شیخ اسحاق نسل سے قاضی مذکور کے ہے اور مسماۃ بی بی فجہ کو نکاح میں شیخ شاہ محمد بن شیخ محی الدین نسل سے قاضی ابومسلم کے تھی۔ اس کے تین لڑکے اور چند لڑکیاں ہیں بنام شیخ فضو اور شیخ بولاتی اور شیخ ولی محمد۔ چار لڑکیاں شیخ کمال مرقوم کہ حبالہ میں شیخ محمد بن خواجہ اویس نسلی قاضی مسلم کے ہیں۔ کہ بی بی ماہن کہ اس سے پانچ لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے بنام شیخ یوسف کہ ان کے نکاح میں شیخ منصور کی لڑکی تھی۔ بی بی بنی شیخ ابراہیم ان سے ایک لڑکا شیخ احمد نام پیدا ہوا اور ایک لڑکی کہ نکاح میں شیخ عبدالباری ابن نواب معظم خاں کے تھی لیکن وہ اولاد نہیں رکھتی ہے اور شیخ اولیاء اور شیخ افضل اور شیخ فرید اور شیخ بایزید بھی لڑکے شیخ مذکور کے ہیں اور پانچویں لڑکی شیخ کمال مذکور کی کہ عقد میں شیخ جمال بن شیخ دادو نسلی قاضی ابومسلم کے تھی کہ وہ اولاد نہیں رکھتی اور شیخ نظام الدین ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ متہ مرقوم کی لڑکی فتح پور میں باسم شیخ عبداللطیف کہ ان کی اولاد نہیں ہے اور شیخ صالح اور شیخ یحییٰ کہ وہ اولاد نہیں رکھتے اور شیخ طیب ابن شیخ نظام الدین کی اولاد دختری ہے اور شیخ عیسیٰ ابن شیخ نظام کے ایک لڑکا

تھا اور شیخ موسیٰ مجذوب اور شیخ نظام کی چند لڑکیاں بھی تھیں۔ بڑی لڑکی شیخ مشار اللہ کی نواب شیخ ابراہیم کے نکاح میں تھی۔ بی بی صاحب دولت کہ اس سے بہت اولاد ہے چنانچہ اوپر مرقوم ہوئی۔ دوسری لڑکی شیخ مشاء اللہ کی پسران سید عبداللہ کے عقد میں اور لڑکی نکاح میں شیخ طاہر کی ہے کہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہیں۔ تیسری لڑکی نکاح میں شیخ ادم کے کہ وہ بھی حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہے۔ اور یہ دونوں اولادوار ہیں۔ چوتھی لڑکی شیخ نظام کی چاند کے عقد میں قاضی مذکور کی نسل سے مسماۃ بی بی حور ملک کہ ان سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ شیخ عبدالواحد اور شیخ منور اور وہ دختر چاند عقد میں صدر جہاں کے ہے گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اولاد ہے۔ پانچویں لڑکی شیخ انعام کی عقد میں شیخ خواجہ اویس نسلی قاضی مذکور کے تھی کہ وہ اولاد رکھتی ہے۔ چھٹی لڑکی شیخ مشار اللہ کی شیخ عبدالرزاق نسلی قاضی مذکور کے نکاح میں کہ وہ دختری اولاد رکھتی ہے۔ دوسرے شیخ بایزید ابن شیخ متہ مذکور کہ ان کی اولاد بدایوں میں شیخ ابوسعید اور شیخ صالح محمد ابن شیخ سعداللہ ابن شیخ بایزید ابن شیخ متہ مذکور کے ہے۔

ذکر اولاد بی بی شربت بنت شیخ مہتہ مذکور کا

وہ عقد میں شیخ محمد بن شیخ سعداللہ بن شیخ سلطان شاہ ابن مخدوم شیخ زین العابدین کے تھی کہ ان کی اولاد بھدانی میں شیخ حضر بن شیخ عبدالباقی بن شیخ محمد مذکور کہ وہ اپنی اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں رکھتی ہیں۔ فتح پور میں شیخ طاہر بن شیخ حمزہ مزبور کہ ان کی اولاد ہے۔

ذِکر اولاد جانبیں لدھی بنت شیخ مہتہ کا

وہ عقد میں شیخ عجائب نسلی قاضی مسلم کے ہے کہ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے شیخ فرید کہ لاولد ہیں اور شیخ حاجی کہ اولاد رکھتے ہیں اور شیخ رکن الدین کہ ان کے بعد کوئی نہ رہا اور ان کی لڑکی مسماۃ پھوئی اور بی بی قدمو اور بی بی پیارو۔

ذکر اولاد بی بی فاطمہ بنت شیخ بہاؤالدین ابن شیخ مہتہ کا

وہ عقد میں قاضی عبدالشکور صدیقی ابن قاضی جلال ساکن متھرا کے تھی۔ اس سے

تین لڑکے قاضی شیخ ابوالفتح ابن قاضی عماد ساکن ہندوں تھے۔ مسماۃ بی بی فاطمہ کہ اس عفیفہ سے ایک لڑکا اور دو لڑکی زیبا کہ وہ عقد میں شیخ یٰسین اوّل شیخ عادل چشتی بھدالوی کی تھی کہ اس سے اولاد ہے اور شیخ یحییٰ اور شیخ صالح محمد اور شیخ محمد کہ لاولد تھے۔ اور شیخ صادق اور شیخ عمر لاولد تھے اور شیخ اویس ابنائے قاضی ابوالفتح مرقوم اور ایک لڑکی بی بی خالقدی سریہ کی سکری ہیں متوطن ہے اور قاضی آدم مذکور کہ ایک لڑکا آدم نام لاولد اور تین لڑکیاں بی بی دیسا اور بنی اور لاڈو کہ عقد شیخ مودود ابن شیخ ابراہیم کے تھی کہ اس سے اولاد نہ رہی۔

حال والیاں اور بعضے قاضیان سے کہ اس سے پہلے قبلہ حضرت قطب العالم شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کی ہے

یہ غیر واقعہ ہوا ہے۔ اس واسطے کہ حضرت شیخ مکہ معظمہ میں گئے تھے۔ جب وہاں سے بعد مدت مدید فتح پور تشریف لائے اپنے خویش کو بہت ملامت کی کہ تم نے غیر کف قوم مذکور سے نسبت کی شاید فرزندان حضرت گنج شکر سے کوئی نہ اب جو گزر گزرا۔ آئندہ کو ان سے نسبت نہ کرنا چاہیے۔ فرزندان حضرت گنج شکر اور اولاد شیخ زین العابدین سے نسبت کرتے رہو کہ نسبت میں خلل نہ پڑے۔ اب تک آپ کے فرمودہ سے مخدوم شیخ زین العابدین سے نسبت ہوتی ہے۔ دوسری اولاد شیخ مودود ابن شیخ بدر الدین ابن حضرت گنج شکر بہت ہے اکثر گرد و نواح پٹن میں اور بعض امر چند وار ہیں مثل شیخ مصطفیٰ بن شیخ قطب الدین بن شیخ شمس الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ سعدی بن شیخ محمد بن شیخ مودود مرقوم اور فتح پور میں شیخ مودود اور شیخ محمود بن عبدالرشید شیخ بدرالدین بن شیخ عبداللہ بن شیخ بھس بن شیخ درویش بن شیخ سلیمان بن شیخ تاج الدین بن شیخ دولا بن شیخ آدم بن شیخ خواجہ اسماعیل بن بندگی حضرت شیخ مردود مذکور اور فتح پور میں شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ داؤد پٹنی وغیرہ بعض جگہ اور بھی ہیں۔

کاتب الحروف نے جو اپنے بزرگوں سے سنا اور دیکھا لکھا۔

ذکراولادشیخ احمد بن شیخ بدرالدین سلیمان بن حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

ان کے پانچ لڑکے تھے۔ شیخ قطب الدین شیخ نجم الدین شیخ ابوالخیر شیخ محمد شیخ بہلول کہ ان کی اولاد بہت ہے۔ ازاں جملہ مثل شیخ اسماعیل دہلوی ابن شیخ اللہ داد ابن شیخ فضل ہیں ان کے نکاح میں شیخ کمال الوری چشتی کی لڑکی ہے۔ بی بی منجھلی کہ اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے یعقوب لاولد اور شیخ ولی محمد کہ ان کی اولاد ہے اور دو لڑکیاں بھی اولاد رکھتی ہیں چنانچہ بالا مرقوم ہے۔ اور فتح پور میں شیخ ابراہیم بعزیز داماد نواب شیخ ابراہیم کے ان کی اولاد ہے مثل صالح محمد بن شیخ صادق بن شیخ ابراہیم عزیز کے اور شیخ یوسف داماد قاضی عبدالستار کے کہ قاضی ابومسلم کی نسل سے ہیں۔ اولاد شیخ احمد کی بہت ہے۔ بعض نکل اور بعض بنوڑیں اور ہائیری میں بعض شہروں میں متفرق رہتے ہیں جو سنا تحریر میں لایا۔

فصل ۵

نسب اور حسب اور اولاد سلطان الطریقت برہان الحقیقت انیس المحققین حضرت شیخ شہاب الدین گنج العلم ابن بندگی حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہما کی کہ ان کا مرقد روضہ منورہ قطب العالم سے متصل گنبد مبارک کے واقع ہے۔

مولانا شہاب الدین بڑے صاحب علم اور حلم اور تقویٰ تھے آپ کے فضائل مشہور ہیں۔ اکثر شیخ شیوخ عالم سے علم میں بحث رہتی تھی اور تقریر خوب تمام کرتے تھے۔ سلطان المشائخ نظام الدین فرماتے تھے کہ میرے اور مولانا شہاب الدین کے درمیان طریقہ محبت سلوک تھا اور فرماتے تھے کہ ایک وقت مجھ کو جواب دیا گیا۔ شیخ شیوخ عالم کی خدمت میں میرے بے قصد اور وہ یوں تھا۔

کہ ایک روز نسخہ عوارف خدمت میں قطب العالم کے تھا۔ اس سے فوائد فرماتے تھے۔ وہی نسخہ تھا بخط باریک لکھا ہوا اور باسقم گونہ شیخ شیوخ عالم کو اس کے بیان میں نکتے ہوئے اور میں نے دوسرا نسخہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس دیکھا تھا۔ مجھ کو اس سے یاد آیا۔ میں نے کہا شیخ نجیب الدین کے پاس نسخہ صحیح ہے۔ یہ بات آپ کو گراں گزری۔ بعد

سماعت کے فرمایا یعنی درویش کو نسخہ سقیم کی قوت نہیں ہے۔ ایک دو بار یہ لفظ فرمایا اور مجھ کو کچھ دل پر گراں نہیں۔ معنی میں فرماتے ہیں اگر میں نے قصداً دعائے بد کہی ہو اس وقت اپنے اوپر گمان لے جاؤں۔ جب دو تین بار یہ کہا مولانا بدرالدین اسحاق نے مجھ سے کہا کہ شیخ تمہارے باب میں کہتے ہیں میں نے عذر چاہا اور سر ننگا کیا اور شیخ کے پاؤں پر گرا۔ میں نے کہا نعوذ باللہ منہا مجھ کو کیا مقصود اس نسخہ سے کتاب خانہ مخدوم کا ہے۔ میں نے نسخہ دیکھا تھا اس کی بات کی۔ میرے دل میں دوسری بات نہ تھی۔ میں نے ہر چند معذرت کی۔ شیخ کی ناراضگی ویسی ہی دیکھتا تھا جب وہاں سے میں اٹھا میں نے نہ جانا کہ کیا ہوں اور کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ایسا دن اور غم نہ دے جیسا میں فکر میں پڑا اور حیران ہوا یہاں تک کہ میں نے اپنے آپ کو چاہ میں ڈالنا چاہا پھر سوچا اور حیرت میں پریشان پھرتا تھا اور روتا تھا کہ خداوند کیا کروں۔

الغرض شیخ عالم کے ایک لڑکا تھا کہ اس کو شہاب الدین کہتے تھے مجھ میں اور اس میں دوستی تھی۔ اس کو حال سے خبر ہوئی۔ وہ خدمت میں شیخ شیوخ عالم کے گیا اور میرا حال اچھی طرح کہا۔ شیخ شیوخ عالم نے آدمی میرے طلب میں بھیجا میں آیا اور سر قدم پر رکھا۔ تب اس وقت خوش ہوئے۔ دوسرے روز مجھ کو آگے بلایا اور مرحمت اور شفقت بہت فرمائی۔ اور کہا یہ سب تیرے کمال حال کے واسطے کرتا تھا۔ اس روز یہ لفظ آپ سے میں نے سنا کہ پیر مرید کا مشاطہ ہے۔ اس وقت مجھ کو خلعت دیا۔

ایک پیر خدمت میں شیخ العالم قدس سرہٗ کے آیا۔ اور کہا میں خدمت میں شیخ قطب الدین طیب ثراہ کے تھا۔ مجھ کو وہاں دیکھا شیخ اس کو نہیں پہچانتے تھے۔ جب تعریف کی پہچانا الغرض ایک جوان کو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ وہ اس کا پسر تھا سخن علم میں پڑا وہ لڑکا بے ادبانہ بحث میں آیا۔ اور گستاخانہ شیخ کے ساتھ بحث کرنا شروع کی۔ چنانچہ سخن بلند ہوا شیخ نے بھی سخن بلند کیا۔ اور مولانا شہاب الدین سب باہر بیٹھے تھے جب غلبہ کم ہوا اندر ہم گئے وہ لڑکا ویسا ہی بے ادبانہ کلام کرتا تھا۔ مولانا شہاب الدین آئے اور اس کے گھونسے مارنے شروع کئے۔ وہ لڑکا بہت غصے ہوا۔ چاہا کہ مولانا شہاب الدین پر جہالت کرے۔

میں نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس درمیان میں شیخ شیوخ عالم قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ صفا کرو۔ مولانا شہاب الدین نے ایک جامہ اور مبلغ تیس روپے لا کر اس کے باپ اور لڑکے کو دیئے۔ دونوں چلے گئے۔ رسم شیخ شیوخ عالم کی یہ تھی کہ ہر رات بعد افطار کے مجھ کو بلاتے تھے اور مولانا رکن الدین سمرقندی کو اور مولانا شہاب الدین کبھی ہوتے کبھی نہ ہوتے۔ الغرض ہم کو بلاتے۔ اس روز کے ماجرائے کی بات پوچھی کہ آج کیا گزرا اور کیا حال تھا۔ یہاں تک کہ اس روز بعد افطار کے مجھ کو آگے بلایا اور مولانا صدر الدین سے بھی اس روز کا ماجرا پوچھا۔ اس لڑکے کے آنے کی حکایت اور مولانا شہاب الدین کا اس لڑکے کو ادب دینا تقریر میں پڑا۔ شیخ شیوخ عالم نے تبسم فرمایا میں نے عرض کی کہ اس بابت فرمایا کہ جوان نے چاہا کہ مولانا شہاب الدین سے لڑے۔ میں نے اس قدر کیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ شیخ شیوخ عالم نے تبسم فرمایا کہ اس کیا شیخ سعدی شیرازی نے کیا اچھا کہا ہے۔

اے دیدنت آسائش وخندیدنت آفت
گوئے از ہمہ خوباں بربودے بلطافت

اور شہاب الدین گنج العلم نے خرقہ خلافت کا حضرت قطب العالم شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے پایا۔

بیان اولاد شیخ شہاب الدین گنج العلم رحمۃ اللہ علیہ کا

آنحضرت کے چھ لڑکے تھے۔ شیخ حسام الدین اور شیخ عبدالحمید اور شیخ مسعود اور شیخ محمد اور شیخ علی شیر اور شیخ جمشید اور ان کی اولاد پٹن میں اس تفصیل سے ہے۔

شیخ مسعود ابن شیخ الہ دین ابن شیخ عبدالکریم کہ ان کی عمر سو برس کی تھی اور دہلی میں شیخ عبداللہ اور شیخ عبدالصمد شیخ وجیہ الدین۔ اور فتح پور میں شیخ جیاء ابن شیخ یوسف ابن شیخ الہ یار رہتے تھے۔ اور شیخ فیض اللہ ابن شیخ خوبن ابن شیخ عیسیٰ ابن شیخ الہ دیا مذکور اور بدایوں میں شیخ حسین اور شیخ طٰہٰ اور شیخ عمر اولاد شیخ صدر جہان بن شیخ بازید ابن شیخ حامد ابن شیخ رکن الدین ابن شیخ ابا بکر ابن شیخ اسمٰعیل ابن شیخ عبدالحمید ابن شیخ شہاب الدین گنج العلم مذکور۔

اور عبدالحمید کی دولڑکیاں بی بی قدرۃ اور بی بی اعزہ چندرہ میں کہ قریب پرگنہ تلونڈ اور تہارد کے ہے۔ وہاں بھی ان کی اولا د رہتی ہے۔ باسم شیخ الہ دین اور یعقوب اور الیاس فرزندان شاہ علی ابن شیخ احمد اور شیخ شیر اللہ اور برخوردار پسران نعمت اللہ ابن شیخ حامد وغیرہ رہتے ہیں۔ اور ریری چند دار میں بنام شیخ علم الدین اور شیخ نجم الدین اور شیخ علی اور شیخ ابراہیم پسران شیخ دادن ابن شیخ نصیر الدین ابن شیخ محمود ابن شیخ الہ داد بن شیخ منہ بن شیخ جوئن ابن شیخ یوسف ابن شیخ محمد ابن شیخ خواجہ ابن شیخ عبدالحمید ابن شیخ شہاب الدین گنج العلم مرقوم دوسرے شیخ علم الدین ابن شیخ دادن کی اولاد دختری ہے اور شیخ نجم الدین اور شیخ علی مذکور کہ ان کی اولاد پسری ہے اور شیخ ابراہیم مزبور کہ ان کی اولاد نہیں ہے۔

دوسرے شیخ پسران شیخ نصیر الدین مرقوم کہ وہ اولاد پسری رکھتے تھے اور رسول پور میں قریب ریزی چند دار کے ہے۔ وہاں باسم شیخ بایزید ابن شیخ فیروز بن شیخ فضیل بن شیخ الہ داد مسطور۔ دوسرے شیخ مبارک ابن حسن ابن شیخ متہ مذکور کے چند لڑکے ہیں اور شیخ سلیم ابن شیخ حسین ابن شیخ حسن ابن شیخ متہ مذکور کے تین لڑکے ہیں۔ اور وہاں بھی آنحضرت کی اولاد متوطن ہے۔ اور جونپور میں شیخ فتح اللہ وغیرہ انتری میں شیخ طیب شیخ عبدالرحمٰن شیخ عبدالغفور شیخ عبدالشکور شیخ حبیب شیخ خواجہ اولاد شیخ طاہر ابن شیخ یوسف ابن شیخ بدہن ابن شیخ حسین ابن شیخ سلیمان ابن شیخ پیرا بن شیخ عبدالحمید ابن شیخ یعقوب ابن شیخ محمد ابن شیخ شہاب الدین گنج العلم مسطور اور شیخ افضل اور شیخ عبداللطیف پسران شیخ عبدالرحمان ابن شیخ طاہر مذکور اور شیخ طیب مذکور کہ ان کے نکاح میں مودود کی لڑکی ونکوری نسل سے شیخ سعد حاجی چچازاد حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے تھی کہ اس عفیفہ سے ایک لڑکا شیخ وجیہ الدین نام اور لڑکیاں تھیں۔ ایک عقد میں شیخ عبداللطیف مذکور کے ہے کہ اس کی بھی ایک لڑکی ہے۔ کہ وہ نکاح میں شیخ چاند ابن شیخ شہاب خان ابن شیخ شہباز خان حسبی بدایونی کی ہے اور الور میں شیخ نصر اللہ ابن شیخ عبداللہ ابن شیخ رزق اللہ اور شیخ علم الدین اور شیخ ولی محمد پسران شیخ وجیہ الدین ابن شیخ حبیب اللہ ابن شیخ رزق مذکور اور شیخ عبدالواحد ابن شیخ تاج الدین ابن شیخ حبیب اللہ مذکورہ تاندہ میں کہ بنگالہ میں داخل

ہے۔وہاں شیخ عبدالعلی اور شیخ ابوالفتح اور شیخ محی الدین بنسہ شیخ پیارہ خلیفہ حضرت شیخ الاسلام چشتی اور پسران شیخ جمال ابن شیخ محمود ابن شیخ لاد ابن شیخ منور ابن شیخ عبدالحمید بن شیخ فخر الدین گنج الاسرار جونپوری ابن شیخ زین الدین ابن شیخ کریم الدین ابن شیخ علی شیر ابن شیخ شہاب الدین گنج العلم اور بہار میں شیخ عبدالعزیز ابن شیخ حسن ابن شیخ محمد ابن شیخ ابوالفتح ابن شیخ جمال ابن شیخ فخر الدین گنج اسرار ابن شیخ کریم الدین ابن شیخ علی شیر ابن بندگی حضرت شیخ شہاب الدین گنج العلم اور شیخ محمود ابن شیخ فخر الدین ابن شیخ ابوالفتح مسطور کی تین لڑکیاں تھیں کہ ان میں سے ایک شیخ حسن ابن شیخ محمد مرقوم کے عقد میں تھی۔ ان سب سے ایک پسر پیدا ہوا شیخ عبدالعزیز کہ صدر میں مسطور ہے اپنے پدر بزرگوار کی جگہ بہار میں سجادہ ہے۔

چند دختر بھی شیخ شمس الدین ابن شیخ حسین ابن شیخ محمد مذکور اور شیخ عبداللہ اور شیخ ابوالقاسم اور شیخ جمال ابن شیخ محمد مذکور۔

دوسری شیخ مصطفیٰ اور شیخ مرتضیٰ اولاد شیخ مسعود ابن شیخ یعقوب ابن شیخ فخر الدین ابن شیخ ابوالفتح مسطور کی۔ اور شیخ نور ولد شیخ شہاب الدین ابن شیخ اویس ابن شیخ فخر الدین مسطور اور شیخ داؤد ابن شیخ فخر الدین کی اولاد دختری ہے اور شیخ مجاہد ابن شیخ احمد ابن شیخ محمد الدین مذکور کی اور سر بسر میں شیخ مصطفیٰ پسران شیخ بہاؤالدین ابن شیخ فخر الدین مسطور اور دوسرے قصبہ میں شیخ یحییٰ ابن شیخ ابراہیم اولاد شیخ چندن ابن شیخ معروف ابن شیخ فضل اللہ عرف شیخ بہورہ ابن شیخ فخر الدین گنج اسرار کی۔

اور شیخ اللہ داد اور شیخ قطب الدین ابنائے شیخ پیارہ ابن شیخ معروف مذکور اور شیخ بہاؤالدین ابن شیخ فخر الدین اور شاہ پور میں مواضعات پرگنہ سرسہ سے صوبہ بہار میں داخل ہے اور شیخ خضر اور عبدالرشید ابن شیخ عالم ابن شیخ نور ابن شیخ پیر ابن شیخ قیام الدین وحسن میاں میں شیخ جمال الدین ابرو شیخ عبداللہ وغیرہ اور حسام الدین کے ایک پسر تھا نصرت چشتی اور اولاد شیخ شہاب الدین گنج العلم کی بہت ہے۔ بعض جانپور میں اور بعض کھرکھوں میں کہ نزدیک قلعہ امیر کے ہیں۔ اور بعض مانڈوں میں اور بعض رہتاس گڈھ

میں بنام شیخ احمد خطیب اور شیخ صلاح کہ اولیائے خدا سے تھے اور بعض نواحی پٹنہ میں مثل پھلواری وغیرہ کے رہتے ہیں۔

فصل ۶

بیان حسب اور نسب شیخ نظام الدین حضرت گنج شکر قدس سرہ کا

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ خواجہ نظام الدین کو حضرت گنج شکر سب لڑکوں سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ وہ خدمت میں حضرت شیخ شیوخ عالم کے بہت گستاخ تھے جو کہتے تھے حضرت اس کو رضامندی سے سنتے اور تبسم فرماتے اور رنجیدہ نہ ہوتے۔ لڑکپن اور جوانی میں برکت پاتے تھے اور کرامت ظاہر کرتے تھے۔ اور فراست صادق چنانچہ ذکر ان کی کرامت کا حضرت گنج شکر کی وفات میں تحریر ہو چکا۔

الغرض بعد نقل حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے جب کفار اجودھن میں پہنچے۔ خواجہ نظام الدین اپنی دلاوری سے ان سے لڑے بہت سے کفار قتل کر کے شہادت پائی۔ جب مقتولوں میں تلاش کیا آپ کی لاش مبارک کا پتہ نہ پایا۔ واضح رہے کہ مقبرہ متبرکہ ان کا تھور میں ہے چنانچہ آدمی وہاں کے اس بزرگوار کے مزار سے فیض اٹھاتے ہیں اور شیخ نظام الدین نے بیعت اور خرقہ خلافت کا حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے پایا۔ چنانچہ اس کا اثر ان کے فرزندوں میں ظاہر ہے۔

بیان اولاد شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کا

دو لڑکے خواجہ عضد الدین معروف بشیخ ابراہیم اور خواجہ علی اور شیخ ابراہیم کے ایک لڑکا خواجہ نور الدین اور ان کا ایک لڑکا خواجہ عضد الدین اور ان کے تین لڑکے خواجہ بدر الدین اور خواجہ رکن الدین اور شیخ خور جو کہ ان تینوں کی اولاد ہے۔ شہروں میں مثل مہوبہ کے ہستہ اور بعضے دہلی میں اور خواجہ علی ابن شیخ نظام الدین مذکور کے چار لڑکے تھے۔ شیخ سالار اور شیخ نور الدین اور شیخ یحییٰ اور شیخ خسرو اور شیخ سالار مذکور کے پانچ لڑکے تھے شیخ فخر الدین اور شیخ عالم اور شیخ خواجہ اور شیخ مغیث اور شیخ مجیر اور ایک لڑکی بھی ہے۔ اور خواجہ نور

الدین ابن خواجہ علی مذکور کے چار لڑکے شیخ سماع الدین اور صوجی اور موجن اور خوجی اور دو لڑکیاں بھی تھیں۔ اور شیخ مجیر ابن سالار کی اولاد حصار میں باسم شیخ نظام الدین صاحب سجادہ بن شیخ محی الدین بن فرخ شاہ بن شیخ محمد بن غوث العالم شیخ جنید بن شیخ چندن بن شیخ محمود بن شیخ کریم الدین بن شیخ مجیر مرقوم اور شیخ فرید اور دوست محمد اور عبدالحمید اولاد شیخ چھجن بن مہین الدین بن شیخ نور بن شیخ شبلی بن شیخ چندن مسطور کی اور شیخ ابوتراب بن شیخ قطب الدین بن فرخ شاہ مزبور اور شیخ علم الدین بن ابوالغیث بن شیخ قطب الدین مسطور اور تاج بن محمد علی بن حسین خان بن شیخ منار الدین اور شیخ کبیر بن شیخ جنید مرقوم اور شیخ عبدالصمد بن شیخ برہان الدین بن شیخ فرید نظام بن شیخ نورالدین بن شیخ جنید مذکور۔

دوسرے منصور پور کہ قریب سمانہ کے ہے۔ بعض اولاد آنحضرت کی ملک گجرات کے رجب پور میں قریب امروہہ کے شیخ محمود بن حاجی عبدالغفور اور شیخ صادق محمد بن شیخ بدر الدین ہے۔

فصل ۷

بیان حسب اور نسبت بندگی حضرت شیخ یعقوب بن شیخ فریدالدین قدس سرہٗ

یہ اہل دلوں میں محبوب تھے اور حضرت کے سب لڑکوں سے چھوٹے تھے۔ اور سخاوت میں مشہور اور کرامت میں ظاہر خلق سے پرہیز رکھتے تھے۔ اور حق میں مشغول رہتے تھے۔ سید محمد کرمانی سے منقول ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ میں سفر اور حضر میں اکثر ساتھ یعقوب کے رہتا تھا۔ ایک بار ان کے ساتھ خطہ اودھ کو میں گیا جب ہم پہنچے تو سرائے میں اترے۔ شیخ یعقوب نے مجھ کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا اور خود شہر کے دیکھنے کو گئے چنانچہ ایک پہر رات گزری لیکن نہ آئے اور کسی جگہ عیش میں مشغول ہوئے۔ اس درمیان میں اودھ کا حاکم کہ خانِ اعظم تھا اس کے شکم میں درد ہوا۔ آخر کار تعویذ اور دعا سے کام پڑا۔ اس درمیان میں ایک مرد نے کہا کہ شیخ

زادہ مولانا یعقوب پسر شیخ شیوخ عالم کو میں نے دیکھا بوقت نماز عصر اودھ میں آئے اگر وہ ملیں امید ہے کہ اس مخدوم کی دعا کی برکت سے صحت ہو۔

فوراً حاکم نے اسی آدھی رات کو آدمی ان کی طلب میں بھیجے۔ وہ سرائے میں آئے اور پوچھا کہ شیخ زادہ کہاں ہیں؟ خان بلاتا ہے۔ میں نے کہا وقت نماز عصر سے مجھ سے جدا ہیں۔ شہر کو گئے ہیں آدمیوں نے تلاش کیا ایک مقام میں پایا کہ عشرت کے ساتھ مشغول تھے۔ دیکھا کہ خواب میں ہیں۔ آہستہ جگایا۔ خواب زبیدہ سے اٹھے۔ ان سے کہا کہ آپ کو خان بلاتا ہے۔ تبسم فرمایا اور کہا کہ میرا خرچ کم ہوگیا تھا میں اس فکر میں تھا کہ تم وقت پر آئے۔ ویسے ہی اٹھے اور گئے۔

جب خان کے آگے پہنچے دیکھا کہ نہایت درد شکم ہے۔ چارپائی سے زمین پر اور زمین سے چارپائی پر لوٹتا ہے۔ اور ہلاکت کے قریب پہنچا ہے۔ پاس بیٹھے اور دو انگشت مبارک خان کے شکم پر رکھیں اور کچھ پڑھا۔ فوراً درد دور ہوا خان اٹھا اور شیخ کے پاؤں پر گرا۔ اور فرمایا کہ ایک بدرہ چاندی کا اور قیمتی کپڑے خدمت میں شیخ کے لائے۔ شیخ نے اس چاندی اور جامہ سے کچھ لیا اور خان کے دربانوں اور پردہ داروں کو عطا فرمایا اور سرائے میں آدھی رات کے قریب آئے۔

آخر الامر اثنائے راہ میں قصبہ انبر اس بزرگ زادہ کو مردان غیب لے گئے اور غائب کیا۔ اور شیخ یعقوب نے خرقہ خلافت کا حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے پایا تھا۔

ذکر بیان اولاد شیخ یعقوب رحمتہ اللہ علیہ

آنحضرت کے دو لڑکے تھے۔ خواجہ عضد دین اور خواجہ قاضی۔ اور ایک لڑکی تھی بی بی عزت۔ اور خواجہ عضد دین کے دو لڑکے تھے۔ شیخ سلطان اور شیخ جہان اور ایک دختر بھی تھی اور شیخ سلطان کی اولاد نہیں ہے اور شیخ جہان کے تین لڑکے تھے۔ شیخ زمان اور شیخ ملک اور شیخ صدر الدین اور شیخ زمان بے اولاد رہے اور شیخ ملک کے تین لڑکے تھے۔ شیخ نظام الدین محمد الاخساباذی اور ملک معین الدین چشتی اور ملک فرید الدین حسن اور دو لڑکیاں تھیں کہ ایک منکوحہ شیخ نصیر الدین اور دوسری زوجہ سید محمد بن محبوب بن ہز برادر زوجہ سید نصیر

الدین کی اولاد نہ رہی اور زوجہ سید محمد کی اولاد بہت ہے۔ اور خواجہ نظام الدین مذکور کا ایک لڑکا تھا۔ مسعود نام ایک عرف عبدالحسین اور ایک لڑکی اور معین الدین چشتی کی چھ لڑکیاں تھیں کہ ہر ایک سے اولاد ہے۔ اور فرید الدین حسن کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اور خواجہ قاضی ابن شیخ یعقوب ابن گنج شکر کے دو لڑکے تھے۔ شیخ احمد اور شیخ علاؤ الدین اور شیخ احمد کی اولاد نہیں ہے۔ شیخ علاؤ الدین کے چھ لڑکے تھے۔ شیخ نظام الدین اور شیخ منجھ اور شیخ معین الدین اور شیخ زین الدین اور شیخ برہان الدین اور شیخ یعقوب لیکن شیخ منجھ اور شیخ یعقوب کی اولاد نہ رہی اور ہر چہار پسر کی بہت اولاد ہے۔

چنانچہ ایک لڑکوں میں سے شیخ عادل اور لاہور میں شیخ چوہر وغیرہ اور لڑکی شیخ مذکور کے عقد میں شیخ عضد الدین ابن شیخ نظام الدین ابن حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے تھی۔ عزت بی بی مرقوم کہ اس کی اولاد ہے۔ دیگر اولاد شیخ یعقوب کی شہروں میں متفرق ہے۔

فصل ۸

بیان احوال شیخ عبداللہ بن گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ عہد خوردی میں رحمت حق سے ملے۔ ان کا مرقد مبارک بیرون شہر پاک پٹن قریب شہدا کے جنگل میں واقع ہے اور شیخ عبداللہ بیابانی مشہور ہیں اور وہاں کے آدمی ان کے مزار سے فیض پاتے ہیں۔ رحلت آپ کی اس عالم سے اس طرح ہوئی کہ جب نو برس کے تھے قلعہ پاک پٹن کے باہر کھیلتے تھے۔ چالیس نفر سندھ سے آئے تھے۔ ان میں سے ایک نفر برہمن تھا۔ جب اس کے پاس پہنچے پوچھا یہ لڑکا کس کا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا شیخ زادہ لڑکا شیخ الاسلام قطب العالم شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

جب یہ بات سندھیوں نے سنی آپس میں کہا یارو آؤ کرامت اس شیخ زادہ کی دیکھیں کہ آج ہم کو غیب سے کھانا کھلائے۔ سندھی نزدیک ہوئے اور کہا کہ اے شیخ زادہ ہم آج بھوکے ہیں۔ امید ہے کہ ہم کو غیب سے کھانا دو۔ اس نے فرمایا بہت خوب بیٹھو اور ساعت توقف کرو۔ کہ حق سبحانہٗ تجھ کو غیب سے کھانا دے گا۔ بعد ازاں وہ دیگدان درست کرا کر اور اس کے اوپر دیگ خام مٹی کی خالی رکھی اور دیگ کے نیچے آگ جلائی۔

اور شیخ عبداللہ فرماتے تھے کہ اے سندھیو، آؤ اور ہر ایک تم میں سے اپنا ہاتھ اس دیگ میں ڈالے جو کھانا رغبت ہو کھاؤ۔ سب نے دیگ سے ہر جنس کا کھانا کھایا۔ وہ برہمن تنہا رہا۔ عرض کی ہم ہندو ہیں ہم کو غیر پختہ کھانا دو۔ آپ نے فرمایا کہ تو بھی دیگ میں ہاتھ ڈال جو تیری رغبت ہو گی حق سبحانہٗ وتعالیٰ غیب سے دے گا۔

اس برہمن نے بھی ایسا ہی کیا اور غیر پختہ کھانا باہر لایا اور خود پکا کر کھایا۔ بعد فراغ طعام کے سندھی ہندوستان کو روانہ ہوئے جب پانچ کوس زمین پاک پٹن سے جوار لیلیٰ کراں میں پہنچے تو اس میں سندھیوں نے نہایت حسد اور خصوصیت سے کہا کہ یارو اس شیخ زادہ کی کرامت دیکھی کیا کیا۔ اب ہم کو چاہیے کہ کچھ جادو کہ ہمارا علم ہے۔ اس شیخ زادہ پر رواں کریں۔

اس گفتگو میں تھے کہ اس برہمن نے کہا کہ اے نامردو، ایسا خیام خام نہ کرو۔ یہ تمہارے خطرے باطل ہیں اور وہ شیخ زادہ حضرت گنج شکر کا لڑکا ہے اور تم نے اس کا نمک بھی کھایا ہے حسد نہ کرنا چاہیے۔ سندھیوں نے اس کی نہ مانی اور غضب میں ہوئے۔ برہمن ان کی ہمراہی سے بھاگ کر پاک پٹن پہنچا۔ اور ان سندھی بدذاتوں نے سحر شیخ عبداللہ علیہ الرحمتہ پر چلایا کہ اسی کی زحمت سے رحمت حق سے ملے۔

جب یہ بات حضرت قطب العالم کو معلوم ہوئی۔ فی الحال زبان مبارک سے فرمایا کہ جس نے ہمارے جگر پر آگ لگائی انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی قہر جبار میں کہ وہ قادر ہے آگ میں جلے گا۔ یہ بات جونہی آپ کی زبان سے نکلی کہ اسی وقت آگ سندھیوں کو عالم غیب سے پہنچی اور سب کو جلا کر خاک کر دیا۔ اب تک وہ ناپاک تو وہ خاک کے موجود ہیں اور اس جگہ کو ایک دھیرہ کہتے ہیں کہ پانچ کوس حضرت پاک پٹن سے ہے۔

بعد ازاں برہمن مذکور قطب العالم کی خانقاہ میں آیا اور سر زمین پر رکھا اور آنحضرت کے پاؤں پر پڑا اور عرض کی کہ بندہ نے ان سندھیوں کو منع کیا تھا قبول نہ کیا۔ آخر اپنا کردہ آگے پایا۔ اس اثناء میں اس برہمن کے دل میں گزرا کہ اگر میرا زنار از خود ٹوٹ جائے تو میں حضرت کی خدمت میں مسلمان ہو جاؤں۔ یہ خطرہ گزرا ہی تھا کہ ایک بلی پیدا ہوئی اور

اس کے زنار کو توڑ کر برہمن کے آگے رکھ دیا۔ فی الحال مسلمان ہوا اور آنحضرت کی خدمت میں ملا جب آنحضرت نے اس کی خدمت پسند کی اس کا نام ملک جویرہ رکھا اور وہ اولیائے خدا سے ہوئے۔ بعد مدت کے ملک جویرہ نے عرض کی کہ حضرت سلامت بندہ چند لڑکیاں رکھتا ہے۔ ان کی نسبت کس سے کروں۔ حضرت نے فرمایا اے جویرہ ہمارے قوالوں کی اولاد سے کر اس نے ایسا ہی کیا۔ اب ملک جویرہ کی اولاد سے کہ درگاہ حضرت کے ہیں نسبت ہوتی ہے۔

فصل ۹

بیان اولاد دختران حضرت گنج شکر قدس سرہٗ العزیز کا

بی بی فاطمہ اور بی بی شریف اور بی بی مستورہ ہر ایک ولی زمان تھیں۔ نقل ہے سید محمد کرمانی رضی اللہ عنہ سے کہ شیخ العالم کی تین لڑکیاں تھیں۔ بڑی بی بی مستورہ کہ آخری دم تک پردہ عصمت میں پوشیدہ رہیں۔ نکاح نہ کیا اور سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ بی بی مستورہ شیخ عمر صوفی فاروق کے نکاح میں تھیں۔ ان سے ایک لڑکا شیخ محمد پیدا ہوا کہ اس سے بہت اولاد پیدا ہوئی۔

دوم بی بی شریفہ کہ شرف طاعت اور عبادت سے مشرف تھیں۔ یہ بزرگ زادی بھی عنوان جوانی میں بیوہ ہوئی تھیں۔ تالب گور سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسری طرف مشغول نہ ہوئیں۔ چنانچہ شیخ العالم نے فرمایا کہ اگر عورت کو خلافت سجادہ کی ہوتی تو میں بی بی شریفہ کو دیتا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

دارد پردہ عصمت بعبادت مشغول
نام در عالم خود درکنف ستر خدا

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ بی بی شریفہ عقد میں علاؤالدین احمد علی صابر حضرت کے خواہر زادہ کی تھیں۔ سیر الاقطاب سے نقل ہے۔ سیوم بی بی فاطمہ کہ گھر میں مولانا بدرالدین اسحاق کے تھیں۔ مولانا مذکور اجودھن میں رحمت حق سے ملے۔ اولاد صغیر چھوڑی۔ خواجہ محمد امام اور خواجہ موسیٰ سلطان

المشائخ کو اس سبب سے تعلق سخت پیش آیا۔

اس واسطے کہ سلطان المشائخ کو مولانا بدرالدین اسحاق سے بہت محبت تھی چنانچہ ذکر میں مولانا بدرالدین کے لکھا ہے۔ سلطان المشائخ اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ کوئی بات پیدا ہو کہ بی بی فاطمہ کو ان کے لڑکوں کے ساتھ اجودھن سے لاؤں تاکہ کسی طرح حق مولانا بدرالدین کا ادا ہو۔

الغرض اس باب میں سید محمد کرمانی ناقل اس قصہ سے مشورہ کیا۔ سید محمد نے کہا ہم سب کو واجب ہے کہ مولانا بدرالدین کے فرزندوں کی رعایت کریں کہ ہمارے ہر ایک کے باب میں شیخ العالم کی خدمت میں مدد کی ہے۔

اس حالت میں ایک مرد سوداگر ملتانی کہ سلطان المشائخ کا ہمتا تھا۔ شاید کسی جگہ سے سودا لایا تھا دو تنکہ زر کے خدمت میں شیخ شیوخ العالم کے فتوح لایا۔ سلطان المشائخ نے دو تنکہ زر کے سید محمد کرمانی کی خدمت میں رکھے فرمایا کہ ایک تنکہ زر کا تم گھر میں خرچ کردو اور دوسرا تنکہ زر کا واسطے لانے فرزندان مولانا بدرالدین اسحاق کے اپنے ساتھ اجودھن میں لے جاؤ۔ اس واسطے کہ تم محرم خاندان باکرامت ہو۔ سید محمد کرمانی نے قبول کیا۔ دوسرے روز اجودھن کو روانہ ہوئے۔ بی بی فاطمہ کو فرزندوں کے ساتھ شہر دہلی میں لائے۔ الغرض چند روز بی بی فاطمہ اور ان کے لڑکے کو آئے ہوئے گزرے خویش و بیگانہ نے گمان کیا کہ شاید سلطان المشائخ بی بی فاطمہ سے عقد کا خیال رکھتے ہیں۔ یہ بات کہ لائق سلطان المشائخ کے نہ تھی۔ خاص و عام کے کان میں پڑی۔ ایک رات خلوت میں سید محمد کرمانی نے یہ بات سلطان المشائخ سے کہی کہ خلق یوں گمان کرتی ہے۔ سلطان المشائخ نے اس بات کے سننے سے حیرت کی انگلی فکر کے دانت تلے دابی۔ اور دست مبارک چہرہ اور ریش مصفا پر پھیرا اور کہا کہ اجودھن کا قصد کرو۔

دوسرے روز وہ شیخ شیوخ العالم کی زیارت کو روانہ ہوئے جب اجودھن سے پھرے اس سے پہلے کہ شہر میں پہنچے۔ تیسرے روز بی بی فاطمہ نے سلطان المشائخ کی غیبت میں نقل کی۔ شیخ نجیب الدین متوکل قدس سرہٗ کے روضہ میں دروازہ فندہ کے باہر

مدفون ہوئے تیسرا دن تھا۔ خلق حاضر ہوئی۔ سلطان المشائخ اسی روز اجودھن سے روضہ سے شیخ نجیب الدین متوکل کے پہنچے۔ اور زیارت تیسرے روز بی بی فاطمہ کی کی اور خواجہ اور خواجہ موسیٰ کہ عالم صغر میں تھے آپ اپنی نظر مبارک سے پرورش دی اور تعلیم فرمائی۔

فصل ۱۰

بیان نسب اور حسب اور اولاد اور وفات بندگی حضرت سید السادات منبع البرکات آل طٰہٰ و یٰسین بن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین

حضرت مولانا بدر الدین اسحاق بن خواجہ علی بن خواجہ اسحاق بن سید معین الدین خطاب منہاج الدین بن سید احمد بن سید محمود بن سید احمد بن محمد بن سید فتح الدین بن سید جلال الدین بن سید صدر الدین بن سید قطب الدین بن سید زکریا بن سید عمر بن سید زین العابدین علی اصغر شہزادہ کونین امیر الدارین امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر بیان حسب آنحضرت

سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ مولانا بدر الدین اسحاق خدمت میں شیخ عالم کے ملے۔ یہ بزرگ بھی شہر دہلی سے تھے۔ تعلیم بھی شہر میں کی۔ علم و فضل میں فائق تھے۔ جب علم ایک سال شہر میں حاصل کیا اور طبیعت بلند تھی چاہا کہ تمام علوم کو نہایت تک حاوی ہوں اور چند مشکلیں علم میں آپ پر رہی تھیں کہ فحول علماء شہر سے حل نہ ہوئیں۔ اس سبب سے بخارا کا قصد کیا۔ جب اجودھن پہنچے۔ اس زمانہ میں آوازہ کرامت کا حضرت شیخ العالم کے علم کا منتشر ہوا تھا اور خلق خدا ولایتوں سے خاک بوسی کو آتی تھی۔

القصہ مولانا بدر الدین بھی آئے کہ خدمت میں شیخ العالم کی ملاقات کریں جب مولانا قدم بوسی سے مشرف ہوئے ایک شاہ دیکھا سینہ مصفا اور تقریر دلکشا چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ حسن عبارت اور لطافت شیخ العالم کی اس حد پر تھی کہ جب آپ کی سمع میں پہنچا چاہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ اسی گھڑی مر رہے تو اچھا ہے۔ الغرض چند مشکلیں مولانا کو تھیں وہ شیخ العالم کی تقریر حکایت میں حل ہو گئیں۔ مولانا بدر الدین متحیر ہو گئے اور

دل میں کہا کہ یہ بزرگ اپنے پاس کتاب نہیں رکھتے اور جامہ چادر پہنے علم لدنی کی خبر دیتے ہیں جس کے لئے میں بخارا جاتا تھا۔ اس سے سو چند یہیں پایا۔ بخارا جانے کی نیت دور کی اور باعتقادِ صادق آنحضرت کے مرید ہوئے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

من کہ در ہیچ مقامے نزدم خیمۂ عشق
پیش تو رخت بے فگندم وسر بنہادم

شیخ العالم نے بھی جو قابل دیکھا مرحمت فرمائی۔ اپنی خادمی اور دامادی سے مشرف کیا۔ اور مرضیت کردگار کو اس حد تک پہنچے کہ واصلانِ درگاہ بے نیاز ہوئے اور خدمت میں شیخ العالم کے مستقیم رہے اور اپنے اقربا سے کہ شہر میں تھے ان سے قطع کی اور دوست کے ساتھ ایک ہوئے۔ مصرعہ

دل وجان وتن با خیال یکے شد

سید مبارک نے اپنے والد محمد کرمانی سے سنا ہے کہ مولانا بدرالدین اسحاق رحمتہ اللہ علیہ اس حد پر سریع البکا تھے کہ ایک ساعت آنسو سے خالی نہ ہوتی تھی یہ ضعیف کہتا ہے۔

اے زعشقت خانۂ عقلم خراب   مرد چشم زگریہ غرق آب

کثرت گریہ دونوں چشم مبارک میں گل پڑ گئے تھے۔ ایک بزرگ خوب کہتا ہے۔

فرد خواہد زدن سقف دو چشم   نمودہ آب وغاز چکیدن

محمد مبارک کی بہن سے منقول ہے فرماتی ہیں کہ ایک وقت خدمت میں شیخ العالم کے میں تھی۔ مولانا بدرالدین اسحاق سے میں نے کہا کہ اے بھائی اگر تم ایک ساعت آنسو بند کر لو میں اس کا علاج کروں۔ مولانا روئے اور فرمایا کہ اے بہن آنسو میرا اختیار میں نہیں۔ کسی بزرگ نے کہا ہے۔

از آب دیدہ خانہ چشم خراب کرد
پس نا ندیم دیدۂ خانہ خراب شد

سید محمد کرمانی فرماتے ہیں کہ مولانا بدرالدین اسحاق بعد انتقال شیخ العالم کے شیخ کے سجادہ پر بیٹھے اور مولانا نے اپنے مخدوم زادہ کے آگے کمر خدمت کے باندھی اور

کھڑے ہوئے۔ ایک بزرگ نے خوب کہا ہے۔

در خدمت تو اے زدل وجاں عزیز تر
جاں درمیاں بہ بندم صد بندگی کنم

جب چند وقت اس پر گزرے۔ البتہ حاسدوں نے درمیان شیخ بدرالدین سلیمان اور مولانا بدرالدین اسحاق کے علم آفات کا اخفا کیا اور چاہا کہ منصب خادمی لیں۔ مولانا بدرالدین اسحاق کا دل اس سبب سے منقبض منقضی ہوا۔ اس باب میں سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا۔ سید محمد کرمانی نے جو عزت اور احترام مولانا کا شیخ العالم کی خدمت میں دیکھا تھا فرمایا کہ مولانا ع

صحبت کہ بعزت نبود دوری بہ

مولانا نے یہ بات سنی مسجد جمعہ میں آئے اور بیٹھے۔ الغرض سید محمد کرمانی نے فرمایا کہ میں اور خواجہ یعقوب پسر شیخ العالم کے شیخ علاؤالدین بنسہ شیخ العالم قدس سرہٗ کے چند خوردگان اور مسجد جمعہ میں مولانا بدرالدین اسحاق کے آگے کلام اللہ پڑھیں۔ اور اخی مبارک غلام شیخ العالم قدس سرہٗ نے اپنی لڑکی کے بی بی فاطمہ کو کہ گھر میں مولانا بدرالدین کے تھیں اور وہ خلیق تھیں۔

الغرض والد سید محمد کرمانی فرماتے تھے اس وقت کہ مولانا نماز چاشت میں مشغول ہوتے اس قدر روتے کہ بوقت رکوع اور سجود کے تمام جگہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ اور والد فرماتے تھے کہ مولانا بدرالدین مشغلہ سوزاں کیا تھا۔ جلد تر کلمات دواں خدا کو پہنچے اور غرض اس جہان کے آنے کی آدمی کو تحصیل کمالات ہے جب کمال کو پہنچا گئے اس جہت سے نہیں رکھتے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک بار مولانا بدرالدین اسحاق نے یہ بیت پڑھا۔

پیش سیاست خمش روح نطق نے زند
اے زہراں صعوہ کم گو تو نواچہ مے زنی

تمام روز اس کے ذوق میں عالم تحریر میں رہے اور ہر بار یہ فرماتے تھے بکا اور حزن

پیدا ہوتا تھا۔ جب شام کی نماز کا وقت آیا۔ شیخ العالم نے مولانا بدرالدین اسحاق کو امامت کے لئے کہا اور نماز شروع کی اور تحریمہ باندھا اور بجائے قرأت یہی بیت زبان پر لائے۔ پھر ہوش میں آئے۔ شیخ العالم نے فرمایا کہ پھر امامت شروع کرو۔ اس بار نماز تمام کی اور سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مجھ کو مولانا بدرالدین کے ساتھ سخت محبت تھی۔ اور کل امور میں آگے آجاتے تھے۔ اور خدمت میں مولانا شیخ شیوخ عالم کے کرتے اور خود بھی تربیت فرماتے۔ اس غایت تک کہ جب تک مولانا زندہ رہے بسبب عظمت اور احترام کے سلطان المشائخ نے کسی کو دست بیعت نہ دیا۔ جب مولانا در پردہ ہوئے تو بیعت دینا پڑا۔ اور سید کرمانی کہ اس خاندان کے محرم تھے۔ اجودھن میں بھیجا تا کہ مولانا کے لڑکوں خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ اور ان کی والدہ کو کہ شیخ العالم کی لڑکی تھیں۔ اور مولانا کی زوجہ شہر میں لادیں اور طرح طرح کی رعایت کی۔ اور تربیت فرمائی چنانچہ مشرح کیفیت بی بی فاطمہ کے ذکر میں شیخ العالم کی دختران کے مناقب میں لکھی ہے۔ اور مولانا بدرالدین اسحاق نے علم صرف میں ایک کتاب منظور تالیف کی ہے کہ آپ کی فصاحت اور بلاغت پر دلیل روشن ہے۔

منقول ہے کہ ملک شرف الدین کبدر حاکم دیپالپور کا تھا۔ اس کو اتفاق ہوا کہ خدمت میں شیخ العالم کے ارادت لائے۔ اس نیت سے دوبارہ قدم بوس شیخ العالم کا ہوا۔ اور بیعت کی التماس کی۔ شیخ نے مولانا بدرالدین اسحاق کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے دست بیعت دے۔ مولانا نے بحکم شیخ اس کو بہت دست بیعت دیا۔ بعد چند روز کے بادشاہ وقت کے فرمان سے اس کو قید کیا گیا اور دیپالپور سے روانہ کیا۔ ملک شرف الدین نے اس باب میں عرضداشت مولانا بدرالدین اسحاق کی خدمت میں لکھی اور اپنے آدمی سے کہا جب اجودھن پہنچے تو خربوزہ کی فصل ہے اس کو خرید اور برابر عرضداشت کے خدمت میں مولانا بدرالدین اسحاق کے لے جا۔ جب آدمی نے عرضداشت خربوزہ کے ساتھ خدمت میں مولانا کے پیش کی۔ اس وقت ایک جماعت یاروں اور عزیزوں کی خدمت میں بیٹھی تھی قاضی صدرالدین اجودھن کا حاکم مولانا کی خادمی کرتا تھا۔ اس سے

فرمایا کہ صدرالدین یہ خربوزہ بانٹ۔ قاضی صدرالدین نے جب تقسیم کیا مولانا کی خدمت میں پہنچے۔ اور مولانا کا حصہ آگے رکھا۔ مولانا نے فرمایا کہ شرف الدین کبدر کا حصہ بھی میرے پاس رکھ جب حصہ رکھا مولانا نے اپنی دستار مبارک اتاری اور خربوزہ کے پاس رکھی اور فرمایا ہم خربوزہ نہیں کھائیں گے اور نہ دستار اوڑھیں گے جب تک کہ شرف الدین نہ آئے۔ جب وہ آئے گا اس کے ساتھ کھائیں گے یہ کہا اور مشائخ کی حکایت اور بزرگی کے مناقب میں حاضران مجلس کے ساتھ مشغول ہوئے۔

ایک ساعت گزری ہوگی کہ شرف الدین کبدر پہنچے۔ مولانا بدرالدین اسحاق نے اپنی دستار سر پر رکھی اور خربوزہ کھانے میں مشغول ہوئے۔ اس درمیان میں شرف الدین نے اپنے چھوٹنے کی حکایت مولانا سے کہنا شروع کی کہ میرے باب میں بادشاہ نے دوسری کیفیت ظاہر کی تھی جب بادشاہ کو جھوٹ تحقیق ہوا دوسرا فرمان بھیجا کہ اس کو چھوڑ دو اور جہاں تک آیا ہو لوٹا دو۔ میں بھروال پہنچا تھا کہ فرمان پہنچا مخدوم کی برکت سے بافرحت تمام خدمت میں حاضر ہوا۔

منقول ہے کہ شیخ العالم فریدالدین قدس سرہٗ کے حکم سے ایک بار لکڑیوں کے واسطے اجودھن کے جنگل میں جاتے تھے۔ جب نوبت مولانا بدرالدین کی پہنچی مولانا گئے اور دو لڑکے شیخ العالم کے مولانا کے ساتھ آئے۔ اثناء راہ میں مولانا سے کہتے تھے کہ ہمارے مریدوں اور یاروں کو ایسی کرامت نہیں ہے جیسے سید احمد کے مرید کو ہے۔ اس واسطے کہ ان کے مرید شیر پر سوار ہوتے ہیں اور سانپ کا کوڑا بنا لیتے ہیں۔ مولانا بدرالدین کہتے تھے کہ مخدوم زادیوں نہ کہنا چاہیے۔ شیخ شیوخ العالم بہت بزرگ ہیں۔ کوئی ان کی عظمت اور ان کے متعلقوں کی کرامت کو نہیں پہنچتا ہے۔ الغرض جب آگے پہنچے شیر جنگل سے نکلا۔ دونوں لڑکے شیخ العالم کے درخت پر چڑھ گئے۔ مولانا آگے ہوئے اور آستین مبارک اس شیر پر مارے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اے سگ تیری کیا مجال کہ میرے مخدوم زادوں کی نظر میں آئے۔ بعدہٗ پسران شیخ العالم نے کہا کہ ہم درخت سے اتریں اور انہوں نے کہا کہ جب تک یہ شیر ہمارے نیچے سے نہ جائے نہ آئیں گے۔ مولانا نے اس

شیر سے کہا کہ اے سگ جا۔ شیر نے سر زمین پر رکھا اور لوٹ گیا۔ لڑکے شیخ العالم کے درخت سے اترے اور اس سخن سے کہ کہتے تھے پشیمان ہوئے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا بدرالدین اسحاق کچھ لکھتے تھے۔ نماز کا وقت تنگ ہوا کسی نے کہا خواجہ صاحب نماز کا وقت تنگ ہوتا ہے۔ مجھ کو فرمایا کہ جا آفتاب نزدیک ہے کہ نیچے جائے میں اوپر گیا۔ میں نے کہا خواجہ آفتاب نزدیک ہے کہ نیچے جائے۔

مولانا نے فرمایا کہ آج ہم آفتاب سے کہتے ہیں کہ جب تک صفحہ تمام نہ پہنچے نیچے نہ جائے۔ جب صفحہ تمام ہوا خواجہ نے فرمایا کہ آفتاب کو دیکھ۔ جب ایک آدمی اوپر گیا۔ دیکھا کہ آفتاب برقرار ہے۔ خواجہ حکیم شافی مدح میں امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کے کہتا ہے۔

قوت زقوت نماز داشتہ چرخ راگشتن باز

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا بدرالدین اسحاق نے شیخ العالم کی ایسی خادمی کی کہ ہر تن مو سے ایسی خدمت کرتے تھے کہ اس مہم سے مستغرق اور مشغول حق ہوتے یہاں تک کہ خدمت میں شیخ شیوخ عالم کے بیٹھ کر مستغرق حق تعالیٰ ہوتے کہ آپ سے خبر نہ رہتی تھی۔ اور مولانا بہت بزرگ تھے اور صاحب نعمت۔ یہاں تک کہ ایک روز میں نے ان سے کہا کہ میں نیک بخت ہونے کی غرض سے اوّل شیخ الشیوخ عالم کو یاد کرتا ہوں پھر تم کو حضرت رب العزت میں شفیع لاتا ہوں۔ جواب فرمایا کہ میں ایک نعمت رکھتا تھا۔ مجھ سے سلب ہوئی ہے اس کی تعزیت میں ہوں۔ بعدہٗ سلطان المشائخ نے کہا۔ سبحان اللہ اس سے آگے کیا حد نعمت کی تھی۔ اس زمانہ میں وہ ایسے تھے کہ ایک روز شیخ شیوخ عالم نے مولانا بدرالدین اسحاق پر عتاب کیا۔ اس سبب سے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم نے مولانا بدرالدین کو آواز دی۔ وہیں مولانا نے غلبہ کار جوانی سے کہا شیخ العالم اس سے رنجیدہ ہوئے۔ شیخ کے نفس پر خیال گزرا کہ کام سرے سے شروع کر۔ اتفاق سے وہ نعمت مجھ سے جاتی رہی۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک بزرگ تھا شیخ العالم کے خلفاء سے ایک وقت

اس کے وقت پر میں حاضر تھا۔ شیخ العالم کی خدمت میں پہنچا اور اس بزرگ کی نقل کے حال سے خدمت میں شیخ العالم کے عرض کیا۔ شیخ العالم نے چشم پر آب کی اور فرمایا کہ نماز کیونکر تھی۔ میں نے کہا تین روز نماز فوت ہوئی۔ شیخ العالم نے کچھ نہ کہا۔ مولانا بدرالدین نے اس محل میں کہا کہ یہ اچھا نہ کیا۔ میں نے ماخوذ کہا شیخ نے کیوں نہ فرمایا۔ شاید مولانا بدرالدین اسحاق کسی دوسری حالت میں ہوں جب وقت نقل مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا۔ نماز صبح جماعت سے ادا کی اور اس کو پورا کیا۔ پوچھا کہ وقت اشراق ہوا۔ چاشت ادا کی اور سر سجدہ میں رکھا اور رحمت حق سے ملا پھر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے کہا کہ ان کی بات کیا پوچھتا ہے اور مدفن اس بزرگ کا بھی مسجد قدیم اجودھن میں ہے کہ بیشتر وہاں مشغول ہوتے۔

ذکر اولاد قطب الاقطاب مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

بی بی فاطمہ بنت قطب العالم سے ہے۔ آنحضرت کے دولڑکے خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ خواجہ محمد کے چار لڑکے تھے خواجہ مسعود اور خواجہ فخر الدین اور خواجہ جلال اور خواجہ داؤد اور چار لڑکیاں بھی تھیں۔ اور خواجہ مسعود کے دولڑکے کے خواجہ یحییٰ اور خواجہ عیسٰی اور خواجہ عیسٰی کے چار لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں اور یحییٰ کے تین لڑکے سید محمد اور سید ابراہیم اور سید سعید الدین اور چند لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکے تھے۔ خواجہ کمال الدین اور سراج الدین بہاؤالدین اور خواجہ فخر الدین۔ خواجہ محمد مذکور کے چار لڑکے تھے۔ خواجہ سیف الدین اور خواجہ برہان الدین اور خواجہ ابراہیم اور عضد الدین۔ اور ان ہر ایک کی اولد ہے اور خواجہ جلال الدین کے ایک لڑکا تھا۔ اور چند لڑکیاں اور خواجہ داؤد ابن سید محمد کی بھی اولاد ہے۔

دیگر اولاد مولانا مذکور کی شہروں متفرقہ میں ساکن ہے۔ مثل حضرت دہلی کے کہ وہاں سید ایوب اور سید منور اور سید عبدالرحمان ابن سید جلال ابن سید خواجہ ابن سید محمد ابن سید مبارک ابن سید حسین ابن سید علم الدین۔ ابن سید داؤد ابن سید محمد ابن مولانا مرقوم اور مولانا بدرالدین کی بہت اولاد ہے۔ بعض امروہہ اور نوگاؤں سید قاسم اور سید نور محمد اور

سید معظم اور سید عبدالرسول اور اولاد سید محمد بن سید شعیب بن سید امین بن سید بدھ بن سید غیاث الدین بن سید عضد الدین بن سید فخر الدین بن سید محمد بن مولانا بدر الدینؒ اسحاق مذکور اور سید محمد صادق اور سید فاضل محمد اور سید مراد بن سید محمد حسن بن سید کبیر بن سید یوسف بن سید ابراہیم بن سید بدھ بن سید محمد بن جلال الدین بن سید محمد بن مولانا بدرالدین اور سید یوسف اور سید محمد اور سید صادق اور سید باقر ابنائے سید حسن بن سید حیدر بن سید محمد بن سید حسین بن سید سلیم بن سید محمد بن سید جلال الدین مذکور دوسرے سید قاسم بن سید منجھو بن سید اسمٰعیل بن سید مہتہ بن سید فخر الدین بن سید برہان الدین بن محمد بن مولانا بدرالدین اسحاق اور سید سیف الدین صاحب سجادہ مولانا بدرالدین اسحاق کے بن سید حسین بن شیخ فتح اللہ بن شیخ یوسف بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سیف الدین بن شیخ فخر الدین بن سید محمد بن مولانا بدرالدین اسحاق قدس سرہ العزیز اور سید عبدالغفور بن سید ابراہیم بن سید حاجی بن سید برہان بن سید داؤد بن خواجہ ابراہیم بن خواجہ فخر الدین بن سید محمد بن مولانا بدرالدین اسحاق دوسرے جھالو میں نزدیک امروہہ کے سید صادق محمد بن سید شاہ محمد بن سید ابراہیم بن سید علاؤ الدین بن سید ملک بن سید صدر الدین بن سید عضد الدین مذکور۔ دوسرے سید کمال محمد اور سید صادق محمد اور سید حاجی محمد اور شاہ عارف اور سید عارف اور سید عالم اور سید شاہ محمد بن سید خواجہ خضر بن علاؤ الدین بن سید صدر الدین بن سید ملک بن سید عضد الدین بن سید خواجہ فخر الدین بن سید محمد بن مولانا بدرالدین اور شاہ عارف مذکور کو ایک اولیائے خدا سے اور شیخ نامدار تھے کہ ان کا مرقد آگرہ میں ہے۔

اور بعض فتح پور سیکری میں شیخ شجو صوفی تھے۔ ان کی اولاد دختری ہے اور مولانا مذکور نے اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ اے میرے بیٹو! جب تم حضرت قطب العالم کی زیارت اور عرس کو پاک پٹن میں آؤ دو ڈھائی روز سے زیادہ نہ رہو اگر رہو گے تو پیٹ میں درد ہو گا اور مر جاؤ گے۔ اب تک ویسا ہی ہے اس واسطے کہ ایک وقت حضرت قطب العالم نے اپنے خلفاء کو ولایتوں پر نصب کیا اور جا بجا بھیجے تھے۔ جب مولانا نذر کی نوبت پہنچی انہوں نے عرض کی کہ مجھ کو حضور کی خدمت کی سعادت کافی ہے جب تک زندہ ہوں جدا

نہ ہوں گا۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔

مولانا مذکور نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ ایک شہر میں مت رہو شاید ہماری اولاد اور قطب العالم کی اولاد میں مباحثہ ہو اور ناخوشی ظاہر آئے۔

دوسری بی بی شریفہ رحمۃ اللہ علیہا

حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی لڑکی جوانی میں بیوہ ہوئی تھیں کہ ان کی اولاد نہیں ہے۔

تیسری بی بی مستورہ رحمۃ اللہ علیہا

حضرت کی لڑکی کہ شیخ عمر صوفی کے عقد میں تھیں کہ ان سے ایک لڑکا نام عزیز الدین پیدا ہوا کہ اس کی اولاد ایک لڑکا شیخ محمد اور اس کا لڑکا شیخ نظام الدین اور ان کے لڑکے شیخ مودود شیخ قطب الدین شیخ شہاب الدین اور ان کی اولاد معلوم نہیں ہے کہ کہاں رہتی ہے۔ جو فرزندان اور دختران حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حال بتفصیل کتب سیر اور ملفوظات سے منقول ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ سوائے فرزندان مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی دوسرا کہے کہ میں نواسہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہوں جھوٹ ہے۔ دوسرے فرزندان قاضی ابو مسلم کہتے ہیں کہ ہم نواسہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جھوٹ ہے۔ اس واسطے کہ ذکر فرزندانِ دختری اور پسری آنحضرت کا تفصیل سے لکھا گیا۔ پس وہ کس حساب سے کہتے ہیں۔ ہاں بعد گزرنے بہت زمانہ کے آنحضرت کی اولاد نے قاضی ابو مسلم کی اولاد سے نسبت کی ان کو سعادت نواسگی کی ارزانی رکھی ہے۔ پس وہی فرزندانِ صاحب سعادت نواسہ فرزندان آنحضرت کے ہیں نہ آنحضرت کے اور یہ سب اولاد قاضی ابو مسلم کی علی العموم قاضی لڑکی بی بی ملکو بواسطہ تحصیل شرف نسبت کے گھر میں شیخ بدرالدین سلیمان پسر آنحضرت کی تھی اور زوجیت کی سعادت کو پہنچی تھی کہ اس سے بہت اولاد ہے۔

چنانچہ صدر میں لکھا گیا دوسری لڑکی نبیرہ قاضی ابو مسلم کی نکاح میں شیخ علاؤالدین ابن شیخ بدرالدین مذکور کے تھی کہ اس کے کوئی فرزند پیدا نہ ہوا اور منکوحہ کلاں سے کہ انہی

کی قوم سے تھیں بہت اولاد ہوئی چنانچہ لکھا گیا۔

فصل ۱۱

بیان اولاد شیخ نصر رحمۃ اللہ علیہ اللہ متبنہ کا

اس نے خدمت سے حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پرورش پائی تھی اور وہ ایک ساعت خدمت سے جدا نہ ہوتا تھا۔ آنحضرت اس پر بہت التفات فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک اولیاء خدا تعالیٰ سے ہوئے۔ اور خرقہ خلافت بھی آنحضرت سے پایا۔ اس کے چھ لڑکے تھے۔ خواجہ بایزید۔ خواجہ نعمت اللہ اور عبداللہ اور کریم الدین اور خواجہ ابراہیم اور عبدالرشید کہ ان کی اولاد پاک پٹن میں درگاہ کے خادم شیخ عبدالوہاب عرف بابو بن عبداللہ خادم بن خادم رجب بن خادم نصیرالدین وخادم اسمٰعیل وخادم الحق وشیخ محمد اولاد خادم سالار ابن خادم نصیرالدین مذکور کی۔ دوسری خادم گدائی ابن خادم رحمٰن ابن خادم نصیرالدین مزبور اور خادم کمال اور خادم مریف اور عبداللطیف اور خادم کبیر اولاد خادم عبدالعزیز کی عرف جنید بن خادم رحمٰن اور عبدالقادر اور خادم پیر محمد وغیرہ اور اولاد خادم محمود ابن رحمٰن مرقوم اور خادم علی ابن خادم حاجی عثمان ابن خادم آموں۔

دوسرے شیخ بڈھا اور عارف محمد اور ابن شیخ محمود ابن شیخ رحمت اللہ کہ وکیل حضرت شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور شیخ عبدالرشید ابن شیخ ابراہیم ابن شیخ فتح اللہ اور جان محمد اور خان محمد ولد شیخ ابوالفتح ابن شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ محمد ابن شیخ عبداللطیف ابن شیخ عزیز اللہ اور شیخ عبدالغفور ابن شیخ محمد ابن شیخ نعمت اللہ اور شیخ خلد ابن شیخ رزق اللہ ابن شیخ نظام اور امان اللہ ابن شیخ جیون ابن شیخ رحمٰن اور شیخ عبدالقادر ابن شیخ امام الدین ابن شیخ فریدالدین ابن شیخ سلیمان ابن شیخ ابراہیم اور حبیب اللہ ابن فرمانیہ ابن شیخ حسن اور شیخ عبدالواحد ابن شیخ الٰہ بخش اور شیخ خلیل ابن شیخ بھکاری ابن بخشو۔

دوسرے شیخ بہاؤالدین اور علاؤالدین بھی پٹن میں متوطن ہیں اور اولاد نصر اللہ کی بہت ہے جو دیکھا اور سنا لکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فصل ۱۲

بیان حسب اور نسب اور اولاد اور وفات
حضرت قطب العالم شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ

نقل ہے مولانا جمالی سے سیر العارفین میں مذکور ہے۔

آں شہنشاہ مملکت تجرید — حامی از خویش باقی از تفرید
رہبر داور خدا جویاں — از توکل براہ حق پویاں
راہ عرفاں خار وخس رفتہ — گوہر معرفت بجاں سفتہ
باطن از حق تمام نورشدہ — ظاہر از شرع پر سرور شدہ
پاک دین پاک ذات پاک خصال — گشتہ از جام حق مالا مال
کردہ روشن تمام روئے زمین — آفتاب جہاں نجیب الدین
چوں جمالے ازوصفا دریافت — متوکل براہ حق بشنافت

شیخ نجیب الدین متوکل شیخ عظیم القدر تھے۔ اپنے زمانے میں مثل نہ رکھتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ فریدالدین مسعود کے برادر حقیقی تھے۔ ارادت اور خلافت بھی انہیں سے رکھتے تھے۔ حضرت نے ان کو دہلی کی دارالخلافت کو روانہ کیا تھا کہ وہاں رہو۔ دروازہ نہدی کے آگے رہتے تھے اور نہایت استغراق اور مشغولی حق کے سوا کچھ نہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آج کون سا مہینہ اور کون دن ہے۔ یا غلہ کا شہر میں کیا نرخ ہے۔ اپنے اور غیر اور امیر اور فقیر ان کے آگے سب یکساں تھے۔

ایک روز شیخ نورالدین محمد غزنوی نے ان سے پوچھا کہ مخدوم حضرت شیخ فریدالدین کے تم بھائی ہو۔ جواب دیا کہ برادر صوری میں تو برادر معنوی کون ہوگا۔ پھر شیخ نورالدین نے پوچھا کہ شیخ نجیب الدین متوکل تم کو کہتے ہیں۔ جواب دیا کہ نجیب الدین میں ہوں متوکل کون ہوگا۔

نقل ہے کہ حضرت سلطان نظام الدین بدایونی سے ہم کو برکت ارادت سلطان

المشائخ فریدالدین نے ان کی صحبت کی بدولت منہ دکھلایا۔ چنانچہ ان کے ذکر میں مرقوم ہے اور حضرت شیخ نصیرالدین سے نقل ہے کہ ایک بار عید کا دن تھا خلائق نے تبرکاً ان کے ہاتھ چومے۔ ایک جماعت قلندروں کی خراسان سے مہمان ہوئی۔ دیکھا کہ خلق خدا کو عیدگاہ میں بہت توجہ ہے۔ انہوں نے باہم کہا کہ یہ شیخ بزرگ ہے ہم کو آج اس کا مہمان ہونا چاہئے۔ حضرت شیخ عیدگاہ سے اپنی جگہ پہنچے۔ وہ قلندر پیچھے سے پہنچے۔ اور عرض کی کہ حضرت شیخ آپ اس شہر میں عظیم القدر ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ آج آپ کے مہمان ہوں۔ حضرت شیخ نے فرمایا مرحبا اور خوش رہو۔ ان کو جماعت خانہ میں بٹھلا اور خود اندر گھر کو گئے۔ اور حرم سے کہا کہ آج قلندروں کی جماعت خراسان سے مہمان آئی ہے جو ماحضر ہو دریغ نہ کرنا۔ حرم نے عرض کی کہ تم صاحب خانہ ہو گھر کی عسرت تم کو معلوم ہے۔ دو روز ہوئے کہ کھانے کی بو ہمارے لڑکوں کے دماغ میں نہ پہنچی ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں اگر چادر یا سرپوش ہو تو بازار میں بھیجو کہ اس کو بیچ کر مہمانی کے واسطے ماحضر پہنچاؤ۔ حرم نیک بخت نے ایک سرپوش کہ اس پر بہت پیوند تھے اس لائق نہ تھا کہ کوئی اس کو دس درہم میں لے پیش کیا۔

حضرت شیخ نے جب ایسا دیکھا کوزہ پانی کا اور پیالہ اٹھایا اور قلندروں کی مجلس کے پایاں کھڑے ہوئے اور کہا درویشو معذور رکھو کہ ماحضر یہی ہے۔ درویش اہل دل تھے۔ اس پانی کو معظم اور تکرم سے لیا اور بوسہ دیا حضرت کے دست و پا پر۔ حضرت شیخ اندر حجرہ کے گئے اور مشغول ہوئے۔ اپنے دل سے کہتے تھے کہ ایسا روز عید گزری اور دو روز سے ہمارے بچوں کے حلق میں طعام تک نہیں پہنچا اور مسافر آویں اور نامراد جائیں۔ اسی خیال میں تھے کہ ایک مرد نیچے سے اوپر آیا اور کہتا ہوا آیا کہ اے نجیب الدین متوکل تیرا خیال کدھر ہے۔ شیخ نے دریافت کیا کہ یہ خواجہ خضر ہیں۔ اٹھے اور تعظیم کی اور بیٹھے اور حضرت سے کہا کیا ہے جو دل سے لڑائی کرتے ہو کہ ایسا روز عید آئے۔ اور ہمارے لڑکوں کے حلق میں کھانا نہ جائے۔ وہ روئے کھانا لاؤ۔ شیخ نے تبسم کیا اور کہا کہ خواجہ جانتے ہو کہ لڑائی دل سے یہی تھی کہ گھر میں موجود نہیں ہے۔ خواجہ نے کہا اٹھو نفس کو نگاہ رکھو۔ شیخ اٹھے

اور نیچے آئے۔

دیکھا کہ ایک خوان کھانے کا صحن خانہ میں رکھا ہے۔ لیا اور حرم کے پاس لے گئے اور کہا یہ کھانا کون لایا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک مرد آیا۔ میں اس سے چھپ گئی۔ وہ کھانا رکھ گیا۔ شیخ اس کھانے کے مبلغ دامن کر کے اوپر آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ خضر نہیں ہیں۔ بعدازاں کہا سچ ہے یہ سعادت جو میں نے پائی بے نوائی سے پائی۔ اور مناقب شیخ نجیب الدین کے سیر العارفین اور دیگر نسخوں میں بہت ہیں۔ یہ چند کلمہ جو لکھے اس واسطے کہ کتاب جمع ہو جائے۔ سبحان اللہ زہے عظمت اور کرامت شیخ نجیب الدین متوکل کی کہ لائق اس مقام کے ہر کوئی نہیں ہے۔

اسرار محبت راہر دل نبود قابل　　　　دُر نیست بہر دریا زرنیست بہر کانے

بیان اولاد شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ برادر حقیقی حضرت گنج شکر ابن شیخ سلیمان ابن شیخ شعیب فاروقی کا

وہ ایک اولیائے خدا سے اور مشائخ نامدار سے تھے۔ مرقد پاک ان کا دہلی میں ہے۔ آدمی مزار سے برکت حاصل کرتے ہیں اور شیخ نجیب الدین شیر سوار مشہور ہیں۔ ان کے لڑکے ہیں۔ شیخ اسماعیل اور شیخ احمد اور شیخ محمد اور شیخ اسماعیل کہ ان کی اولاد شہروں متفرقہ انبالہ کے قریب اور بعض سبیل میں شیخ نجیب الدین ابدال وغیرہ شیخ الہداد ہیں۔ بتاریخ ۹ ماہ رمضان المبارک وفات پائی۔ صاحب سجادہ شیخ وکلمہ رواں ہیں۔ باقی اولاد شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی بعض شہروں میں ہے۔

ذکر چراغیوں اور جاروب کشوں وغیرہ روضہ حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ کا

مجاوروں کے نام سید عبداللہ اور سید فتح محمد ولد سید اسماعیل ابن سید یمن بن سید سلیمان کہ حضرت شیخ ابراہیم بالا راجہ صاحب سجادہ حضرت گنج شکر کے وقت سے خدمت میں ہیں۔ دوسری باسم گدائی اور فیروز پسران کمال بن بابو بن بایزید کہ یہ سودرھی ذات

رکھتے ہیں اوران کے بزرگوں کو شیخ علاؤالدین موج دریا صاحب سجادہ نے مسلمان کیا تھا کہ اب تک ان کی اولاد خدمت میں ہے۔ اور چراغیاں درگاہ نسل سے سلطان شہاب الدین غوری کے ہیں۔ شیخ حسن اور شیخ حسین اور شیخ عبدالباقی پسران شیخ سیر محمد بن الٰہ بخش اور شیخ عبدالسلام بن الہدایا اور نتھا اور شیخ یوسف اور شیخ حسین ابنائے شیخ محمود ابن عین الدین اور شیخ فتح علی ابن شیخ عبدالرشید ابن پیرو کہ ان کے بزرگ بھی شیخ علاؤالدین موج دریا کی امت سے خدمت چراغیاں روضہ مقدسہ اور خدمت جامدار خانہ آنحضرت میں قیام کرتے ہیں اور جاروب کش درگاہ کے شیخ ضیاؤالدین اور حافظ بلال اور شیخ رجب پسران دتو بن کمال بن سعد اللہ بن شیخ احمد بن شیخ مصطفیٰ بن شیخ علی ابن شیخ رکن الدین وہدہدی کہ عہد میں شیخ علاؤالدین موج دریا کے کوتھوال سے بزرگ ان لوگوں کے آئے۔ وہ شیخ علاؤالدین کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اب تک خدمت میں ہیں۔ دوسرے بایزید اور عبدالرشید ابن کالو ابن کمال مسطور اور جمال اور حسین اور رجب اولاد الٰہ یار ابن نعمت اللہ ابن سدھو ابن سعد اللہ مرقوم کی بھی خدمت جاروب کشی کرتی ہے۔ دوسری مراثیان موروثی حجام جمال اور نہال کے لڑکے تمور بن نظام کے اور مادیان قتال میں اور اسمٰعیل اور حسین دالہ داد محاماں ولد یعقوب ابن الٰہ دیا اور عثمان ابن الٰہ دیا مذکور اور حضرت دہلی میں بنام موسیٰ حجام کے بیٹے آسامی مذکور کی نسل سے کھکھو حجام حضرت قطب العالم کے تھے اور آنحضرت کی نظر میں مقبول ہو گئے تھے تا کہ ظاہر ہو اور قوالاں درگاہ حضرت میر گدائی ابن میر الہ دیا ابن سلیمان ابن بدھن ابن بلبل ابن مبارک کہ وہ خدمت میں حضرت قطب العالم کے تھا اور منظور نظر تھا۔ اور میر دولت ابن الٰہ بخش ابن عبدالکریم ابن کمال ابن بلبل ابن کریم الدین مرقوم اور میر خان محمد ابن میر بلبن ابن عبدالکریم مسطور اور میر بلاول ابن میر حسین ابن میر لدہ ابن بدھن کہ اوپر مرقوم ہوا۔ اور میر سکندر ابن عبدالرشید ابن دتا ابن خلور ابن لکھا ابن کریم الدین مذکور اور میر تاجا ابن دتا ابن خلور بن لکھا مذکور ساکن ہیں۔ حضرت دہلی میں میر حسین اور ولی اور میر علی پسران جمال ابن متھن اور اسحاق ابن متھن مذکور ابن خلور ابن میر لکھا ابن کریم الدین مرقوم سونار میں گالو کہ صوبہ بنگال میں ہے۔

وہاں باسم شیخ علاؤالدین نبیرہ شیخ حسن ابن شیخ بدھن مسطور ساکن ہیں اور کسب قوالی چھوڑ اب لباس درویشی میں مشغول ہیں اور آدمیوں کو مرید کرتے ہیں اور دوسرے آبدار روضہ منورہ کے بنام مہر علی ابن خیرالدین راجپوت کہ قدیم الایام سے مسلمان ہیں اور زمانہ شیخ تاج الدین محمود سے آبدار خانہ کی خدمت میں قیام کرتے ہیں۔

جب بندہ کاتب الحروف زیارت کو حضرت قطب العالم کے پاک پٹن میں مشرف ہوا اور صاحب سجادہ کی قدم بوسی حاصل ہوئی۔ ان ناموں کو تحقیق کیا۔ اور ہر ایک کی حقیقت معلوم کی۔ اس کو قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب

باب ۳

بیان حسب اور نسب اور ازواج اور اولاد حضرت مخدوم شیخ زین العابدین چشتی بھدالوی قدس سرہٗ کا۔

(فصل ۱)

بیان حسب اور نسب اور ازواج اور تاریخ وفات حضرت قطب العالم سراج المحققین شیخ زین چشتی بھدالوی قدس سرہٗ

شیخ زین ابن شیخ رفیع الدین المعروف بہ شیخ خواجہ ابن شیخ داؤد ابن شیخ محمود ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن قطب العالم فریدالحق والدین حضرت گنج شکر قدس اللہ سرہٗ کا

ذکر حسب آنحضرت کا

جاننا چاہئے کہ ولادت آنحضرت کی بلدہ پاک پٹن میں ہوئی۔ ماں باپ ان کے بہت بزرگ اور عظیم القدر اور صاحب مقامات تھے۔ بعد حوالہ کرنے مکتب کے چند روز میں علوم ظاہری سے آراستہ ہوئے۔ بہت قابلیت اور استعداد رکھتے تھے۔ والد بزرگوار نے تربیت اور ارشاد وطریقت کیا اور تصفیہ اور تزکیہ باطن تلقین فرمایا۔ بڑے مجاہدات کھینچے تھے۔ اور کمال کو پہنچے اور پیر بزرگوار سے خرقہ خلافت کا لیا تھا جب آنجناب کے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا۔ آپ دہلی تشریف لائے اور اولیاء اللہ سے فیض پایا۔ اس وقت کا بادشاہ اپنی لڑکی آپ کے عقد میں لایا۔ بعد مدت کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپ کی زوجہ عفیفہ نے دارفناء سے رحلت فرمائی۔ حضرت حرمین شریفین کے طواف کو متوجہ ہوئے۔

جب واپس آئے تو بھدالی میں وطن کیا۔ قاضی ابو مسلم کی نسل سے ایک لڑکی تھی۔ اس سے نکاح ہوا اور شیخ تاج الدین پیدا ہوئے۔ جب اس نے بھی وفات پائی۔ دختر طغائی عقد میں لائے۔ اس کے چار لڑکے ہوئے۔ شیخ جہان شاہ صاجب سجادہ اور شیخ سلطان شاہ اور شیخ برہان الدین اور معزالدین چنانچہ تفصیل زوجات اور اولاد کی آئندہ

آئے گی اور اکثر آنحضرت واسطے زیارت ملک المشائخ خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ کی اجمیر جاتے تھے اور فیض پاتے تھے۔

نقل ہے کہ جب آپ نے اپنے مریدوں کی جماعت کے ساتھ دہلی سے طرف مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے سفر فرمایا۔ چند حج ادا کیے اور طواف حرم اور زیارت مرقد منورہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوئے۔ باشارہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مضمون سے کہ تیرا کام کمال کو پہنچا۔ اب ہمارے حکم سے واسطے ارشاد کے موضع بھدالی کہ محض کفرستان ہے۔ جا اور ان بےبیوں کو راہِ راست بتا۔ آپ وہاں سے زیارت کرتے ہوئے موضع مذکور میں آئے جس روز اترے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصائے مبارک سے نشان فرمایا کہ تیری قبر کی جگہ ہم نے یہ مقرر کی ہے۔ اس طرح کی ولایت تیرے سپرد کی اور قیامت تک یہ جگہ تیرا وطن ہوگا جب بیدار ہوئے وہاں خاص اثر فرحت اور شمیم راحت بخش پائی اور اس جگہ کو قبر کے واسطے مخصوص فرمایا۔ بعدازاں اس کفرستان میں اذان کہتے تھے اور واسطے رواجِ دین اسلام گلی گلی پھرتے تھے۔ اس غصہ سے وہاں کے سردار لکھن نامی نے اپنے آپ کو چھری سے ہلاک کیا اور دوزخ گیا اور آنحضرت کا کام ترقی پر ہوا اور بہت مرید شرف ارادت کو پہنچے اور اس وقت کا بادشاہ بھی شرف ارادت کو مستعد ہوا۔

کاتب الحروف نے اپنے پیر والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک روز خلیفہ وقت نے اپنے حسن اعتقاد سے ایک خوانِ موتیوں کا آنحضرت کے پیش کیا۔ جب نظر اس پر پڑی فرمایا کہ اس کو واپس لے جاؤ اور خلیفہ سے کہو کہ پیران طریقت اس کو دوست نہیں رکھتے۔ دنیا کی آلائش پر التفات نہیں کی۔ یہ بےقدر ہے اس کو اس کے طالبوں کو دے۔

نقل ہے کہ وقت حالت اور وجد کے اور سماع کے آپ کا لباس ہوا پر معلق رہتا تھا۔ جسم سے جدا ہو کر اور رقص کرتا تھا۔ جب آفاقہ ہوتا تھا لباس نیچے آتا تھا اور ملبوس آنحضرت کا ہوتا تھا جب آپ کی عمر ایک سو پینتالیس سال کو پہنچی۔ سجادہ اپنے لڑکے شیخ جہان شاہ کے سپرد کیا اور رحلت فرمائی۔ بعد گزرنے ایام کے جب شیخ تاج الدین محمود

صاحب سجادہ حضرت گنج شکر نے سرہند میں نزول اجلاس فرمایا تو بادشاہ حضرت گنج شکر کے زبان پر لائے کہ ہم اور نظام جدی بھائی ہیں۔ اور شیخ تاج الدین محمود ہمارے چچا ہیں اور حضرت والد بزرگوار شیخ مودود سے خطاب فرمایا کہ یوں اشارہ ہے کہ بعض آدمی ہمارے عرس کے موقع پر پاک پٹن نہیں آتے۔ شیخ زین کی اولاد سے۔ ہماری طرف سے یوں حکم کرو کہ وہ لڑکے موسم عرس میں ہمارا عرس بھدالی میں روضہ میں کرتے رہیں جو وہاں حاضر ہوگا گویا پٹن میں حاضر ہوا اور شیخ نظام نے اپنے شرف ارادت کے ساتھ اور آنحضرت کی خلافت کے ساتھ اور حضرت گنج شکر کی خلافت سے اور اجازت سے مرید کرنا اور شیخ تاج الدین محمود کو اپنی ارادت کی سعادت سے مشرف کیا۔ اور حضرت شیخ مودود کاتب الحروف کے والد پیر بزرگوار اس سے پہلے خلیفہ اور مرید حضرت کے تھے۔ بعدازاں توجہ ان تین مرید کی طرف کر کے اجازت دی کہ تم اور تمہاری اولاد اور جس کو اللہ توفیق دے عرس حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا کرتا رہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہے اور جان کہ مخدوم شیخ زین نے خرقہ خلافت کا اپنے والد سے پایا ہے۔ یعنی رفیع الدین قدس سرہٗ سے جو شیخ خواجہ ہیں اور انہوں نے بھی اپنے والد شیخ محمود سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ بدرالدین سلیمان سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ فریدالحق والشرع والدین حضرت گنج شکر قدس سرہٗ العزیز سے اور حضرت گنج شکر سے پہلے سلسلہ چشت اہل بہشت کا معروف اور مشہور ہے۔

ذکر اولاد اور ازواج آنحضرت کا

دو بی بیاں تھیں۔ اوّل مسماۃ بی بی سلطان خاتون بنت شیخ بہاؤالدین اور شیخ بہاؤالدین اور شیخ خیرالدین دو بھائی تھے۔ حقیقی کہ دونوں بھائی آنحضرت کی اولاد ہوتے ہیں۔ دوسری بی بی قضیانی کہ یہ مسلم قاضی کی اولاد سے ہیں۔ بی بی سلطان خاتون سے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ جہان شاہ کہ سجادہ نشین تھے اور سلطان شاہ اور برہان الدین اور معزالدین اور بی بی قضیانی سے صرف ایک لڑکا پیدا ہوا۔ شیخ تاج الدین اور ہر ایک کی اولاد کا ذکر آگے لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ذکر تاریخ وفات آنحضرت کا

آپ کی وفات بتاریخ ۹ ماہ ذی الحجہ بروز پنجشنبہ کو ہوئی۔ عمر آپ کی ایک سو پینتالیس برس کی تھی۔ نام حضرت مخدوم شیخ زین قدس سرہٗ کے اگر کوئی جس حاجت کو پڑھے اس کو حاجت بمنہ وکرمہ پوری ہو۔ وہ نام مبارک درج ذیل ہیں:-

الٰھی بحرمة مخدوم زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة مولانا شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة قطب الاقطاب شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة شیخ الاسلام زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة سلطان الفقراء شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة وارث علوم دین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة صاحب الولایات شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة عارف باللّٰہ شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة غوث الدھر شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة حاجی الحرمین الشریفین زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة جمال الدین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة کمال الدین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة نظام الدین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة طالب المولیٰ شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة فضل اللّٰہ شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة کرم اللّٰہ شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة ثانی گنج شکر زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة شیخ شیوخ العالم شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة بھدالوی شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ

الٰھی بحرمۃ محب الحق والشرع والدین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ العزیز: فقط

فصل ۲

بیان اولاد بندگی حضرت شیخ جہان شاہ بن مخدوم شیخ زین قدس سرہٗ

آپ پدر بزرگوار کے سجادہ نشین تھے اور ان کے پانچ لڑکے تھے۔ شیخ حسام الدین صاحب سجادہ، شیخ بدر الدین، شیخ محمد، شیخ علاؤالدین، شیخ مبارک اور شیخ حسام الدین صاحب سجادہ کے چار لڑکے تھے۔ شیخ جلال الدین دانشمند صاحب سجادہ شیخ ابوالخیر، شیخ عمر، شیخ علاؤالدین لاولد اور کاتب الحروف کے دادا ملک المشائخ والعلماء شیخ جلال الدین مذکور جب شرف سجادہ مخدوم شیخ زین سے مشرف ہوئے۔ زیادہ علم نماز اور روزہ اور ارکان اسلام سے نہ تھا۔ ایک بار مخدوم کے روضہ میں بیٹھے تھے۔ ایک مرد ایک کتاب ہاتھ میں لایا کہ اس کو پڑھو۔ فرمایا کہ میں خط کو نہیں پڑھ سکتا۔

اس مرد نے طعنہ مارا کہ اسی فضیلت سے مسند سجادہ پر بیٹھے ہو۔ شیخ جلال الدین نے اس کے منہ پر جواب نہ دیا اور اسی کے کہنے پر اندیشہ مند ہو کر متاثر ہوئے۔ ناگاہ آپ کی گزر چاہ پر ہوئی کہ سر اس کا رسیوں کی رگڑ سے گھس گیا تھا۔ ان کے دل میں گزرا کہ پتھر متاثر ہو جاتا ہے شاید زبان بھی علم پڑھنے سے کارگر ہو اس روز پھر ابجد شروع کی۔ بعد چند ایام کے قرآنِ حکیم ختم کیا۔ پھر علوم عربیہ کا درس کیا۔ یہاں تک کہ ایک بحث میں ایک ایسا عقدہ مشکل آ کر پڑا کہ کسی طرح نہ استاد سے حل ہوتا تھا اور نہ ان سے اسی فکر میں مخدوم کے تالاب پر سر مراقبہ میں...... گئے کہ یکایک خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے مرد کیا سوچتا ہے اور کیا بحث درپیش ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں بحث فلاں کتاب کی حل نہیں ہوتی۔ حضرت نے آب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور نظر سے غائب ہو گئے۔ اس وقت وہ مشکل اور تمام مشکلات ہر علم کی حل ہو گئیں۔ اور علم لدنی سے مستفیض ہوئے! آپ کے استاد اور تمام علماء سرہند نے واسطے تحقیق ان کو سند کیا۔ اس ضمن جب آپ کے برادر حقیقی شیخ ابوالخیر تحصیل علوم کو مادوں کی طرف گئے تھے۔ شیخ جلال الدین

مذکور نے ایک کتاب عربی زبان میں مشتمل فصاحت و بلاغت اپنے بھائی کو لکھ کر بھیجی۔ جب مراسلہ شیخ ابوالخیر کو پہنچا۔ اوّل انکار کیا کہ یہ خط میرے بھائی جلال الدین کا نہیں ہے۔ اس واسطے کہ ان کو میں نے بے علم چھوڑا ہے۔ حامل کتاب نے ماجرا عرض کیا کہ اب استاد اس شہر کے ان سے سبق لیتے ہیں۔ علم لدنی حاصل ہے۔ شیخ ابوالخیر نے اس کتاب کو بجنسہٖ اپنے استاد کے روبرو پیش کیا۔ استاد نے کہا کہ جس شخص کا بھائی ایسا فیض والا ہو۔ اس کو دوسرے کی کیا حاجت ہے؟

شیخ ابوالخیر وہاں سے آئے اور قدم بوسی سے مشرف ہوئے اور کسب علوم کیا۔ اور مرید اور خلیفہ ہوئے اور شیخ جلال الدین مشائخ نام دار اور محرم اسرار پروردگار اور کامل اور مکمل اور صاحب ولایت تھے۔ سات حج عالم سیر اور طیر میں ادا کیے۔ اور چالیس جن خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جب عمر آخر ہوئی سجادہ اپنے لڑکے شیخ عبداللہ کو عطا فرمایا اولاد شیخ جلال الدین مذکور کے تین لڑکے تھے۔ شیخ عبداللہ صاحب سجادہ شیخ بہاؤالدین شیخ احمد لاولد شیخ عبداللہ کے تین لڑکے تھے۔ عبدالجلیل سجادہ نشین شیخ فتح اللہ شیخ سعداللہ کہ ان دونوں کی اولاد نہ رہی اور شیخ عبدالجلیل کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ داؤد چشتی ابن شیخ ابوالفتح ابن شیخ موسیٰ قبول پوری ابن شیخ حسام الدین حاجی ابن شیخ نورالدین ابن شیخ فیروز شاہ ابن شیخ محمد عرف ممن ابن بدرالدین سلیمان ابن شیخ فرید گنج شکر کی تھی۔

مسماۃ بی بی بتی اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ محمد صاحب سجادہ اور شیخ نظام اور لڑکیاں بی بی گوہر خاتون اور بی بی خاں اور شیخ محمد صاحب سجادہ کہ کاتب الحروف کے دادا ہیں۔ بھدالی سے آکر بلدہ بدایوں میں متوطن ہوئے اور شیخ مشارٌالیہ اولیاء نام دار اور مشائخ کبار سے تھے۔ ریاضت اور مجاہدات میں مثل نہ رکھتے تھے۔ جب حاجی فتح اللہ ابن شیخ احمد چشتی بدایونی نے ارادہ بیت اللہ کا کیا۔ رخصت کے واسطے آنحضرت کے روبرو گئے۔ انہوں نے بعد فاتحہ کے فرمایا کہ جب مکہ پہنچو تو ہماری طرف سے حرم میں دوگانہ ادا کرو اور جب مدینہ معظمہ سے مشرف ہو۔ ہماری طرف سے فاتحہ پڑھو۔ جب حاجی مذکور حرمین شریفین پہنچے وعدہ فراموش کیا۔

ایک روز حاجی مذکور سے آنحضرت کی طواف کعبہ میں ملاقات باہم ہوئی جو پوچھنے کے قابل تھا بایکدگر مذکور ہوا۔ حاجی مذکور نے قرار دیا کہ جب خدائے تعالیٰ نے ان کو اس جگہ موجود کیا۔ بعد فراغ نماز بہتر کہ ان کو اپنے گھر لے جا کر مہمان کر۔ جب نماز سے فارغ ہوئے حاجی مذکور نے ہر چند تلاش کیا۔ دوسری ملاقات نہ ہوئی۔ یہ سفر باطنی کے مکان سے تھا۔ اس لئے جب حاجی مذکور لوٹے اس کاتب الحروف سے ملاقات کا اتفاق ہوا کہ کہ تمہاری جد کو بعافیت میں نے مکہ معظّمہ چھوڑا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ وہ ہرگز وطن سے نہیں ہلے ہیں۔ اس بات کے سننے سے بہت حیران ہوا۔ جب حاجی بدایوں گئے اور ملاقات سے مشرف ہوئے قصہ بیان کیا۔ اوّل آپ نے تجاہل کیا اور چھپایا کہ کسی دوسرے شخص کو دیکھا ہوگا کہ ہماری صورت کے مشابہ ہو۔ پھر فرمایا کہ یہ بات کسی سے ذکر نہ کیجو۔

ایک روز میرے بھائی شیخ عبدالنبی نے کہ ان کو حضرت دوست رکھتے تھے۔ وقت پا کر عرض کی کہ حضرت اس سفر مکہ کی کیا کیفیت تھی۔ جب بہت خوشامد کی فرمایا کہ بابا فقیر پر کبھی ایسا حال وارد ہوتا ہے کہ طے مکان حاصل ہو جاتا ہے۔ جب بندہ نظر میں حق سبحانہٗ کے منظور ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کو پہنچتا ہے اور درود پڑھنے کی طفیل سے یہ مرتبہ پایا ہے کہ ہر رات دن دس ہزار بار بے شمار بے ناغہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ آخر وقت تک کبھی یہ وظیفہ فوت نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جمعہ کو سفر مکہ معظّمہ کا آپ کو میسر تھا۔ یہ مقام محبوبیت کا ہے چنانچہ یہ مقام حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو بھی تھا۔

جب عمر آنحضرت کی ۹۶ برس کو پہنچی۔ روز وصال جمعہ کا تھا۔ کاتب الحروف کے والد کو یاد فرمایا اور کہا یہ دستار شیخ مودود کو پہنچاؤ۔ اس زمانہ میں شیخ مودود اجمیر تھے۔ بعد ازاں تجدید وضو کی اور نماز ظہر ادا کی اور سر سجدہ میں رکھا۔ بعد دیر کے سر سجدہ سے اٹھایا اور تسبیح میں مشغول ہوئے۔ اور اشھدُ ان لَّآ اِلٰـہ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَـہٗ وَ اَشھـدُ اَنَّ مُحمداً عَبْدُہٗ ورسُوْلُہٗ کہا اور رحلت فرمائی۔ تمام اکابر اور مشائخ شہر کے جمع ہوئے اور غسل دے کر کفن پہنایا۔ اور جنازہ میں رکھ کر نماز ادا کی اور ہر شخص نے تبرکاً

جنازہ اٹھایا۔ بیرون شہر جوار میں روضہ منورہ شیخ محمد بافندہ کے دفن کیا کہ وہیں کی وصیت تھی۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۰۲۴ ہجری تھی۔ بعض بھائی تسبیح اور دستار چرا کر لے گئے۔ آخرالامر آنحضرت نے میرے والد بزرگوار سے خواب میں فرمایا کہ تسبیح اور دستار جو ہم نے تجھ کو عطا کی تھی فلاں مقام میں ہے۔ بیداری میں وہیں پائی اور وہ اب تک موجود ہے۔

پندرہ نام حضرت کے لکھتا ہوں جس نیت سے پڑھے پوری ہو۔

شیخ محمد ۔ چشتی محمد ۔ تقی محمد ۔ عارف محمد ۔ شیخ المشائخ قطب الدهر محمد ۔ شیخ الاسلام محمد ۔ سُلطان محمد ۔ واصل محمد ۔ حجۃ الواصلین محمد ۔ جلال الدین محمد ۔ صدرالدین محمد ۔ برهان الدین محمد ۔ بدر الحق والشرع والدین محمد ۔ بهدالوی محمدقدس سرهٗ العزیز ۔

سبحان اللہ عجب مقامات ہیں اور شیخ محمد مذکور کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ علم الدین ابن شیخ داؤد کے تھی۔ بی بی جمال خاتون ان سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ شیخ تاج الدین محمود اور حضرت قبلہ گاہی پیردستگیر شیخ مودود صاحب سجادہ مخدوم شیخ زین اور دختر مذکور مسماۃ بی بی صدر اور اولاد شیخ محمد مذکور کی بدایوں میں بنام شیخ جمال اور شیخ عبداللہ اور شیخ اللہ داد اور شیخ کمال ساکن شیر پور میرچہ داخل صوبہ بنگال ہے اور لڑکیاں بی بی عائشہ اور بی بی زیبا اور بی بی بنی اور بی بی مریم اور بی بی عالم خاتون اور بی بی سلیم خاتون دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور بدایوں میں میرے والد بزرگوار شیخ مودود کہ ان کے نکاح میں اوّل دختر شیخ لشکری انصاری کی مسماۃ بی بی خان خواہرزادہ شیخ فیروز چشتی کی تھی کہ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ عبدالرسول اور شیخ عبدالنبی قدس سرہٗ۔

شیخ عبدالرسول کے گوالیار میں ایک لڑکا تھا۔ شیخ صفی محمد اور بدایوں میں شیخ اعبدالنبی کہ ان کے دو لڑکے غیاث الدین اور قاسم ہیں۔ جب مسماۃ بی بی خاتون نے انتقال فرمایا۔ پھر والد بزرگوار کے عقد میں لڑکی شیخ نظام الدین عادل چشتی کی آئیں۔ بی بی زہرہ ان سے چار لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ فرید اور بندہ کاتب الحروف علی

اصغراور شیخ علی اکبراور شیخ چشتی اور لڑکیاں بی بی فاطمہ اور رابعہ اور ایمنہ اور بی بی نور۔

اور بندہ کاتب الحروف فتح پور کہ بزرگانِ دین کی برکت سے اولاد رکھتا ہے اور چشتی موگہ میں کہ ان کی بھی اولاد ہے اور مسماۃ بی بی فاطمہ شیخ تاج الدین محمود بندہ کے حقیقی چچا زاد کے نکاح میں ہے ان سے بھی اولاد ہے اور شیخ فرید اور علی اکبر اور بی بی رابعہ اور بی بی ایمنہ اور بی بی نور مذکور عہد بچپن میں ہی رحمت حق سے ملیں۔

جب کاتب الحروف کی والدہ نے انتقال فرمایا پھر والد بزرگوار کے نکاح میں لڑکی شیخ فتح اللہ ابن شیخ محبوب چشتی کی آئیں کہ ان سے تین لڑکیوں کے سوا اور اولاد نہیں ہے۔

گیارہ نام حضرت والد پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ مودود محمد چشتی کے بندہ نے جمع کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

خواجہ مودود، شیخ مودود، حاجی مودود، شیخ الاسلام مودود، قطب مودود، عبداللہ مودود، قبول اللہ مودود، ولی اللہ مودود، پیر دستگیر مودود، چشتی مودود، خادم درویشاں مودود۔

جو کوئی باعتقاد پڑھے ہر مہم برآئے۔

اور شیخ تاج محمود ابن شیخ محمد مرقوم کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ معروف چشتی ساکن بندور کی ہے۔ بی بی جلال خاتون اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ داؤد اور شیخ حبیب اور شیخ تاج محمود کے ایک لڑکا ولی محمد اور دو لڑکیاں بھی دوسری زوجات سے ہیں۔ اور شیخ جمال ابن شیخ محمد مذکور کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں شیخ معین الدین اور شیخ حاجی محمد اور شیخ فتح الدین اور شیخ عبداللہ ابن شیخ محمد مسطور کے دو لڑکے شیخ عبدالقادر اور شیخ فاضل محمد اور ایک لڑکی بھی۔ اور شیخ الہ داد ابن شیخ محمد مرقوم کے دو لڑکے شیخ اسماعیل اور شیخ محمد دختر نظام الدین برادر حقیقی شیخ محمد ابن شیخ عبدالجلیل چشتی سے مسماۃ بی بی راجی اور شیخ کمال ابن شیخ محمد مزبور کے ایک لڑکا شیخ محبوب اور ایک لڑکی بھی بنگالہ میں حصہ شیر پور مبرچہ میں اور بی بی صدر اور بنت شیخ محمد مرقوم حقیقی چچا کاتب الحروف کے ہیں۔ وہ شیخ عزیز اللہ چشتی کے نکاح میں تھی۔ ان سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یعنی شیخ سلیمان اور شیخ عبدالرحمٰن اور بی بی عائشہ مذکورہ بنت شیخ محمد کی کہ وہ عقد میں شیخ حاجی احمد ابن شیخ لشکری

انصاری بھانجے شیخ فیروز چشتی کے تھے کہ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اور بی بی زیبا بنت شیخ محمد مذکور کی وہ عقد میں ملک العلماء قاضی شاہ کہ شیخ عبداللہ انصاری کے بھی ان سے ایک لڑکا دانیال اور ایک لڑکی اور بی بی بنی بنت شیخ محمد مسطور کہ وہ عقد میں شیخ زین العابدین ابن شیخ عبدالغنی چشتی کے تھی۔ اس سے ایک لڑکا شیخ حسام الدین اور ایک لڑکی بھی بی بی عالم خاتون بنت شیخ محمد مذکور شیخ فضل اللہ چشتی ساکن بندوری کے نکاح میں تھیں۔ اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اور بی بی سلیم خاتون بنت شیخ محمد مذکور کہ وہ عقد میں شیخ فرید چشتی بتی کے ہیں۔ ان سے ایک لڑکا شیخ فتح اللہ اور ایک لڑکی اور شیخ نظام الدین برادر حقیقی شیخ محمد ابن شیخ عبدالجلیل چشتی کہ بھدالی میں تھے اور ایک اولیاء اللہ سے تھے اور ہمیشہ ریاضت اور مجاہدات میں مصروف رہتے تھے۔ اور مرید اور خلیفہ شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنج شکر کے تھے۔ اکثر ان کی ملازمت میں آدمی حاضر ہوتے تھے۔ اکثر کسی کو آسیب ہوتا تو ان کی نظر سے دور ہوتا تھا۔ جب عمر ۹۶ برس کو پہنچی۔ ۳ ماہ رجب ۱۰۲۸ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ ان کا مرقد حضرت مخدوم شیخ زین العابدین کے پائیں ہے۔

ان کے نکاح میں لڑکی شیخ برہان ابن شیخ داؤد چشتی ساکن بندوری کی تھی۔ بی بی سرور خاتون نام ان سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک نکاح میں شیخ سراج الدین چشتی ساکن بندوری کے تھی کہ اس سے دو لڑکے شیخ جنید اور شیخ سدھاری ہوئے۔ دوسری لڑکی شیخ نظام کے نکاح میں شیخ امام الدین چشتی ساکن بندوری کے تھی۔ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ سلیمان اور تاج الدین۔ تیسری لڑکی شیخ نظام کی شیخ الہ داد بن شیخ محمد مذکور کے نکاح میں ہے۔ اس کی اولاد اوپر مرقوم ہوئی۔ چوتھی لڑکی شیخ نظام کی شیخ کمال الدین ابن شیخ حاکم چشتی کے نکاح میں ہے۔ اس سے اولاد باقی نہ رہی۔ اور شیخ جلال الدین اور بدر الدین اور صدر الدین اولاد شیخ نظام کی اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے۔

ذکر حسب اور نسب اور اولاد ملک العلماء شیخ ابوالخیر ابن شیخ حسام الدین ابن شیخ جہان شاہ ابن مخدوم شیخ زین قدس سرہ العزیز

آنحضرت واصلانِ حق سے تھے اور متقی اور واقف اسرار اور علم ظاہری اور باطنی میں کامل تھے۔ اور مرید اور خلیفہ اور شاگرا اپنے بھائی جلال الدین ابن شیخ حسام الدین کے تھے۔ نقل ہے کہ جب سکندر لودھی بادشاہ دہلی حضرت مخدوم شیخ زین چشتی کی زیارت کو آیا۔ اس وقت ابوالخیر مذکور حیات تھے۔ سلطان نے ان سے کہا کہ یہاں سب لوگ ہماری ملاقات کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سات سو مرد فاضل اور عالم اور حافظ اور مشائخ حضرت مخدوم کے یعنی شیخ زین وغیرہ حاصل ہوئے۔ ان سب میں بزرگ شیخ ابوالخیر تھے۔ جب نماز کا وقت آیا سلطان نے آپ کو پیش امام کیا۔ بعد افتتاح نماز اوّل رکعت میں آپ کو طہارت آزار کے شبہ عارض ہوا۔ تحریمہ توڑ کر آزار اتار کرتہ بند دوسرا باندھ کر اقامت شروع کی اور نماز ادا کی۔

سلطان شکرانہ حق سبحانہ کا بجالایا کہ الحمد للہ المنتہ کہ ہماری بادشاہت میں ایسے مرد خانوادہ حق پرست ہیں کہ شرع کے آگے مثل میری مخلوق کے رعایت نہ کی۔ اے برادر عجب حق پرستی اور خداشناسی ہے کہ ہرگز دوسری راہ نہیں رہتی۔ شیخ ابوالخیر بھی وقت کے ولی تھی۔

نقل ہے شیخ جلال الدین ابن شیخ کمال چشتی سے کہ اس عفیفہ روزگار کو ایک بار شب قدر حاصل ہوئی۔ فوراً ہاتھ درگاہ حق سبحانہ میں اٹھایا اور مناجات کی کہ اے قادرا پروردگارا! ہم کو اپنی درگاہ سبحان وسلطان میں قبول کر۔ الحمد للہ کہ ظہور ہوا کہ اولاد پسری اور دختری درجہ کونین کو پہنچی۔

ذکر اولاد ابوالخیر کا

ان کے پانچ لڑکے تھے۔ شیخ معروف صاحب سجادہ اور شیخ عبدالعبد اور شیخ منور شیخ عبدالواحد شیخ عبدالعلیم کہ یہ دونوں اولاد نہ رکھتے تھے۔ اور شیخ معروف مذکور کہ ان کی اولاد قصبہ مو میں شیخ ابن شیخ معروف ہیں۔ شیخ کمال کے نکاح میں لڑکی شیخ چشتی کی تھی کہ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا شیخ مودود کہ ان کے تین لڑکے شیخ فتح اللہ شیخ مبارک شیخ نصراللہ جب عفیفہ نے انتقال کیا پھر نکاح میں شیخ کمال کی لڑکی شیخ ولی ابن شیخ یوسف چشتی مرقوم

کے رہی۔ اس سے چار لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ شیخ جلال صاحب سجادہ۔ حضرت شیخ حسین اور شیخ معین الدین اور نصیر الدین اور شیخ جلال کہ ان کے نکاح میں شیخ حبیب اللہ ابن شیخ مسطور کی لڑکی تھی۔ اس سے ایک لڑکا حبشی خاں اور ایک لڑکی اولاد رہی۔ اور شیخ ابوالفیض اور شیخ عبدالعزیز اور شیخ مرتضیٰ اور شیخ عبداللہ اور شیخ سعداللہ اور تین لڑکیاں اولاد شیخ جلال مذکور کی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ حسن ابن کمال کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ محمد ابن شیخ یوسف کی ہے۔ اس سے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں شیخ علی اکبر اور شیخ علی اصغر اور شیخ اعظم اور شیخ فیروز اور شیخ معظم۔ دوسرے شیخ معین ابن شیخ کمال مسطور کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ محمد مرقوم کی ہے۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکا شیخ فضل محمد ہے اور شیخ نصیر الدین ابن شیخ کمال مرقوم کہ ان کے نکاح میں لڑکی غفران پناہ شیخ ابراہیم ابن شیخ موسیٰ ابن بہاؤ الدین چشتی کے تھی۔ اس سے ایک لڑکا ہے۔ شیخ بدر الدین اور تین لڑکیاں۔ شیخ عماد ابن شیخ معروف مسطور کہ یہ شیخ کامل اور صاحب ریاضت تھے اور مرید خواجہ خانوں چشتی گوالیری کے ہیں۔ اور خرقہ خلافت کا مخدوم شیخ الاسلام شیخ سلیم چشتی ہی سے پایا ہے اور ہمراہ حضرت کے حج ادا کیے۔ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ بتاریخ ۴ ماہ شعبان مکہ مکرمہ میں رحمت حق سے ملے۔ وہیں مدفون ہیں۔

دوسرے شیخ کے دو پسر شیخ شاہ محمد اور مصطفیٰ شہید اور دختر شیخ عبدالکریم سرہندی سے تھے۔ اور شاہ محمد کے دو لڑکے ابوالمعالی اور معین الدین اور ابوالمعالی کی اولاد ہے اور معین الدین کی اولاد نہیں رہی۔ اور شیخ مصطفیٰ مذکور ایک لڑکا باسم اسمٰعیل دوسرے شیخ عبدالوہاب ابن شیخ روح اللہ ابن شیخ معروف مرقوم کہ ان کے عقد میں شیخ اولیاء ابن شیخ یوسف چشتی کی لڑکی تھی۔ اس سے دختری اولاد ہے اور شیخ حبیب اللہ ابن شیخ معروف مرقوم کی دختری ہے کہ بالا مرقوم ہے اور شیخ معروف مذکور کی ایک لڑکی ہی تھی کہ وہ نکاح میں شیخ عبدالرحیم چشتی کے تھی کہ اس سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ لڑکے شیخ حاجی خواجہ احمد اور شیخ فرید اور شیخ عبدالحمید اور وہ لڑکی نکاح میں شیخ جلیل چشتی گوالیری کے ہے اور شیخ عبدالعبد ابن شیخ ابوالخیر مرقوم کے دو پسر شیخ عادل اور عبدالمومن اور شیخ عادل کے

نکاح میں لڑکی شیخ یعقوب ابن شیخ عطاء اللہ ابن شیخ برہان الدین مخدوم شیخ زین کے تھے۔ بی بی نہالو کہ اس سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ یعنی شیخ قطب الدین کہ ان کے نکاح میں شیخ ابا بکر چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی فاطمہ حقیقی ہمشیرہ شیخ مکن سرہندی کی کہ اس سے ایک لڑکا شیخ کمال اور ایک لڑکی اور شیخ کمال کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ حاجی خواجہ احمد ابن شیخ عبدالرحیم چشتی کی تھی کہ اس سے فتح پور میں ایک لڑکا شیخ ولی محمد کے اس کے عقد میں لڑکی شیخ قاسم الملقب نواب محتشم خاں ابن شیخ بدرالدین ابن حضرت شیخ الاسلام چشتی کے تھی۔ اس سے ایک لڑکا شیخ اولیاء اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور شیخ بایزید پسر شیخ ولی محمد مذکور دوسری زوجہ سے ہے اور فتح پور میں فیروز ابن شیخ عادل مذکور کہ اس کے نکاح میں لڑکی شیخ الاسلام کی تھی۔ بی بی فاطمہ اس سے دو لڑکے شیخ آدم اور غیاث الدین کہ ملقب غیاث خاں اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بی بی انو کہ شیخ انبیاء ابن شیخ اولیا چشتی کے عقد میں ہیں اور اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یعنی شیخ ولدیر اور شیخ آردشیر۔

دوسری بی بی حوا بنت شیخ فیروز کو وہ نکاح میں شیخ معصوم ابن شیخ زین ابن شیخ اولیاء مذکور کے تھی۔ اس سے ایک لڑکی ہے اور شیخ آدم اور غیاث الدین کی اولاد نہ رہی۔ اور شیخ جمال ابن شیخ فیروز دوسری زوجہ سے ہے کہ اس کے نکاح میں لڑکی شیخ فتح اللہ ابن شیخ محبوب چشتی کی ہے۔ اس سے ایک لڑکی ہے اور شیخ نظام ابن شیخ عادل گوالیر میں تھے۔ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ شیخو انصاری کی تھی کہ وہ اولاد اعظم شیخ الاسلام شیخ عبداللہ انصاری کی ہے۔ اور وہ لڑکی بی بی قافیہ نانی کاتب الحروف کی ہے کہ اس سے ایک لڑکا شیخ عبداللہ اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں اور شیخ عبداللہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ محمد ابن شیخ یوسف چشتی کی ہے کہ اس سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یعنی محی الدین اور شیخ صنعان اور شیخ معروف۔ دوسرے ان میں سے تین لڑکیاں۔ شیخ نظام اور دو لڑکیوں کی اولاد بہت ہے۔

مسماۃ بی بی ظہرا والدہ بزرگوار کاتب الحروف کی اور بی بی رقیہ تیسری لڑکی شیخ نظام کی بی بی وسارا کی اولاد نہیں ہے اور شیخ عمدو اور شیخ زکریا اولاد شیخ نظام مذکور کی اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور نیز شیخ زین ابن شیخ عادل مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ پیر ساکن موکی

لڑکی تھی جب انہوں نے وفات پائی تو پھر شیخ زین کے نکاح میں شیخ مان ساکن بدایوں کی لڑکی آئی لیکن زین سے اولاد نہ رہی۔ دوسرے شیخ حسین ابن شیخ عادل مرقوم کو کہ ان کے نکاح میں قاضی ابوالفتح کی لڑکی تھی۔ یہ حضرت شیخ الاسلام شیخ سلیم چشتی کے بھانجے تھے۔ مسمات بی بی زیبا سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یعنی شیخ بہاؤالدین اور شیخ فیضو اور شیخ رکن الدین اور لڑکیاں شیخ عادل مذکور کی بی بی فیروز خاتون اور بی بی دریا ہیں۔ بی بی فیروز خاتون نکاح میں شیخ معزالدین ساکن مسکن کے تھی کہ ان سے دو لڑکے اور چند لڑکیاں شیخ کرم اور شیخ محمد اور مسماۃ بی بی بہو اور بی بی بختو وغیرہ ہیں۔

بی بی بہو نکاح میں شیخ نظام ابن شیخ نصیر الدین چشتی شہید کے ہے۔ اس سے ایک لڑکا احمد تھا کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔ اور ایک لڑکی مسمات بی بی دیبا کہ وہ نکاح میں شیخ رکن الدین ابن شیخ حسین ابن شیخ عادل مذکور کے ہے۔ اس کی اولاد نہیں ہے۔ اور بی بی دریا خاتون شیخ لشکری انصاری کے نکاح میں تھیں کہ وہ اولاد اعظم شیخ عبداللہ انصاری سے ہیں۔ اس عفیفہ سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں یعنی شیخ حاجی محمد اور شیخ عیسیٰ اور موسیٰ کہ ان کی اولاد ہے اور شیخ عبدالمومن ابن شیخ عبدالواحد ان کے نکاح میں شیخ معروف کی لڑکی تھی کہ اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ یعنی شیخ شجن کہ ان کے ایک لڑکا پیرو مو میں ہے۔ اور وہ لڑکی پیدا ہوئے۔ یعنی شیخ شجن کہ ان کے ایک لڑکا پیرو مو میں ہے اور وہ لڑکی مذکور شیخ احمد چشتی بدایونی کے نکاح میں ہے کہ نسل سے شیخ سعد حاجی چچازادہ حضرت گنج شکر کے ہیں۔ اس سے دو لڑکے فتح اللہ حاجی اور معین الدین دو لڑکیاں ہیں اور گوالیر میں اولاد شیخ منور ابن شیخ ابوالخیر مرقوم کی بھی ہے۔ یعنی خلیل ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ منور کہ ان کے عقد میں بی بی رابعہ حضرت شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ اس سے اولاد نہ رہی۔ جب وفات پائی تو شیخ خلیل کے نکاح میں عبدالرحیم چشتی کی لڑکی آئی کہ اس سے ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ مہتہ کہ ان کے نکاح میں شیخ عبدالمجید کی لڑکی تھی۔ دوسرے شیخ عبدالعلیم ابن شیخ ابوالخیر کہ ان کے نکاح میں شیخ یوسف چشتی کی بہن تھی۔ شیخ اولیاء کی حقیقی پھوپھی اس نے اولاد نہ چھوڑی اور شیخ

عبدالواحد ابن شیخ ابوالخیر مسطور کی بھی اولاد نہیں ہے اور شیخ عمر ابن شیخ حسام الدین ابن شیخ جہان شاہ ابن حضرت شیخ زین قدس سرہٗ کہ ان کی اولاد سنبھرانو میں باسم شیخ عبدالشکور متولی بلدہ مذکور ہے اور شیخ سلیمان ابنائے شیخ منصور ابن شیخ نور ابن شیخ جلال الدین ابن شیخ عمر مرقوم۔

ذکر اولاد شیخ بدرالدین ابن جہان شاہ مرقوم کا

ان کی اولاد قصبہ ہمو میں شیخ عبدالرحیم بن عبدالغفور بن شیخ الٰہ داد بن شیخ بدرالدین مذکور تھی کہ ان کے عقد میں شیخ معروف ابن شیخ ابوالخیر مرقوم کی لڑکی تھی۔ اس سے تین لڑکے شیخ حاجی خواجہ احمد کہ ان کی نسبت گھر شیخ اولیاء چشتی کے تھی۔ اس سے ایک لڑکا شیخ تاج محمود اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں اور شیخ تاج محمود کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ بایزید بن شیخ اولیاء چشتی کی ہے۔ مسماۃ بی بی عائشہ جو نواسی حضرت سلیم چشتی کی ہوتی ہیں ان سے دو لڑکے شیخ اعظم اور شیخ سلطان ہوئے اور لڑکی بھی اور شیخ فرید کہ ان کی نسبت شیخ محمد چشتی ساکن موکی ہوئی تھی۔ اس سے چار لڑکے شیخ کبیر اور شیخ مسعود اور شیخ ابوزید اور شیخ سلطان اور دو لڑکیاں ہوئیں اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے اور شیخ عبدالحمید کہ ان کی نسبت شیخ لشکری انصاری کے ہوئی تھی۔ بی بی عائشہ، اس سے پانچ لڑکے شیخ ابراہیم اور شیخ عبداللہ اور شیخ برہان اور شیخ رحمٰن اور شیخ عثمان کہ ان کی اولاد ہے اور دو لڑکیاں دوسرے سعداللہ پسر شیخ عبدالحمید دوسری زوجہ سے ہیں اور ایک لڑکی شیخ عبدالرحیم مرقوم کی کہ شیخ خلیل چشتی گوالیری کے عقد میں ہے۔ اس کی اولاد کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور تینوں لڑکوں شیخ عبدالرحیم کے بہت اولاد ہے اور گوالیر میں شیخ میر علی اور شیخ بایزید اور شیخ موذود اور شیخ عبدالواحد اور شیخ تاج محمود اولاد شیخ جمال کی اور شیخ عبدالواحد کہ ان کی نسبت شیخ خلیل چشتی مرقوم کے ہوئی تھی۔ قصبہ مو میں شیخ ولی اور شیخ عبدالرسول اور شیخ انبیاء ابن شیخ ابراہیم اور شیخ غیاث الدین ابن شیخ جنید ابن شیخ عبدالکریم بن عبدالغفور بن شیخ الٰہ داد کے نکاح میں لڑکی شیخ علی ابن شیخ زین کی ہے۔ اور بھدالی میں شیخ نظام اور شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ جیا بن شیخ عبدالسلام ابن شیخ الٰہ داد ابن شیخ بدرالدین مرقوم کی ہے۔

ذکر اولاد شیخ محمد ابن شیخ جہان شاہ رحمۃ اللہ علیہ مسطور کا

ان کی اولاد بھدالی میں شیخ عبدالکریم ابن شیخ سعد اللہ کہ ان کی نسبت شیخ تاج کاتب الحروف کے حقیقی چچا کے ہوئی تھی۔ اور قصبہ مو میں شیخ الہ دین اور شیخ یٰسین اولاد شیخ سعد اللہ مذکور کی مراد محمد اور شیخ کمال اولاد شیخ حبیب اللہ بن شیخ فضل اللہ مذکور کی اور نیز قصبہ بھدالی میں شیخ محمد ابن شیخ فضل اللہ مذکور کہ ان کی اولاد قصبہ مو میں بنام شیخ جمال وغیرہ مذکور کی ہے۔ اور شیخ مبارک ابن شیخ جہان شاہ مذکور کی اولاد بدایوں میں شیخ عبدالکریم وغیرہ ہیں۔

فصل ۳

بیان اولاد شیخ سلطان شاہ ابن حضرت شیخ زین رحمۃ اللہ علیہ مرقوم کا

ان کے دو لڑکے سونپرس اور شیخ سعد اللہ اور شیخ فرید کہ ان کا مرقد بدایوں میں اولاد بھی وہیں ہے۔ باسم شیخ خضر ابن حضرت نصر اللہ ابن شیخ فرید سونپرس مشہور ہیں۔ ان کے نکاح میں شیخ یوسف چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی سمو کہ اس سے چار لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یعنی شیخ سلطان اور شیخ برہان اور شیخ مان اور شیخ سلیم اور لڑکی بی بی بختو اور شیخ سلطان کے سات لڑکے اور چند لڑکیاں۔ بنام شیخ بایزید اور شیخ جنید اور شیخ اسحاق اور شیخ فتح اللہ اور شیخ احمد اور شیخ طٰہٰ اور شیخ ہاہا۔

دوسرے شیخ شاہ علی اور شیخ عبدالہادی اور شیخ عثمان اولاد شیخ برہان کہ خضر کے لڑکے ہیں اور شیخ نصر اللہ اور شیخ ولی اولاد شیخ مان ابن شیخ خضر مذکور کی اور مان کی چند لڑکیاں بھی ہیں۔ ان میں سے ایک عقد میں شیخ زین ابن شیخ عادل چشتی کے ہے کہ اس نے اولاد نہ چھوڑی۔ اور شیخ سلیم ابن شیخ خضر مسطور کہ ان کی اولاد دختری ہے اور شیخ جنید ابن شیخ سلطان مرقوم کہ ان کے عقد میں شیخ مان کی لڑکی تھی کہ اس سے لڑکے پیدا ہوئے دوسرے شیخ کبیر ابن شیخ جنید دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور فتح پور میں شیخ عبدالرسول اور مرتضٰی اور شیخ مصطفٰی اور شیخ بدھا اور شیخ صدر جہان میں شیخ شبلی بن شیخ نصر اللہ مرقوم کی ہے۔

شیخ چاند کی لڑکی سے کہ قاضی ابومسلم کی نسل سے ہے اور شیخ عبدالرسول مرقوم کے عقد میں شیخ محمد چشتی ساکن موی کی لڑکی ہے اور شیخ مصطفیٰ کے عقد میں نواب محتشم خاں کی لڑکی تھی اور فتح پور وغیرہ میں بھی اولاد شیخ یوسف ابن شیخ عبدالمالک ابن شیخ فرید سوپر س مسطور کی ہے اور شیخ یوسف مرقوم کے عقد میں شیخ ابوالخیر مرقوم بن شیخ حسام الدین ابن شیخ جہان شاہ ابن مخدوم شیخ زین چشتی قدس سرہٗ کی لڑکی تھی مسمات بی بی اللہ وتی کہ ان سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ چنانچہ باسم شیخ ولی اور شیخ اولیاء اور شیخ محمد مشہور ہیں اور شیخ ولی کے عقد میں شیخ اسماعیل ابن شیخ عطاء اللہ بھدالوی کی لڑکی تھی کہ اس سے ایک قاضی شیخ فرید ہوا کہ اس کے لڑکے قصبہ مو میں قاضی عبدالنبی منصب قضا پر مشہور ہیں اور شیخ مصطفیٰ اور غوث عالم اور شاہ عالم اور قاضی عبدالنبی مذکور کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں یعنی شیخ ولی اور شیخ یوسف ہیں اور شیخ اولیاء کہ ان کے نکاح میں شیخ عبدالکریم سرہندی کی لڑکی تھی اس سے چھ لڑکے اور چند لڑکیاں تھیں۔

چنانچہ شیخ زین اور شیخ جنید اور شیخ بازید اور نواب شجاعت خان اور شیخ انبیاء اور شیخ عبدالرسول فتح پور میں شیخ مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ الاسلام چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی سائرہ جب اس نے وفات پائی پھر زین کے نکاح میں دوسری لڑکی بی بی عائشہ حضرت شیخ الاسلام کی ہوئی کہ ان سے دو لڑکے شیخ معصوم اور شیخ علی ہیں اور شیخ معصوم کہ ان کے عقد میں شیخ فیروز کی لڑکی بی بی ہوا تھیں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور شیخ ابراہیم ابن شیخ معصوم دوسری زوجہ سے ہیں۔

اور شیخ علی کہ ان کے نکاح میں شیخ جنید کی لڑکی ہے کہ اس سے دو لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یعنی شیخ اولیاء اسمٰعیل اور شیخ اولیاء کے ایک لڑکا شیخ محمد اور شیخ یحیٰ اور شیخ عیسیٰ اور شیخ ادریس اور شیخ یوسف اولاد شیخ زین مسطور کی چند لڑکیاں بھی دوسری زوجہ سے ہیں اور شیخ جنید کہ ان کے نکاح میں شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ بی بی عائشہ خورد کہ اس عفیفہ سے چند لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں نے بچپن میں وفات پائی ان سے اولاد نہیں ہے اور دختران مذکورہ اولاد رکھتی ہیں۔ دوسرے شیخ فرید اور شیخ ابراہیم اور شیخ

عبدالسلام اور شیخ اسحاق اولاد شیخ جنید کی دوسری زوجہ سے ہیں۔

اور نواب شجاعت خاں مرقوم کہ ان کے نکاح میں شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ بی بی زیبا اس کی اولاد نہ رہی اور شیخ قطب اور شیخ قاسم اور شیخ محمود اولاد نواب مذکور کی اور چند لڑکیاں دوسری زوجہ سے ہیں اور شیخ بایزید مرقوم کہ ان کے نکاح میں شیخ الاسلام چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی رقیہ۔ اس سے چند لڑکیاں اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ شیخ محمود عرف مودا اور شیخ مودا کے دو لڑکے شیخ معروف اور شیخ احمد اور دو لڑکیاں اور شیخ انبیاء مسطور کہ ان کے نکاح میں شیخ فیروز چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی اتو اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں وجود میں آئیں۔

شیخ عبدالمومن عرف شیخ ولدیرا اور شیخ آردشیر اور شیخ عبدالمومن کہ ان کے نکاح میں شیخ معصوم کی لڑکی ہے۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور شیخ نور اور شیخ اسمٰعیل اور شیخ ابراہیم اور شیخ سلیمان اولاد شیخ عبدالمومن کی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ آردشیر کہ ان کے نکاح میں شیخ اشرف ہانسوی کی لڑکی ہے۔ اس سے ایک لڑکا شیخ احمد اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور دوسرے پسران اور دختران شیخ آردشیر کی دوسری زوجہ سے ہے۔

اور شیخ اسماعیل ابن شیخ انبیاء مذکور کہ دوسری بی بی سے ہیں اور قصبہ مو میں شیخ عبدالرسول مرقوم کہ ان کے نکاح میں شیخ کمال چشتی کی لڑکی تھی۔ اس سے ایک لڑکا شیخ عارف محمد اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں جب وفات پائی پھر شیخ عبدالرسول کے نکاح میں شیخ حسن ابن کمال مذکور کی لڑکی ہوئی کہ اس سے ایک لڑکا سلطان شیخ اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جب اس مستورہ نے وفات پائی پھر شیخ عبدالرسول کے نکاح میں شیخ نصیر الدین ابن شیخ کمال کی لڑکی ہوئی کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔

دوسرے شیخ صادق ابن اولیاء مسطور اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے اور شیخ محمد ابن شیخ یوسف مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ عبدالغنی دانشمند کی لڑکی تھی۔ اس سے دو لڑکیاں اور سات لڑکے ہیں اور شیخ اسمٰعیل اور شیخ ابراہیم کہ ان کے نکاح میں شیخ اولیاء کی لڑکی ہے بی بی عطا۔ اس سے سات لڑکیاں ہیں اور شیخ اسمٰعیل کہ ان کے نکاح میں شیخ جنید کی لڑکی ہے۔ اس سے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں یعنی شیخ موسیٰ اور شیخ ولی اور

شیخ خضر اور شیخ بدرالدین اور شیخ مودا اور شیخ یوسف کہ ناولد ہے۔

اور شیخ عیسیٰ اور شیخ ابراہیم ابن شیخ موسیٰ مذکور دوسرے شیخ داؤد اور شیخ یعقوب اور شیخ یٰسین اور شیخ احمد اور شیخ یوسف اور شیخ عبداللہ اور شیخ محمد مسطور کی اور تین لڑکیاں دوسری زوجہ سے ہیں اور شیخ برہان اور شیخ اسحاق اور شیخ عمر پسران شیخ پیر۔ اور شیخ برہان کہ ان کے عقد میں شیخ قطب ابن شیخ عادل چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی بختوں کہ اس سے اولاد نہیں ہے اور شیخ اسحاق کہ ان کے نکاح میں شیخ نظام کی لڑکی بی بی رقیہ کاتب الحروف کی خالہ تھی۔ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے یہ اسحاق شیخ عادل کے لڑکے ہیں اور شیخ عمر مذکور ان کے نکاح میں شیخ اولیاء مرقوم کی لڑکی ہے۔ اس سے دو لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئے۔ یعنی شیخ فضل اور شیخ یوسف دوسرے فتح پور میں شیخ بایزید ابن عبدالرزاق صدیقی اور متبنیٰ شیخ مظفر ابن شیخ فضل ابن شیخ عبدالملک مسطور شیخ بایزید کے نکاح میں شیخ ابابکر چشتی بدایونی کی ہے۔ اور بدایوں میں شیخ خلیل ابن شیخ عماد اور شیخ سعداللہ ابن شیخ سلطان شاہ ابن مخدوم شیخ زین مذکور کہ اولاد ان کی بھدالی میں شیخ خضر ابن شیخ حمزہ ابن شیخ عبدالباقی ابن شیخ محمد ابن شیخ سعداللہ مذکور اور عبدالباقی چچا زادہ حضرت شیخ الاسلام کے ہیں۔ فتح پور میں شیخ طاہر ابن شیخ حمزہ مذکور کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ نظام ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ مہتہ کی ہے کہ اس سے پسری اولاد ہے۔

اور شیخ خضر مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ یحییٰ ابن شیخ حسام الدین ابن شیخ داؤد چشتی ساکن بندوڑ کی لڑکی ہے۔ اس سے بہت اولاد ہے اور شیخ حمزہ مذکور کہ ان کے عقد میں لڑکی سعید ابن شیخ داؤد کی تھی۔ بی بی نعمت۔

اور فتح پور میں شیخ اعظم ابن شیخ حسین حافظ ابن شیخ ابراہیم ابن شیخ خوندمینہ ابن شیخ سعداللہ مرقوم کہ ان کے عقد میں حضرت شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ بی بی خدیجہ۔ اس سے ایک لڑکا نواب قطب الدین خاں پیدا ہوئے کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ معظم ابن شیخ حسین مذکور کی ہے۔ بی بی سائیدی اور نواب قطب الدین خاں کے لڑکے نواب کشور خاں شہید اور شیخ فتح الدین اور شیخ فرید اور دو لڑکیاں بھی ہین۔ اور کشور خاں کے ایک لڑکا شیخ الٰہ

دیا اور شیخ معظم ابن شیخ حسین مذکور کہ ان کے عقد میں نواب شیخ ابراہیم کی لڑکی تھی۔ مسماۃ بی بی دیبا۔ اس سے دو لڑکیاں رہیں۔

اور بدایوں میں شیخ کرم اور شیخ مکرم اور شیخ معظم مزبور کی دوسری زوجہ سے ہیں اور شیخ یٰسین بن شیخ حسین مذکور کہ ان کے عقد میں شیخ عبدالغفور چشتی کی لڑکی تھی۔ مسماۃ بی بی مصری۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکی کہ اس سے اولاد ہے پیدا ہوئی۔ اور شیخ موسیٰ اور شیخ طٰہٰ اولاد شیخ یٰسین کی اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے۔

دوسرے شیخ عبدالواحد اور شیخ یحییٰ اور شیخ زین اور شیخ سانیدہ اولاد شیخ عبدالغفور بن شیخ علاؤالدین ابن شیخ فضیل برادر شیخ ابراہیم ابن شیخ خوندینہ مسطور اور شیخ عبدالواحد کہ ان کے نکاح میں شیخ مجاہد چشتی کی لڑکی تھی۔ اس عفیفہ سے تین لڑکے بنام شیخ عبدالرحیم اور شیخ فضیل اور شیخ حبیب ہوئے۔ دوسرے شیخ عبدالرسول اور شیخ عبداللطیف اور عطاء اللہ اور سعد اللہ اولاد شیخ عبدالواحد مرقوم کی دوسری منکوحہ سے ہے اور شیخ یحییٰ مذکور کے دو لڑکے شیخ علاؤالدین اور شیخ ولی محمد دوسرے شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالباقی اولاد شیخ ابا بکر بن شیخ عبدالحئی اور شیخ عبدالمجید بن شیخ عبدالحئی مذکور۔

فصل ۴

بیان اولاد شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ مرقوم کا

شیخ برہان الدین کے ایک لڑکا شیخ عطاء اللہ کہ اس کے دس لڑکے ہوئے اور سات لڑکیاں نام ان کے شیخ زین اور شیخ حسین اور شیخ عبدالغنی اور شیخ حبیب اللہ اور شیخ حسن اور شیخ یعقوب اور شیخ اسمٰعیل اور شیخ الٰہ بخش اور شیخ مبارک اور شیخ اسحاق کہ جن کی اولاد ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:-

شیخ حسین مذکور کہ ان کی اولاد بدایوں میں شیخ تاج الدین بن شیخ مجاہد شیخ جلال بن شیخ حسین مزبور اور شیخ جلال کے عقد میں لڑکی شیخ عبدالمالک بن شیخ سیف الدین بن شیخ

کریم الدین کے تھی کہ وہ نسل سے شیخ سعد حاجی کے ہے اور چچازادہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اور فتح پور میں شیخ صادق بن شیخ محمد بن شیخ نظام ابن شیخ جلال مرقوم ہیں اور شیخ محمد مسطور خواہر زادہ شیخ خلیل گوالیری کے ہیں۔ اور فتح پور میں اولاد شیخ زین بن شیخ عطاء اللہ مذکور کی ہے۔ بنام شیخ ابوزید بن شیخ معروف بن شیخ زید مذکور اور شیخ ابوزید کے نکاح میں شیخ خضر چشتی بدایونی کی لڑکی تھی۔ بی بی بختو کہ اس کے تین لڑکے شیخ احمد وغیرہ اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان کی اولاد نہیں ہے اور جملہ دختران سے ایک بی بی فردوس کہ اس کی اولاد دختری ہے اور شیخ قاسم اور شیخ اسحاق پسران شیخ ابوزید مذکور اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے اور عقد میں شیخ قاسم کے شیخ شہاب الدین بدایونی کی لڑکی ہے کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔

اور شیخ اسحاق مذکور کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ خلیل بن نواب شیخ ابراہیم کی تھی۔ اس کی بھی اولاد نہیں ہے اور بھدالی میں شیخ داؤد اور شیخ محمود اور شیخ بدرالدین مذکور۔ دوسرے شیخ یعقوب بن شیخ عطاء اللہ مرقوم کہ ان کی اولاد بنگالہ میں شیخ کمال اور جمال محمد اولاد شیخ عبدالواحد بن شیخ یعقوب مسطور اور شیخ شہاب الدین بن شیخ فتح خاں بن عبدالواحد مذکور اور گوالیر میں شیخ احمد اور شیخ فتح اللہ مزبور اور شیخ یوسف مذکور اولاد شیخ محبوب بن شیخ یعقوب مرقوم کی اور شیخ فتح اللہ کے نکاح میں شیخ لشکری انصاری کی لڑکی ہے کہ وہ بھانجی شیخ فیروز چشتی کی ہے۔

اور شیخ یعقوب مسطور کی ایک لڑکی تھی بی بی نہالو کہ وہ عقد میں شیخ عادل بن شیخ عبدالاحد چشتی کی تھی کہ اس سے بہت اولاد ہے چنانچہ بالا مرقوم ہوئی۔ دوسرے شیخ اسمٰعیل بن عطاء اللہ مرقوم کہ اس کی اولاد قصبہ مو میں شیخ نور اور شیخ سلیم ولد شیخ علاؤ الدین مجذوب بن شیخ اسمٰعیل مذکور شیخ فضیل چشتی کی لڑکی سے تھی۔ مسمات بی بی دریا خاتون اور اس سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔

دوسرے شیخ مودا اور شیخ احمد پسران شیخ علاؤ الدین مذکور اور چند لڑکے دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور پسران شیخ نور مذکور بنام شیخ عبدالغفور اور عبدالشکور اور فضیل اور طیب ہیں۔

دوسرے شیخ سلیم مذکور ان کے نکاح میں شیخ محمد بن شیخ یوسف چشتی کی لڑکی تھی کہ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ عبداللطیف اور شیخ قطب اور فتح پور میں شیخ نصراللہ بن شیخ وہب بن شیخ اسمٰعیل مسطور کہ ان کے عقد میں لڑکی حاجی حسین اسلامی کی تھی۔ بی بی زیبا کہ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ کمال اور شیخ یٰسین اور شیخ کمال کے دو لڑکے شیخ آدم اور اللہ دیا اور نصراللہ کے بھی ایک لڑکا حسو نام اور دو لڑکے دوسری زوجہ سے ہیں۔

اور شیخ یوسف بن شیخ نظام بن شیخ نصیرالدین کہ ان کے عقد میں پھوپھی مودود دینوی کی تھی۔ بی بی خاتون اور شیخ نظام کے عقد میں لڑکی شیخ معزالدین ساکن مسکین کی ہوئی۔ بی بی ہبو کہ شیخ فیروز کی بھانجی کہ اس سے ایک لڑکا شیخ احمد نام اور ایک لڑکی پیدا ہوئی کہ ان سے اولاد نہیں ہے۔

دوسرے شیخ اللہ بخش بن شیخ عطاء اللہ مرقوم کہ ان کی اولاد پسری نہیں ہے۔ چار لڑکیاں رکھتے تھے۔ ازاں جملہ ایک عقد میں شیخ محبوب کی تھی جو بن شیخ یعقوب مسطور کے تھے۔ مسماۃ بی بی راجی کہ اس سے اولاد نہیں ہے اور شیخ مبارک بن شیخ عطاء اللہ مذکور کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکے بے اولاد رہے اور لڑکی نکاح میں شیخ ہیبت بن شیخ اسمٰعیل مزبور کے تھی۔ بی بی شمسو نام کہ اس کی اولاد ہے۔ جملہ سات لڑکیوں شیخ مذکور سے ایک نکاح میں شیخ عبداللہ کے ہے جو نسل سے شیخ سعد عمزادہ حضرت گنج شکر کے ہیں بعد وفات اس کی کے دوسری لڑکی شیخ عطاء اللہ کی ان کے عقد میں آئی کہ اس مستورہ سے اولاد ہے۔

فصل ۵

بیان اولاد شیخ معزالدین رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ زین العابدین مرقوم کا

ان کے چار لڑکے شیخ عیسیٰ اور شیخ موسیٰ اور شیخ بھلول اور شیخ بازید اور نسل سے عیسیٰ اور شیخ موسیٰ کے گوالیر میں شیخ عبدالرسول بن شیخ یوسف بن شیخ یٰسین وغیرہ ہیں اور نسل سے شیخ بھلول کے بھدالی میں شیخ حاکم چشتی تھے کہ ان کے عقد میں شیخ عبدالجلیل چشتی جد کاتب الحروف کی لڑکی گوہر خاتون تھی۔ اس سے دو لڑکے شیخ کمال الدین اور عبدالفتاح

اور چند لڑکیاں ہوئیں۔ شیخ کمال الدین کی اولاد ہے اور شیخ عبدالفتاح کے ایک لڑکا شیخ ولی اللہ اور ایک لڑکی بی بی بنی بنت شیخ محمد کہ کاتب الحروف کے دادا ہیں تھی۔ اور وہ لڑکی مذکورہ عقد میں شیخ عطاء اللہ بن شیخ مکن چشتی سرہندی کے تھی کہ اس سے اولاد ہے اور شیخ عبدالرحیم اور شیخ بایزید اور شیخ رکن الدین اولاد شیخ فیروز چشتی کی اور شیخ احمد اور شیخ عیسیٰ پسران بایزید مذکور کے ہیں۔

بھدالی حبیب اور داؤد ابن شیخ احمد مذکور اور کمال بن عیسیٰ مرقوم اور پسر شیخ عبدالرحیم فیروز اور شیخ خیرالدین بن رکن الدین مذکور راؤ عیسیٰ و شیخ ابراہیم بن شیخ حسین کہ شیخ حاکم مذکور کی لڑکی تھی اور شیخ عثمان بن شیخ شہاب الدین ابن شیخ بھلول مسطوران کے نکاح میں لڑکی شیخ حاکم مذکور تھی۔ مسماۃ بی بی صدری بھانجی کاتب الحروف کی کہ اس سے تین لڑکے عبدالرحمٰن اور شیخ اسمٰعیل اور شیخو ہوئے۔ اور شیخ عبدالرحمٰن کہ ان کے نکاح میں لڑکی حمزہ چشتی کی تھی۔ اس سے ایک لڑکا فتح پور میں شیخ نور محمد ہے کہ اس کے نکاح میں شیخ ابوالخیر بن نواب شیخ ابراہیم چشتی کی تھی۔ بی بی مچھا کہ وہ والدہ مسمات ہزیمہ بنت شیخ الاسلام چشتی کی ہے۔ اس سے ایک لڑکا شیخ بہاؤ الدین ہے اور شاہا پسر شیخ عبدالرحمان مذکور اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے اور شیخ اسمٰعیل مذکور کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ خلیل چشتی گوالیری کی ہے اس کی اولاد شیخ فضل اور شیخ جہاں اور شیخ سلطان اور شیخ ابراہیم وغیرہ ہیں اور شیخو مرقوم کے عقد میں لڑکی شیخ طاہر بن حمزہ مزبور کی تھی کہ اس سے اولاد نہ رہی۔

فصل ۶

بیان اولاد شیخ تاج الدین بن حضرت شیخ زین العابدین مذکور قدس سرہ العزیز کا

بی بی قضا بانی سے تھے۔ تین لڑکے رکھتے تھے۔ شیخ نور اور شیخ حبیب اور شیخ نظام الدین اور نسل سے شیخ نور کے قصبہ مو میں شیخ علی محمد اور شاہ محمد اور عبداللہ اولاد مجاہد بن شیخ لعل کہ ان کے عقد میں شیخ عبدالمومن چشتی کی لڑکی تھی۔ حقیقی چچا شیخ فیروز کے علی محمد سے

عقد میں لڑکی کاتب الحروف کی پھوپھی کی تھی۔ اور شیخ حبیب بن شیخ تاج الدین مرقوم کہ ان کی اولاد گوالیر میں ہے۔ شیخ بایزید وغیرہ لڑکوں کے نام شیخ ابراہیم بن شیخ الملک بن شیخ بدرالدین بن شیخ اولیاء بن شیخ حبیب مسطور اور شیخ نظام بن شیخ تاج الدین مذکور کہ ان کی نسل سے بھدالی میں شیخ خواجہ بن شیخ پیرک مجاور روضہ منورہ حضرت شیخ زین العابدین کی اور شیخ مصطفیٰ اور جہاں بن قاسم بن شیخ پیرک مذکور اور بدایوں میں شیخ مصطفیٰ درویش بن شیخ بہاؤالدین تھے کہ ان کی نسل ہے اور بھدالی میں شیخ معروف بن شیخ پھکھن بن بھوا ان کے تین لڑکے شیخ مصطفیٰ اسد ہاری مداری اور اولاد بندگی حضرت قطب العالم شیخ زین العابدین چشتی کی بہت ہے۔ اس ذرہ موہوم نے جو سنا قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۴

بیان عرس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض دیگر پیغمبران علیہم السلام اور بعض اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعض مشائخ خاندان اور بعض بزرگان کاتب الحروف کے اور بیان انتساب والد کاتب الحروف کا یہ باب پانچ فصل پر مشتمل ہے۔

فصل ۱

بیان تذکرہ عرسوں کا

ماہ ربیع الاوّل مولود شریف حضرت خاتم النبیین سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات بندگی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور بارھویں کو عرس بندگی حضرت خواجہ فضیل عیاض قدس سرہ العزیز کا اور تین کو عرس قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کا۔ ۱۴ کو عرس جد کاتب الحروف شیخ محمد عبدالجلیل چشتی بھدالوی قدس سرہٗ کا ۳ کو عرس خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کا ۱۱/ ۱۰۲۴ھ کو عرس مخدوم شاہ عبداللہ شطاری قدس سرہٗ کا۔ ۲ شب دوشنبہ ۱۱۹۱ھ خواجہ احرار قدس سرہٗ کا ۲۷، ۱۱۴۴ھ عرس میر عبدالفتح اور میر سید عبدالعزیز قدس سرہٗ کا۔ ۱۴ کو عرس میر سید عزیز ۱۰۳۱ ہجری ماہ ربیع الثانی سلطان سکندر ذوالقرنین کا اور عمر شریف آنحضرت کی ۵۲ سال کی تھی اور ۱۱ کو عرس غوث الثقلین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت میراں سید شاہ محی الدین ابومحمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم کا۔ اور ۲۹ عرس حضرت حمید الدین ناگوری قدس سرہٗ کا اور ۱۸، ۷۰۰ھ عرس سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الحق والدین محمد احمد بدایونی کا اور ۷، والد جدی کاتب الحروف کا یعنی شیخ عبدالجلیل ابن شیخ عبداللہ چشتی اور ۱۲، ۱۰۳۱ ہجری عرس میر سید احمد طالب علم مانکپوری کا۔

ماہ جمادی الاوّل: عرس بندگی حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۲۲ اور بقول اصح ۲۲ ماہ جمادی الثانی اور عرس خواجہ ابراہیم ادھم بلخی بتاریخ ۲۶' اور عرس نجیب الدین کبرا خوارزمی بتاریخ ۱۰ عرس شیخ عطاء اللہ جانشین حضرت گنج شکر بتاریخ ۷ عرس خواجہ معروف کرخی بتاریخ ۴ شب جمعہ عرس شاہ مدار بدیع الدین ۱۴ عرس خواجہ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی بتاریخ ۱۵' اوّل ان کی شب پنجشنبہ ۲۶ھ ہے۔ عرس حضرت خواجہ اسمٰعیل حسن بتاریخ ۷ عرس حضرت خواجہ خانون علا تاج الدین ناگوری بتاریخ ۲ عرس شیخ سراج الحق والدین بتاریخ ۲۸ عرس حضرت شیخ معظم ابن شیخ حسین چشتی بتاریخ ۱۷۔

ماہ جمادی الثانی: عرس مہتر موسیٰ علیہ السلام بتاریخ ۱۵ آپ کا روضہ مبارک کوہ طور میں ہے۔ بیت المقدس سے نیم روز راہ عرس امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بقول اصح ۲۲ عرس شیخ ابوالخیر دانشمند ابن شیخ حسام الدین چشتی بھدالوی بتاریخ شب ماہ مذکور عرس جناب شیخ تاج الدین سیکری ۲۹ عرس خواجہ عبدالباقی المعروف بشاہ قطب الدین بتاریخ ۲ مرقد مبارک صوبہ بہار عرس شیخ عبدالغنی ساکن بدایوں بتاریخ ۱۶۔

ماہ رجب المرجب: شب معراج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۲۶ شب ستائیسویں عرس حضرت ابراہیم خلیل اللہ بتاریخ ۲ عرس شاہزادہ کونین امام جعفر صادق علیہ السلام بتاریخ ۱۵ عرس شاہزادہ کونین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۲۸ عرس خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بتاریخ ۳ عرس حضرت ابومحمد بن شمعان بتاریخ ۹ عرس خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی بتاریخ ۳ عرس خواجہ جنید بغدادی شب جمعہ ۷ ماہ مذکور ۲۹۷ھ ۔عرس خواجہ مودود چشتی بتاریخ اول عرس خواجہ حاجی شریف زندنی بتاریخ ۱۸۔ عرس خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری قدس سرہٗ بتاریخ ۶ عرس میراں سید خضر الرواحی بتاریخ ۱۸۔ ...امہ جلالی مولفہ فضل اللہ بن ...العباسی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ وفات حضرت شیوخ العالم ...ب العارف شہاب الدین ابوحفظ عمر قدس سرہٗ کی ابن حسین بن قاسم ابن

عبداللہ بن قاسم بن محمد ابن حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یوم بدھ غرہ ماہ محرم ۶۳۲ھ ہے اور آپ رجب ۵۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۵۵۵ھ میں بغداد داخل ہوئے۔ شرح طریقت ۵۶۰ھ میں ہوا اور وردیہ دفن گئے۔ عرس بندگی حضرت خواجہ فضل صاحب سجادہ حضرت گنج شکر کا ۲۹ عرس شیخ ابراہیم بالا راجہ صاحب سجادہ گنج شکر کا ۲۶ عرس کاتب الحروف کے دادا کے بھائی شیخ نظام ابن حضرت عبدالجلیل چشتی کا کہ کاتب الحروف کے جد ہیں۔ ۲۳ ۱۰۲۷ھ شیخ عبدالسمیع کا ۱۲ عرس شیخ احمد بن خواجہ خاتون چشتی کا ۷ عرس احمد عرف شیخ مہانجیو ساکن گجرات ۲۹ عرس شیخ نصیرالدین احمد آبادی عرس خواجہ خواجہ حسن سرمست ۲۲ عرس سالار فاروقی ۵ عرس شیخ فیروز ابن شیخ عادل چشتی کاتب الحروف کے دادے کے باپ تھے۔ تاریخ ۱۶ عرس میاں شیخ وانصاری ساکن سارنگ پور بتاریخ ۱۷ کہ والد بزرگوار جد مادری کاتب الحروف کے ہیں۔ عرس شیخ حسن چشتی ساکن بہار ۱۷ ماہ مذکور۔

ماہ شعبان المعظم: عرس حضرت امیر المومنین پہلوان حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بتاریخ ۱۴ عرس حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ بتاریخ ۵ عرس سراج المومنین امام الثقلین حضرت امام اعظم کوفی عنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بتاریخ ۱۴ عرس حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ کا بتاریخ ۷ ۲۴ ہجری۔ عرس شیخ بدرالدین سلیمان ابن حضرت قطب الاقطاب گنج شکر قدس سرہما کہ شرف سجادہ سے مشرف تھے۔ ۴ عرس حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ بتاریخ ۱۵ عرس شاہ قطب الدین سرندار غوثی جونپوری بتاریخ ۲۵ عرس خواجہ محمد مساوی ۱۵۔ عرس شیخ صماد ابن شیخ معروف چشتی بتاریخ ۴ ۹۶۸ھ مدینہ منورہ میں اتوار کے روز وفات پائی۔ قبر وہیں ہے۔ عرس حضرت شیخ ابوالفتح بتاریخ ۱۶ عرس شیخ معروف ابن شیخ ابوالخیر شب ماہ مذکور۔ عرس شیخ نظام ابن شیخ عادل چشتی جد مادری کاتب الحروف بتاریخ ۷۔

ماہ رمضان المبارک: عرس امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ بتاریخ ۲۱ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بتاریخ ۱۷ شب سہ شنبہ عرس حضرت امیر المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاریخ ۱۰۔ ۶۵ سال حیات رہیں ۱۰ نبوت سے وفات پائی۔ عرس حضرت بِضعَۃُ الرَّسُولِ علیہما السلام بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا شب شنبہ بعداز پدر خویش بشش ماہ و بقولے چہل روز اور قول اول بہت صحیح ہے۔ عمر شریف ۲۸ برس کی تھی۔ عرس ام انسان حضرت حوا تاریخ ۸۔ عرس نجیب الدین شیر سوار برادر گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۹ عرس شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی بتاریخ ۱۸ عرس شاہ بدر الدین صاحب ولایت خطہ بدایوں بتاریخ ۲۲ عرس سلطان المشائخ قدوۃ العارفین شیخ سلیم صاحب بولایت فتح پور عرف سیکری ۲۹۔ عرس شیخ عبدالعلیم ابن شیخ ابوالخیر چشتی بتاریخ ۵ عرس شیخ ابوالہادی، المعروف بشاہ ابوالفتح سرمست ابن شیخ قاضی بتاریخ ۲۹۔ ساکن صوبہ بہار عرس خواجہ یار محمد بتاریخ ۱۵

ماہ شوال: عرس شاہزادہ کونین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بقول اصح ماہ رجب بتاریخ ۱۵۔ عرس امام احمد حنبل بتاریخ اوّل، عرس خواجہ حذیفہ مرعشی بتاریخ ۲۴۔ عرس خواجہ ہبیرۃ البصری بتاریخ ۲۷۔ عرس خواجہ عثمان ہارونی بتاریخ ۱۵۔ عرس خواجہ حبیب عجمی بتاریخ ۱۴۔ عرس شیخ علاؤالدین موج دریا صاحب سجادہ حضرت گنج شکر بتاریخ اوّل، عرس حضرت شیخ محمد صاحب سجادہ حضرت گنج شکر بتاریخ ۲۴۔ عرس حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ دہلوی بتاریخ ۱۸۔ عرس حضرت مصلح الدین حسن شیرازی المعروف شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ العزیز ۶۹۱ھ شب جمعہ تاریخ نامعلوم۔ عرس خواجہ فیض اللہ المعروف بشاہ قاص بتاریخ ۲۴۔ عرس میر سید غلام محمد بتاریخ ۲۸ پسر میراں سید احمد۔ عرس حضرت شیخ احمد کتھو بتاریخ ۱۴۔ ساکن سرخیز کہ قریب احمد آباد کے ہے۔

عرس شیخ ابن شیخ ابوالخیر چشتی قدس سرہٗ بتاریخ ۱۱ عرس شیخ محمد الدین ابن شیخ سراج الدین ساکن گجرات بتاریخ ۲۸۔

ماہ ذی قعدہ: عرس میراں سید محمد گیسو دراز ساکن کلبر بتاریخ ۱۶۔ عرس حضرت سالار مسعود غازی بتاریخ ۵۔ عرس شیخ احمد صاحب سجادہ گنج شکر بتاریخ ۸۔ عرس شیخ حضرت انور قطب العالم بتاریخ ۹ ساکن گنوہ۔ عرس حضرت شیخ فتح اللہ نوری ابن شیخ تاج

الدین محمود چشتی بتاریخ ۱۸۔ عرس حضرت شیخ حسن محمد ساکن احمد آباد بتاریخ ۲۷۔ عرس حضرت شیخ محمد ابن شاہ قطب الدین سرانداز غوثی جونپوری بتاریخ ۹ عرس حضرت شاہ عبدالسلام معروف شیخ علن جونپوری بتاریخ ۱۵۔ عرس حضرت شیخ عادل ابن شیخ عبدالاحد بتاریخ ۲۲۔

ماہ ذی الحجہ: عرس مہتر اسمٰعیل علیہ السلام بتاریخ ۱۰ بروز عید الضحیٰ بتاریخ ۲۸ عرس حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۲۲۔ عرس بندگی حضرت خواجہ داؤد طائی بتاریخ ۷۔ عرس حضرت قطب الاقطاب حضرت شیخ زین ابن شیخ خواجہ چشتی صاحب ولایت بھدالی سجان بتاریخ ۹۔ عرس مخدوم جہانیاں جہاں گشت بتاریخ ۱۰ بقرعید۔ عرس سید میراں نجم الدین بتاریخ ۲۵۔ عرس حضرت شیخ فیض اللہ ابن شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنج شکر بتاریخ ۱۸۔ ۱۰۱۸ھ وعمر شریف حضرت ایشاں پچپن ۵۵ سال تھی۔ عرس حضرت شیخ بدرالدین ابن حضرت شیخ الاسلام چشتی بتاریخ ۱۰ روز بقرعید۔ ان کی قبر مکہ معظمہ میں ہے۔ عرس میر سید خانہ بتاریخ ۷ نبیرہ میر سید علی قوام۔ عرس شیخ عبدالرحمٰن جانباز لاہر پوری بتاریخ ۱۲۔ عرس شیخ علاؤالدین المعروف بنواب اسلام خاں بتاریخ ۵ عرس حضرت شیخ جمن بتاریخ ۲۰۔ عرس برادر کلاں کاتب الحروف الشہید احضرت شیخ عبدالرسول ساکن گجرات بتاریخ ۳۰ کہ شہادت پائی۔ عرس شیخ ابراہیم عرف کشور خاں شہید ابن قطب الدین خاں بتاریخ ۲۹۔

ماہ محرم الحرام: عرس بندگی حضرت مہتر یعقوب صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ بتاریخ ۹ عرس بندگی حضرت امیر المومنین امام المسلمین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ غرہ محرم، عرس بندگی حضرت شاہزادہ نور دیدہ بنی الثقلین حضرت امام حسین صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی جدہ وابیہ واُمہ واحبابہ واولادہ بتاریخ ۱۰ روز عاشورہ ۶۱ھ تھی کہ شہادت پائی۔ عرس امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۱۸۔

نقل ہے جواہر جلالی سے حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بزرگان تابعین سے تھے۔ مدینہ مبارک میں پیدا ہوئے۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ حرم حضرت رسالت پناہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پستان سے ان کو دودھ پلایا اور اپنے گھر میں تربیت دی اور حضرت شیخ حسن بصری مشابہ بالتمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تھا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، کے شاگرد تھے اور خرقہ خلافت انہیں سے پہنا اور سات حج ان کے ساتھ ادا کیئے۔ اور ستر ابدالوں سے ملاقات کی تھی۔ اور بہت سے صحابہ آنکھوں کے ساتھ دیکھے۔ اور پورے اصحاب جمع ۳۱۳ تن تھے۔ عرس بندگی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ۴ یا ۱۴ ہے۔ عرس خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ کا بتاریخ ۱۲ ہے۔ عرس حضرت ممتاز علو دینور بتاریخ ۱۴ یا ۲۲ عرس خواجہ اسحاق شامی بتاریخ ۴ یا ۲۲ عرس حضرت ابواحمد ابدال چشتی بتاریخ اول عرس خواجہ فریدالدین گنج شکر چشتی الفاروقی الاجودھنی ۵ محرم الحرام نقل ان کی ۶۶۴ھ میں ہوئی کہ رحمت حق سے ملے۔

عرس شیخ سلیمان صاحب سجادہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ کا بتاریخ ۱۳۔ عرس شیخ یونس صاحب سجادہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نامعلوم۔ عرس شیخ ابراہیم ادھم صاحب سجادہ گنج شکر ابن حضرت شیخ فیض اللہ ابن شیخ تاج الدین محمود قدس سرہٗ بتاریخ ۱۸۔ ۱۰۲۴ھ کہ عمر آپ کی ۲۹ سال تھی کہ رحمت حق سے ملے۔ عرس بندگی حضرت شیخ کمال ابن شیخ معروف چشتی ساکن قصبہ مود ۲۰ عرس شیخ محی الدین ابن شیخ احمد خواجہ خانون چشتی گوالیری ۱۹ عرس شیخ لشکری انصاری ساکن انبالہ جد مادری اخوت بنامی عبدالغنی ۲۱۔

ماہ صفر المظفر : عرس حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ ۱۴ عرس امام المومنین ابودرداء رضی اللہ عنہ ۱۴ عرس شیخ بہاؤالدین زکریا بن محمد ابی بکر بن القریش تاریخ ۷ بین الظہر والعصر ۶۶۱ھ تولد آنحضرت کا جمعہ کے روز رمضان کی لیلۃ القدر ۵۶۶ھ میں ہوا۔ عرس شیخ منور صاحب سجادہ حضرت گنج شکر بتاریخ ۳ عرس بندگی حضرت میراں پیر دستگیر قطب الاقطاب حاجی الحرمین شریفین شیخ تاج الدین محمود چشتی صاحب سجادہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۷، ۱۰۱۹ھ عمر آپ کی ۸۵ سال کی تھی۔ عرس میراں سید علی قوام شاہ جونپوری بتاریخ ۲۶۔ عرس میراں سید خواجہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۲۷ عرس شیخ محمود

عرف شیخ راجن ساکن گجرات بتاریخ ۲۲۔ عرس شیخ محمود ولد شیخ احمد تلوری بتاریخ ۸ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَغْنَی النَّبِیُّ الْکَرِیْم شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحْمدِ مُجْتَبٰی مُحَمّد مُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ط

اجازت واسطے کرانے اعراس کے پائی

فقیر کاتب الحروف علی اصغر نے حضرت مولانا ومرشدنا شیخ مودود ابن شیخ محمد چشتی بھدالوی سے بتاریخ ۲۶ ستائیسویں شب ماہ رمضان المبارک وقت نماز عشاء ۱۰۲۷ھ حضرت نے اجازت دی ہر ایک بزرگان کی طرف سے جن کے اسامی ذیل میں درج ہیں۔

بدیں تفصیل اوّل برادر حقیقی کاتب الحروف مرشدنا شیخ جلال الدین مرشدنا شیخ نظام الدین ابن شیخ کمال چشتی العشقی ساکن قصبہ مود شیخ محی الدین ابن شیخ احمد ابن حضرت شیخ خواجہ خاتون علی تاج الدین ناگوری چشتی ساکن گوالیر مولانا ومرشدنا میر سید احمد مانکپوری طالب علم ومرشدنا شیخ محمد سعید عباسی لاہر پوری ومرشدنا سید عبدالعزیز وبرادران کے میر سید عبدالقادر قدس سرہٗ ساکن پٹنہ ومرشدنا خواجہ خان سعید ساکن پٹنہ ومرشدنا شیخ محی الدین فرزندانِ شاہ قاضی ساکن صوبہ بہار اور مرشدنا شیخ ابوالمعالی ساکن سلہار ومرشدنا شیخ عبداللہ ابن بندگی حضرت شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ گنج شکر ومرشدنا میراں سید پیر ساکن محمد آباد سرکار جونپور ومرشدنا میر سید حامد ساکن محی الدین کے محمد آباد کا ایک گاؤں ہے اور مرشدنا شیخ مودود بن شیخ محمود چشتی بروری کہ پندرہ نام ہوتے ہیں۔

الٰہی ان بزرگوں کے عرس کی طفیل سے میرے مقاصد دینی اور دینوی برلا جس کو خدائے تعالیٰ توفیق دے عرس کرتا رہے اگر کچھ بہم نہ پہنچے دوگانہ ادا کر کے اور فاتحہ ان بزرگوں کے پڑھ دے۔

فصل ۲

بیان انتساب والا کاتب الحروف کا سلسلہ علیہ چشت اہل بہشت سے کہ اپنے

بزرگوار بندگی حضرت شیخ تاج الدین محمود سجادہ نشین حضرت گنج شکر کی جہت سے ہے وبہ نستعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ؕ

اما بعد

خرقہ خلافت اخی الصالح شیخ مودود چشتی نے فقیر حقیر تاج الدین محمود چشتی سے لیا اور انہوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم قدس سرہ سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ محمد قدس سرہٗ اور انہوں نے اپنے والد شیخ عطاء اللہ قدس سرہٗ اور انہوں نے اپنے والد شیخ احمد قدس سرہٗ اور انہوں نے اپنے والد شیخ ہارون قدس سرہ اور انہوں نے اپنے بھائی منور اور انہوں نے اپنے والد شیخ فضیل اور انہوں نے اپنے والد شیخ سلیمان اور انہوں نے اپنے والد شیخ فریدالدین گنج شکر اور انہوں نے اپنے پیر قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اور انہوں نے اپنے پیر بھدالوی غوث العالم خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اور انہوں نے اپنے پیر خواجہ عثمان ہارونی سے اور انہوں نے خواجہ حاجی شریف زندنی اور انہوں نے خواجہ مودود چشتی اور انہوں نے خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی اور انہوں نے خواجہ ابواحمد چشتی اور انہوں نے ابومحمد چشتی اور انہوں نے خواجہ ابواحمد ابدال چشتی اور انہوں نے خواجہ اسحاق شامی اور انہوں نے حضرت ممتاز علو دینوری سے اور انہوں نے خواجہ ہبیرۃ البصری اور انہوں نے خواجہ حذیفہ المرعشی اور انہوں نے خواجہ ابراہیم ادھم بلخی اور انہوں نے خواجہ فضیل عیاض اور انہوں نے عبدالواحد زید اور انہوں نے خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور انہوں نے امیر المومنین حضرت سیدنا ومولانا وشفیعنا وحبیبنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور انہوں نے اپنے پیر بندگی حضرت تخت ملک رفعت حضرت رسالت پناہ محبوب الہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

ہرکرا جاوید باید جنت الماوٰی بہشت | برزباں باصدق خواہد شجرۂ پیران چشت
خواجگی بے پیر بودن کارنا داناں بود | ہرکرا پیرے نباشد پیرا وشیطاں بود
ہر کہ او کحلے گرفت ازخاک پیر | خواہ پاک وخواہ او ناپاک میر

سلسلہ والد بزرگوار ابا کی طرف سے!

حضرت شیخ مودود نے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اپنے والد محمد سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالجلیل اور انہوں نے اپنے والد شیخ عبداللہ اور انہوں نے اپنے والد شیخ جلال الدین اور انہوں نے اپنے والد شیخ حسام الدین اور انہوں نے اپنے والد شیخ جہان شاہ اور انہوں نے والد شیخ زین اور انہوں نے اپنے والد شیخ خواجہ اور انہوں نے اپنے والد شیخ داؤد اور انہوں نے اپنے والد شیخ محمود اور انہوں نے اپنے والد شیخ سلیمان اور انہوں نے اپنے والد شیخ فریدالحق والشرع والدین چشتی فاروقی اجودھنی اور انہوں نے خواجہ قطب الدین بختیار اور انہوں نے خواجہ معین الدین حسن سنجری اور انہوں نے خواجہ عثمان ہارونی اور انہوں نے حاجی شریف زندنی اور انہوں نے ناصرالدین ابویوسف چشتی اور انہوں نے خواجہ ابومحمد شمعان چشتی اور انہوں نے خواجہ ابومحمد احمد چشتی اور انہوں نے ابواسحاق شامی اور انہوں نے ممتاز علو دینوری اور انہوں نے خواجہ ہبیرۃ البصری اور انہوں نے خواجہ حذیفہ المرعشی اور انہوں نے ابراہیم ادھم بلخی اور انہوں نے خواجہ فضیل عیاض اور انہوں نے عبدالواحد زید اور انہوں نے خواجہ حسن بصری اور انہوں نے سیدنا ومولانا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ اور انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

نسبت بسلسلہ قادریہ از جہت مرشد

بندگی حضرت شیخ مودود ابن شیخ محمود چشتی تلوری کی ہے۔ اور بیاض بعض اشغال کا یہ ہے۔ اما بعد واضح ہو کہ بندہ غفار محبوب ابن شیخ محمود نے جہت توبہ عصیان سے اور دعوت کرنے سے چہل اسماء اور اسماء الحسنٰی اور آیات کریمہ اور سورۃ ہائے حمیدہ اور دعوت ماتیۃ القدرت اور زین القمر یعنی آیہ کرامہ اور حرز یمانی اور حزب البحرین اور دعوت جملہ

خوردن اور عظمتوں کے شیخ المشائخ اخی صالح شیخ ولی اللہ المعروف بخواجہ مودود ابن شیخ محمد چشتی کو اپنی طرف سے خانوادہ پادریہ میں منسلک کر کے سلسلہ قادریہ میں شیخ ولی اللہ معروف شیخ مودود نے خرقہ خلافت کا اپنے مرشد شیخ محبوب سے پہنا اور انہوں نے اپنے مرشد شہباز قلندر ابن خواجہ تاتار اور انہوں نے اپنے مرشد ابوالحسن ابن شیخ بدی عرف شیخ محمد اور انہوں نے شاہ ابوالفرح ابن برخوردار اور معروف بشاہ اللہ داد عثمان اور انہوں نے اپنے پیر شاہ ہدایت اللہ ابن شیخ محمد معروف بشاہ ابوالفتح اور انہوں نے اپنے باپ شیخ محمد ابن علی معروف بشاہ فاضل اور انہوں نے قطب الاقطاب شیخ عبدالوہاب اور انہوں نے شیخ عبدالرؤف اور انہوں نے شیخ ظہیر الدین یمنی اور انہوں نے شیخ نورالدین نہاوندی اور انہوں نے شیخ شمس الدین ابوکمال محمد نہاوندی اور انہوں نے شیخ رضی الدین ابوزکی اور رانہوں نے اپنے باپ شیخ نور الدین ابوجعفر علی بغدادی اور انہوں نے اپنے باپ شیخ عون الدین الوضع بغدادی۔ اور انہوں نے شیخ شہاب الدین ابونور احمد حسن بغدادی اور انہوں نے اپنے والد شیخ برہان الدین ابومحمد ابراہیم اور انہوں نے اپنے باپ شیخ نصیر الدین ابومنظور عبدالرزاق اور انہوں نے اپنے باپ السید القطب الغوث الباز الاشہب محی الملتہ والشرع والدین ابومحمد عبدالقادر الحسنی الجشتی الحنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انہوں نے شیخ مصلح الدین ابوسعید المبارک المخدوم البسطی اور انہوں نے شرف الدین ابوالحسن علی ابن یوسف اور انہوں نے شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی اور انہوں نے ابوالفرح زین الدین احمد بن عبدالعزیز یمنی اور انہوں نے شیخ رحیم الدین ابوالعباس احمد بن اسماعیل عباسی اور انہوں نے حضرت شیخ ابوبکر شبلی اور انہوں نے عبدالجبار جنید بغدادی اور انہوں نے شیخ ضیاء الدین ابوحسن حسری سقطی صدیقی اور انہوں نے ابومحفوظ معروف کرخی اور انہوں نے شیخ سلیمان داؤد طائی اور انہوں نے سید امام ابوعلی موسیٰ رضا حسینی علیہ السلام اور انہوں نے اپنے والد ابراہیم امام موسیٰ کاظم حسینی علیہ السلام اور انہوں نے ابوعبداللہ ابوجعفر امام جعفر صادق حسینی مدنی علیہ السلام اور انہوں نے اپنے باپ سید الانام محمد باقر اور انہوں نے اپنے باپ سید الانام زکی زین العابدین علی ابن حسین سید الشہداء اور انہوں

نے اپنے پدر بزرگوار علی مرتضیٰ ابن ابی طالب ہاشمی کرم اللہ وجہہٗ اور انہوں نے جناب سید المرسلین حبیب رب العالمین ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

سگِ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی　　　کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہ جیلانی

ذکر اثبات ونفی

شیخ المشائخ مرشدنا شیخ مودود صادق ابن شیخ مودود چشتی تلوری نے یوں ارشاد فرمایا کہ تصور چشم باطن میں اور ذکر زبان اور دل میں تصور لازم چاہیئے ذکر زبان میں اور دل میں ہزار ایک سے ارادہ چنانچہ معنی میں محو ہو اور فنا قبول کرے اور خیال فاسد سوائے اللہ سے آزاد ہوتا کہ مقام عبودیت سے مقام حیرت میں اترے۔ جسم باطن میں تصور نفی اور اثبات میں بہت استعمال کرے کہ بہت صفائی ہوگی اور ذوق ساتھ دے گا دل کی نگہبانی کرے کہ اللہ تعالیٰ کا گھر اور عرش ہے تاکہ کوئی خطرہ دخل نہ پائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قریب فتح یاب ہو اور راد مذکور یہ ہیں:۔

لا معبود الا اللہ، لا مقصود الا اللہ، لا مطلوب الا اللہ، لا محبوب الا اللہ، لا موجود الا اللہ، سفر در وطن، خلوت در انجمن ہوش در دم، ان تینوں کو نگاہ رکھے۔ آمین

نسب بسلسلہ شطاریہ واجازت نامہ سلسلہ شاہ مدار بدیع الدین قدس سرہٗ

الٰھی بحرمة شیخ مودود ابن شیخ محمدحسینی بھدالوی ۔ الٰھی بحرمة سید پیر حسینی ۔ الٰھی برحمة امیرسید حامد ۔ الٰھی بحرمة امیرسید محمود ۔ الٰھی بحرمة امیرسید علی قوام حسینی ۔ الٰھی بحرمة شاہ قرن ۔ الٰھی بحرمة شیخ حافظ ۔ الٰھی بحرمة شیخ عبداللّٰہ ۔ الٰھی بحرمة شیخ مظفر گرگانی ۔ الٰھی بحرمة شیخ ابراھیم عشق ابادی ۔ الٰھی بحرمة سید نظام حسینی ۔ الٰھی بحرمة شیخ محمدالٰھی بحرمة شیخ نجم الدین

کبرا ۔ الٰهی بحرمة شیخ حماد سندهی ۔ الٰهی بحرمة شیخ ضیاء الدین ۔ الٰهی بحرمة شیخ احمد غزالی ۔ الٰهی بحرمة شیخ ابابکر سیاح ۔ الٰهی بحرمة شیخ ابو القاسم گرگانی الٰهی بحرمة شیخ علی عثمان ۔ الٰهی بحرمة شیخ ابوعلی کاتب ۔ الٰهی بحرمة شیخ ابوعلی رودباری ۔ الٰهی بحرمة خواجه جنید بغدادی ۔ الٰهی بحرمة شیخ ضیاء الدین ابو الحسن سری سقطی ۔ الٰهی بحرمة خواجه معروف کرخی ۔ الٰهی بحرمة خواجه دائود طائی ۔ الٰهی بحرمة خواجه حبیب عجمی ۔ الٰهی بحرمة خواجه حسن بصری ۔ الٰهی بحرمة امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه ۔ الٰهی بحرمة سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللّٰه علیه و آله و اصحابه وسلم ۔ یہ شجرہ خلافت شیخ مودود چشتی نے ارزانی فرمایا۔

اجازت نامہ سلسلہ شاہ مدار

اما بعد شیخ پیر حسنی شیخ مودود ابن شیخ محمد حسینی بھدالوی کو میں نے منجانب قطب الاقطاب حضرت شاہ مدار خلافت عطا کی جس کسی کو اپنے خانوادہ میں مرید کرے اجازت ہے فتح یاب ہو۔ آمین رب العالمین۔

باب ۵

بیان اولاد شیخ سعد قاضی عمزادہ حضرت شیخ المشائخ قطب العالم فرید الدین گنج شکر قدس سرہ۔

فصل نمبر ۱

بیان اولاد شیخ سعد حاجی رحمۃ اللہ علیہ کا

جاننا چاہیے کہ ان کی اولاد سے شیخ کریم الدین ابن شیخ عیسیٰ ابن شیخ داؤد ابن شیخ خواجہ بن شیخ نصیر الدین بن شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد بن شیخ سعد حاجی چشتی مذکور ہے کہ ایک اولیائے خدا سے تھے اور شیخ کریم الدین کے عقد میں لڑکی شیخ نصر اللہ برادر حقیقی شیخ زین ابن خواجہ رفیع الدین چشتی کی تھی۔ مسماۃ بی بی فاطمہ کہ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ سادہ شیخ سیف الدین شیخ داؤد، شیخ سادہ ان کی اولاد سے بدایوں میں شیخ عثمان ہیں۔ شیخ سادہ بن شیخ عبدالوہاب بن شیخ عبدالقدوس بن شیخ عبدالباقی بن شیخ عبداللہ بن شیخ سادہ مذکور اور شیخ عبدالباقی کے عقد میں لڑکی شیخ عماد الملک بن شیخ سیف الدین بن شیخ کریم الدین مسطور کی تھی تا کہ معلوم ہو اور اولاد پسری شیخ عماد الملک کی نہیں ہے۔

دوسری لڑکی شیخ عماد الملک کی شیخ جلال الدین کے عقد میں کہ دادا شیخ تاج الدین بدایونی کے تھے۔ اور شیخ عبداللہ مرقوم کے گھر میں لڑکی شیخ عطاء اللہ ابن شیخ برہان الدین ابن مخدوم شیخ زین چشتی کی تھی۔ بدایوں میں عطاء اللہ بن شیخ مکن ابن شیخ ابا بکر ہیں اور شیخ فضل اللہ ابن شیخ منجھا ابن شیخ ابا بکر مذکور اور شیخ ولی ابن شیخ حسن ابن شیخ منجھا مذکور۔ قصبہ مو میں الٰہ بخش بن شیخ عبدالرحیم بن شیخ ابا بکر مسطور۔ دوسری لڑکی شیخ ابا بکر کی فاطمہ عقد میں شیخ قطب برادر شیخ فیروز چشتی کی ہے۔

اور شیخ ولی اور شیخ مظفر ابن شیخ صالح ابن شیخ علی ابن شیخ عبدالباقی مذکور اور کبیر بن

شیخ مبارک ابن شیخ علی مذکور اور شیخ عبدالرحیم مذکور بن شیخ شعیب بن شیخ علی مسطور اور شیخ ابا بکر ابن شیخ عیسیٰ ابن شیخ علی مذکور اور شیخ حبیب بن شیخ عبدالغفور بن شیخ فرید بن شیخ عبدالباقی مذبور۔

دوسرے شیخ سیف الدین ابن شیخ کریم الدین مرقوم کہ ان کی اولاد سے بھی بدایوں میں حاجی الحرمین شریفین شیخ فتح اللہ ابن شیخ محمد بن شیخ بایزید بن شیخ عطاء اللہ معروف دولت خان بن شیخ سیف الدین مذکور شیخ احمد کے عقد میں لڑکی شیخ عبدالمومن شیخ فیروز کے چچا کی تھی اور شیخ معین الدین ابن شیخ احمد مذکور اور شیخ سیف الدین ابن شیخ مبارک تھے۔

تیسرے شیخ داؤد ابن شیخ کریم الدین مسطور کہ ان کی اولاد سے گوالیر میں شیخ المشائخ مودود چشتی تلوری ابن شیخ محمود بن شیخ حسین بن شیخ داؤد مرقوم۔ دوسری حقیقی پھوپھی شیخ مودود مذکور کی عقد میں شیخ نصیر الدین شہید ابن شیخ اسماعیل چشتی کے تھی۔ بی بی سرور خاتون نام اور ملور میں شیخ نعمت اللہ ابن شیخ محمد ابن شیخ حسین مذکور۔

اور شیخ محمد کے گھر میں شیخ عبدالکریم سرہندی کی لڑکی تھی۔ خالہ نواب شجاعت خاں بن شیخ اولیاء بن شیخ یوسف بن شیخ عبدالملک بن شیخ فیروز سونپرس بن شیخ سلطان شاہ بن شیخ زین چشتی کی تھی اور شیخ قطب الدین ابن شیخ احمد اور بدایوں میں شیخ شہاب الدین بن شیخ علاؤ الدین اور شیخ شہاب الدین ابن شیخ حبیب اللہ کے گھر میں شیخ شہاب الدین ابن شیخ حبیب اللہ مذکور کے لڑکی شیخ سلیمان ابن شیخ خضر چشتی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔

فصل نمبر ۲

بیان حسب اور بعض اولاد اور نسب شیخ عبداللہ انصاری المعروف شیخ الاسلام

نفحات میں بیان کرتے ہیں کہ ابو اسمٰعیل عبداللہ بن ابی منصور محمد انصاری ہروی قدس سرہٗ ان کا لقب شیخ الاسلام ہے اور مراد شیخ الاسلام سے ہر جگہ کتاب نفحات میں

جہاں مطلق واقع ہوا ہے یہی ہیں۔ چنانچہ شروع کتاب میں اشارہ کر دیا ہے کہ اور وہ اولاد سے ابومنصور مست انصاری کے ہیں۔ اور مست انصاری لڑکے حضرت ایوب انصاری کے ہیں کہ صاحب سواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اس وقت آپ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی تھی۔ اور مست انصاری زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ میں اخیف ابن قیس کے ساتھ خراسان آئے تھے اور ہرات میں ساکن ہوئے تھے اور شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ میرا باپ ابومنصور بلخ میں شریف عقیلی کے ساتھ رہا ہے۔ ایک بار ایک عورت نے شریف سے کہا کہ ابومنصور سے کہہ کر مجھ کو اپنی زوجیت میں کر لے۔ میرے باپ نے کہا کہ میں ہرگز زوجیت نہیں چاہتا ہوں اور اس کو ردّ کیا۔ شریف نے کہا کہ آخرت عورت چاہ اور تیرے لڑکا ہو۔ اور کیا اچھا لڑکا کہ ہرات میں آیا ہے اور عورت چاہے اور میں زمین میں آیا ہوں۔ شریف نے بلخ میں کہا ہے کہ ابومنصور ہمارے لڑکا آیا۔ ایسا جامع مقامات کا شیخ الاسلام کہتا ہے کہ یہ کلمہ آفرین کا ہے کہ تمام نیکیاں اس میں شامل ہیں کہ صفت نہیں کر سکتے۔ نہایت نیک گوئی سے اور نیز شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ میں قندھار میں پیدا ہوا اور وہیں بزرگ ہوا ہوں اور میری ولادت جمعہ کے روز ہوئی وقت غروب آفتاب کے دو شعبان ۳۹۶ھ میں اور نیز آپ نے کہا ہے کہ میں ربیع ہوں بہار کے وقت پیدا ہوا ہوں اور بہار کو دوست رکھتا ہوں۔ آفتاب ثور کے سترویں درجہ پر تھا کہ میں پیدا ہوا جب آفتاب وہاں پہنچتا ہے میری سال تمام ہوتی ہے اور وہ میانہ بہار ہے وقت گل اور ریاحین کا اور نیز آپ نے کہا ہے کہ بو عاصم فیروز میرا اپنا ہے میں بچپن میں اس کے ساتھ رہتا تھا جب اس کے ساتھ ہوتا نان اور شکر کا میرے آگے رکھتا اور میری قوالی کی اور کچھ پڑھا۔ اس کی عورت کہ بڑھیا تھی محتشم اور صاحب ولایت اس نے کہا میرے پیر یعنی خضر علیہ السلام عبداللہ کو دیکھا کہا وہ کون ہے؟ میں نے کہاں فلاں آدمی ہے کہا مشرق سے مغرب تک تمام جہان سے اس پر ہوگا۔ یعنی اس کا آوازہ۔

شیخ الاسلام نے کہا یہ پوچھنا اس کا فن ہے۔ جو جانے لیکن پوچھا۔ بانوی علیہ

عورت تھی شکوہ ہو سنگ کے ساتھ جب شیخ الاسلام زمین پر آیا۔ خضر علیہ السلام نے اس سے کہا۔ اس لڑکے کو تو نے دیکھا ہر ے میں کہ مشرق سے مغرب تک اس سے پر ہو گا اور نیز بانوی عورت عالیہ نے کہا کہ میرے پیر یعنی خضر علیہ السلام نے کہا کہ ہمارے شہر میں ایک بازاری زادہ ہے ستر سالہ باپ جانے کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ایسا ہو گا کہ تمام روئے زمین پر کوئی اس سے بہتر ہو یا کہا کہ مشرق سے مغرب تک اس سے پر ہو گا۔ احوال اس بانوی عالیہ کا یہ تھا کہ ایک لڑکی رکھتی تھی۔ ڈیڑھ برس کی اس کو چاہا یعنی سبحانہٗ پر لونڈیا کو چھوڑا اور حج کو گئی۔ شیخ ابواسامہ کہ شیخ حرم تھے۔ اس کے پڑ یرہ آئے کہ اس کے چچا تھے اور اس بانوی نے مجرا رکھا پیراں کے ساتھ ہوتی تھی کہ مجھ کو کچھ حق تعالیٰ سے اس کاغذ پر لکھیں۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ اوّل مجھ کو دبیرستان میں عورت والا کیا۔ انہوں نے کہا کہ نقصان رکھتا ہے جب چہار سالہ میں ہوا مجھ کو دبیرستان میں وارد جالینی کیا اور جب نو سالہ ہوا املا میں نے لکھا قاضی منصور سے اور جب چہاردہ سالہ ہوا مجھ کو مجلس میں بٹھلایا اور میں نے دبیرستان سے ادب سیکھا تھا کہ شعر کہتا تھا چنانچہ اور لوگ مجھ سے حسد کرتے تھے اور نیز اس نے کہا کہ ایک لڑکا خواجہ یحییٰ عمار کہ اپنوں سے میرے ساتھ دبیرستان میں تھا۔ میں فی البدیہہ عربی شعریں کہتا تھا اور مجھ سے لڑکے چاہتے تھے کہ فلاں معنی میں شعر کہہ کر فوراً میں کہتا تھا ایک بار اس لڑکے نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ وہ ہر معنی میں جو چاہو شعر کہتا ہے۔ اس کا باپ فاضل تھا۔ اس نے کہا جب تو دبیرستان کو جائے اس سے کہہ کر اس بیت کی عربی کرے۔

روزے کہ بشاردی گزر در روز آنست　　　و آنروز وگر روز بد اندیشاں است

میں نے فوراً کہا۔

و یوم الفتیٰ ماعاشہ فی مسرۃ　　　وسائر یوم الشقاء عصیب

دم الوصل ماوا مست السعادت　　　فالجی تبفص عیش الا کرین رقیب

اور اس مصرعہ کو اس سے چاہا کہ عربی کرے

آب آیدیا جو کہ روزے بودہ گفتہ

اعیدنا الماء فی نہر فیرجعوا کمازعموا رجوع الماء فیه

اور نیز اس نے کہا کہ ایک لڑکا تھا دبیرستان میں خوبصورت ابواحمد نام ایک نے کہا کہ اس کے واسطے کچھ کہو۔ میں نے یہ شعر کہا۔

لا بی احمد وجه قمر اللیل غلامه ولہ لحظة غزال وشق القلب سهامه

اور نیز اس نے کہا کہ میرے چھ ہزار شعر عربی کے ہیں۔ وزن راست اور درست ہر آدمی کے ہاتھ میں اور میری اجزاء کی پشت پر اور نیز اس نے کہا کہ میں نے ایک وقت قیاس کیا تھا کہ چند بیت اشعار عربی سے یاد رکھوں۔ ستر ہزار بیت یاد رکھے اور ایک وقت کہا ہے کہ میں نے سو ہزار بیت عربی میں شعرائے عرب سے کیا متقدمین اور متاخرین علیحدہ علیحدہ یاد رکھے ہیں اور نیز اس نے کہا کہ صبح کے وقت ایک مقبرہ کی طرف میں جاتا تھا۔ قرآن پڑھنے کو جب لوٹتا تو درس کو جاتا تھا دو ورق لکھتا تھا اور حفظ کرتا تھا۔ جب درس سے فارغ ہوتا۔ لڑکوں کا ادیب ہوتا تھا اور تمام دن لکھتا تھا میں نے اپنے زمانہ کے حصے کئے تھے۔ کسی وقت مجھ کو فراغ نہ ہتی تھی۔ میرے زمانے میں کوئی لڑکا نہ آتا بلکہ ہنوز کھڑے رہتے اور بہت دن ایسے ہوتے کہ عشاء وقت تک نہار رہتا اور نیز اس نے کہا کہ رات کے وقت چراغ سے حدیث لکھتا تھا۔ روٹی کھانے کی فراغت نہ ہوتی تھی۔

اور نیز اس نے کہا ہے کہ حق سبحانہٗ نے مجھ کو حافظ دیا تھا کہ جو میری قلم سے گزرتا مجھ کو حفظ ہوتا اور نیز اس نے کہا ہے کہ میں نے تین سو ہزار حدیث یاد کی ہے۔ ہزار ہزار اسناد کے ساتھ۔ اور نیز اس نے کہا میں نے جو حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلب میں زحمت کھینچی ہے کوئی نہ کھینچے گا۔ ایک منزل نیشاپور نادر آباد سے کہ مینہ ہوتا تھا میں رکوع میں جاتا اور حدیث کے جزو شکم پر رکھتا کہ تر نہ ہوں اور نیز اس نے کہا کہ مجھ کو یہ نیت کافی ہے کہ مجھ کو پہلے علم سیکھنا تھا۔ اس سے نہ طلب دنیا کو بلکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اور مدد سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور نیز اس نے کہا کہ میرے کام کا تردد کوئی اتنا نہ کرتا تھا کہ میں اگر ہاتھ اپنے جسم پر رکھتا تھا تو کہتے کہ یہ کیا ہے۔ اس کو یاد رکھنا اور نیز اس نے کہا کہ میں نے تین سو آدمیوں سے حدیث لکھی ہے کہ سنی تھی اور صاحب،

حدیث نے مبتدع اور صاحب رائے یا اہل کلام شیریں نے کہا ہے۔

اور نیشا پور میں قاضی ابوبکر سے میں نے کچھ پایا۔ ان سے حدیث لکھی کہ متکلم تھے اور اشعری اگر چہ مذہب استاد حالی کا رکھتے تھے اور نیز اس نے اس کہا کہ میں تذکرہ اور تفسیر قرآن میں شاگرد خواجہ امام یحییٰ عمار کا ہوں۔ اگر میں ان کو نہ دیکھتا منہ نہ کھول سکتا۔ یعنی تذکرہ اور تفسیر قرآن میں چودہ برس کا تھا کہ خواجہ یحییٰ نے قندزیوں سے کہا کہ عبداللہ کو ناز سے اوپر پیار سے رکھو کہ اس سے امامی کی بو آتی ہے۔

اور نیز بیان میں حسب آنحضرت کے خیر المجالس مصنفہ شیخ عبدالحمید قلندر ملفوظ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ مجلس ۳۲ سے منقول ہے کہ شیخ عبداللہ انصاری جو گروہ آپ کے پاس آتا تھا۔ اس کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ شیخ ہمارے مذہب اور دین میں ہے مثلاً اگر قلندر آتے تو ان کے ساتھ ویسے ہی ہوتے کہ قلندر جانتے تھے کہ شیخ بصورت صوفی کے ہمارے آگے ہے لیکن معنی میں قلندر ہے اور جوالقی آتے وہ بھی یہی سمجھتے تھے۔ اور اگر دانشمند آتے ان کے ساتھ بھی ایسے ہی رہتے کہ وہ جانتے کہ شیخ صورت میں صوفی کے ہے لیکن مرد دانشمند ہے اور اگر سوداگر آتے وہ بھی یہی سمجھتے تھے اور اگر اہل کلاہ وہ بھی جانتے کہ شیخ ہماری جنس سے ہے۔ غرض طریق میں قاعدہ تھا اس زمانہ میں ہو یا نہ ہو۔ کون جانتا ہے کہ ان ایام میں قاعدہ تھا کہ ہر گروہ کا خطاب علیحدہ تھا اگر قلندر مرتا قلندروں میں دفن کرتے اگر صوفی مرتا صوفیوں میں اگر جوالق مرتا جوالقوں میں اگر دانشمند مرتا دانشمندوں میں اور اہل کلاہ یا سوداگر مرتا تو انہی میں اور طباخ اور قصاب ہر طائفہ کو اس میں دفن کرتے تھے۔

جب وقت نقل شیخ عبداللہ انصاری کا قریب آیا۔ لڑکوں کو آگے بلایا اور فرمایا کہ یہ مرد مرے گا لیکن میں نے اس طرح زندگانی بسر کی ہے کہ ہر طائفہ آئے گا۔ اور کہے گا کہ شیخ ہم سے تھا تم کیا کرو گے۔ لڑکوں نے کہا جو شیخ فرمائیں وہ کریں گے شیخ نے فرمایا جب میں مروں چاہیئے کہ جنازہ بناؤ اور رکھو اور ہر طائفہ سے کہو کہ آویں اور جنازہ اٹھائیں جس سے جنازہ اٹھے میں اسی طائفہ میں ہوں گا۔ اس میں دفن کرنا۔

چنانچہ جب شیخ نے نقل کی سب گروہ حاضر ہوئے۔ اور ہر ایک کہتا تھا کہ شیخ ہمارے مذہب میں تھا ہم میں رہے شیخ کے لڑکوں نے جنازہ باہر رکھ دیا اور کہا ہر طائفہ آئے اور جنازہ اٹھائے جس کے ہاتھوں سے جنازہ اٹھے شیخ ان میں سے ہے۔ اول قلندر آئے اور ہاتھ لگایا کہ اٹھائیں۔ ایسا جنازہ ہو گیا کہ گویا زمین میں گڑ گیا ہے۔ قلندر لوٹ گئے پھر جوالقی آئے پھر دانشمند اور پھر سوداگر اور پھر اہل کلاہ کسی سے جنازہ نہ اٹھا۔

پھر اہل تصوف آئے اور شیخ کے لڑکوں نے ہاتھ رکھا تو زمین سے اٹھا اس حکایت سے ذوق بے نہایت ہوا اور سب نے خدمت کی اور مستفید ہوئے بعد ازاں آیت پڑھی اور نماز کے لئے فرمایا کہ ایک درویش آتا ہے کہ سب خلق میں ایسا ہوگا کہ سب جانیں گے کہ یہ ہم سے ہے۔ بندہ نے عرض کی کہ کن مع الناس کواحد منہم کے یہ معنی ہیں یا اور معنی ہیں۔

فرمایا یہ حدیث مشارق میں نہیں ہے ایک شاگرد نے کہا کہ میں نے فلاں کتاب میں دیکھی ہے۔ حدیث ہے خواجہ نے فرمایا یہ اخلاق سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنی اپنے آپ کو ظاہر کرنے والا اور سختی کرنے والا اور تکلیف دینے والا مت ہو۔ سب خلق میں ایسا وہ مثل رسول علیہ السلام کے سب کے ساتھ خلق کے ساتھ پیش آتے تھے یہاں تک کہ لوگ طعن کرتے تھے کہ قالوا ما لھذا الرسول یا کل الطعام ویمشی فی الاسواق۔

یعنی کھانا کھاتے ہیں اور بازار میں پھرتے ہیں۔

بعد ازاں یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

قل انما انا بشر مثلکم یُوحٰی اِلَیَّ۔ والحمد للہ رب العلمین

ذکر بعض اولاد آنحضرت کا

جاننا چاہئے کہ ان کی اولاد سے میاں شیخو بہت ولی بزرگ گزرے ہیں کہ ان کہ نسبت شیخ سلطان ساکن سارنگپور کے گھر ہوئی تھی اور شیخ سلطان اولاد سے شیخ علاؤالدین موج دریا کے تھے اور شیخ علاؤالدین موج دریا نبیرہ صاحب سجادہ حضرت گنج شکر کے تھے۔ میاں شیخ سلطان کے گھر میں ہمشیرہ شیخ بھکاری صاحب ولایت سارنگپور کے تھے اور

شیخ بھکاری بھی حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے اور میاں شیخو مذکور اوّل گوالیر میں متوطن ہوئے جب ان کی نسبت شیخ سلطان کے ہوئی پھر سارنگپور میں متوطن ہوئے جب ان کی نسبت شیخ سلطان کے ہوئی پھر سارنگپور میں متوطن ہوئے اور شیخ شیخو کی لڑکی گھر میں شیخ نظام بھائی شیخ فیروز ابن شیخ عادل چشتی کے ہے اور شیخ نظام جد مادری کاتب الحروف کے ہوتے ہیں اور بعض بھائی میاں شیخو کے بدایوں میں رہتے ہیں۔ باسم شیخ مجاہد انصاری وغیرہ اور شیخ لشکری ابن شیخ ابوالفتح انبالوی جد مادری برادرم شیخ عبدالنبی اور اولاد آنحضرت سے تھے کہ ان کے گھر میں ہمشیرہ شیخ فیروز چشتی کی تھی۔ مسماۃ دریا خاتون کہ ان کے تین لڑکے تھے گوالیر میں۔

اوّل شیخ حاجی محمد کہ ان کے عقد میں کاتب الحروف کی پھوپھی تھی۔ دوسرے شیخ موسیٰ کہ ان کے گھر میں شیخ ہیبت چشتی کی لڑکی تھی۔ تیسرے شیخ عیسیٰ کہ ان سے شیخ محبوب چشتی کی لڑکی بیاہی تھی اور اب ان کے بعض برادر انبالہ میں رہتے ہیں اور گوالیر میں ان کے برادر زادہ شیخ عبداللہ ہیں۔ بن شیخ علی اور والدہ شیخ عبداللہ لڑکی شیخ محبوب چشتی کی ہیں اور شیخ عبدالوہاب ابن شیخ برہان اور حصار میں میاں فتح خاں اور نصرت خاں اور صاحب خاں وغیرہ ابن شیخ رزق اللہ اور جہاں خاں اور مبارک خاں پسران شیخ الیاس اور گوالیر میں شیخ فضل اللہ بن شیخ نصر اللہ اور شیخ طالب اور شاہ محمد بن شیخ احمد بن شیخ نصر اللہ مذکور۔ دوسرے شیخ شاہ محمد اور بشیر محمد اور پیر محمد بن شیخ فتح اللہ بن شیخ نصر اللہ مذبور اور شیخ نصر اللہ کی ایک لڑکی بھی ہے کہ وہ شیخ عبدالرحمٰن ساکن انتری کے عقد میں ہے۔ مسماۃ بی بی حسین خاتون والدہ بزرگوار شیخ عبداللطیف تاکہ ظاہر ہو اور نیز گوالیر میں شیخ نور محمد دانشمند ابن شیخ مصطفیٰ کہ ایک اولیاء خدا سے تھے۔ پاک پٹن میں شیخ نور محمد ولد میاں شیخ مبارک بن شیخ قطب اور شیخ لعل محمد بن عبدالعزیز بن شیخ حسن اور مصطفیٰ آباد میں کہ نزدیک سہارنپور بوریہ کے ہے۔ شیخ دائیاں پھوپھی زادہ کاتب الحروف کے اور لڑکے ملک العلماء مولانا قاضی شیخ دانشمند ابن شیخ عزیز اللہ ابن شیخ قاضن بن شیخ علی بن شیخ برہان بن شیخ قاضی شہ بن شیخ بدر شجاع بن حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری اور قاضی جمال

محمد بن شیخ مصطفیٰ ابن شیخ محی الدین بن شیخ خیر الدین بن شیخ عبدالمالک بن قاضی شہ مذکور اور شیخ سلطان بن عبدالجبار بن عبدالقادر بن قاضی شیخ مذکور وغیرہ۔

اور کنکوت میں قاضی شیر اور پیر خان اور شیخ عبدالواسع اور شیخ قاسم اور صالح محمد وغیرہ رہتے ہیں اور نیز اولاد آنحضرت سے جونپور میں شیخ درویش محی الدین اور شیخ مبارک محی الدین پسران نور اللہ اور مفتی شیخ مجاہد وغیرہ ہیں اور فتح پور میں شیخ سلیمان صوفی کہ مسجد میں شیخ عبدالنبی کی رہتے ہیں اور دہلی میں حضرت حافظ امان اللہ ابن شیخ فضل اللہ بن شیخ سلیمان اور تغلق آباد میں شیخ ابوسعید اور شیخ فرید اور شیخ عباس ابن شیخ طیب ابن شیخ ابواسع بن شیخ معین الدین بن شیخ علاؤ الدین اور شیخ عبداللہ بن شیخ الہ بخش بن شیخ نظام اور سنبھلی میں شیخ عبدالنبی بن عبدالحق بن شیخ عزیز اللہ اور شیخ عمر اور شیخ سلیم اولاد شیخ مون اور نیز ان کے برادر شہر مون میں ساکن ہیں۔

اور فتح پور میں شیخ نصر اللہ اور شیخ احمد ابن شیخ عبداللہ بن شیخ محمد اور شیخ ابوالخیر بن شیخ عبداللہ مذکور اور لڑکی شیخ عبداللہ مرقوم کی شیخ فتح اللہ بھانجے نواب ابراہیم کے نکاح میں ہے اور قصبہ پانی پت میں شیخ بدر الدین اور صدر الدین پسران شیخ رکن الدین بن ملک العلماء شیخ جنید دانشمند بن شیخ محمد بن شیخ عبدالقادر اور شیخ برہان اور یوسف محمد مفتی اولاد عبدالغفور بن ابوسعید کی اور شیخ امان کہ اولیائے خدا سے تھے اور عبدالنبی اور عبدالرحمٰن پسران شیخ کمال اور عبدالکریم نبیرہ عبدالرزاق اور عبدالسلام اور عبدالستار اور عبدالمودود نبیرہ ہائے حاجی یحییٰ اور غلام محمد متوالی بن لاد محمد بن حاجی دادن اور قطبا ولد اسماعیل زجی اور قاضی عبدالواحد ولد قاضی رکن الدین وعبدالحی بن عبدالواسع واشراف بن ابراہیم وعبدالواسع وسیف اللہ ولد قاسم ورکن بن محمود بن عبدالصمد۔

اور سنبھل میں شیخ حسن محمد ابن شیخ عماد ابن شیخ عبداللہ اور شیخ الہ بخش ابن شیخ حبیب اللہ ابن شیخ عبداللہ انصاری بہت ہیں یہاں مختصر لکھا گیا اور سارنگپور میں قاضی عبدالقادر مذکور کی ہیں اور بعض نسل آنحضرت سے لکھتے ہیں۔ مثل شیخ بایزید وغیرہ اور بعضے اکھٹے ہیں اور بعض شہروں میں متفرقہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فصل ۳

بعض قوموں کے بیان میں کہ قطب العالم شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے پاک پٹن میں رہتی تھیں

اس تفصیل سے کہ سرکھنکھوانیاں پھلیاں اور دھکاں۔ جھکر والیاں اور چند گھر قصاب کے بھی تھے لیکن سرکھنکھوانیاں جوگی کے معتقد تھے کہ قدیم سے رجوع طرف قطب العالم کے ہیں۔ قصبہ مذکور میں ظاہر میں یکاں اور مہرکاں اور سیاں وغیرہ قوم مذکور تابع پھلی مذکور کے تھی کہ پھلی راجہ تھا لیکن تمام قوم جوگی کی معتقد تھی کہ اس کا سابق پر نام مشہور ہے۔ جب حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین قدس سرہٗ نے قصبہ پاک پٹن میں نزول اجلال فرمایا تمام قوم بالا سوائے قضات کے مع جوگی سابق کے کفار تھے۔ حضرت کی توجہ سے مسلمان ہوئے اور آنحضرت کے مطیع ہوئے۔ جوگی کا نام آنحضرت نے قطب کمال رکھا۔ چنانچہ جوگی کے مطیع ہونے کا قصہ مشہور ہے۔ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں مرقوم ہے اور اب تک وہ قوم حضرت کی اولاد کی خدمت گزار ہے اور قاضی جو آپ سے دشمنی رکھتے تھے اور اپنے فعل سے باز نہ آتے تھے آخر کو وہ بھی قہور ہوئے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ قاضیاں عدا ند ولی مقہور انند تمام مذکور حضرت کے مطیع ہوئے اور اب تک آپ کی اولاد کے خادم ہیں۔

اور یوں بھی بتا گیا ہے کہ بعض نے مسطور پٹن سے ہندوستان آ کر آپ کو شہزادہ بیان کیا ہے مثل جھکڑالیوں وغیرہ کے اگر کوئی پوچھتا ہے کہ تم کون قوم ہو تو کہتے ہیں ہم اشراف ہیں۔ قطب العالم کی اولاد سے جو دانا اور عقیل ہوتا ہے ان سے نسبت نہیں کرتا کہ غیر کفو ہیں۔

جاننا چاہئے کہ پھلی اصل میں راجپوت ہیں۔ پھلی اس واسطے لقب ہوا ہے کہ ایک قصہ ہے نامناسب کہ مناسب لکھنے کے نہیں ہے اور ان کی پھلی کی اولاد عرف میں پھلیاں کہتے ہیں۔ اور کھوالیاں اصل میں علوی ہیں۔ اولاد سے محمد اکبر کے محمد حنیفہ ابن

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہیں اور سارنگوان سے آئے تھے اور سارنگوان ولایت میں مشہور ہیں۔ قطب العالم کے آنے سے پہلے پٹن میں سکونت رکھتے اور پھلیاں اور ادھکاریاں اور جھکر والیاں نسبت سر کھوالیاں کے ساتھ دے کر آئے۔ اور نسبتیں ساتھ شیخ زادوں کے نصر الٰہی رکھتے ہیں۔ دونوں طرف اور ادھکر اصل میں کھری سیالی کہ ان کے بزرگوں کو قطب العالم نے مسلمان کیا تھا۔ خواجہ علی نیک بخت ہوئے۔ دہکان نام رکھا کہ قدیم لقب اس کا ادہکان تھا۔ اس واسطے فرزندان خواجہ نیک بخت کر ادہکاں کہتے ہیں اور جھکر والی اصل میں نسب سے جک کے ہیں کہ وہ جٹ تھا اور نام جکہ تھا۔ اس واسطے اس کی اولاد کو جھکرلی کہتے ہیں۔ اور یکان اور دہکان اور سیاں یہ تینوں قوم پاک پٹن کے کسان تھے۔ یعنی مزارعہ کھیت کرنے والے اصل میں ارزل ہیں اور بغوطی نسل سے مکہ مذکور کے ہیں اور بغوطی دہلی میں متوطن ہوئے اور یکاں اور دہکان اور سیاں اور بغوطاںَ یہ لقب ان کے تمام عالم میں ہوئے اور برتیان تھے اصل میں جٹ ہیں لیکن مدت سے مسلمان ہوئے ہیں۔ بریت نام ایک شخص بزرگ کا تھا کہ خدمت میں شیخ احمد قطب العالم کے چچا کی پرورش پائی تھی اور انہی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔ اسی واسطے برقی لوگ آپ کو فاروقی کہتے ہیں۔ محض غلط ہے اور مواضع پاک پٹن میں رہتے ہیں اور کھیتی کرتے ہیں اور زمینداری میں مشہور ہیں۔

اور بعض اس قوم سے وہاں سے آ کر بدایوں میں رہے اور اپنی اولاد کی نسبت قطب العالم کی اولاد سے کہ پاک پٹن کے نزدیک کھولراں اور دھوتیاں اور جویاں اور نہاریاں قدیم سے مسلمان ہیں۔ ہمیشہ نوافل اور روزہ دار رہے۔ ادب اسلام کا بجا لاتے ہیں۔ پٹن کے گرد و نواح میں یہ لوگ صاحب جاہ و جلال ہیں اور مقدار دس ہزار سوار کے اور ۲۹ ہزار پیادہ کے خدمت میں آتے ہیں اور حضرت قطب العالم سے درست اعتقاد رکھتے ہیں اور آپ کی اولاد سے بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور مرید ہیں اور اپنی لڑکیوں کی نسبت قطب العالم کی اولاد سے کرتے ہیں اور تبوان اور ڈوگراں وغیرہ توابع قوم مذکور کے ہیں۔

خصوصاً تمام قوموں سے کھوکھر قدیم مسلمان ہیں کہ عرب سے ان کے بزرگ آئے

تھے اور نواحی پاک پٹن میں سکونت رکھی اور ملک گیری کی۔ ویسے ہی اب ہیں اور اپنی لڑکیوں کو نکاح میں مریدان قطب العالم شیخ علاؤالدین موج دریا صاحب سجادہ بن شیخ بدرالدین سلیمان بن قطب العالم گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ علاؤالدین کے ذکر میں تفصیل بیان کر دی گئی ہے جب یہ ذرّہ موہوم ۲۴ ماہ رجب المرجب ۱۰۶۳ھ میں قطب العالم کی زیارت سے مشرف ہوا اور بندگی حضرت شیخ محمد بن شیخ ابراہیم ادھم بن شیخ فیض اللہ بن شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی حاصل کی اور ان کی ملازمت میں حقیقت حسب اور نسب اور ازواج اور اولاد تمام قطب العالم کی پائی لہٰذا تحقیق کر کے قلم میں لایا واللہ اعلم بالصواب۔ والیہ المرجع والمآب۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ؕ وَصَلَّى اللّٰهُ تعالٰى عَلٰى رَسُوْلِ خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ وَزِيْنَةِ فَرْشِهٖ وَعُرُوْسِ مُهْلَكَتِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

باسمہ سُبحانہٗ ا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

تذکرۂ فریدیہ

مختصر حال برکت اشتمال حریق المحبت برہان العاشقین حضرت خواجہ فرید الحق والملۃ والدین مسعود گنج شکر اجودھنی قدس سرہ العزیز

نام نامی واسم گرامی آپ کا مسعود بن سلیمان ہے۔ آپ قوم سے شیخ فاروقی یعنی خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ سلسلۂ نسبی آپ کا سترہ واسطوں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور حضرت کی والدہ کا نام بی بی قرسم خاتون بنت مولانا وجیہہ الدین مجندی ہے۔ آپ اعظم النساء عارفات سے گزری ہیں۔ آپ کا ذکر خیر اکثر کتب سیر میں بشرح وبسط ہے۔

آپ کا لقب شریف فرید الدین گنج شکر اور حریق المحبت ہے کہ آتش عشق اور محبت الٰہی نے آپ کے وجود میں بجز اپنی ذات کے اور کچھ نہ چھوڑا تھا۔

دوسری وجہ فرید الدین لقب آپ کو عطا فرمودہ حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ مؤلف تذکرۃ الاولیاء ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ لقب آپ کو پردۂ غیب سے حاصل ہوا تھا اور لقب گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے ملقب ہونے کی تین وجوہات کتب سیر میں مرقوم ہیں۔

اوّل یہ کہ ایک مرتبہ آپ نے دہلی میں روزہ طی رکھا تھا، بعد وقت مقررہ افطار کیا۔

الا کوئی ایسی شے آپ کو دستیاب نہیں ہوئی کہ جو باعث تسکین جوع ہوتی۔ لاچار بعد از نصف شب آپ نے غایت گرسنگی سے ہاتھ زمین پر مارا۔ چند سنگریزے اس وقت ہاتھ میں آئے۔ آپ نے ان کو اٹھا کر منہ میں ڈال لیا کہ وہ پتھر کے ٹکڑے آپ کے منہ میں شکر ہو گئے۔ جب یہ خبر آپ کے پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

دوم یہ کہ ایک دفعہ آپ خدمت مبارک حضرت خواجہ شہید المحبت قدس سرہ العزیز میں حاضر ہونے کے واسطے جائے اقامت سے روانہ ہوئے تو راہ میں کئی مقام تک آپ کو کچھ کھانے کو نہیں ملا۔ ایک روز غایت ضعف و گرسنگی سے آپ زمین پر گر پڑے۔ جو خاک آپ کے منہ میں پہنچی وہ شکر ہو گئی اور جب یہ خبر سمع مبارک حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ میں پہنچی آپ نے ارشاد فرمایا کہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

سوم یہ کہ ایک روز آپ برسر راہ تشریف فرما تھے کہ ایک بنجارہ آپ کے سامنے سے گزرا جس کے بوروں میں شکر لدی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ ان بوروں میں کیا ہے؟ اس نے ازراہِ تمسخر جواب دیا کہ نمک ہے۔ آپ نے فرمایا (خیر نمک ہی ہوگا) وہ شکر سب اسی وقت نمک ہو گئی۔

جب منزل مقصود پر پہنچ کر اس نے بار کشادہ کئے تو بجائے شکر کے نمک پایا۔ روتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ غلام سے خطا ہوئی جو شکر کو نمک بتلایا کہ انفاس نفیسہ حضور سے نمک ہو گیا۔ دراصل وہ شکر تھی آپ نے فرمایا کہ جا بابا وہ شکر تھی تو شکر ہو گی۔ جب اس بنجارہ نے آکر دیکھا تو وہ نمک سب شکر تھی۔ بیرم خاں خانخاناں مرحوم نے اس تلازمہ میں کیا خوب کہا ہے۔

کان نمک وجہان شکر شیخ بحرو بر
آں کز نمک شکر کندواز نمک شکر

وللہ درہ قال فی توصیفہ

کاں نمک وگنج شکر شیخ فریدؒ　　گز گنج شکر کان کرد پدید
درکان نمک کرد نظر گشت شکر　　شیریں نزازیں کراہتے کس نشید

ولادت باسعادت آپ کی قصبہ کھوتی وال میں کہ آج کل اس کو مشائخ کی چاولی کہتے ہیں کہ جو درمیان پاکپٹن ومہاران شریف ضلع ملتان میں واقع ہے۔ آپ نے قبل ازارادت ربع مسکون کی سیر فرمائی۔ اور ہر شہرو دیار کے اولیاء اللہ سے فیض صحبت پایا چنانچہ یہ امر آپ کی ملفوظات سے ظاہر ہے کہ جب آپ دہلی میں پہنچے اور آوازۂ عظمت وجلال حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ کا سنا تو حاضر ہو کر مجلس اوّل ہی میں فرط عظمت وکشش شیخ سے مرید ہوئے۔ خواجہ حریق المحبت خود ہی اعتراف فرماتے ہیں کہ میں نے سیر ربع مسکون کی کی۔ اور ہزارہا اولیاء اللہ دیکھے اور ان سے شرف فیض پایا مگر جو عظمت وجلال میری نظر نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ کا دیکھا وہ کسی کا نہ پایا۔ (میں ان کا مرید ہوا) میرے شیخ نے بعد تین روز کے دروازہ عطائے کرم کھول دیا اور مجھے مالا مال کر دیا اور فرمایا اے فرید بعد کامل ہونے کے میرے پاس آئے۔ انتہیٰ کلامہ۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ تحصیل علم میں جب کہ بمقام ملتان مصروف تھے اور ایک بزرگ صاحب درس (یعنی تعلیم دینے والے) سے کتاب نافعہ جو فقہ کی مشہور کتاب ہے پڑھتے تھے کہ ان ہی ایام میں حضرت خواجہ شہید المحبت مقام اوش سے ملتان تشریف لائے جب ان کی نظر آپ پر پڑی تو کشف وقائع آئندہ سے حال آپ کا معلوم ہوا اور نزدیک بلا کر فرمایا کہ اے صاحب کیا پڑھتے ہو؟

"آپ نے عرض کی کہ کتاب نافعہ پڑھتا ہوں۔"

اس پر حضرت نے فرمایا کہ نافعہ سے کچھ نفع پہنچنے کی امید ہے؟

آپ نے عرض کی کہ نافعہ سے خیر مگر مجھ کو نگاہ کرم حضور سے فائدہ پہنچنے کی زیادہ تر امید ہے۔ یہ کہہ کر قدوم مبارک حضرت خواجہ شہید المحبت رضی اللہ عنہ میں گر پڑے اور معتقد ہوئے اور تعلیم چھوڑ کر بہمراہی حضرت خواجہ شہید المحبت نور اللہ مرقدہ دہلی تشریف

لائے اور رشتۂ مریدان میں منسلک ہو کر خرقہ خلافت سے مستفیض ہوئے۔

کتب سیر میں لکھا ہے وقت بیعت آپ کی عمر پندرہ یا اٹھارہ سال کی تھی اور بعد بیعت آپ اسی برس تک زندہ رہے۔ جملہ عمر شریف آپ کی پچانوے یا اٹھانوے سال کی ہوئی۔

آپ کو فقر و فاقہ سر حال نہایت محبوب و مرغوب تھا۔ جب کسی مقام پر آپ تشریف لے جاتے وہاں کے باشندے انوار الٰہی کو جو آپ کے رخ انور میں تاباں تھے دیکھ کر فوراً حاضر خدمت ہوتے۔ یہ امر آپ کو ناگوار ہوتا تھا۔ آپ ان سے کنارہ کش ہو کر دوسری جگہ تشریف لے جاتے۔ جب وہاں بھی ایسا معاملہ پیش آتا تو کسی اور جگہ تشریف لے جاتے۔ شدہ شدہ اجودھن میں پہنچے کہ باشندے وہاں کے منکر درویشاں نہایت بدمزاج اور سخت گیر تھے۔ کسی نے آپ کے پہنچنے پر التفات تک نہ کیا اور نہ خاطر و مدارت سے پیش آئے بلکہ برا بھلا کہنا شروع کیا۔ جب آپ نے یہ معاملہ دیکھا بہت خوش ہو کر اپنے نفس سے مخاطب ہو کر فرمایا

کہ (اے فرید یہ تیرے رہنے کی جگہ ہے) اور ساکنانِ اجودھن نے اپنی جبلی عادت کی وجہ سے آپ کو شہر میں بھی رہنے نہ دیا۔ پس آپ شہر کے باہر ایک گھنا دار کیڑ کے درخت کے سایہ میں مقیم ہوئے اور یادِ خدا میں مشغول ہوئے۔

اکثر وقت اپنا مسجد جامع میں آپ بسر فرماتے تھے وہیں آپ کے اولاد ہوئی۔ آپ فاقہ پر فاقہ کرتے اور شدت سے سختی و محنت کی تکلیف اٹھاتے اور وہیں نشو ونما پاتے۔

چونکہ آپ کی دلیل روشن اور برہان قوی تھے پوشیدہ طور پر رہنا نہ ملا۔ شہرت آپ کی نزدیک و دور پہنچی۔ اور ہر اطراف و جوانب سے مشائخ اور آئمہ دین آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور بالآخر اس شہرت نے یہاں تک کثرت پکڑی کہ آمد و رفت و بود و باش صلحاء سے اجودھن کا نام تبدیل ہو کر پاک پٹن ہو گیا۔

آپ نے بمتابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار شادیاں کیں اور پانچ فرزند نرینہ

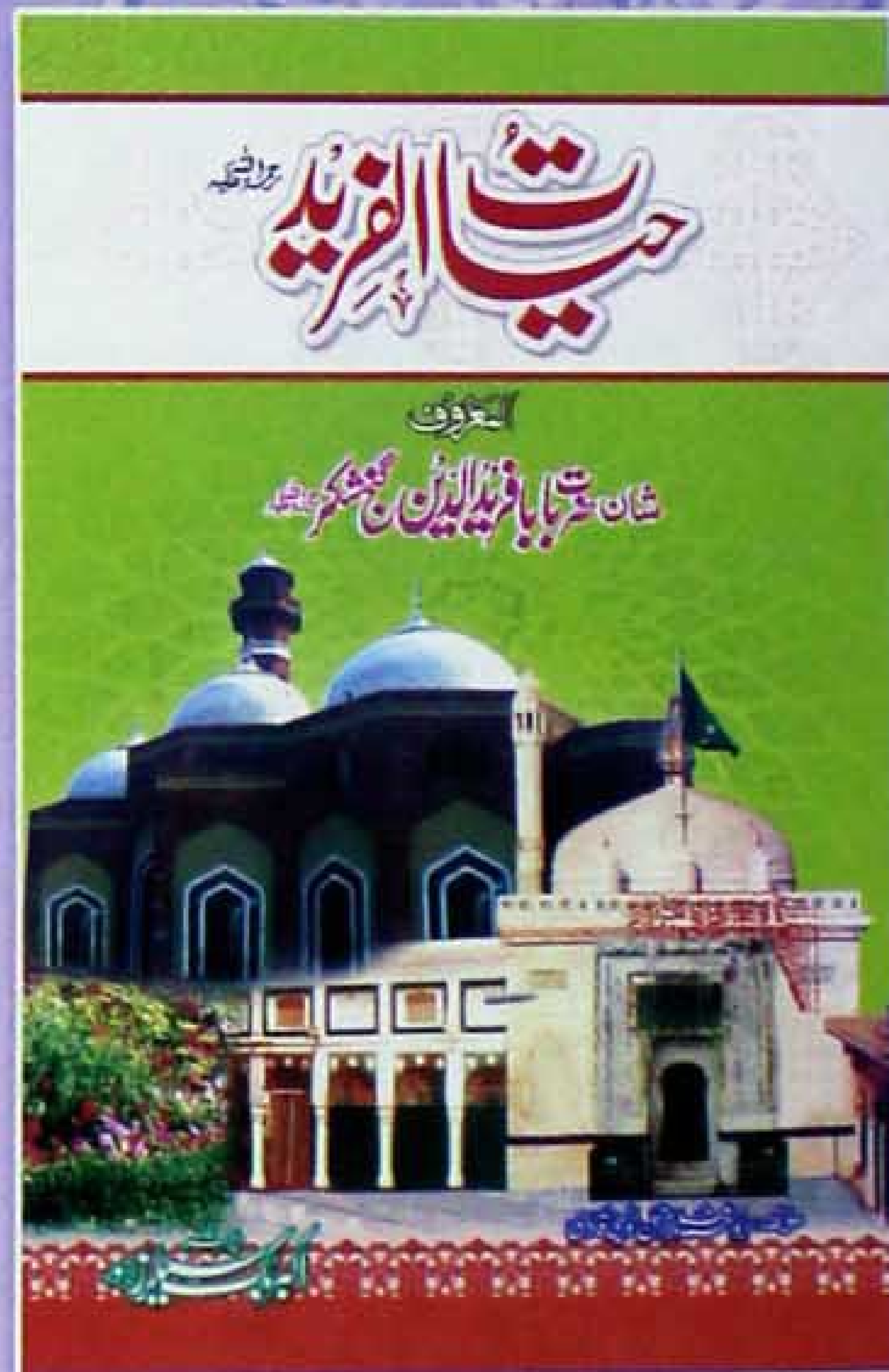
اور تین لڑکیاں آپ سے باقی رہیں۔ پوتوں اور نواسوں کا کوئی شمار نہ تھا۔

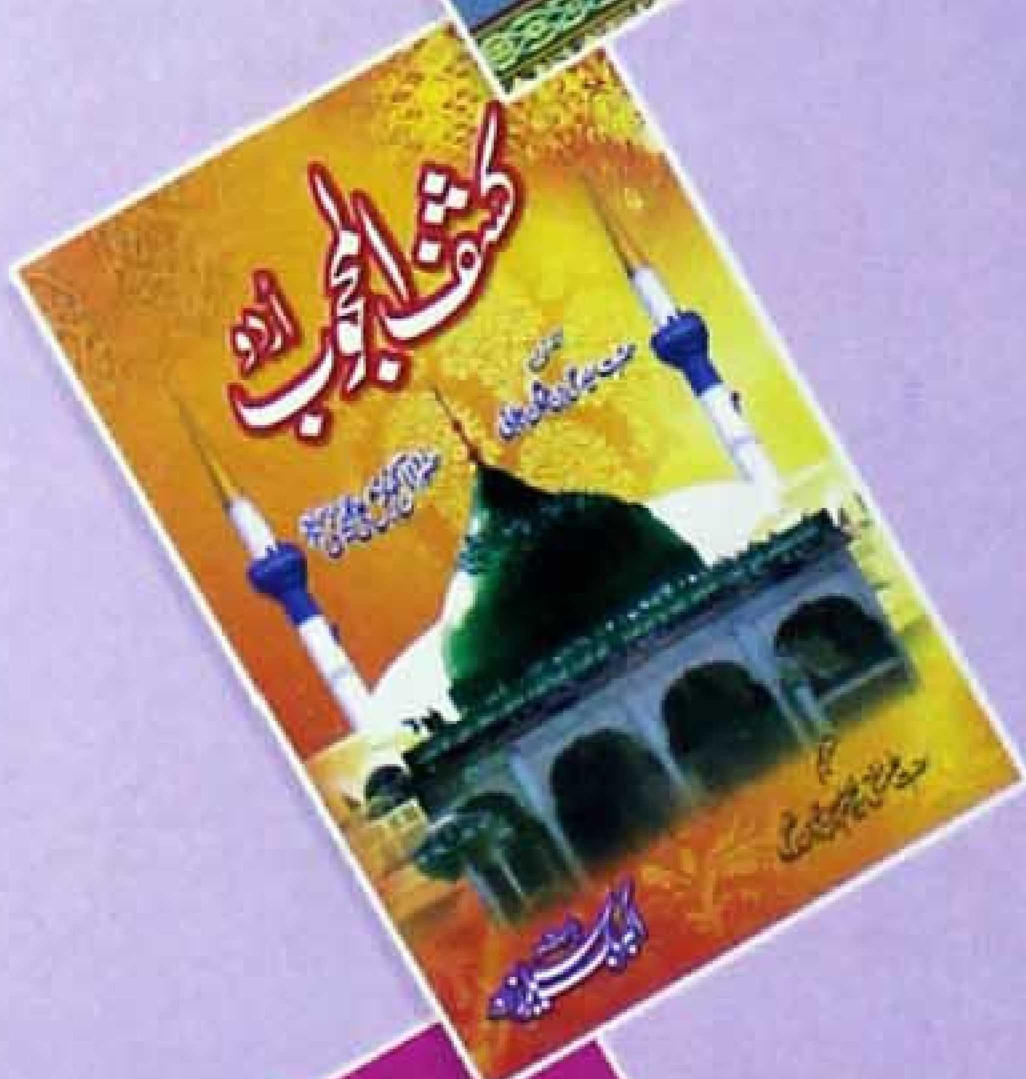
آپ کے ذکر اور خوارق عادات سے جملہ کتب سیر معمور ہیں۔ آپ کے باقی حالات جواہر فریدی مرتبہ و مصنفہ مولوی محمد علی اصغر صاحب ابن مخدوم شیخ مودود ابن مخدوم شیخ محمد قریشی چشتی بہدالوی ثم فتح پوری از اولاد بندگی حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسودہ خاص حضرت مصنف مرحوم قدس سرہٗ العزیز کو دیکھنا چاہیے۔

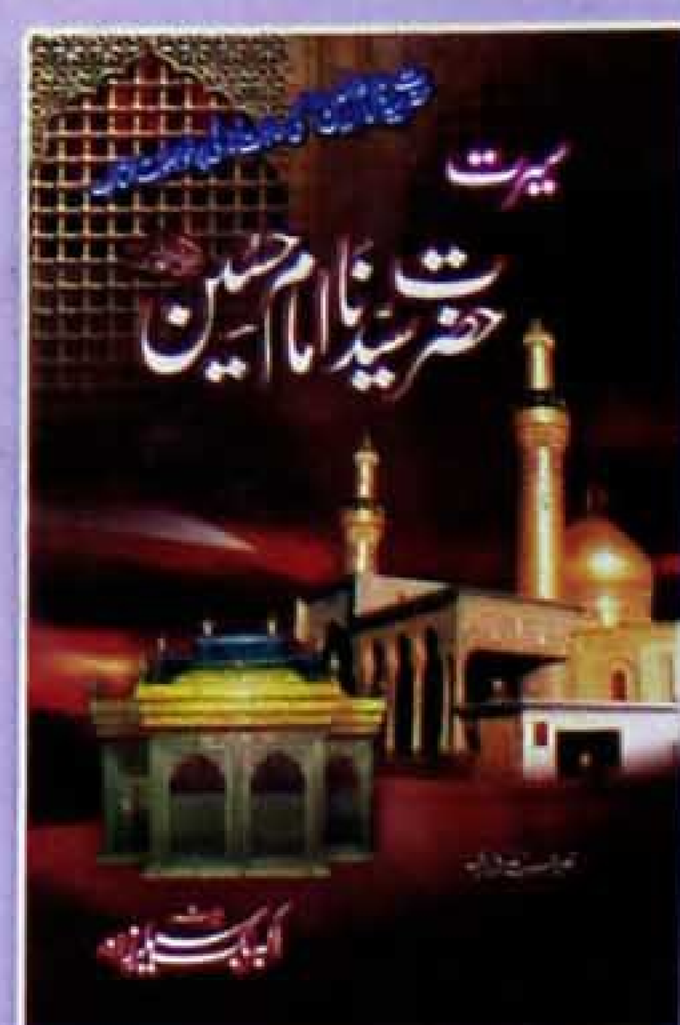
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

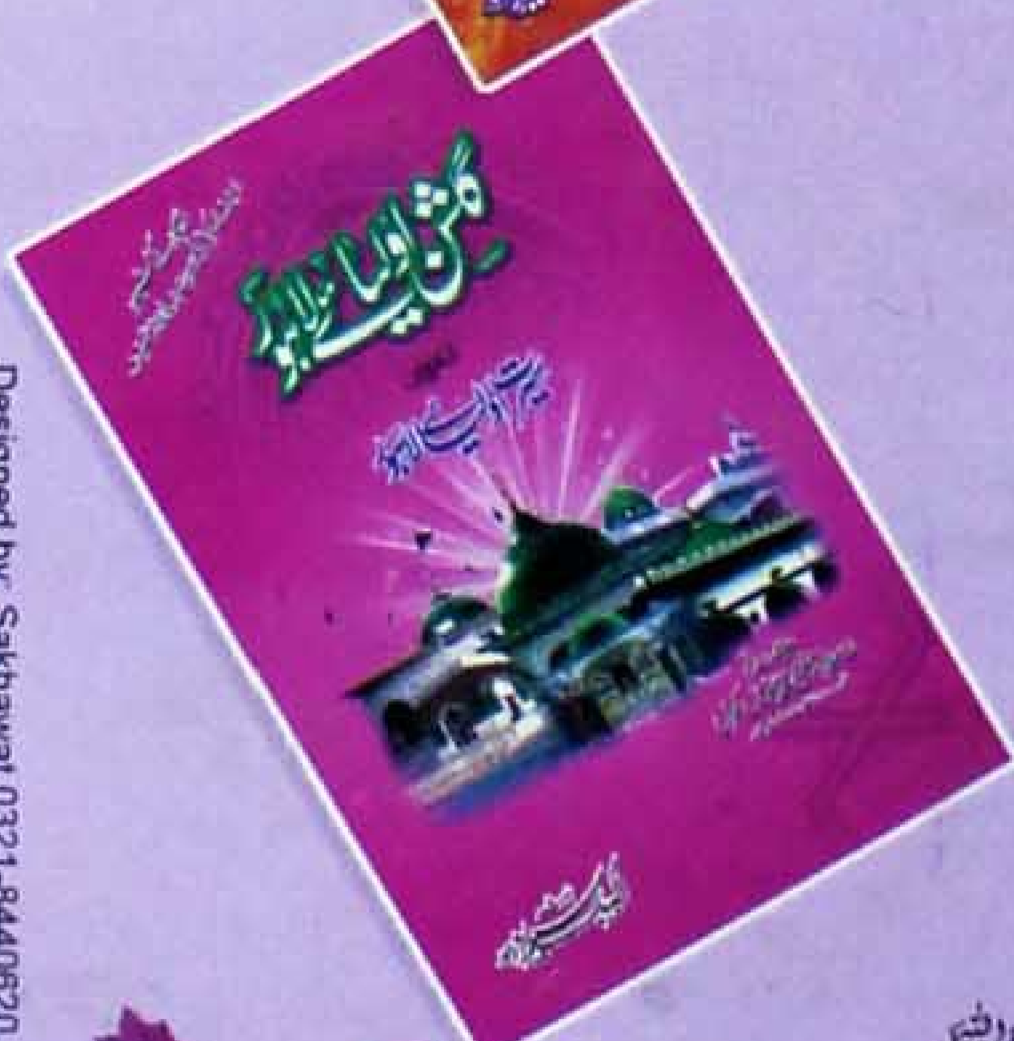
ہماری چند دیگر مطبوعات











مکتبہ بابا فرید

چوک چٹی قبر پاک پتن شریف 0301-7241723